چارون اماموں کا بعضے مسائل مین مبنی ہے اوپر اختلاف اصحاب کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پس اقتدا کرنے والا ان اماموں کا اقتدا کرنے والا ہے اصحاب رضی اللہ عنہم کا تاکہ ہون حفاظت کرنے والے اور یاد رکھنے والے احکام شریعت اوسکے سے اور چن لیے اون مین سے چار یار کبار با وقار اوسکے کہ وہ چارون چار دیوار ہین خانہ دین متین کے اور چار قوائم ہین تخت نبوت کے اور چار ستون ہین قصر اسلام کے جنکی منقبت عالی مرتبت مین آیا ہے رحم اللہ ابا بکرؓ زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الهجرة وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من ماله رحم الله عمرؓ یقول الحق وان کان مرا ترکه الحق وما له من صدیق رحم اللہ [illegible] تستحیہ الملائکة رحم الله علیاؓ اللهم ادر الحق معه حیث دار ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رحمت کرے [illegible] دار ہجرت کے اور ساتھ رہا میرے غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے یعنی مال دیکر رحم کرے اللہ تعالیٰ عمرؓ کو کہتا ہے صرف حق اگرچہ تلخ لگے کسی کو چھوڑ دیا اوسکو حق گوئی نے اس حالت مین کہ نہین ہے کوئی واسطے اوس کے دوست رحمت کرے اللہ عثمانؓ کو حیا کرتے ہین اوس سے فرشتے رحمت کرے اللہ تعالیٰ علی کو خداوندا پھیر حق کو ساتھ اوسکے جدھر کو وہ پھرے اور برگزیدہ لیے واسطے اوسکے تابعین اور تبع تابعین جنکے بیان مین وارد ہے خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ترجمہ فرمایا حضرتؐ نے بہتر امت میری کا قرن میرا ہے یعنی اصحاب میرے پھر وہ لوگ کہ متصل اونکے ہین یعنی تابعین پھر وہ لوگ کہ متصل اونکے ہین یعنی تبع تابعین تاکہ ہون وہ بیان کرنے والے سنت قویم اور صراط مستقیم اوسکے کے اور مضبوط اور مستحکم کیا اساس دین متین اوسکے کو ساتھ پیدا کرنے اور وجود مین لانے ائمہ مجددین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کہ مبشر ہین وہ ساتھ بشارت فیض اشارت ان اللہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها کے ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ اوٹھاویگا اس امت کے لیے سرے پر ہر صدی کے ایسا شخص کہ تازہ کرے اوسکے لئے دین اوسکا سو ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد پیدا کرتا رہا اور اوسکے ہاتھ سے تجدید دین کی ہوتی رہی چنانچہ اول صدی کے مجدد عمر بن عبد العزیز مروانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسری صدی کے امام شافعی رحمۃ اللہ اور تیسری صدی کے مجدد ابن شریح اور امام اشعری رحمہما اللہ تعالیٰ اور چوتھی صدی کے باقلانی رحمۃ اللہ اور پانچوین صدی کے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ اور چھٹی صدی کے امام فخر الدین رازی اور رافعی رحمۃ اللہ اور ساتوین صدی کے ابن دقیق العید رحمۃ اللہ اور آٹھوین صدی کے بلقینی اور حافظ زین الدین رحمہما اللہ اور نوین صدی کے جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کما عدهم صاحب مجالس الابرار والطیبی اور دسوین صدی کے علی القاری رحمۃ اللہ [illegible] کے حضرت محبوب ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی چنانچہ اونکی اثبات مجددیت مین تصانیف اوسوقت کے علما کی موجود ہین اور بارھوین صدی کے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی چنانچہ آپ ہی نے اس امر کا ادعا بھی تفہیمات مین بخوبی بیان کیا ہے اور تیرھوین صدی کے حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین امام الاولیا والصالحین خلاصہ خاندان مصطفوی سلالۂ دودمان مرتضوی پیشواے شریعت مقتدای طریقت رہنمای حقیقت مہتدای معرفت رافع اعلام توحید و

سنت قامع بنیان شرک و بدعت صاحب اوصاف حمیدہ خداوند اخلاق پسندیدہ نیر برج ولایت گوہر درج ہدایت شیر میدان تسلیم
رضا نہنگ دریائے قدر و قضا سلطان العارفین برہان الواصلین ہادی زمان مہدی دوران مصدر فیوض ایزد منان منبع الجود
والاحسان راس الاتقیا تاج الاصفیا سند الکاملین مسند المکملین اسوہ نقبائے عصر مرجع نجبائے دہر غواص بحر معانی سباح قلزم تکمیہ (؟) دانی
یعنی امیر المومنین والمسلمین امام المہاجرین و المجاہدین برگزیدہ بارگاہ صمد سید السادات سید احمد علیہ الرحمۃ والرضوان ہین کہ اللہ تعالی
نے اونکی ذات بابرکات کی سعی و کوشش سے ایک عالم کو خوبی توحید و سنت اور زشتی شرک و بدعت سے ماہر کردیا اور ہر ایک طالب
راہ مستقیم پر حق و باطل کو ظاہر کردیا اور لاکھون آدمی اون سے بیعت کرکے ہدایت پاگئے اور بادیۂ ضلالت سے شاہراہ شریعت پر
آگئے رضوان اللہ علیہ و علیہم اجمعین الی یوم الدین چنانچہ اس مضمون ہدایت مشحون کو بخوبی صاحب رسالہ صیانۃ الاناس من
وسوسۃ الخناس اور صاحب نصاب گوہر منظوم اور صاحب تنبیہ الغافلین اور تاریخ احمدیہ والی وغیرہ علمای کرام نے اپنی اپنی
تصانیف نظم و نثر مین صاف منقح اور مبین کیا ہے کما لا یخفی علی المتتبع اور علاوہ اونکے حضرت مولانا و اولانا محمد اسمعیل
برادر زادہ حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی تحریرات نظمیہ و نثریہ اس مضمون کی مصرح اور مشرح ہین جس کو
حاجت ہو دیکھ لے اما بعد سنا چاہیے کہ رسالہ شریفہ سرور المحزون ترجمہ نور العیون جو تالیف کیا ہوا مولانا و مخدومنا حضرت
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا ہے اس خیرخواہ خلق اللہ کے ہاتھ آیا جو دیکھا تو مجمل حالات حضرت سرور کائنات
علیہ الصلوات والتسلیمات مین نایاب اور لاجواب پایا اور نہایت پسند آیا مگر یہ بھی معلوم کیا کہ کم علم ہندی زبان والے جیسا کہ
چاہیے ویسا اوسکو نہین سمجھتے ہین کیونکہ ایک تو فارسی زبان اور دوسرے مجمل بیان سو اسلیے اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے
تائید غیبی اور عنایت لاریبی سے بیچ عہد سعادت مہد حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی حامی ملت بیضا رافع اعلام شریعت غرا
محی سنت محمدیہ مہد دین حنیفیہ مقتدای اہل اسلام پیشوای خواص و عوام امیر المومنین رئیس المسلمین اسوۂ ارباب بصیرت قدوۂ
اصحاب سیرت جناب مستطاب معلی القاب نصفت دثار معدلت شعار ممہد مہد عدل و انصاف مخرب بنیان جور و اعتساف ناصب
رایات نسبت احمدی خلیفۂ خاص امیر المومنین سید احمد غازی بابر شوکت ہمایون حشمت جہانگیر صولت شاہجہان دولت عالمگیر
ثانی لائق تاج و تخت سلطانی سکندر اقبال تیمور اجلال آصف نظیر ارسطو تدبیر جناب نواب صاحب وزیر الدولہ امیر الملک
محمد وزیر خان بہادر نصرت جنگ زاد اللہ اقبالہ خلف الصدق جناب مستطاب معلی القاب کیوان جاہ گردون بارگاہ منبع
فیض و عطا معدن جود و سخا رستم دوران حاتم زمان رافع اعلام توحید و سنت قامع آثار شرک و بدعت مروج ملت بیضا معاون
شریعت غرا نواب نامدار دولت مدار نواب امیر الدولہ امیر الملک محمد امیر خان بہادر شمشیر جنگ طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ کی شرح
اوسکی مع ترجمہ زبان اردو مین بیچ سن بارہ سو اکھتر ہجری کے شروع کی اور نام اوسکا **قرۃ العیون شرح سرور المحزون**
رکھا اللہ تعالی اسکو ساتھ خیر کے اتمام کو پہونچا دے اور اس کوشش کو مشکور فرماوے اب پہلے کچھ حال نسب نامہ اور شجر علم حضرت
مولف رسالہ موصوفہ کا لکھنا ضرور ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ رحمۃ اللہ علیہ کس رتبے اور درجے کے شخص تھے بعد اسکے شروع کرنا کتاب

کا خوب ہے **نسب نامہ** مولف متن کا حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز بن شیخ عبد الرحیم بن شیخ وجیہ الدین بن حضرت شیخ معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قادن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدہ بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین جنازہ بردان بن سیر ملک بن محمد عطا ملک بن ابو الفتح ملک بن عمر و حاکم ملک بن فاروق ملک بن جرجیس بن احمد بن محمد بن شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایون بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اجمعین **بیان علم** اونکے کا واضح ہو کہ حضرت شاہ ولی اللہ کو اللہ تعالی نے علوم ظاہری اور باطنی دونون ساتہہ کمال کے عنایت کیے تھے چنانچہ حال دونون علمون موصوف کا اونکی تصنیفات کے مطالعہ کرنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے اور صاحب سیر الاخبار المعروف بفرحت الناظرین نے لکہا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح از فحول علماء عصر جامع معقول و منقول و از حقائق و معارف آگاہ بود بارشاد مریدان می پرداخت و بدرس علوم عقلی و نقلی اشتغال داشت محدثی بود ہفت سال سند احادیث در مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفا نمودہ بود بعد ازان بہند آمدہ در دہلی کہنہ مسکن داشت شہرہ آفاق بود و مجمع الفضلاء دانشمندان روزگار را زو از شہرہا آمدہ سند حدیث میکردند و تصانیف بسیار دارد شرح موطا امام مالک را پرداختند و دیگر کتب معتبرہ تصنیف کردہ اند مثل وی محدثی و فقیہی و تفسیر دانی بعد شیخ عبد الحق کم بوجود آمدہ صحاح ستہ از بر داشت و باسناد صحیح حدیث را نقل میفرمود در سنہ یازدہ صد و ہفتاد و پنج ہجری بعالم آخرت شتافت انتہی اور تذکرۃ الاصفیا مین لکہا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن مولوی عبد الرحیم دہلوی قدس سرہ از علمای عظام و فضلای ذوی الکرام حضرت دہلی است در علم و فضل و ورع و تقوی شانی بلند و مدارج ارجمند داشت تمام عمر عزیز در تدریس طلبای علم مصروف ماند و تفسیر تمام قرآن مجید الموسوم بفتح الرحمن کہ مقبول خاص و عام است تصنیف کردہ وی ست و وفات آنجناب سال یکہزار و یک صد و ہفتاد و نہ یا ہفتاد و دو بوقوع آمدہ از مولف ؎ ز دنیا چو رخت اقامت بہ بست ✤ ولی اللہ والی ولی متقی ✤ وفاتش بجستم ز شیخ کریم ✤ رقم شد دگر شیخ اکبر ولی ✤ **ایضا** چو از دنیا بجنت گشت راہی ✤ ولی اللہ حق آگہ بہشتی ✤ وفات او یکی خورشید پید است ✤ دگر عارف ولی اللہ بہشتی ✤ واضح ہو کہ کتب مصنفہ اور مولفہ اونکی بہت ہین اون مین سے جنکے نام یاد ہین وہ یہہ ہین [1] تفہیمات کہ ملفوظات آپکی ہین جمع کیا ہے اون کو آپ کے خلیفہ محمد عاشق پہلتی نے اور [2] مصفی شرح موطا فارسی مین اور [3] مسوی شرح موطا عربی مین اور [4] حجۃ اللہ البالغہ اسرار شریعت کے بیان مین اور [5] قول الجمیل عربی زبان علم سلوک مین اور [6] فوز الکبیر فی اصول التفسیر اور [7] فتح الخبیر اور [8] فتح الرحمان ترجمہ فارسی قرآن شریف کا اور [9] ازالۃ الخفا فی بیان اثبات خلافت الخلفا فارسی مین اور [10] فیوض الحرمین اور [11] خیر کثیر اور [12] چہل حدیث کہ اپنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سند اوسکی پہونچائی ہے اور [13] عقد الجید اور [14] انصاف اور [15] ہمعات اور [16] انتباہ فی سلاسل الاولیاء اور [17] لطائف القدس اور [18] بدور بازغہ اور [19] مسلسلات اور [20] قرۃ العینین اور [21] حسن عقیدہ وغیرہ کچہہ زیادہ بہتر کتابین ہین اور جو کچہہ اللہ تعالی نے مرتبہ ظاہری اور باطنی اونکو بخشا وہ تفہیمات مین مذکور ہے حیث قال قد منّ اللّٰہ سبحانہ علیّ و علی اہل زمانی بان منحنی طریقا من السلوک ہی اقرب الطرق وہی مرکبۃ من خمس اقترابات اعنی الایمان

الحقيقي وقرب النوافل وقرب الوجوب وقرب الفرائض وقرب الملكوت وجعل هذه الطريقة غاية من ارادها
اتاه الله نعم وفهمني ربي جل جلاله انا جعلناك اماما هذه الطريقة واوصلناك ذروة سنامها وسددنا طرق
الوصول الى حقيقة القرب كلها اليوم غير طريقة واحدة وهو محبتك والانقياد لك فالسماء ليس على من عاداك
بسماء وليست الارض عليه بارض فاهل المغرب واهل المشرق كلهم رعيتك وانت سلطانهم علموا اولم يعلموا
فان علموا فازوا وان جهلوا خابوا ؎ دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ هر کسی پنج روز نوبت اوست ٭ ترجمہ تحقیق احسان
کیا اللہ پاک نے مجھپر اور میرے زمانے کے لوگون پر باین طور کہ دیا مجھے ایک طریقہ سلوک مین سے کہ وہ نزدیک تر سب طریقون کا ہے اور
وہ مرکب ہے پانچ قربون سے یعنے ایمان حقیقی اور قرب نوافل اور قرب وجوب اور قرب فرائض اور قرب ملکوت اور ٹھہرایا اس
طریقہ کو نہایت یعنی سب طریقون کے جو کوئی اسکا ارادہ کریگا دیوے گا اوسکو خدا یعنی یہہ طریقہ اور سمجھایا مجھے میرے رب جل جلالہ
نے کہ بیشک ہمنے مقرر کیا تجھکو پیشوا اس طریقہ کا اور پہنچایا ہمنے تجھکو بلندی کوہان اوسکی کو اور بند کردیے ہمنے سب طریقے
پہونچنے کے حقیقت قرب تک آجکے دن سوا ایک طریقہ کے اور وہ محبت تیری ہے اور فرمانبرداری واسطے تیرے پس آسمان نہین ہے
اوس شخص پر کہ دشمنی رکھے تجسے آسمان اور نہین ہے زمین اوسپر زمین یعنی اونکی برکات سے وہ محروم ہے پس سب مغرب کے لوگ اور
سارے اہل مشرق تیری رعیت ہین اور تو اونکا بادشاہ ہے وہ جانین یا نجانین پھر اگر جان لیوین تو مراد کو پہونچین اور اگر نجانین
تو نامراد ہین - ایضاً کنت قد البسنی الله سبحانه خلعة المجددية حين انتهت بي دورة الحكمة ثم لما البست
خلعة الحقانية وسلب عني كل علم نظري وفكري بقيت متحيرا كيف ياتي لي المجددية ثم اوضح ربي جل جلاله
طريقا خاصا يجمع بها بين الحقانية والمجددية بلا نظري وفكري والى الان لم امنح بتفصيل المجددية ومنحت اجمالها
وعلمت علم الجمع بين المختلفات وعلمت ان الراى فى الشريعة تحريف وفى القضاء مكرمة ترجمہ تحقیق ہون مین کہ پہنایا
مجھے اللہ پاک نے خلعت مجددیت کا جسوقت کہ منتہی ہوا اوپر میرے دورہ حکمت کا پھر جب پہنایا گیا مین خلعت حقانیت کا اور
زائل کیا گیا مجھسے ہر علم نظری اور فکری رہا مین حیران کہ کیونکر حاصل ہوگی واسطے میرے مجددیت پھر واضح کیا میرے رب جل جلالہ
نے ایک طریقہ خاص کہ جمع کرے بسبب اوسکے درمیان حقانیت اور مجددیت کے بغیر دخل علم نظری اور فکری کے اور تحقیق اسوقت تک
نہین عطا کیا گیا مین تفصیل مجددیت کی اور عطا کیا گیا مین اجمال اوسکا اور تعلیم کیا گیا مین علم جمع کرنے کا درمیان مسائل مختلفہ کے اور
تعلیم کیا گیا مین کہ رائے بیچ شریعت کے تحریف ہے اور بیچ قضا کے کرامت اور سنا مینے اپنے پیر روشن ضمیر قدوة السالکین زبدة
العارفین سالک مسالک دین ناہج مناہج یقین تقوی پناہ توکل دستگاہ ارشاد فرمائے مسترشدان ہمنامے مریدان حامی توحید
وسنت ماحی شرک وبدعت خلیفہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین مقبول بارگاہ صمد جناب سید احمد علیہ الرحمہ کی حضرت
مرتضی خان جامعہ دار سے کہ یہہ لقب عرفی آنحضرت ممدوح کا پڑ گیا تھے کے لیے اسطرح پر ذکر کیا کہ فرمایا اونھون نے کہ حضرت شاہ
ولی اللہ رحمہ اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم قدس سرہ الکریم کو عالم رویا مین حضرت سرور عالم خلاصۂ بنی آدم صلی اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دو موئے مبارک عطا فرمائے جب وہ جگے تو وہ دونون اپنے ہاتھہ مین پائے انمین سے ایک موئے مبارک
اپنے بیٹے شاہ اہل اللہ رحمہ اللہ کو دیا اور دوسرا اپنے دوسرے بیٹے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو عنایت کیا پھر حضرت شاہ اہل اللہ صاحب
کے پاس کا گم گیا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے پاس کا باقی رہا انتہی اور حضرت سید والا مناقب عالی مناطب خلاصہ خاندان مصطفوی
سلالہ دودمان مرتضوی حامی دین متین جناب سید زین العابدین سلمہ اللہ تعالیٰ جو حضرت امیر المومنین امام المجاہدین ممدوح پر فتوح
کے خواہرزادہ حضرت سید احمد علی صاحب شہید مغفور ومبرور کے فرزند ارجمند ہین جہہ سے بیان فرماتے تھے کہ وہ موئے مبارک جو شاہ اہل اللہ
صاحب کے پاس تھا گم گیا پھر جو تلاش کیا تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے موئے مبارک کے ساتھہ رکھا ہوا دیکھا پھر وہ وہانسے اپنے یہان لے گئے اور
کمال محافظت سے رکھا مگر پھر بھی وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے پاس آگیا اسیطور کئی بار ہوا اسواسطے خیر وبرکت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے علم ظاہری و باطنی
مین اون کو اور اون کی اولاد امجاد کو طاق اور شہرہ آفاق کیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور در الثمین مین خود حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ
لکھتے ہین الحدیث الخامس عشر اخبرنی والدی انہ کان مریضا فرای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النوم فقال کیف حالک یا بنی ثم
بشرہ بالشفاء واعطاہ شعرتین من شعور لحیتہ فتعافی من المرض فی الحال وبقیت الشعرتان عندہ فی الیقظۃ فاعطانی
احدہما فہی عندی انتہی تنبیہ جاننا چاہیے کہ علاوہ اس رسالہ شریفہ کے جو فوائد کہ کتب سیر معتبرہ اور کتب تفاسیر اور احادیث مشہورہ
سے اور جو مسائل کہ کتب فقہ سے استدلال سے مناسب موقع کی اسمین درج کیے ہین نام اوس کتاب کا اوس عبارت کے اول یا آخر مین
واسطے سند کے لکھدیا ہے جناب الٰہی سے امید قوی ہے کہ اپنے فضل وکرم سے قبول فرماوے اور اپنے دیندار بندون کو اوس سے
فائدہ پہونچاوے اللہم آمین ثم آمین یا اللہ قبول فرما دعا میری پھر قبول فرما دعا میری انتہی **نظم** جو یہہ نسخہ تالیف مینے کیا ٭ نہین اس
سے ہے مدعا سے ریا ٭ مگر یہہ کہ ہو اس سے نفع عباد ٭ مجھے بھی دعا مین کرین لوگ یاد ٭ الٰہی تو مقبول کر یہہ کلام ٭ بحق محمد علیہ السلام

شروع بیان ہدایت عنوان نسب نامہ حضرت سرور عالم ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹے عبد اللہ کے عبد اللہ بیٹے عبد المطلب کے عبد المطلب بیٹے ہاشم کے ہاشم بیٹے
عبد مناف کے عبد مناف بیٹے قصی کے قصی بیٹے کلاب کے کلاب بیٹے مرہ کے مرہ بیٹے کعب کے کعب بیٹے لوی بضم لام وفتح ہمزہ وتشدید
یا کے لوی بیٹے غالب کے غالب بیٹے فہر بکسر فا وسکون ہا کے فہر بیٹے مالک کے مالک بیٹے نضر بفتح نون وسکون ضاد معجمہ کے
نضر بیٹے کنانہ کے کنانہ بیٹے خزیمہ بضم خا معجمہ وفتح زا معجمہ کے خزیمہ بیٹے مدرکہ بضم میم وسکون دال وکسر را مہملہ کے مدرکہ بیٹے
الیاس بکسر ہمزہ کے بقول بعضی اور بعض نے فتح اوسکا پڑھا الیاس بیٹے مضر بضم میم وفتح ضاد معجمہ کے مضر بیٹے نزار کے
نزار بیٹے معد بضم میم وفتح عین مہملہ کے اور بعض نے بفتح میم وسکون عین کے تصحیح کی ہے اور منتخب مین ہے معد بفتحتین وتشدید
دال نام ایکمرد کا اجداد رسول اللہ سے ہے اور معد بیٹے عدنان کے ہین۔ اس قدر نسب نامہ مین حضرت کے اتفاق ہے
تمام علمای محدثین کا اور عدنان سے حضرت آدم تک اختلاف بہت ہے اور حال ان شخصون کا یہہ ہے کہ عبد اللہ والد ماجد
حضرت کے ساتھہ جلالت نسب اور حسن گفتار اور لطف کردار اور مکارم اخلاق اور حرکات موزون کے جوانان قریش مین ممتاز

اور خوبی و ملاحت مین یوسف اپنے وقت کے تھے نور محمدی اونکی طلعت زیبا سے روشن تھا اور اوس زمانے مین احبار اور
کاہنان حجاز سے یون سنا جاتا تھا کہ عنقریب نبی آخر الزمان اس جوان رعنا سے پیدا ہو گا کیونکہ ہماری کتب دینیہ مین لکھا ہے کہ
جبہ صوف سفید یحیی علیہ السلام کا کہ خون آلودہ یہود کے پاس ہے جب اوسمین سے قطرے خون تازہ کے ٹپکین گے تب والد
نبی آخر الزمان ظہور پکڑین گے سو اب اوس جامہ خشک سے خون سرخ ٹپک رہا ہے یہہ وہی جوان ہے کہ اوسکی پشت سے ولادت
باسعادت اوس نیک اختر کی ہوگی یہہ حال شکر ستر یہودی شام سے واسطے قتل عبد اللہ کے مکہ مین آئے اور ایک روز عبد اللہ
کو شکار گاہ مین پا کر اکٹھے اون کی طرف چلے اتفاقا وہب ابن عبد مناف طرب شکار کے لیے اوس جنگل مین مشغول تھا جب
اوس نے دیکھا کہ ایک جماعت ننگی تلوارین لیے ہوئے عبد اللہ کی طرف متوجہ ہین حمیت عرب اوسکی دامنگیر ہوئی اوسنے چاہا کہ
ساتھ ہمراہیون اپنے کے اونکے دفع پر قیام کرے یا درخواست صلح کی کرے اوسوقت اوسنے ایک گروہ دیکھا کہ مشابہت ساتھ
مردم دنیا کے نرکھتے تھے ابلق گھوڑون پر سوار آسمان سے زمین کو متوجہ ہوئی اور جب زمین پر آئے اوس گروہ یہود پر حملہ کیا اور
اونکو شکست فاش ہوئی وہب اس واقعہ سے متحیر ہو کر گھر مین آیا اور جو کچھ دیکھا تھا اپنی بی بی سے کہا اور عبد المطلب کے پاس بھیجا
تا عرض کرے کہ اوسکی ایک بیٹی تھی چاہتا ہے کہ عبد اللہ کے نکاح مین اوسکو دے اور چونکہ عبد المطلب خوبی صورت اور پاکیزگی
طینت آمنہ کی جانتے تھے عرض اوسکی قبول کے اور جانبین سے تیاری کر کے ساعت نیک مین دونو کا نکاح کیا اور وفات
عبد اللہ کی راہ شام مین آتے یا جاتے مین مدینہ کو یا مدینہ طیبہ مین ہوئی جسکہ خرما خریدنے کو وہان گئے تھے اور مدفون ہوئے
دار النابغہ مین اور عمر اونکی پچیس برس کی تھی اور ایک روایت مین تیس برس کی اور عبد المطلب بیچ جلالت قدر اور حلاوت گفتار
اور محاسن افعال کے اپنے زمانے مین ثانی نرکھتے تھے اسواسطے بادشاہان عرب و عجم کے نزدیک نہایت معزز اور محترم تھے اور بہت
سے اعمال خیر اون سے صادر ہوئے ازانجملہ کھودنا زمزم کی کنوین کا یہہ ملتقطہ ہی عجائب القصص کا اور کیفیت پیدا
ہونے چاہ زمزم کی یون ہے کہ جب حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور اسمعیل کلان تر اولاد حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے تھے اور اونکو ابو العرب کہتے ہین تو نور محمدی اونکی پیشانی سے چمکتا تھا تو رشک آیا اون سے حضرت سارا
کو اسلیے کہ سارہ کے اولاد نہ تھی اور وہ طمع رکھتی تھین کہ اونکے بیٹا ہو کہ وہ مستودع و مخزن اوس نور کا ہو پس قسم کھائی کہ
تین عضو بی بی ہاجرہ کے بدن سے کاٹین پھر بنایا بی بی ہاجرہ نے منطقہ ساتھ کسرہ میم اور سکون نون اور فتح طاء مہملہ اور فتح
قاف کے منطقہ اوس پٹکہ کو کہتے ہین کہ اوپر کرتی کے باندھا جاوے اور پہلے منطقہ باندھنا انھین سے شروع ہوا چنانچہ
روایت کیا بخاری اور بغوی نے ابن عباس سے انتہی انتہ رسالہ مولانا محمد اسحاق صاحب و تفسیر مظہری اور باندھا اوسکو
اپنی کمر پر اور وہان سے چلین اور گھسیٹا اپنی دامن کو کہ مٹ جاوے نشان قدمونکا کہ حضرت سارا معلوم نکرین اور کہا گیا
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ کے حق مین سفارش کے اور کہا بی بی سارا کو کہ پوری کرو قسم اپنی اسطرح سے کہ سوراخ
کرو اونکی دونون کانون مین اور ختنہ کرو اونکا پھر یہی کیا اونھون نے اور واقدی اور ابن عساکر کی روایت مین اس قدر

زیادہ ہے کہ پھر والے حضرت ہاجرہ نے اپنے کانون مین گوشوارے پھر اوس سے بڑھایا حسن اپنا پھر فرمایا گمان کرتی ہون کہ زیادہ کیا
اپنے جمال کانون کا پھر اوس سے راضی ہوئین سارا رہنے پر ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ ہاجرہ کے کذا فی المظہری تب سے عورتون کے
کان چھیدنا اور ختنہ کرنا سنت ہوگیا بخلاف ناک چھیدنے کے کہ ممنوع اور حرام ہے اور تحقیق اسکی یہہ ہے **سوال** نتھہ سونے چاندی
کی ناک مین پہننے کا کیا حکم ہے **جواب** درمختار مین کہ معتبر اور مختار کتاب مذہب حنفیہ کی ہے لکہا ہے قلت وهل يجوز الخزام في الانف
لها **ترجمہ** حکم حلال ہونے نتھہ کا کہ عورتین ناک کے سوراخ مین پہنتی ہین بیچ کسی کتاب مین نہین دیکھا کہ جائز ہے یا نہین انتہی
هذا محصل عبارته سو اگر نقل بیچ حل اصلی کے کی جاوے تو جائز ہے طحطاوی حاشیہ درمختار مین بعد قول شارح لها کے یہہ عبارت ہے
قلت اذا كان مما يتزين به النساء كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثقب القرط انتهى **ترجمہ** کہتا ہون مین جبکہ ہو نتھہ وغیرہ ناک کا زیور
اوس قسم سے کہ زیب و زینت کرتی ہین ساتھہ اوسکے عورتین جیسی بعض شہرون مین معمول ہے سو وہ چھید کرنا اوسمین مانند چھید
کرنے کان کے ہے مگر چونکہ یہہ زیور مخصوص ہندوستان کا ہے اور ہندوستان اصلی ملک کفار ہنود کا ہے تو یہہ زیور مخصوص ساتھہ
کفار ہنود کے ہوگا یہان تک کہ ہنود مین اس زیور پہننے کو نشان شوہر کا ٹھہرایا ہے پھر جو مسلمان عورتین اسکو پہنین تو تشبہ ساتھہ
عورتون کفار کے لازم آتا ہے سو جائز نہین ہے حدیث مین آیا ہے من تشبه بقوم فهو منهم جامع صغیر مجمع البحار مین ہے **قوله**
من تشبه بقوم اى من تشبه الكفار في اللباس وغيره او بالفساق او باهل التصوف او بالصلحاء فهو منهم **ترجمہ** جسنے
مشابہت کی کفار کے لباس مین یا اور کسی امر مین یا مشابہت کی فساق یا صوفیہ سے یا صلحا سے سو وہ اون مین سے ہے
اور سراج المنیر شرح جامع صغیر مین ہے قال المناوی ای من تزيا في ظاهره بزيهم وقال العلقمي اي في لبسهم وبعض افعالهم
فهو منهم قال العلقمي اى من تشبه بالصالحين يكرم كما يكرمون ومن تشبه بالفساق لم يكرم ومن وضع عليه علامة الشرفاء
اكرم وان لم يتحقق شرفه اور زیادہ کیا تیسیر شرح جامع صغیر مین بیچ تشبیہ صالحین کے قید وهو من اتباعهم کو یعنی اکرام
کیا جاوے تشبیہ کرنے والا ساتھہ صلحا کے اوس حال مین کہ ہو وہ پیروی بھی کرنے والون مین سے اونکے یعنی تشبہ بالصالحین
نہین ہوتی ہے مگر پیروی کرنے اونکے سے بیچ سیرت اونکے کے بخلاف تشبہ بالفساق کے کہ اوسمین اسکی حاجت نہین بلکہ وہ فقط
ساتھہ اختیار کرنے لباس اور زی ہی اونکی کے حاصل ہوجاتا ہے اور کہا علقمی نے بناء علیہ وفيه اشارة الى ان من تشبه
عن الجان بالحيات الموذيات وظهر لنا في صورتهم فانه يقتل انتهى اس حدیث سے قاعدہ زیور کا بھی نکلا جو اوسکی
حرمت مین کوئی نص صریح پائی نجاوے جیسے زیور پیتل اور لوہے مین نص صریح حرمت کی وارد ہے کہ فرمایا ما لي ارى
عليك حلية اهل النار اور فرمایا اجد منك رائحة الاصنام سو جس مین نص صریح حرمت پر نہو اور مشابہت کفار اور
فساق سے بھی اوسمین نہو تو جائز ہے اسلیے کہ اصل اسمین حل ہے فرمایا اللہ تعالی نے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ
وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ تفسیر مظہری مین ہے وبهذه الاية ثبت ان الاصل في المطاعم والمشارب والملابس الحل ما لم
يثبت تحريمها من الله نعم اور جو اوس زیور مین مشابہت ساتھہ کفار اور فساق کے ہے تو وہ ناروا ہوگا بحکم حدیث مذکور کے مگر

بشرطیکہ کوئی نص حل اوسکے کا پایا جاوے انتہی اور سوا اسکے اس زیور خاص پہننے کے لیے ناک کا چھیدنا ضرور ہے اور
اس مین تغیر خلق الہی مین ہوتا ہے بدون اذن شارع کے اور اگرچہ تغیر چھیدنے کان اور ختنہ کرنے مین بھی ہوتا ہے مگر ساتھہ
اذن شارع کے ہوتا ہے چنانچہ قصہ بی بی سارا اور بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہما کا مشہور ہے۔ تفسیر مظہری اور بیضاوی
مین نیچے اس جملہ کے جو قرآن مین حکایتاً شیطان سے ہے ولامرنہم فلیبتکن اذان الانعام لکھا ہے وفیہ اشارۃ الی
تحریم کل ما احل اللہ تعالی وتنقیص کل ما خلق اللہ تعالی کاملا بالفعل او بالقوۃ اور نیچے اس جملہ کے ہے ولامرنہم فلیغیرن
خلق اللہ عن وجہہ صورۃ او صفۃ ویندرج فیہ فقئ العین الحامی وخصاء العبید والوشم والوشر والمثلۃ واللواطۃ
والسحق ونحو ذلک وعبادۃ الشمس والقمر والحجارۃ وتغییر فطرۃ اللہ التی ہی الاسلام واستعمال الجوارح والقوی فیما
لا یعود علی النفس کمالا ولا یوجد لہا من اللہ زلفی انتہی ترجمہ یعنی کہا شیطان نے کہ البتہ حکم کرونگا مین اون کو
کہ چیرین چارپایون کے کان اور اسمین اشارہ ہے طرف حرام کرنے اوس چیز کے کہ حلال کیا اوسکو اللہ تعالی نے اور ناقص کرنے
اوس چیز کے کہ پیدا کیا اوسکو اللہ تعالی نے کامل فعلاً ہو یا قوۃً یعنی ناقص کرنا خواہ فعل سے ہو خواہ قوۃ سے ہو اور البتہ
مین حکم کرونگا اون کو کہ تغیر دینگے اللہ تعالی کے پیدا کیے ہوئے کو وضع اوسکی سے اور صفت اوسکی سے اور داخل ہے اس مین
پھوڑنا حامی کی آنکھہ کا اور خصی کرنا غلام کا اور نیل گودنا اور دانت رتینا سوہن وغیرہ سے اور لواطت کرنا اور مساحقہ کرنا
عورت کا عورت سے اور مانند اسکے یعنی جیسے لباس عورت کا پہننا مردون کو اور لباس مردانہ پہننا عورتون کو اور پوجنا
سورج اور چاند اور پتھرونکا اور تغیر دینا فطرۃ اللہ کو کہ وہ دین اسلام ہے اور استعمال عضا اور قوتونکا مثل حواس خمسہ کے اوس
کام مین کہ نہ ہووے سپر نفس کے کمال اور نہ پائی جاوے اوس سے ساتھہ اللہ تعالی کے نزدیکی انتہی وہکذا افاد وستاذ الاستاذی
الحضرت المولانا محمد حیدر علی المصطفے آبادی المعروف برامپوری ثم المحمد آبادی المعروف بٹونک اور شیخزادہ حاشیہ بیضاوی مین
قولہ ونحو ذالک پر منجملہ تغیر خلق کے لکھا ہے کالتنمص وہو نتف شعر الوجہ یقال تنمصت المرأۃ اذا تزینت بنتف شعر وجہہا
وحاجبیہا وجبینہا والنامصۃ المرأۃ التی تزین النساء بالنمص والمنمص والمنماص المنقاش وقد لعن اللہ النامصۃ
والمتنمصۃ والواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ والواشرۃ والمستوشرۃ والواصلۃ ہی التی تصل الشعر و
المستوصلۃ ہی التی یفعل بہا ذالک ویدخل فی التنمص نتف شعر العانۃ فان السنۃ حلق العانۃ ونتف الابط والسحق
لکونہ عبارۃ عن تشبیہ الانثی بالذکر من قبیل تغییر خلق اللہ تعالی عن وجہہ صفۃ وکذا التخنث لما فیہ من تشبیہ
الذکر بالانثی وکذا اللواطۃ لما فیہا من اقامۃ ما خلق لدفع الفضلات مقام موضع الحراثۃ وکذا عبادۃ الشمس
والقمر والکواکب والحجارۃ فان عبادتہا وان لم تکن تغییر الصورہا لکنہا تغییر لصفتہا فان شیئا منہا لم یخلق
لان یعبد من دون اللہ وانما خلق لینتفع بہ العباد علی الوجہ الذی خلق لاجلہ وکذا الکفر باللہ عز وجل وعصیانہ
فانہ ایضا تغییر خلق اللہ تعالی عن وجہہ صفۃ فانہ تعالی فطر الخلق علی استعمال التحلی بحلیۃ الایمان والطاعۃ ومن کفر

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ یعنی صفحہ (۱۱) مین دیکھو)

بالله وعصاه فقد ابطل ذالك الاستعمال وغير فطرة الله تعالى صفة ويؤيده قوله صلى الله عليه وسلم كل
مولود يولد على فطرة الاسلام فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه وكذا استعمال الجوارح
في غير ما خلقت هي لاجله تعيين لها عن وجهها صفة انتهى الغرض آخره کار روز بروز
حضرت سارا کو رشک زیادہ ہونے لگا یہان تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لائے حضرت
اسمعیل اور اونکی والدہ کو طرف مکہ معظمہ کے اور کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جناب
باریتعالی کا حکم ہوا تھا ساتھ رضا جوئی سارہ کے بیچ مقدمہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اسمعیل ع
کے اور بعضی روایت مین یہ آیا ہے کہ اللہ تعالی نے وحی بھیجی طرف حضرت ابراہیم کے کہ لیجاؤ
اونکو طرف بیت الحرام کے پس سوار ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر اور سوار کیا حضرت اسمعیل
علیہ السلام کو اپنے آگے اور اونکی والدہ ہاجرہ کو اپنے پیچھے اور ساتھ ہوئے اونکے حضرت جبرئیل علیہ السلام
تاکہ جگہہ بتاوین اونکو بیت اللہ کی اور نشانیان حرم محترم کی اور نگذرتے تھے حضرت ابراہیم کسی
بستی پر مگر فرماتے کیا ساتھ اسی بستی کے حکم کیئے گئے ہو ای جبرئیل پس کہتے جبرئیل نہین
یہانتک کہ آپہونچے مکہ مین اور اون دونون بیت اللہ کے قریب درخت کیکر کے تھے اور قوم
عمالیق اون روزون گرد حرم محترم کے رہتی تھی اور اونھین سے وہ ضلع آباد تھا اور بیچ عرفات
مین بھی تھے اور تھی جگہہ بیت اللہ کی اوسوقت مثل ایک ٹیلے سرخ کے سو کہا حضرت جبرئیل ع
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہ داخل ہو وین مکے مین جبل کدا کی طرف سے کدا بروزن سدا
ساتھ فتح کاف اور دال کے ایک جگہہ ہے بیچ مکہ کے متصل باب مقابر کے اور وہ جانب مقبرہ
جنت المعلی کے ہے پھر فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہ مقام موعود ہے حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اونسے پوچھا کہ واسطے اسی جگہہ کے حکم کیا گیا ہون مین اونھون نے فرمایا کہ
ہان واسطے اسی جگہہ کے پھر پہنچے حضرت ابراہیم طرف بیت اللہ شریف کے اور قصد کیا
جگہہ حجر کا یعنی حطیم کا حجر ساتھ کسرہ حاء حطی اور جزم جیم کی دیوار کعبہ کی ہے جانب شمالی
اندر حطیم کے از منتخب وکذا فی القاموس اور نہایہ مین ہے کہ حجر نام ہے ایک دیوار گول کا طرف
جانب غربی کعبہ شریف کے اور بٹھایا حضرت بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو نزدیک
بیت اللہ کے قریب ایک درخت کے کہ وہین اب چاہ زمزم ہے اور اوسوقت مکہ مین کوئی نتھا اور
نتھا اوس جگہہ مین پانی اور دیا اون دونون ماں اور بیٹون کو ایک تھیلا کہ تھی اوس مین
کھجورین اور رکھدی ایک مشک کہ اوس مین تھا پانی پھر چلے حضرت ابراہیم علیہ السلام طرف

تتمہ حاشیہ صفحہ قبل یعنی صفحہ (۱۰)

[illegible]

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت اسمعیل علیہ السلام اور ہاجرہ کو مکہ مین چھوڑ جانا اور حرم آباد کرنا

اہل اپنی کے ملک شام کو پھر پیچھے دوڑین اونکے بی بی ہاجرہ اور جا لیا اونکو نزدیک جبل کدا کے اور پکارا کہ ای ابراہیم کہان جاتے ہو ہم دونون کو چھوڑے ہوئے ایسے میدان مین کہ کوئی یہان مونس اور غمخوار نہین اور نہ کوئی چیز اپنی چھوڑی یہ سنکر کچھہ جواب نہ دیا اور نہ پیچھے پھر کر دیکھا پھر اوسی طرح پکارا پھر نہ جواب دیا پھر تیسری بار حضرت بی بی ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا ہمکو اللہ تعالی کے حکم سے یہان چھوڑے جاتے ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہان اللہ تعالی کے حکم سے چھوڑے جاتا ہون تب حضرت بی بی ہاجرہ نے کہا کہ کافی ہے ہمکو اللہ تعالی وہ ضائع نکریگا ہمکو یہہ کہکر اپنی جگہہ پر چلی آئین اور حطیم کی جگہہ گھاس اور لکڑیون کا ایک چھپر بنایا اور گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام جبل کدا تک اور کھڑے ہوئے وہان اور نتھا کوئی سایہ اور نہ عمارت کہ آڑ ہوتی درمیان ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کے سو دیکہا وہان سے حضرت ابراہیم نے طرف حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور شفقت پدری نے جوش کیا اور حدیث مین عبد اللہ ابن عباس رضی کے یون آیا ہے کہ جب چھپ گئے حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل سے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا موبہہ کیا طرف بیت اللہ کے اور ہاتھہ اوٹھا کر ان کلمات طیبات کی دعا کی ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات لعلہم یشکرون ۝ ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن وما یخفی علی اللہ من شیء فی الارض ولا فی السماء الحمد للہ الذی وہب لی علی الکبر اسمعیل واسحق ان ربی لسمیع الدعاء رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب ترجمہ ای رب مینے بسائی ہے ایک اولاد اپنے میدان مین جہان کھیتی نہین تیرے ادب والے گھر پاس ای رب ہمارے تا قائم رکھین نماز سو رکھہ بعضی لوگون کے دل جھکتے اون کی طرف اور روزی دے اونکو میوون سے شاید یہ شکر کرین ای رب ہمارے تو جانتا ہے جو ہم چھپاوین اور جو کھولین اور چھپا نہین اللہ پر کچھہ زمین مین نہ آسمان مین شکر ہے اللہ کو جسنے بخشا مجھکو بڑی عمر مین اسمعیل اور اسحق تفسیر مفاتیح الغیب مین امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے نیچے اس آیت کے لکھا ہے کہ اگر شبہہ کیا جاوے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذکر کیا اس دعا کو اوس وقت مین کہ بسایا اسمعیل علیہ السلام اور اونکی والدہ کو اس وادی مین اور اوس وقت نہین پیدا ہوئی تھی اسحق جواب اسکا یہ ہے کہ کہا قاضی عیاض رح نے کہ یہ دلیل چاہتی ہے اس بات کو کہ ابراہیم نے بیشک ذکر کیا اس دعا کو اوس وقت مین نہ بعد دعای مذکورہ بالا کے سو ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذکر کیا اس دعا کو بعد بڑے ہونے اسمعیل علیہ السلام اور پیدا ہونے حضرت اسحق کے ۔ بیشک میرا رب سنتا ہے پکار ای رب میرے کر مجھکو کہ قائم رکھون نماز اور بعضی میری اولاد کو ای رب قبول کر میری دعا ای رب ہمارے بخش مجھکو اور میرے مان باپ کو اور سب مسلمانون کو جسدن کھڑا ہووے حساب **ف** ہم چھپاوین اور کھولین ظاہر مین دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل مین دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو کذا فی موضح القرآن اور حضرت بی بی ہاجرہ دودھ پلاتی تھین حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اور پلاتی تھین اوس مشک کے پانی مین سے یہان تک کہ تمام ہو چکا جو پانی مشک مین تھا پھر پیاسی ہوئین حضرت ہاجرہ رض سو خشک ہوگیا دودھ اونکا اور پیاس لگی حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اور دیکھتی تھین حضرت ہاجرہ رض اونکو

که لوٹتے تھے زمین پر بیقرار ہی سے پھر جب نہایت پیاس ہوئی تب مارنے لگے ایڑیان اپنی زمین پر اور حالت جان کنی کی سی ہو گئی
حضرت ہاجرہ وہان سے چلین کہ نہ دیکھین اون کو اس حالت مین اور کہا کہ کاشکے وہ مر جاوے اور مین غائب ہو جاؤن اوس سے
پھر کوہ صفا پر جا کھڑی ہوئین اور فریاد کرتی تھین اپنے رب کے سامنے اور دعا کرتی تھین پھر ادہر اودھر طرف میدان کے دیکھا
کوئی نظر نہ پڑا پھر کوہ صفا سے اوتر کر کوہ مروہ پر آئین اور ہر طرف دیکھا پھر بھی کوئی نظر نہ آیا اسی طرح صفا سے مروہ پر
مروہ سے صفا پر سات بار پھرین کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہی سبب ہے کہ
حاجی لوگ اب درمیان صفا اور مروہ کے دوڑتی ہین اول یہ فعل اونھین کا تھا غرضکہ حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا درمیان
آنے جانے کے صفا مروہ پہ ہر بار حضرت اسمعیل علیہ السلام کی فکر کرتی تھین اور منتظر تھین کہ کیا پیش آتا ہے اسمعیل علیہ السلام کو اسی
اثنا مین ایک بار جب کوہ مروہ پر چڑھین تو ایک آواز سنی پس کہا سنا جائیو اگر ہو نزدیک تیرے کوئی فریاد رسی کرنے والا اگہان
تھا وہ فرشتہ اور ایک روایت سے وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے پھر کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تو کون ہے کہا حضرت ہاجرہ
رضی اللہ عنہا نے مین مان ہون اسمعیل علیہ السلام کی بی بی ابرہیم علیہ السلام کی کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہان وہ
تمکو کس کے سپرد کر گئے ہین کہا حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہ اللہ تعالی کو سپرد کر گئے ہین کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
کہ سونپ گئے وہ تمکو طرف کفایت کرنے والے کے جب حضرت ہاجرہ رضہ ساتوین بار پھرین اور نا امید ہوئین سننے آواز کے سے
پھر قصد کیا کہ سنین آواز مگر کچھہ نہ سنائی دیا گمان کیا کہ وہ جو کچھہ اول سنا تھا شاید تشنگی اور مشقت کے سبب سے تھا پھر اسمعیل ع
کی طرف دیکھا تو مضطرب اور بیقرار تھے پھر کوہ مروہ پہ کچھہ دیر کھڑی رہین پھر ایک آواز سنی اور وہ آواز اون کو اچھی معلوم
ہوئی کہا اونھون نے اگر تجھہ مین بھلائی ہے تو فریاد رسی کر میری پھر آگے اور پیچھے سے آواز آنے لگی کہ قوی ہوا اوس سے دل اون کا
یہانتک کہ آئین سر پر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پھر ظاہر ہوئے اونکے سامنے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور لے گئے اور کھڑا کیا اونکو
جگہہ پر چاہ زمزم کی پھر کھودا اوسکو اونھین نے اپنی ایڑیون سے یا بازو اپنے سے یا اونگلیون سے سو نکل آیا پانی اور بہنے لگا پھر
حضرت ہاجرہ رضہ نے مارے خوف کے کہ خشک نہو جاوے اوسکو گہرا کھودا مانند چہ بچے کے اور اپنی مشک کو چلوؤن سے بھر لیا اور
وہ چشمہ زمزم کا جوش مارتا تھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم کرے اللہ تعالی
اسمعیل ع کی مان پر اگر چھوڑ دیتین زمزم کو یعنی نہ گھیرتین اور نہ گہرا کھودتین تو ہوتا چشمہ جاری پھر حضرت ہاجرہ رضہ نے پانی پیا
اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو دودھ پلایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہان تباہ ہونے سے مت ڈرو یہ اللہ تعالی
کا گھر ہے بناویگا اوسکو یہ لڑکا اور باپ اسکا اور اشارہ کیا طرف جگہہ بیت اللہ کے اور تھا بیت اللہ اوسوقت بلند مانند ٹیلے کے کہ
آتا تھا سیلاب اور دائین بائین ہوکر چلا جاتا تھا یہان تک یہ خلاصہ بیان چاہ زمزم کا مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی کے رسالہ کا
ہو چکا ترجمہ عجائب القصص مین حال دوبارا کھودنے چاہ زمزم کا یون مذکور ہے کہ بعد چند مدت حضرت اسمعیل علیہ السلام کے
قبیلہ عمرو بن حارث جرہمی کے لوگون نے مارے حسد کے حجر اسود کو رکن سے اوکھاڑ ڈالا اور دو ہرن کے بچے طلائی مرصع بجواہر کو کہ اونکو غزال الکعبہ

برلا کرتے تھے اور کسی بادشاہ عجم نے اور وہ بادشاہ اسفندیار فارسی تھے بطور ہدیہ کے بیت اللہ مین بھیجے تھے اور کئی سلاح کو کعبے
سے نکال کر چاہ زمزم مین مدفون کیا اور پھر چاہ مذکور کو ایسا مسدود کر دیا کہ نشان و پتا اوسکا معدوم اور غیر معلوم ہو گیا اسیپر
ایک مدت مدید اور زمانہ بعید گذر گیا کہ اوس عہد کے لوگون سے کوئی زندہ نرہا پھر جب قریب آیا زمانہ نبی آخر الزمان کا تو حضرت
کے جدامجد عبد المطلب نے ایک شب خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ زمزم کے کھودنے مین مشغول ہو اونھون نے اوس سے
پوچھا کہ کیا زمزم پھر آنکھہ کھل گئی دل مین اندیشہ کیا کہ زمزم کے کھودنے سے کیا مراد ہے پھر دوسری شب کو دیکھا کہ ایک شخص نے
کہا کہ زمزم ایک گڑھا پانی کا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے قدم کی برکت سے واسطے پانی پینے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے
اور اون کے لوگون کے پیدا ہوا تھا پھر عبد المطلب بیدار ہوئے اور کہا الٰہی اس خواب کا حال مجھپر مفصل ظاہر فرما پھر تیسری شب
کو مبشر غیبی نے نشان اوس جگہہ کا مشرح بیان کیا کہ موضع چاہ زمزم کا قریش کے دو بتون کے قریب ہے کہ ایک بت کا نام
اساف اور دوسرے کا نائلہ ہے کل کے روز جب ایک کوا ایسے رنگ کا آوے اور اپنی چونچ زمین پر مارے اور وہان
چیونٹیون کا گھر ظاہر ہو اوس جگہہ کو کھودنا چاہیے پھر صبح کو عبد المطلب اوسی موضع موعود پر گئے دیکھا کہ ناگاہ ایک کوا اوسی رنگ
کا نمودار ہوا اور اوسی جگہہ اوسنے اپنی چونچ سے زمین کھودی اور گھر چیونٹیون کا ظاہر ہوا عبد المطلب نے اپنی ایک بیٹے کو
ساتھہ لیا کہ اوسوقت مین اونکا وہی ایک بیٹا تھا اور اوس جگہہ کے کھودنے مین مشغول ہوئے قریش لوگ لڑائی پر آمادہ ہوئے کہ
ہمارے بتون کے قریب کنوان کھودنے نپاوینگا مگر تائید الٰہی سے عبد المطلب اونپر غالب رہے اور نذر مانی کہ الٰہی بعد
حاصل ہونے اس مراد کے ایک فرزند دلبند اپنا ساتھہ موافقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تیرے واسطے قربان کرونگا
القصہ بعد جہد بسیار و کوشش بیشمار کے وہ چاہ قدیم ظاہر ہوا اور جو کچھہ سرداروں قبیلہ جرہم کے نے اوسمین دفن کیا تھا اون
کے ہاتھہ آیا قوم قریش نے اسحال پر مطلع ہو کر اون سے کہا کہ اس دولت خداداد مین سے ہمکو بھی کچھہ دو کسواسطے کہ ہمنے سنا
ہے کہ منافع اس چاہ کے زمان سابق مین ہمارے اور تمہارے جدامجد حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ساتھہ تعلق رکھتے تھے
عبد المطلب نے اس امر مین انکار کیا اور کہا کہ یہہ کنوان وقف بیت اللہ کا ہے اور یہ دفینہ مینے اپنے قوت بازو سے نکالا ہے اس
دولت خداداد کا کوئی حقدار نہین طمع نفسانی سے اونھون نے نمانا یہانتک کہ بر سر خصومت آمادہ ہوئے آخر کار اسطور
برقرار پایا کہ اس بات کو کاہنہ بنت سعد بن ہذیم کے پاس کہ ملک شام مین رہتے تھے لے جاوین تا کہ وہ اونکے درمیان براستی حکم
فرماوے کسواسطے کہ اوس زمانہ مین جسکو کوئی مشکل پیش آتی تھی وہ اوسکی راے دوربین پر عرض کرتا تھا جو وہ تجویز کرتے
تھے فرط اعتقاد سے اوسے بخوبی مان لیتا تھا آخر الامر عبد المطلب اور تمامی سرداران قریش اوس کی طرف روانہ ہوئے اکثر
منزلون مین اوس راہ کی پانی اور گھاس کا پتہ نتھا عبد المطلب بھوکے پیاسے منزلین طی کرتے تھے ایک دن اونپر اور اونکے
اونٹون پر تشنگی غالب ہوئی بقدر طاقت بشری کے صبر کیا جب بہت مضطرب ہوئے تب اون دعوی کرنے والون سے تھوڑا
پانی طلب کیا اون پست ہمتون نے صاف جواب دیا کہ اپنا پانی اگر ہم تمکو دیوین جب ہم پیاسے ہون تو کیا کرین اونکو یقین ہوا

کہ اب جان بچنی دشوار ہے چاہا کہ اپنے وطن کو پھر چلین جب اپنا اونٹ اوٹھایا دریاے رحمت آلہی نے جوش مارا کیا دیکھتے ہین کہ اوسجگہہ نیچے قدم شتر کے چشمہ آب خوشگوار کا جاری ہے ہزار جان سے شکر آلہی ادا کیا اور پانی پیا اور تمام برتن اپنے بھر لیے اور اون مخالفون سے کہا کہ تم بہی اپنے برتنون کا گرم پانی دور کرو اور اس چشمہ سے آب سرد بھر لو اون لوگون نے جب اس قدرت آلہی کا حال معاینہ کیا سب نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور آبدیدہ ہو کر کہا کہ آفرینندہ آب و خاک اور پروردگار انجم و افلاک نے کہ احکم الحاکمین ہے درمیان ہمارے اور تمہارے حکم فرمایا اب ہمکو تمہارے ساتھ کچہہ تنازع اور خصومت نہین اب التماس یہہ ہے کہ یہان سے اپنے مقام کی طرف مراجعت فرمایئے کہ آئندہ سلوک ہمارا سواے اطاعت اور انقیاد تمہارے کے نہوگا اور جو ہمسے آپکی خدمت مین بسبب سہو اور غلطی کے بے ادبی اور گستاخی ہوئی معاف فرمایئے عبد المطلب نے اوس سفر خیریت اثر سے بخوشی و خورمی مراجعت کی اور پھر نظر خلائق مین جاہ و شرف اون کا اول سے زیادہ ہوا اور امر حکومت اور ایالت مکہ از سر نو اونپر مقرر ہوا پھر جب ایک مدت مدید گذری اور عبد المطلب کے بہت بیٹے ہوئے تب اونھون نے چاہا کہ اس نذر مانی ہوئی کو وفا کرین اور قرعہ ڈال کر اپنے ایک فرزند کو قربان کرین جسطرح سے کہ عرب کی اوس زمانے مین عادت تھی الغرض سب فرزندون کو راضی کر کے اونکے درمیان قرعہ ڈالا چنانچہ وہ قرعہ عبد اللہ کے نام پر پڑا عبد المطلب نے اونکے قربانی کرنے کا قصد کیا اور یہہ فرزند ارجمند بہی اس امر پر راضی ہوئے لیکن بنی مخزوم کہ رشتہ دار ننہالی عبد اللہ کے تھے عبد المطلب کو اسحرکت سے مانع ہوئے اونھون نے اس امر کا فیصلہ وہان سجاح نام ایک کاہنہ کی راے پر کہ جو شیوہ کہانت مین یکتاے عصر تھے موقوف رکھا اور جب جا کر اوس سے یہ ماجرا بیان کیا اوسنے جواب دیا کہ دیت یعنی خون بہا ایک آدمی کا تمہاری قوم مین کیا ہے عبد المطلب نے کہا دس شتر ہین سجاح نے کہا دس شترون کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالو اگر قرعہ شترون کے نام پر پڑے فبہا والا دس دس شتر بڑہاتے جاؤ اور قرعہ ڈالتے رہو جب شترون کے نام پر پڑے وہی اوسکی دیت ہے عبد المطلب نے موافق حکم اوسکے کے عمل کیا جب قرعہ ڈالتے عبد اللہ کے نام پر نکلتا پھر دس شتر اور زیادہ کرتے یہان تک کہ جب سو شترون پر نوبت پہونچی تب قرعہ شترون کے نام پر نکلا اور عبد اللہ نے اس مہلکہ سے نجات پائی اور جملہ اتفاقات سے یہ ہے کہ دیت حر کی شریعت مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسیقدر مقرر ہوئی تمام ہوا حاصل ترجمہ عجائب القصص کا اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ نام عبد المطلب جد امجد آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کا شیبہ ہے اور اونکو شیبۃ الحمد بہی کہتے ہین بسبب کثرت افعال جمیلہ اونکے کے اور اونکو عبد المطلب اس سبب سے کہتے ہین کہ ہاشم والد ماجد اونکے نے اونکے صغر سن مین وفات پائی مطلب اونکے چچا نے اونکو پرورش کیا اور دستور عرب کا تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا اوسکو پرورش کرنے والے کی طرف منسوب کرتے اور اوسکا غلام کہتے تھے انتہی اور عبد المطلب وہی اول شخص ہین کہ جنھون نے خضاب کیا تھا ساتھ سیاہی کے عربون مین سے کذا فی مواہب لدنیہ اور وفات ہوئی اون کی آٹھوین سال عام الفیل کے اور عمر اونکی ایک سو چالیس برس کی تھی اور اوسوقت مین عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھہ برس کی تھی اور عبد المطلب کے باپ ہاشم نام اونکا عمرو ہے اور ہاشم اونکو اس جہت سے کہتے تہے کہ قحط کے ایام مین وہ

لوگون کو ثرید کھلایا کرتے تھے ہاشم کے معنی روٹی توڑنے والا پس لقب اونکا ہاشم ہوا اور وہ سخاوت مین ضرب المثل تھے
اور اول انھین نے عرب مین مہمانون کی ضیافت ثرید کے ساتھہ کی اور وفات اونکی شام کی راہ مین ہوئی ایام شباب مین مقام
غزہ مین کہ علاقہ شام سے ہے اور وہین اونکی قبر مشہور ہے اور اونکے باپ عبد مناف اور نام اونکا مغیرہ اور کنیت اونکی ابو عبد الشمس
ہے وہ نہایت حسن وجمال رکھتے تھے اور اون کے باپ قصی بصیغہ تصغیر نام اونکا زید ہے اور لقب اونکا قصی اور مجمع ہے قصی
اس جہت سے ہے کہ وہ مکہ سے نکلکر دور چلے گئے تھے اور قوم قزاعہ مین جا کر بسے تھے اور مجمع اس جہت سے ہے کہ قوم قریش
بعد از پراگندگی یعنی بسبب استیلا اور غلبہ پانے خزاعہ کے مکہ سے متفرق ہو گئے تھے اونکی سعی سے جمع ہوئی اور اونکے باپ
کلاب اونکا نام حکیم ہے اوپر وزن امیر کے چنانچہ مواہب مین ہے وہ سر گروہ قریش اور اشراف قبیلہ عدنان سے تھے اور باپ
اونکے مرّہ اور وہ جد سادس یعنی چھٹی پیڑھی حضرت صدیق اکبر کے ہین اور اونکے باپ کعب وہ اشراف اور سرداران قریش
سے تھے اور مرجع الیہ جمیع امور مین اور سخی وکریم اپنی قوم مین تھے یہ اول شخص ہین کہ جمع کرتے تھے اپنی قوم کو روز جمعہ کے
اور خطبہ پڑھا کرتے اوپر اور نصیحت کرتے اونکو ساتھہ بعثت پیغمبر آخر الزمان کے اور ہمیشہ اسی طرح کی نصیحت کیا کرتے
اور خبر دیا کرتے کہ وہ میری اولاد سے ہوگا کما فی المواہب و السیرۃ الحلبی و المحلا اور یہی محلا مین نقل کیا ہے کہ بعضی اس
قصے کو قصی کی طرف نسبت کرتے ہین اور مدارج مین مرّہ کی طرف منسوب کیا ہے اور صحیح قول اول ہے اور اونکے باپ لوی
ملجا اور مرجع قریش اور حاکم مقبول القول تھے اور اونکے باپ غالب سردار قریش تھے اور قبائل عرب اون کو جمیع
امور مین مرجع الیہ گردانتے تھے اور اونکے باپ فہر لقب اونکا قریش تھا اور قریش کہتے ہین ایک جانور دریائی کو اور وہ
بڑا جانور ہے اور کوئی جانور اوسکا شکار نہین کر سکتا وہ سب پر غالب رہتا ہے سو اونکو بسبب غلبے کے قریش کہتے تھے اور اونکے
باپ مالک اونھون نے اکثر قوم عرب پر غلبہ پایا تھا اور پرستش حال غربا کی بخوبی کیا کرتے اور مراسم رعایت کے بجا لاتے اور اونکے
باپ نضر کنیت اونکی ابو النضیر ہے اونھون نے ایک روز قبل رحلت اپنی کے سب قوم کو جمع کیا اور کہا کہ تم اولاد اسمعیل اور
ابراہیم علیہما السلام سے ہو اور ریاست عرب نے تمپر قرار پایا ہے تمکو چاہیے کہ احکام الٰہی کی تعظیم اور توقیر کرو اور ساتھہ اعمال
صالحہ کے خالصاً للہ تقرب ڈھونڈو اور اونکے باپ کنانہ یہ رئیس تھے اسی برس کی عمر مین نضر اونکے گھر پیدا ہوئے عمر اون کی
نوے برس کی تھی اور وہ یمن مین مرے اور وہین اونکی قبر ہے ساتھہ اکثر صفات محمودہ کے قوم عرب مین موصوف تھے اور بموجب وصیت
آبا اپنے کے اونھون نے بھی وصیت سب اولاد اور قوم اپنے کو کی اور اونکے باپ مدرکہ ہا ہوز یعنی کلمہ تا کہ حالت وقف مین ہا سے
بدل جاتا ہے اس کلمہ مین مبالغہ کے لیے آیا ہے جیسے کہ طلب العلم فریضۃ مین نام اونکا عامر یا عمرو ہے اور مدرکہ اونکو اسواسطے
کہتے ہین کہ وہ ایک دن ایک خرگوش کے پیچھے دوڑے پھر اوس کو جا لیا اور اونکے باپ الیاس یاس کے معنی ہین نا امیدی کے
جو ضد ہے رجا کی جسکے معنی امیدواری ہین اور الف لام اوسکے اول مین واسطے تعریف کے ہے ساتھہ فتح اول کے پھر بعضی نے
ساتھہ کسرہ اول کے ضبط کیا ہے کما فی المواہب اور یہ نام اون کا اس جہت سے ہے کہ اونکے والدین اولاد سے مایوس ہو گئے تھے

معنی لفظ قریش

بعد ازان یہ پیدا ہوئے سو انکو ساتھ اس اسم کے مسمی کیا اور جب یہ سن تمیز کو پہنچے تو اونھون نے اولاد اسمعیل علیہ السلام کو
ساتھ اتباع دین ابراہیم علیہ السلام کے دعوت کی جب بزرگی اور دانشمندی اونکی قوم عرب پر ثابت ہوئی چھوٹے بڑے سبنے
اونکی متابعت پر کمر باندھی اور یہ ممدوح آفاق ہوئے اور بھی یہ مسلمان مومن تھے اور پر ملت حنیف کے اور اول ہدیہ شتر واسطے
خانہ کعبہ کے یہی لیگئے اور روایت ہے کہ وہ اپنی پشت سے آواز لبیک کہنے آنحضرت صلی اللہ تع علیہ وسلم کی حج مین سنتے تھے
اور وفات پائی اونھون نے سل کی بیماری سے اور اونکے باپ مضر ہین اونسے تقویت اور ترویج ملت حنیف کی بہت ہوئی
اور ہمیشہ اسی امر کے ساعی رہے اور اول حدی اشتر انھین کی مخترعات سے ہے اور تھے وہ خوش آواز زیادہ سب لوگون سے او
وہ مسلمان تھے ملت ابراہیم علیہ السلام پر چنانچہ مخبر صادق صلی اللہ تع علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مت گالی دو مضر کو کہ وہ
اسلام لائے تھے اور اونکے باپ نزار کنیت اونکی ابو ربیعہ ہے اور وہ ساتھ اسم نزار کے اسلیے موسوم ہوئے کہ جب وہ پیدا
ہوئے تب اونکے باپ نے ہزار اونٹ شکرانے مین قربانی کیئے خلائق نے اونکو مسرف یعنی بیجا خرچ کرنے والا کہا اونھون
نے کہا ایسی نعمت کے مقابل مین کہ اللہ تعالی نے مجھکو عطا فرمائی ہے اتنکا اسکو اندک شمار کرتا ہون اور نزار مشتق نذر سے
ہے اور معنی نذر کے اندک کے ہین اور کہتے ہین کہ جب وہ پیدا ہوئے اور ظاہر کیئے گیئے تو اون کے باپ نے دیکھا نور محمدی کو اون
کی دونون آنکھون کے درمیان تو بہت فرحت اور خوشی کی اور کھانا کھلایا پھر کہا ان هذه كله نذر یعنی یہ سب تھوڑا ہے
بہ نسبت حق اس فرزند کے تو اس جہت سے وہ نزار نام رکھے گئے کما فی المواہب اور اونکے باپ معد کنیت اونکی ابو قضاعہ
ہے اور معد کہتے ہین تازہ میوے کو اور چونکہ وہ بہت خوبصورت تھے اسلیے اونکو معد کہا اور اون کے آٹھ بیٹے تھے بہادر
اور دلیر چار اونمین سے بڑے مشہور ہین قضاعہ بن معد قنص بن معد آیاد بن معد نزار بن معد انتہی از روضۃ الاحباب از انجملہ
ضحاک بن معد ساتھ چالیس ہزار آدمیون کے ایک جماعت بنی اسرائیل پر چڑھ گیا اور بسبب جہد بسیار اور کوشش بیشمار کے
فتحیاب ہوا اور بقیۃ السیف یہود کو پکڑ لایا اوسوقت کے نبی سے بنی اسرائیل نے استغاثہ کیا اور کہا بنی عدنان کے حق مین
دعاے بد کرو تا کہ بلا اون پر نازل ہو سو اونھون نے روبقبلہ ہو کر چاہا کہ بددعا کرین جناب باری سے وحی نازل ہوئی کہ
اس طلب سے دست بردار ہو یعنی درگذر کرو کہ خاتم النبیین افضل الاولین والآخرین اولاد اوسکی سے ہوگا دعاے بد اون کے
حق مین قبول نہو گی اور اونکے باپ عدنان اور ان عدنان کے دو فرزند تھے ایک عدن بن عدنان دوسرے معد جو اجداد سے
پیغمبر صلی اللہ تع علیہ وسلم کے ہین کہتے ہین کہ عدنان ایک دن کہین اکیلے جاتے تھے قوم یہود کہ اون سے عداوت رکھتے تھے اون
کے پیچھے آلگی جا کر اونکو دو پہاڑون کے بیچ مین گھیر لیا وہ اون یہودیون سے اسقدر لڑے کہ گھوڑا اونکا گر پڑا اور پہاڑ پر
چڑھنے لگے دشمن وہین جا کر اونکو ستانے اور تنگ کرنے لگے یہانتک کہ اونھون نے اللہ تع سے التجا کی غیب سے ایک ہاتھ نمودار
ہوا اور اونکو اوٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور ایک آواز ہولناک دشمنون کے کان مین پہنچی کہ وہ سب ہلاک ہو گئے خلاصہ ترجمہ
عجائب القصص و مواہب و روضۃ الاحباب اور آگے عدنان سے حضرت آدم علیہ السلام تک اختلاف بڑا ہے کسی تاریخ مین کچھ ہے اور

کسی مین کچھہ چنانچہ سیرت ابن ہشام مین اسطرح پر ہے عدنان بن آد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن قیدار بن
نابت بن اسمعیل بن ابراہیم بن تارخ وہو آذر بن ناحور بن شاروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح
بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ وہو ادریس بن یرد بن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم ع اور دوسری اسناد سے جو
ذکر کیا ہے وہ اسکے مخالف ہے اسیطرح خلاصۃ السیر مین بھی بعضی نام کچھہ اور ہین اگرچہ جیسا کہ نسب نامہ مطبوعہ لکھنؤ مین لکھا ہے وہ یون
ہے کہ عدنان بیٹے اُدّ کے اور وہ چوبیس زبان مین کلام کرتے اور خط لکھتے تھے جیسا کہ بیچ طبقات ناصری کے ہے اور اد بیٹے ادد کے
اور یہ بلند آواز تھے چنانچہ آواز اونکی بارہ میل سے لوگ سنتے تھے اور اون کو اود بھی کہتے ہین کذا فی الطبقات الناصری اور ادد
بیٹے ہمیسع کے اور بعضی نسخون مین ہویسع آیا ہے اور ہمیسع بیٹے سلامان کے اور وہ بیٹے نابت کے اور وہ بیٹے حمل کے اور وہ بیٹے
قیدار کے اور وہ بیٹے اسمعیل علیہ السلام کے اور وہ بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے اور وہ بیٹے آذر کے اونکو کہتے ہین تارخ بھی بضم ثالث و
سکون خاء نقطہ دار برہان پہلوی نام آذر بت تراش کما فی البرہان کہ نام پدر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے کذا فی العرائس اور وہ بیٹے
ناخور کے اور وہ بیٹے شاروخ کے اور بعضی نسخون مین سروع اور بعض مین مارخ اور بعض مین ساروع آیا ہے واللہ اعلم اور وہ بیٹے
ارغو کے اور بعض نسخون مین ارغب ہے اور طبقات ناصری مین ارغ ہے واللہ اعلم بالصواب اور وہ بیٹے فالغ کے اور وہ بیٹے
غابر کے اور وہ بیٹے شالخ کے اور وہ بیٹے ارفخشد کے اور وہ بیٹے سام کے اور وہ بیٹے نوح علیہ السلام کے اور وہ بیٹے لامک کے اور وہ
بیٹے متوشلخ کے اور وہ بیٹے اخنوخ کے کہ وہ ادریس علیہ السلام ہین اور اول انھین نے ساتھہ قلم کے لکھا کذا فی المدارک وشرح الاوراد
وعرائس القصص وسیرت ابن ہشام اور وہ بیٹے بیارد کے اور نسخہ صحیحہ مین بارد ہے باء موحدہ سے اور ایک نسخہ مین نارد ہے نون سے
واللہ اعلم بالصواب اور وہ بیٹے مہلائیل کے اور وہ بیٹے قینان کے اور وہ بیٹے انوش کے اور وہ بیٹے شیث علیہ السلام کے اور وہ بیٹے
آدم علیہ السلام کے تنبیہ واضح ہو کہ عدنان سے اوپر جو نام آدم علیہ السلام تک نسب نامہ مذکور سے یہان نقل کیے گئے اور اسی
طرح اور بعضی کتابون مین سیر کی جیسے کہ خلاصۃ السیر وغیرہ مین ذکر کیے ہین اون کے باب مین مواہب اور روضۃ الاحباب مین
لکھا ہے کہ عدنان تک اتفاق ہے سب ارباب سیر اور تواریخ اور ارباب انساب کا اور عدنان سے جو آگے ہے اسمعیل علیہ السلام
تک اور اون سے آدم علیہ السلام تک اوس مین بڑا اختلاف واقع ہے تعیین عدد مین اور تقرر اشخاص مین اور اونکے ضبط اسما
مین بعضون نے عدنان سے اسمعیل علیہ السلام تک چار عدد شمار کیے ہین اور بعضون نے چالیس تک گنے اسیطرح حضرت اسمعیل
سے لیکر ابو البشر تک بھی اختلاف بڑا ہے اور نفس الامر مین متعین اور مقرر ہونا اعداد اور شمار اشخاص کا کہ درمیان عدنان کے
آدم پیغمبر تک ہین کسی روایت صحیح مین ثابت نہین ہے اسلیے خاموشی اونکے ذکر سے اولی و انسب دکھائی دیتی ہے مروی ہے
کہ حضرت سید المرسلین رسول رب العالمین سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب کبھی اپنے نسب کا بیان کرتے جو عدنان تک پہونچتے
توقف فرماتے اور کہا ابن دحیہ نے کہ اجماع کیا ہے علما نے اسپر حالانکہ اجماع حجت ہے کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچاتے
تھے نسب اپنے کو عدنان تک اور اوس سے آگے نہ بڑھتے اور رک جاتے تھے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے کذب النسابون الی ما فوق عدنان ترجمہ جھوٹ کہا ہے نسب بیان کرنے والون نے آگے
عدنان سے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کذب النسابون کو دو بار یا تین بار فرمایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ فرمایا ہمنے اپنا نسب معد تک ضبط کیا ہے معد سے آگے ہم نہین جانتے ہین کہ کیا ہے اور عروہ بن زبیر رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ کہا نہین پایا ہمنے کسی کو کہ وہ پہچانتے ہووے بعد معد بن عدنان کے اور مروی ہے امام مالک سے کہ پوچھے
حال اوس شخص کے سے کہ پہنچاوے اپنے نسب کو آدم علیہ السلام تک تو مکروہ جانا اوسکو اور کہا کس نے خبر دی ہے اوسکو ساتھ اس کے
اور اسی طرح مروی ہے اون سے بیچ رفع نسب انبیا علیہم السلام کے پس سزاوار ہے ہمارے لیے اعراض کرنا مافوق عدنان
سے اسواسطے کہ اوس مین تخلیط اور تغیر ہے الفاظ کی اور غرابت اون نامون کی باوجود قلت فائدہ کے بیچ بیان اوسکے کے
مگر تمام اہل سیر و تواریخ متفق ہین اس پر کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح اور حضرت ادریس
اور حضرت شیث علیہ السلام اجداد امجاد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سے ہین اور قول ابو بکر بن العربی کا کہ کہا ہے کہ
حضرت ادریس علیہ السلام آنحضرت کے اجداد مین سے نہین ہین بلکہ بنی اسرائیل مین سے ہین شاذ ہے اور دلیل اون کی
حدیث معراج کی ہے کہ وقت ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا اونھون نے مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح
کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے ہوتے تو لائق تھا کہ الابن الصالح کہتے جیسا کہ وقت ملاقات کے حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا سو یہ دلیل پوری نہین کس واسطے کہ احتمال ہے کہ بطریق تواضع اور تلطف کے کہا ہو واللہ اعلم بالصواب
انتہی اور صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ الانبیاء اخوۃ
من علات وامہاتہم شتی و دینہم واحد ترجمہ یعنی انبیا بھائی ہین ایک باپ سے اور مائین اونکی مختلف ہین اور
دین اونکا ایک ہے یعنی بسبب متحد ہونے مقصود بعثت اور رسالت کے کہ وہ ایمان اور توحید ہے گویا ایک ہی باپ کی اولاد
ہین اور بباعث اختلاف شرائع اور احکام کے گویا کہ مائین سبکی جدا ہین انتہی یعنی اختلاف فروع شرائع کے اور یہ اختلاف شرائع کا
بسبب اختلاف امم کے ہے بیچ استعداد اور قابلیت کے پس موافق اس حدیث کے جائز ہے کہ حضرت ادریس نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اسی لحاظ سے بھائی کہا ہو اور حقیقت مین باعتبار نسب کے آپکے اجداد مین سے ہون نسب نامہ والدہ آنحضرت
حضرت آمنہ رضی بیٹی وہب کی وہب بیٹے عبد مناف کے عبد مناف بیٹے زہرہ کے زہرہ بیٹے کلاب کے کلاب بیٹے مرہ کے مرہ بیٹے کعب

اب معلوم کرنا چاہیے اسبات کا کہ اسلام ابوین شریفین آنحضرت صلعم کا ثابت ہے یا نہین

سو اختلاف ہے اسمین علما کو کہا بعض نے فوت ہوئے وہ کفر پر اور یہی قول جملہ متقدمین کا ہے اور کہا بعض نے وہ کفر پر نہین مرے
یہ قول اکثر متاخرین کا ہے اور بعض اس مین خاموش ہین ہان نہ نان کچھ نہین کہتے اور یہی طریقہ احتیاط کا ہے اور فرق اول
مین تین فرق ہین کہا بعض نے وہ اپنے کفر پر مرے اور کفر پر باقی ہین قیامت تک اور کہا بعض نے کہ پھر وہ زندہ ہوکر ایمان لائے
آپ پر اور پھر مر گئے اور یہ معجزہ تھا آپکا اور کہا بعض نے وہ ایمان لاوین گے حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھ پر پھر وہ مرجاوین گے

اور فریق ثانی کہتے ہین کہ سب باپ اور دادے کفر اور شرک سے پاک تھے بعض دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے اور بعضے اون
مین سے ایام فترت مین عرب اور موحد تھے اونپر مواخذہ نہین جیسے کہ آدیگا متمسکات متقدمین جو کہتے ہین کہ والدین
آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم کے کفر پر مرے اول قولہ تعالی وَلَا تَسْئَلْ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ساتھ فتح تا اور جزم لام کے کہ
قرأت سید القرأ امام نافع اور یعقوب اور شیبہ اور اعرج کی ہے بنا بر صیغہ نہی معروف کے یعنے نہ سوال کر تو دوزخیون
کے حال سے یعنے حال اون کا مت پوچھ وہ بڑے عذاب مین ہین اور یہ جب ارشاد ہوا تھا جب آپنے اپنے والدین شریفین
کے حال سے واقف ہونا چاہا تھا جیسے بروایت عطا مروی ہے ابن عباس رضی اللہ تعہ عنہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعہ
علیہ وسلم نے ایک روز لیت شعری ما فعل ابوای ترجمہ کاشکے آگاہ ہوتا مین کیا معاملہ کیا گیا میرے والدین سے تو نازل
ہوئی آیت مذکورہ کذا فی تفسیر انوار الفرقان و تفسیر سراج المنیر شربینی اور تفسیر روح البیان مین ہے کہ کہا صاحب تیسیر نے
کہ جب بشارت دی آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے مؤمنون کو ساتھ جنت کے اور کفار کو ساتھ دوزخ کے اور ذکر کیا عذاب
کفار کا تو کھڑے ہو کر عرض کی ایک شخص نے یا رسول اللہ کہان ہین والدین میرے فرمایا آگ مین وہ شخص غمگین ہوا فرمایا والدین
تیرے اور والدین میرے اور والدین ابراہیم علیہ السلام کے آگ مین ہین تب اوتری آیت مذکورہ پھر نہ سوال کیا اونھون نے
آپ سے اس امر کا جیسے کہ وارد ہے وَلَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ ترجمہ مت پوچھا کرو اون چیزون سے کہ اگر
ظاہر کیجاوین واسطے تمہارے ناخوش لگین تمکو ثانیاً قولہ تعالی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ
وَلَوْ کَانُوْا اُولِیْ قُرْبٰی ترجمہ نہین پہونچتا ہے نبی کو اور جو لوگ کہ ایمان لائے یہہ کہ بخشش مانگین واسطے مشرکون کے اگرچہ ہون
صاحب قرابت اور مروی ہے بریدہ رضی اللہ تعہ عنہ سے کہ جب تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین ایام فتح
مکہ مین تو گئے قبر پر اپنی والدہ رضی اللہ تعہ عنہا کے اور کھڑے رہے یہان تک کہ گرم ہو گیا دن اسی امید پر کہ اپنی والدہ کے
لیے مجھے بخشش مانگنے کا اذن ملے پھر نازل ہوئی آیت مذکورہ اور ایک روایت مین ہے ابن عباس سے کہ بیٹھے آپ سرہانے اپنی
والدہ کی قبر کے اور روئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ ہمین قبرون کی زیارت کرنے اور رونے سے منع فرماتے تھے
اور آپ نے زیارت کی اور روئے فرمایا مجھکو اذن دیا گیا ہے اور یہ یعنی مان میری عذاب الٰہی مین گرفتار ہے اور مین اون
کو اللہ تعہ سے بے پرواہ نہین کر سکتا ہون تو رو دیا مین رحمت اور شفقت سے تفسیر کبیر و تفسیر خطیب شربینی اور سنن
ابن ماجہ مین بروایت ابو بکر بن شیبہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم
سے عرض کی یا رسول اللہ باپ میرا صلہ رحمی کرتا تھا اور اس اس طرح سے تھا یعنے اچھے اچھے کام کرتا تھا وہ کہان ہے فرمایا آگ مین
اوس نے آزردہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ تمہارا باپ کہان ہے کہا جس جگہہ نکلے تو مشرک کی قبر کے پاس بشارت دے اوسکو آگ سے
پھر وہ مسلمان ہو گیا اور کہا کہ تکلیف دی مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشقت کرنے کی گذرا نہین مین کسی کافر کے پاس
مگر کہ خوشخبری دینے اوسے آگ کی انتہی اور کہا قتادہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے بخشش چاہا ہون کا مین اپنے

باپ کے لیے جیسے بخشش چاہی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے تب نازل ہوئی یہ آیت اور طبرانی نے قتادہ سے یون روایت کیا کہ لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ مان باپ ہمارے احسان کرتے تھے پڑوسیون پر صلہ رحمی کرتے تھے رشتہ دارون سے قرضہ چھڑاتے قرضدارون کا ہم اونکے لیے استغفار کرین فرمایا واللہ استغفار کرونگا مین اپنے والدین کے لیے جیسے استغفار کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے تو اوتری یہ آیت مذکورہ درمنثور اور تفسیر کبیر اور بعض دوسری کتابون مین یہ روایت یون منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے آکر عرض کی کہ والد میرا جاہلیت مین صلہ رحمی اور مہمان نوازی کرتا تھا اپنا مال لوگون کو منح پر دیتا یعنی عاریتًا وہ کہان ہے فرمایا کیا وہ مشرک مرا ہے عرض کی ہان فرمایا آگ مین ہے وہ روتا ہوا لوٹا آپ نے اوسے بلا کر فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ اور ابراہیمؑ کا باپ آگ مین ہین اور تیرے باپ نے ایک دن بھی یہ نکہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّار تب یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی اور تفسیر خطیب شربینی مین ہے کہا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ سنا مینے ایک شخص کو استغفار کرتا ہوا اپنے مشرک والدین کے لیے مینے اوس سے کہا تو استغفار کرتا ہے اپنے مشرک والدین کے لیے بولا کیا استغفار نہین کی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لیے پھر ذکر کیا مینے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب نازل ہوئی آیت مذکورہ انتہی اور کمالین حاشیہ جلالین مین حاکم سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا کہ تشریف لے گئے ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرستان مین ایک قبر کے پاس دیر تک مناجات کی اور روئے فرمایا جس قبر پر مین بیٹھا تھا وہ میری والدہ کی قبر ہے حق تعالیٰ سے مینے اون کے لیے استغفار کرنے کا اذن چاہا مگر اذن ندیا تب اوتری آیت مذکورہ انتہی اور جمع ان سب حدیثون مذکورہ مین یون ہے کہ کہین یہ آیت کئی بار نازل ہوئی ہے ایسے ہی نقل کیا کمالین حاشیہ جلالین مین اتقان سے **ثالثًا** امام احمد نے ابی رزین عقیلی سے اخراج کیا کہا اونھون نے عرض کی مینے یا رسول اللہ میری والدہ کہان ہے فرمایا آگ مین مینے عرض کی کہ آپکے اہل سے جو فوت ہو گئے ہین وہ کہان ہین فرمایا کیا راضی نہین ہے تو کہ ہو والدہ تیری میری والدہ کے ساتھ نقل کیا اسکو شوکانی نے فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ مین **رابعًا** تفسیر کبیر اور تفسیر سراج المنیر اور سنن ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی مین بروایت ابو ہریرہ اور ہادی الناظرین مین بروایت عمر بن الخطابؓ نقل کیا ہے کہ زیارت کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی والدہ آمنہ کی قبر کی الوا مین سو روئے اور رولایا اپنے گرد اگرد والون کو یعنی اونکی مفارقت پر یا عذاب پر اور فرمایا اذن چاہا مینے رب اپنے سے انکے استغفار کرنے کے لیے مگر اذن ندیا مجھکو کہا ابن مالک نے یعنے بسبب کفر کے اور اذن چاہا مینے زیارت اونکی کا تو اذن دیا گیا اور زیارت کرو تم قبرون کی کہ یاد دلاتی ہین یہ موت کو اور صحیح مسلم مین بھی یہ روایت موجود ہے کہا نووی نے کہ مطلب آپکا والدین کی قبر پر جانے سے تکمیل وعظ کی تھی کہ بدون ایمان کے ایسے بیٹے معظم اور مکرم کی والدہ کا یہ حال ہے کہ بیٹے کی وجاہت والدہ کے حق مین خدا تعالیٰ کے یہان مفید نہوئی تو اور کسی کا کیا ذکر ہے انتہی اور کہا ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ مین تحت مین اس حدیث مسلم کے کہ عجیب تر ہے ابن حجر سے یہ کہنا کہ حکمت اذن ندینے مین استغفار کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اون کی والدہ کے حق مین پورا کرنا تھا نعمت کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آپکی

والدہ کے زندہ کرنے سے تو کہ ہون وہ اکابر مؤمنین سے اور مستحق ہون استغفار کامل کے اسلیے کہ کوئی شخص مستحق استغفار
کا نہین ہے قبل ایمان کے اور جمہور اس پر ہین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کفر پر مرے اور یہہ حدیث مسلم کی صحیح
اون حدیثون کی ہے جو وارد ہوئین ہین حق مین والدین شریفین آپکے اور جو کہا ابن حجر نے کہ حدیث اونکے زندہ ہونے اور
ایمان لاکر پھر مرجانے کی بھی صحیح ہے تصحیح کی اوسکی امام قرطبی اور حافظ بن ناصر الدین نے سو برتقدیر اسکے صحیح
ہونے کے بھی یہہ معارض نہین ہوسکتی ہے حدیث مسلم سے اسلیے کہ ترجیح ما فی الصحیحین مقرر ہے اور سوا اسکے یہہ ہے کہ ایمان
اس کا اجماعًا مقبول نہین فرمایا اللہ تعالی نے فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ
يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ترجمہ پھر جب دیکھا اونھون نے ہماری آفت کو بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور
چھوڑین جو چیزین شریک بناتے تھے پھر نہوا کہ کام آوے اونکو یقین لانا انکا جسوقت دیکھ چکے ہمارا عذاب اور فرمایا وَلَيْسَتِ
التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّيْ تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ
ترجمہ اور اونکی توبہ نہین جو کرتے جاتے ہین برے کام جب تک سامنے آئے ایسے کسی کے موت کہنے لگا مینے توبہ کی اب اور نہ
انکی جو مرتے ہین کفر مین اور یہہ کہ مطلوب مکلف سے ایمان غیبی ہے نہ سوا اسکے جیسے فرمایا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ
ترجمہ اگر لوٹائے جاوین تو پھر کرین وہی جو منع کیے گئے تھے وہ اوس سے پوری یہ آیت یون ہے وَلَوْ تَرٰى إِذْ وُقِفُوْا عَلَى
النَّارِ فَقَالُوْا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور کبھی تو دیکھے جسوقت اونکو ٹھہرایا ہے آگ پر
تو کہتے ہین ای کاشکے ہم کو پھر بھیجین اور ہم نہ جھٹلاوین اپنے رب کی آیتین اور رہین ایمان والون مین بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوْا
يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ کوئی نہین بلکہ کھل گیا ان سے جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر
پھر بھیجے جاوین تو پھر کرین وہی جو منع ہوا تھا اونکو اور وہ جھوٹ بولتے ہین ف یعنے دوزخ کنارہ پر جسجگہ حکم ہوگا کہ ٹھہراؤ
تو کافرون کو توقع ہوگی کہ شاید ہمکو پھر دنیا مین بھیجین تو ایکبار کفر نکرین ایمان لاوین سو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اسواسطے
انکو نہین ٹھہرایا بلکہ اس تدبیر سے انکے مونھہ سے اقرار کروایا کہ ہمنے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے منکر ہوئے تھے کہ ہم شریک نکرتے تھے
اور پھر بھیجنا انکو عبث ہے موضح القرآن اور بھی یہ حدیث ظاہر طور رد ہے اونپر جو اہل فترت کو معذور رکھتے ہین اور بعضی علما نے
اس مسلم کی روایت کے اصل مسلم کی روایت ہونے مین بھی کلام ہے کہا میرک نے روایت کیا اسکو حافظ کبیر ابو الحجاج نے کتاب اطراف
مین مگر ہمارے دیار کے مروجہ نسخون مین نہین پایا گیا اور کہا نووی نے بروایت ابو العلاء بن ہامان اہل مغرب سے پائی گئی ہے
مگر ہمارے بلاد کے نسخون مین عبد الغافر بن محمد فارسی سے نہین پائی گئی اور محی السنہ نے اسکو صحیح مسلم سے بطریق عبد الغافر
روایت کیا ہے پس معلوم ہوا کہ کسی نسخہ مین اونکو ملی ہوگی ورنہ مزنی بھی اوسکو اطراف مین ذکر نکرتے اور اختلاف ہے اسمین
بھی کہ آنحضرت اپنی والدہ کی قبر پر سال حدیبیہ مین زیارت کو گئے تھے یا فتح مکہ مین هذا كله من المرقات اختصارًا اور کہا
شاہ عبد الغنی نے ابن ماجہ کے حاشیہ مین کہ سب متقدمین اسپر ہین کہ والدین آپ کے کفر پر مرے انتہی ملخصًا کہا فقہ اکبر مین

اور جبکا کفر یقینی ہے جیسے ابولہب اور آزر کا نکاح صحیح ہوا تو امام مالک کا قول غیر مقبول ہے کہ کافر کا نکاح درست نہیں ۱۲ سید عبداللہ شاہ ++۱۲++۱۲++۱۲++۱۲

ان والدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ماتا علی الکفر یعنی تحقیق انتقال کیا آپکے والدین شریفین نے کفر پر کہا ملا علی قاری نے کہ یہہ رد ہے اونپر جو کہتے ہین فوت ہوئے وہ ایمان پر یا فوت ہوئے کفر پر مگر پھر زندہ ہوکر ایمان لاکر فوت ہوگئے اور سیوطی نے اس مسئلہ کا جدا ایک رسالہ لکہا ہے کہ جسمین رد ہے سیوطی کے تینون رسالون کا کتاب اور سنت اور قیاس اور اجماع امت سے اور عجائبات سے ہے کہ انکار کیا بعض جاہلون نے کہ امام ابوحنیفہ کی شان سے ایسا کلام بعید ہے سو نظیر اسکی ایسی ہے جیسے جہم بن صفوان گمراہ نے کہا تھا چاہتا ہون کہ قرآن شریف مین سے آیت ثم استوی علی العرش کو چھیل ڈالون اور احمد بن قاضی ابو داؤد نے خلیفہ مامون سے کہا کہ لیس کمثلہ شیء کو کعبہ کے غلاف پر لکھون اور جیسے رافضی نے کہا کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جسمین ابوبکر کی نعت ہو انتہی اور درمختار کے باب نکاح الکافر مین ہے کل نکاح صحیح بین المسلمین فہو صحیح بین اہل الکفر خلافا لمالک ویردہ قولہ تعالی وامرأتہ حمالۃ الحطب وقولہ ولدت من نکاح سو مقتضا اس قول درمختار کا بھی یہی ہے کہ والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر پر تھے اور واضح ہو کہ جو لوگ واقعہ حدیث احیا کو جو حجۃ الوداع مین واقع ہوا جیسے کہ تمسک اپنا ٹہراکر کہتے ہین کہ والدین شریفین آپکے زندہ ہوئے اور ایمان لاکر پھر مر گئے یہہ تمسک اونکا ضعیف ہے اسلیے کہ حدیث احیا کو اکثر لوگون نے ضعیف اور موضوع کہا ہے جیسے ما ثبت من السنۃ مین ہے کہ رد کیا حدیث احیا کو سہیلی اور خطیب نے کہا سہیلی نے کہ اس حدیث کی اسناد مین مجہول لوگ ہین اور ابن کثیر نے اسکو منکر اور اسکی اسناد کو مجہول کہا انتہی اور کہا ابن ناجی نے یہ حدیث موضوع ہے اسکی اسناد مین محمد زیاد نقاش ثقہ نہین اور احمد بن یحیی اور محمد بن یحیی دونون مجہول ہین اور اسپر بہت گفتگو کی پھر کہا کہ صواب یہہ ہے کہ اس حدیث کو ضعیف کہا جاوے نہ موضوع اور یہ حدیث کہ شفاعت قبول کیا گیا مین اس گروہ مین یعنی والدہ میری اور والد میرے اور چچا میرے ابی طالب اور رضاعی بھائی میرا یعنی ابن سعدیہ جیسے کہ روایت کیا اسکو خطیب نے مرفوعا بالکل باطل ہے کذا قال الشوکانی اور قول عدم مواخذہ اہل فترت کا سخیف ہے ایسے ہی کہا شاہ عبدالغنی صاحب نے ابن ماجہ کے حاشیہ مین اور کہا گیا ہے کہ آبا و اجداد آپکے سب موحد تھے جیسے فرمایا اللہ تعالی نے وتقلبک فی الساجدین مگر رد کیا اسکو ابوحیان نے اپنی تفسیر مین کہ یہ قول روافض کا ہے اور معنی آیت کے یون ہین وترددک فی تصفح احوال المجتہدین یعنی دیکھتا ہے تجھکو اللہ تعالی وقت قیام کرنے تیرے کے اور وقت لوٹنے تیرے کے سجدہ کرنیوالون مین یعنی اوسوقت کہ تلاش کرے تو حال عبادت کرنے والون کا واسطے معلوم کرنے بھید اونکے کے کہ کیسی عمل کرتے ہین واسطے آخرت کے جیسا کہ مروی ہے کہ جب منسوخ ہوئی فرضیت رات کے قیام کرنے کی تو پھرے آپ اوس رات صحابیون کی گھرون مین کہ وہ کیا کرتے ہین تو سنی گھرون اونکے سے باریک آواز ذکر اللہ کی مثل گھرون نبور سے اور مراد سجدہ کرنے والون سے نمازی ہین یا یہہ کہ دیکھتا ہے تصرف کرنا تیرا تیرے احوال مین مثل اور انبیا کے اور مراد ساجدین سے انبیا ہین یا یہہ کہ دیکھتا ہے تجھکو کھڑے ہونے مین بیچ نماز جماعت کے اور تصرف کرنا تیرا نمازیون مین ساتھ قیام اور رکوع اور سجود اور قعود کے جسوقت تو اونکا امام ہوتا ہے یا یہہ کہ پوشیدہ نہین ہے اوسپر حال قیام تیرے کا اور تصرف اور لوٹنا تیرا سر انجام کو پہنچانے مین دین کے کا

ساجدین کی ہا مراد تقلب سے لوٹنا آنکھ کا ہے چنانچہ وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پورا کرو تم رکوع اور سجود کو کہ
بیشک مین دیکھتا ہون تمکو پیچھے اپنے سے جیسے دیکھتا ہون سامنے اپنے سے تفسیر کبیر یا یہ کہ تھا تو نظرگاہ ہماری وقت لوٹنے تیرے کے
عالم ارواح مین سجدہ کرنے والون مین اسطرح پر کہ پیدا کیا ہمنے روح تیری سے روح ہر ساجد کی کہ تو ہی تھا مستحق اس عنایت ہماری
کا اور بروایت عطا مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ مراد تقلب سے یہ ہے کہ دیکھتا ہے لوٹنا تیرا پشتون مین پیغمبرون کی ایک
نبی سے طرف دوسرے نبی کے یہان تک کہ پیدا کیا تجھکو اس امت مین اور معنی فی الساجدین کے فی اصلاب الانبیاء والمرسلین ہے یعنی
آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہ سے یہان تک کہ جدا ہوئے آپ اپنی والدین سے اور نبی نہونا بعض آبا آپکے کا اسکو منافی نہین اسلیے کہ
مراد بیان پر وقوع انبیا کا ہے آپکے نسب شریف مین نہ یہ کہ سب آبا آپکے نبی تھے تفسیر روح البیان واضح ہو کہ رافضیون نے ساتھ
اس آیت مذکورہ اور حدیث لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات کے تمسک پکڑا ہے کہ آبا اور اجداد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤمن تھے اسطرح پر کہ آیت تقلبك في الساجدين ان سب معنون کا احتمال رکھتی ہے سو یہ بھی احتمال ہے
کہ مراد اس سے نقل کرنا روح مقدس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہو ایک ساجد سے طرف دوسرے ساجد کے یعنی ایک مومن سے
طرف دوسرے مومن کے پس جب معنون مین اسی آیت کے یہ سب وجوہ محتمل ہوئے تو واجب ہوا حمل کرنا اسکا سب معنی مذکورہ
پر اسلیے کہ نہ اسمین منافات ہے اور نہ ترجیح ایک دوسرے پر اور وجہ استدلال اونکے حدیث مذکورہ سے اسطرح پر ہے کہ فرمایا
آپنے نقل کیا گیا مین پاک لوگون کی پشتون سے طرف پاک عورتون کی رحمون کے پس قائل ہونے سے ساتھ کفر آبا اور اجداد
آپکے کے لازم آتی ہے مخالفت اس حدیث کی اسلیے کہ سب مشرک ناپاک ہین جیسے فرمایا حق تعالیٰ نے اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ یعنی
بجز اسکے نہین کہ مشرک لوگ ناپاک ہین پس اسی سے معلوم ہوا کہ سب آبا و اجداد آپکے مومن تھے اور کہتے ہین کہ اگر کوئی ہماری
اس مذہب کے فساد پر دلیل پکڑے ساتھ قول اللہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ آزَرَ کے کہ باپ ابراہیم کے کافر تھے اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام بھی آپکے اجداد مین سے ہین پس تمسک تمہارا صحیح نہوا تو جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ اب کا کبھی چچا پر بھی بولا
جاتا ہے جیسے کہا بیٹون یعقوب کے نے یعقوب علیہ السلام سے کہ نعبد الهك واله ابائك ابراهيم واسمعيل واسحاق
سو اونھون نے اسمعیل علیہ السلام کو باپ کہا حالانکہ وہ اونکے چچا تھے اور حدیث مین بھی وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے حضرت عباس رض کے حق مین ردوا علی ابی یعنی لوٹاؤ تم مجھپر میرے باپ کو علاوہ یہ کہ شاید آذر ابراہیم علیہ السلام
کی مان کا باپ ہو اسلیے کہ نانا کو بھی کبھی باپ کہتے ہین جیسے فرمایا حق تعالیٰ نے وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ قوله وعیسٰی
تک اسلیے کہ ٹھہرایا عیسی علیہ السلام کو ذریت ابراہیم سے حالانکہ ابراہیم جد مادری تھے اونکے نہ جد پدری جواب اسکا یون دیا ہے
کہ مراد آیت اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ آزَرَ مین لفظ اب سے باپ ہی مراد ہے نہ چچا اور یہی ہے ظاہر قرآن کا کیونکہ حقیقت کے ہوسکتے ہوئے
مجاز مراد نہین لیا جاتا کما ہو مقرر فی الاصول اور تَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ کو سب وجوہ پر حمل کرکے دفعۃً ایک حمل مین اون
سے سب احتمالات مراد لینا بالکل باطل ہے اسلیے کہ مشترک لفظ سے ارادہ کرنا سب معانی کا ہرگز جائز نہین اور راسی پر حدیث مذکور

لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الخ یہ خبر واحد ہے آیت قرآن سے معارض نہین ہوسکتی تفسیر کبیر اور علاوہ اسکے یہ حدیث اونکی
ایمان پر بھی دال نہین ہے بلکہ اس سے فقط صحت نکاحون جاہلیت کی نکلتی ہے جیسے اور حدیث مین وارد ہے حتی اخرجنی من
بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح فقط یعنی یہان تک کہ نکالا مجھے میرے والدین سے کہ ملے نہین وہ آپس مین زنا پر کبھی تفسیر
روح البیان اور نظم الدرر وغیرہ کتب متاخرین مین بھی موجود ہے کہ حدیث احیاے والدین شریفین کی ضعیف ہے اور غرایب الاصول
مین ہے کہ وہ اقوال جو وارد ہین کہ احیاے والدین شریفین اور عبد المطلب اور ابو طالب کا ہاتھ پر عیسی علیہ السلام کے ہوگا یہ
سب سست اور ضعیف ہین چنانچہ محققین اہل حدیث پر پوشیدہ نہین اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب خاتم المحدثین و المفسرین
قدس سرہ نے اپنے عجالہ نافعہ مین لکھا ہے جو حدیثین کہ قرون سابقہ مین کہ جنکا نام و شان معلوم نتھا اور متاخرین نے روایت کی ہین وہ دو
حال سے خالی نہین یا تو سلف نے اونکو تلاش کیا مگر اونکی کچھ اصل نہ پائی یا اونکو پایا مگر کسی علت کے جہت سے اونکو روایت نکیا سو ہر تقدیر
کسی عقیدے کے اثبات مین یا عمل کے معمول بہ ہونے مین قابل تمسک نہین ہوسکتین کسی شیخ نے ایسی حدیثون کے باب مین کیا اچھا کہا ہے
شعر فان کنت لا تدری فتلک مُصِیبَۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم + ترجمہ پس اگر ہے تو اس حال پر کہ
تو نہین جانتا تو یہ مصیبت ہے اور اگر جانتا ہے تو یہ مصیبت زیادہ تر ہے اور اس قسم کی حدیثون نے بہت محدثین کی راہ ماری ہے
اور بنظر کثرت طرف انکے جو اکثر کتابون مین موجود ہین مغرور ہوکر حکم تواتر کرکے برخلاف احادیث طبقہ اولی و ثانیہ و ثالثہ کے مقام
قطع اور یقین مین آکر ایک مذہب اپنا ٹھہرایا ہے اور اس قسم کی حدیثون مین بہت کتابین تصنیف ہوئی ہین چنانچہ کسیقدر شمار کی
جاتی ہین از انجملہ کتاب الضعفا ابن حبان کی اور تصانیف حاکم کی اور کتاب الضعفا عقیلی کی اور کتاب الکامل ابن عدی کی اور تصانیف
ابن مردویہ کی اور تصانیف خطیب کی اور تصانیف ابن شاہین اور تفسیر ابن جریر اور فردوس دیلمی بلکہ تصانیف اوسکی اور مصنفات
ابو نعیم اور تصانیف جوزقانی اور تصانیف ابن عساکر اور تصانیف ابو الشیخ اور تصانیف ابن سخار اور بشیر مسایلہ اور وضع احادیث
کی مناقب اور تفسیر اور بیان اسباب نزول اور تواریخ اور ذکر احوال مین بنی اسرائیل اور قصص انبیاے سابقین اور ذکر شہر
اور اطعمہ اور اشربہ اور حیوانات مین واقع ہوا ہے بلکہ طب اور رقیہ اور عزائم اور ادعیہ خوانی اور ثواب نوافل مین بکثرت وقوع مین
آیا ہے ابن جوزی نے اپنے افسون موضوعات مین اکثر ایسی احادیث کو مطعون اور مجروح کیا اور راویونکی وضع اور کذب کی دلائل
فصل لکھے اور کتاب تنزیہ الشریعت ایسی احادیث کے غائلہ اور اشتباہ دفعہ کرنے کے لیے کافی ہے اور اکثر نادر مسائل اور کمیاب
جیسے اسلام لانا والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اور روایت مسح رجلین کی اور مثل اسکے انھین کتابون سے نکلی ہین اور
مایہ بنیاد تصانیف شیخ جلال الدین کی اپنے رسائل احیاے والدین وغیرہ عجائبات مین بھی کتابین ہین اور شغل اور استنباط اکثر احکام
لاطائل کا اونھون نے انھین کتابون سے کیا ہے جس کسی کو تحقیق ان کتابون کی منظور ہو تو میزان الضعفا ذہبی اور لسان المیزان
ابن حجر عسقلانی انکے رجال کے حال معلوم کرنے کے لیے کافی ہے انتہی متمسکات متاخرین کی جو کہتے ہین کہ والدین شریفین آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زندہ ہوکر ایمان لائے پھر مرگئے تنبیہ الضلول مین ہے کہ زندہ کیئے گئے ہین واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

کے والدین اونکے حجۃ الوداع مین اور بڑے بڑے محدثین نے زندہ ہونے کی احادیث طرق متعددہ سے روایت کی ہین اور کہا کہ
حدیثین ناسخ اون حدیثون کی ہین جو دلالت کرتی ہین اوپر خلاف اوسکے کے پہلی حدیث امام مالک کی خطیب بغدادی اور ابن عساکر
کے طریق سے بروایت مسلسل عروہ سے اور اونھون نے عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حج کیا ہمارے ساتھ رسول خدا
صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے حج اخیر بعدہ گذرے میرے ساتہ مقام عقبہ حجون پر غمناک پس روئی مین رونے سے آپکے بعد ازان پھر
اونٹ پرسے اترے اور فرمایا ای حمیرا لی مہار اونٹ کی سو کھڑی رہی مین بازو سے اونٹ کے ٹیکا لگا کر پس بہت دیر کی آپنے
پھر لوٹ آئے میرے پاس خوش وخرم مسکراتے ہوئے عرض کی مینے مان باپ میرے تمپر فدا ہون یا رسول اللہ گئے آپ روتے ہوئے
اور غمگین سو روئی مین آپ کے رونے سے اور اب دیکھتی ہون خوش مسکراتے ہوئے سبب اسکا کیا ہے فرمایا مین اپنی مان کی قبر پر گیا تھا
اور خدای تعم سے سوال کیا تھا زندہ کرنے کا پس زندہ کیا اونکو اللہ تعالی نے وہ مجھپر ایمان لائین پھر رد کیا اونکو اوسی حالت پر
جس حالت مین کہ تھین دوسری حدیث ابن شاہین اور محب الدین طبرانی کی زہریسی بروایت معنعن عروہ سے اور اونھون نے
عائشہ رضہ سے کہا گذرے رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وسلم حجون پر حزین اور غمگین اور وہان پر کھڑے رہے جسقدر چاہا خدا تعالی
نے پھر آئے خوش وخرم فرمایا سوال کیا مینے اپنے پروردگار سے اپنی مان کو زندہ کرنے کا سو زندہ کیا اونکو خدا تعالی نے میرے
لیے وہ مجھپر ایمان لائین پھر رد کیا اونکو اوسی حالت پر تیسرے حدیث حافظ فتح الدین ابن سید الناس کی کتاب بسیرۃ مین
کہا روایت کی گئی بعض صحاب سے کہ والدین آپکے اسلام پر ہین اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے زندہ کیا اونکو وہ انحضرت صلی اللہ تعم
علیہ وسلم پر ایمان لائے اور چوتھی حدیث روایت کی سہیلی نے روض الانف مین عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہا خبر دی گئی مجھکو کہ
رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے اپنے والدین کو زندہ کرنے کا سوال کیا سو زندہ کیا اونکو حق تعم نے وہ آپ پر
ایمان لائے اور شیخ ابن حجر نے بعد حجت لانے آیہ کریمہ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ کے کہا ہے کہ یہ آیت صریح ہے اسپر کہ والدین
شریفین آپ کے اہل جنت سے تھے اسلئے کہ والدین قریب تر ہین آپ سے بہ نسبت سب قربا کے اور مختار یہی ہے اور تصحیح کی
اسکی حفاظ حدیث نے اور التفات نکیا طرف اوسکے جسنے کہ اوسپر طعن کیا اور کہا بیشک زندہ کیا اونکو حق تعم نے وہ آپ پر
ایمان لائے اور یہ آپکا خصوصیتھا اور ایک حدیث عبدالمطلب کے زندہ ہونے کے باب مین بھی نقل کرتے ہین مگر وہ موضوع ہے
مذکور ہوئی انتہی اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہے کہ حدیث حیای اگرچہ فی نفسہ ضعیف ہے مگر تصحیح کی اسکی بعض نے بسبب
پہونچنے اسکے کے درجہ صحت کو تعدد طرق سے اگرچہ علم اوسکا متقدمین پر پوشیدہ رہا مگر کھول دیا اللہ تعالی نے متاخرین پر وَاللّٰهُ
يَخْتَصُّ مَنْ يَّشَاءُ بِمَا شَاءَ مِنْ فَضْلِهٖ ترجمہ یعنی اللہ تعالی خاص کرے جسے چاہے ساتھ جس چیز کے اپنے فضل سے اور سیوطی
نے اس باب مین کئی رسالے تصنیف کیئے اور اسکو بدلائل ثابت کیا اور مخالفین کے شبہات کے عمدہ جواب دئے بلکہ اسقدر مبالغہ
کیا کہ مخالفین کے مذہب کو نقل بھی نکیا کہ ایسا ذکر مکروہ حکایتا بھی زبان پر نہ آوے انتہی اور یہی مضمون نظم الدرر مین ہے اور
ماثبت من السنت مین ہے کہ حکم یقینی کیا بعض علمانے کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے ناجی ہین اور کیا اچھا کہا حافظ

شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے شعر حبا الله النبی مزید فضل علی فضل وکان به رؤفا فاحیاه امه وکذا اباه لایمان به فضلا لطیفا فسلم فالقدیم به قدیر وان کان الحدیث به ضعیفا **ترجمہ**

عطا کی اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادتی فضیلت کی اوپر فضیلت کے اور رہے ساتھ اونکے مہربان پس زندہ کیا والدہ اون کی کو اور ایسے ہی والد اونکے کو واسطے ایمان لانے کے ساتھ اونکے اپنے فضل و کرم سے پس تسلیم کر لے تو کہ اللہ تعالیٰ قدیم ساتھ اسکے قادر ہے اگرچہ حدیث اس امر کی ضعیف ہے اور حاشیہ شامی مین ہے کہ والدین شریفین آپکے زندہ ہوکر ایمان لائے اور یہ آپ کی فضیلت تھی جیسے حدیث مین وارد ہے اور تصحیح کی اوسکی قرطبی نے اور ابن ناصر الدین نے کہ وہ منتفع ہوئے ایمان سے بعد موت کے خلاف قاعدہ پر آپکے اکرام کے لیے اور تفسیر غرائب مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کسی کام کے لیے بھیجا جب وہ لوٹ کر آئے آپ نے فرمایا ای علی کل کی رات مجھپر عنایت ہوئی کہ مین اپنے والدین کی زیارت کو گیا تھا وہ سر اپنے سے خاک جھاڑتے ہوئے آکر مجھپر ایمان لائے اور پھر اپنی قبر مین گئے اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مینے اپنی والدہ کی قبر کو دیکھا وہ قبر سے نکلین لباس اونکا سرخ ریشم کا تھا بولین تو میرا بیٹا اللہ کا رسول ہے مینے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور روضۃ الاحباب مین اسقدر زیادہ کیا کہ سب باپ دادے آپ کے آدم علیہ السلام سے آپ کے والد عبد اللہ تک آپکے بعثت کے بعد روبرو آپکے زندہ ہوکر آپ پر ایمان لائے پھر فوت ہوکر اعلای علیین کو بھیجے گئے اور اشباہ والنظائر مین ہے کہ جو کوئی کفر پر مرے لعنت کرنا اوسپر مباح ہے سوائے والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسلیے کہ ثبوت پہنچا زندہ ہوکر ایمان لانا اون کا کذا فی مناقب الکردی انتہی اور مروی ہے کہ سخت روئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز اپنی والدہ کی قبر پر اور اوس پر ایک درخت خشک لگا کر فرمایا اگر یہ سبز ہو گیا تو علامت اونکے ایمان لانے کی ہے وہ درخت سبز ہو گیا پھر وہی دونون آپ کی دعا سے قبرون سے نکل کر ایمان لا کر فوت ہو گئے کہا شیخ افتادہ افندی رحمہ نے کہ منجملہ دلائل اس امر سے ایک یہ بھی ہے کہ نام آنحضرتؐ کے والد کا عبد اللہ ہے اور اللہ اسم ذات ہے نام نہین رکھا گیا کوئی بت اس نام سے ایام جاہلیت مین کسی کا نام لات کسی کا عزی تھا مگر اللہ کسی کا نام نتھا انتہی کلامہ دوسرے یہ کہ زندہ ہوکر ایمان لانا اون کا عقلاً اور شرعاً بھی ممتنع نہین اور زندہ ہونا قتیل بنی اسرائیل کا اور معجزہ احیای موتی کا عیسی علیہ السلام کے لیے بنصوص قاطع ثابت ہے پھر کون مانع ہے زندہ ہوکر ایمان لانے سے آپکے والدین کے باوجود آپکے اس مزید فضل و کرم کے روح البیان اور حدیث ما فعل ابوای شان نزول مین وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ کے ضعیف ہے جیسے تفسیر مظہری مین ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زعم ہے نہ یقین اسلیے کہ اگر تسلیم بھی کرین ہم کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیت شعری ما فعل ابوای فرمایا اور باتفاق علما یہ آیت اوسی روز نازل ہوئی تو بھی یہ اس پر دال نہین کہ اصحاب الجحیم سے مراد آپکے والدین شریفین ہین اور بالفرض اگر یہ بھی تسلیم کرین کہ آپ کے والدین کی شان مین نازل ہوئی تو اس سے کفر اونکا ثابت نہین ہوسکتا اسلیے کہ مومن بھی کبھی بسبب گناہون کے شفاعت شافع یا اپنی میعاد تک اصحاب جحیم سے

ہوتا ہے اور بروایت بخاری صحیح ہوچکا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا
فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ یعنی مبعوث ہوا مین بہترین قرون بنی آدم سے قرن بعد قرن کے یہان تک کہ
پیدا ہوا مین بہترین قرون سے جسمین مین ہون اور شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارہ مین کئی رسالہ لکھے
ہین چنانچہ ہینے خلاصہ اون سبکا ایک رسالہ مسمی تقدیس آباء النبی مین جمع کیا ہے اور وجوہات ثبتہ اسلام والدین شریفین آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو مخالفین کے لیے شافی جواب ہوسکین بہت لکھدئے ہین انتہی اور ما سوا اسکے اور احادیث بھی والدین
شریفین کی طہارت کے باب مین وارد ہین جیسا کہ آویگا اور صاحب تفسیر سراج المنیر نے بھی لکھا ہے کہ حدیث ما فعل ابواہ ضعیف
ہے آیت مذکور کفار اہل کتاب کے حق مین نازل ہوئی ہے اور قرات فتح لام کی فقط یعقوب اور شیبہ اور اعرج اور امام نافع
کی ہے اور باقی سب نے بضم لام کے کہا ہے یعنی بعد تبلیغ کے کفار کے حال کی تجھ سے باز پرس نہو گی علاوہ اسکی یہ کہ قرات ابن مسعود
کی اور قرات ابی کی و ما تسئل یہ دونون قراتین بھی اسی کی مؤید ہین کہ یہان پر صیغہ نفی کا ہونہ نہی کا اور صاحب تفسیر کبیر نے بھی
اس حدیث کے ضعف کیطرف اشارہ کیا ہے اور جو شان نزول مین آیت کریمہ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا
لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی کی وارد ہین جواب اونکا یہ ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے باب مین نازل ہوئی جیسے تفسیر روح البیان
وغیرہ مین ہے کہ جب بیمار ہوئے ابو طالب بعد دس برس کے بعثت سے ہجرت سے تین برس پیشتر اور معلوم ہوئی قریش کو بیماری
اون کی تو اوبھون نے آپس مین کہا حمزہ اور عمر مسلمان ہوگئے محمد کا کام عرب کے جملہ قبائل مین پھیل گیا ابو طالب کے پاس چلو کہ
وہ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیان مین عہد کرادیوے کہ واسد ہم اوس سے امن مین نہین ہین کہ وہ کام ہمارا خراب کر دیگا اور ایک
روایت مین ہے کہ ہم ڈرتے ہین کہ شاید اس بڈھے کے بعد ہم سے محمد کو کچھ پہنچے یعنے ہم اوسکو قتل کرین اور عرب کے لوگ ہمین ملامت
کرین کہ دیکھو چچا اوسکا مر گیا اور اوبھون نے اوسکے ساتھ کیا کیا چنانچہ شرفا اونکے مل کر ابو طالب کے پاس گئی جیسے عتبہ اور شیبہ
اور دونون بیٹے ربیعہ کے اور ابو جہل اور امیہ بن خلف اور ابو سفیان اور ابو طالب سے کہا تم ہمارے سردار اور ہمارے بڑے ہو
تمھارے بھتیجے اور ہمارے درمیان مین جو معاملہ ہے خوب جانتے ہو اور ہمکو تمھاری موت کا اندیشہ ہے اونکو بلا کر ہمارا اونکا
عہد کرادو کہ نہ وہ ہمارے دین سے غرض رکھین نہ ہم اوسکے دین سے ابو طالب نے آپکو بلایا آپ آئے تو اوسوقت ابو طالب
کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہہ تھی ابو جہل لعین کو ناگوار گذرا کہ اگر محمد یہان بیٹھین گے تو ہم سے اونچے رہین گے وہ
ملعون کود کر وہان پر بیٹھ گیا جب آپنے ابو طالب کے پاس جگھہ نہ پائی دروازہ کے پاس بیٹھ گئے ابو طالب نے کہا اے بھتیجے یہ تمھاری
قوم کے شرفا ہین جو یہ کہین سو کرو اور یہ اچھا کہتے ہین کہ تم اونکے معبودون کو برا نکہو یہ تمھارے اللہ کو برا نکہین گے آپنے فرمایا
جو تم کہو گے مین کرونگا مگر مین تمسے ایک بات چاہتا ہون کہ جس سے تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور عجم تمھارے مطیع ہونگے ابو جہل
نے کہا تمھاری وہ بات مانین گے اور ساتھ اوسکے دس اور وہ کیا ہے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ اور چھوڑ دو جسکی تم عبادت کرتے ہو
سوا اللہ کے اوبھون نے تالی مار کر کہا اے محمد اس سے سوا اور کہو فرمایا اگر تم آفتاب لا کر میرے ہاتھ پر رکھدو گے تو بھی مین سوا اسکے

[illegible]

تم سے اور کچھہ نچا ہوگا اونھون نے آپس مین کہا جو تم چاہتے ہو واللہ یہ ہرگز نہ مانے گا اپنے باپ دادا کے دین پر رہو یہانتک
کہ حکم کرے اللہ درمیان تمہارے اور اوسکے اور وے اوٹھکر چلے گئے پھر ابوطالب سے کہا چچا تمھین یہ کلمہ کہو کہ گواہی دون
مین تمہارے لیے ساتھہ اسکے روبرو اللہ تعالی کے کہا واللہ اے بھتیجے اگر نہوتا مجھکو ڈر ننگ اور ناموس کا تمپر اور تمھارے باپ کی
اولاد پر بعد میرے اور یہہ کہ قریش کہین گے ابوطالب نے موت کے ڈر سے یہ کلمہ کہا تو مین ضرور کہتا جب ابوطالب نے کلمہ توحید
سے انکار کیا آپ نے فرمایا مین ہمیشہ تمھارے لیے استغفار کرونگا جبتک مجھے حکم ممانعت کا نہو گا جب ابوطالب نے انتقال کیا
تو قریش سے آپ نے بڑی تکلیفین اوٹھائین اور استغفار کرتے رہے ابوطالب کے لیے اوسوقت سے نزول اس آیت تک روح البیان
اور تفسیر کبیر مین ہے کہ کہا سعید بن حبیب نے بروایت اپنے والد کے کہ نازل ہوئی آیت مذکورہ شان مین ابوطالب کے کہ
جب مرنے لگے تو سب اون کے پاس گیے اور ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بھی وہان پر تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم نے اے چچا کہو لا الہ الا اللہ کہ حجت کرون مین تمھارے لیے ساتھہ اسکے روبرو اللہ کے ابوجہل اور عبداللہ نے کہا اے
اباطالب تم عبدالمطلب کے دین سے برگشتہ ہوتے ہو چنانچہ پیش کرتے رہے آپ اون پر یہ کلمہ اور وہ دونون باز رکھتے رہے
اونکو یہانتک کہ کہا ابوطالب نے آخر مین کہ مین عبدالمطلب کے دین پر ہون ہمیشہ آپنے فرمایا مین تمھارے لیے استغفار کرتا
رہونگا جب تک باز رکھا جاؤنگا تب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ کہا واقدی نے بعید جانا اس وجہ کو حسین بن فضل نے اسلیے کہ
یہ سورہ آخر قرآن ہے اوترنے مین اور وفات ابی طالب کی ابتدای اسلام مین تھی مکہ مین مگر مین کہتا ہون کہ بعید سمجھنا اس شان
نزول کو میری نزدیک بعید ہے اسلیے کہ شاید استغفار کرتے رہے ہون آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابطالب کے لیے اوسوقت سے
اس آیت کے نزول تک اسلیے کہ کفار سے بچنے کی تاکید اس سورہ مین آئی ہے اور ممکن ہے قبل اس سے جائز ہو آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کو استغفار کرنا اپنے مشرک والدین کے حق مین اور آپنے ایسا ہی کیا ہو اسپر منع فرمایا حق تعالی نے ساتھہ نزول اس
آیت کے اور کہا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے کہ کہو اے چچا لا الہ الا اللہ
تا کہ گواہی دون مین تمھارے لیے ساتھہ اسکے دن قیامت کے کہا کاشکے اگر نہ ملامت کرتے مجھکو قریش کہ کہین گے گھبرا گیا ابوطالب موت
سے تو البتہ ٹھنڈی کرتا مین آنکھین تمھارے ساتھہ اسکے تب نازل ہوئی یہ آیت إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ
يَشَاءُ ترجمہ بیشک تو نہین ہدایت کر سکتا ہے جسے چاہے مگر اللہ ہدایت کرے جسے چاہے انتہی اور روایت کیا بخاری نے ابی سعید
خدری سے کہ سنا اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ذکر تھا روبرو آپکے ابوطالب کا فرمایا امید ہے کہ نافع ہوگی اوسکو
شفاعت میری دن قیامت کے پس کیے جاوینگے وے جھلکتی آگ مین کہ پہونچے گی اونکے ٹخنون تک اوبلے گا اوس سے دماغ اوس کا
روح البیان سو یہ حدیثین مذکورہ صاف دال ہین اسپر کہ آیت مذکورہ نازل ہوئی مکہ مین ابوطالب کے حق مین اور راوی پر حدیث
بریدہ اور قتادہ اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور ابن مسعود کی جیسے کہ متقدمین کے متمسکات مین گذر چکین پس کوئی اونمین سے
معارض نہین ہو سکتی ہے قوت مین ان احادیث سے پس وجہ ہے اوار د کرنا اونکا کہا حاکم نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح ہے

مگر تعاقب کیا اوسکا ذہبی نے شرح مستدرک مین اور کہا ایوب بن ہانی نے کہ ضعیف کہا اوسکو ابن معین نے اور وجہ اخراج کیا ہے طبرانی اور ابن مردویہ نے حدیث ابن عباس سے کہ جب تشریف لائے آپ غزوہ تبوک سے اور عمرہ کر کے اوترے ثنیہ عسفان سے تو اپنے والدہ کی قبر پر گئے اور اذن چاہا اونکے لیے استغفار کرنے کا مگر اذن نہ دیا گیا تب نازل ہوئی یہ آیت کہا سیوطی نے کہ اسناد اسکی ضعیف ہے قابل اعتماد کے نہین اور کہا بغوی نے بروایت ابو ہریرہ اور بریدہ کے کہ جب تشریف لائے آپ مکہ مین تو اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور کھڑے رہے یہان تک کہ گرم ہوا آفتاب باین امید کہ اذن دیا جاوے اونکے لیے استغفار کرنے کا تب نازل ہوئی یہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الآیہ اور اخراج کیا ابن سعد اور ابن شاہین نے حدیث بریدہ سے کہ جب فتح کیا آپ نے مکہ تو گئے اپنی والدہ کی قبر پر آخر حدیث تک اور نزدیک ابن جریر کے بھی ایسے ہی ہے بریدہ سے جیسے ذکر کیا بغوی نے سو کہا ابن سعد نے طبقات مین بعد تخریج اسکے کہ یہ سب غلط ہے حضرت کی والدہ کی قبر مکہ مین نہین بلکہ ابوا مین ہے اور اخراج کیا امام احمد اور ابن مردویہ نے حدیث بریدہ سے کہا تھا مین ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ گئے آپ ثنیہ عسفان پر اور دیکھی قبر اپنی والدہ کی پھر وضو کیا اور نماز پڑھی اور روئے اور کہا اذن چاہا مینے رب اپنے سے اونکی شفاعت کا مگر منع کیا گیا تب اوتری یہ آیت مذکورہ کہا سیوطی نے کہ اس حدیث کے سب طرق معلول ہین اور کہا حافظ ابن حجر نے شرح بخاری مین کہ حکم کرنا ساتھ صحت حدیث ابن مسعود کے اس جہت سے نہین ہے کہ وہ صحیح لذاتہ ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ساتھ طرق کثیرہ کے وارد ہے اور بعد تامل مینے اوسکے سب طرق کو معلول پایا اور اس حدیث مین ایک اور علت بھی ہے کہ یہ مخالف ہے مافی الصحیحین سے کہ نازل ہوئی یہ آیت مکہ مین ابو طالب کے مرنے کے بعد اور ای پر حدیث قتادہ کی جو ذکر کی بغوی نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مین بخشش چاہونگا اپنی والدہ کے لیے جیسے بخشش چاہی ابراہیمؑ نے اپنی والدہ کے لیے تب اوتری یہ آیت مذکورہ سو یہ حدیث بھی مرسل ہے صحیح نہین بلکہ ضعیف اور حدیث صحیحین سے مخالف ہے کما مر پس جائز نہوا قول کرنا ساتھ مشرک ہونے والدین شریفین کے بمقتضای آیت مذکورہ کے اگر کوئی کہے کہ صحیحین کی حدیث سے جو ابو طالب کے قصہ مین وارد ہے معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب مشرک تھے تو جواب اسکا یہ ہے ہم اسکو تسلیم نہین کرتے بلکہ عبد المطلب مؤمن موحد تھے جیسے کہ باسانید ذکر کیا ابن سعد نے طبقات مین کہ عبد المطلب نے ام ایمن سے کہا جو کہ دودھ پلاتی تھین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ای برکت غافل نرہنا اس میرے بیٹے سے اسلئے کہ پایا مینے اسکو ساتھ لڑکون کے کہ وہ سدرہ سے قریب ہے یعنی جب یہ لڑکون کے ساتھ ہوتا ہے تو سب سے نرالا معلوم ہوتا ہے اور لمعان انوار پیشانی اور آثار سعادت و بزرگی سے اسکی پایا جاتا ہے کہ یہ نبی آخر الزمان ہوکر سدرۃ المنتہی تک پہونچیگا اور اہل کتاب کہتے ہین کہ یہ بیٹا میرا اس امت کا نبی ہے مگر جو کہ وہ زمانہ جاہلیت مین تھے احکام نبوت اونکو نہین پہونچے موحد ہونا اونکا موجب ہے بخلاف ابو طالب کے کہ باوجود دیکھنے زمانہ بعثت کے ایمان نہ لائے اسلیے وہ مشرک ٹھہرے حاصل تفسیر مظہری اور جواب دونون حدیث صحیح مسلم کا کہ اذن چاہا مینے اپنی والدہ کے لیے استغفار کرنیکا مگر مجھکو اذن ندیا گیا اور یہ کہ ایک شخص سے فرمایا کہ باپ میرا اور باپ تیرا آگ مین ہین یہ ہے کہ تھا یہ فرمانا آپکا قبل زندہ کرنے اونکے سے اسلیے

کہ واقع ہوا واقعہ احیا کا حجۃ الوداع مین کذا فی در المختار اور تفسیر روح البیان مین بھی یہی جواب لکھا ہے اور اتنا اور بڑھایا کہ
مقامات علیہ آپ کے یوماً فیوماً رحلت تک ترقی پر تھے سو ممکن ہے کہ یہ مقام آپکو حجۃ الوداع مین حاصل ہوا ہو انتہی اور یہ کہنا معتقدین
کا کہ ایمان یاس کا مقبول نہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ درحقیقت معاینہ کے وقت ایمان لانا ایمان یاس کا ہے وہ مقبول نہین مگر
ایمان بعد اعادہ کے مقبول ہے جیسے دال ہے اسپر قول تعالیٰ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ اور وارد ہے کہ اوٹھائے جاوینگے
اصحاب کہف آخر زمانہ مین حج کرنے کے اور تشریفاً اس امت مین داخل ہونگے اور مرفوعاً وارد ہے کہ اصحاب کہف مددگار ہونگے
مہدی آخر الزمان کے پس معتبر شمار کیے گئے افعال اصحاب کہف کے بعد زندہ ہونے اونکے کے موت سے روح البیان اور حاشیہ شامی
مین ہے کہ قبول ہونا ایمان یاس کا غیر خصوصیت مین ہے اور آپکے والدین کے حق مین مقبول ہونا آپ کا خصیصہ تھا انتہی کلامہ
اور جواب روایت امام اعظم رحمۃ اللہ اور در مختار کا یون ہے کہ طحطاوی مین بیان نکاح الکافر مین لکھا ہے وما فی الفقہ الاکبر ان والدیہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام ویدل علیہ ان النسخ المعتمدۃ منہ لیس فیہا شیٔ من ذلک
یعنی جو کہ فقہ اکبر مین ہے کہ والدین آپکے فوت ہوئے کفر پر بہتان داخل کیا ہے امام پر اور دلالت کرتا ہے اسپر یہ کہ معتبر نسخون مین
فقہ اکبر کے اسکا کچھ نشان نہین ہے بلکہ یہ مقولہ ہے ابو حنیفہ بن یوسف بخاری کا نہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا ایسے ہی کہا
ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی مین اور بالفرض اگر تسلیم بھی کرین کہ یہ قول امام ہی صاحب کا ہے تو معنی اوسکے یون ہین کہ مرے وہ کفر
کے زمانہ مین نہ کفر پر اور استدلال صاحب درمختار کا جید نہین اسلیے کہ یہ قول مقتضی ہے والدین شریفین کے کفر کو اور سوا ادبی
ہے شان مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور دوسرے یہ کہ جب ابو طالب کے حق مین وارد ہے کہ وہ کمتر ہونگے عذاب مین دوزخیون
سے کہ پہنین گے وہ نعلین آگ کے اوبلے گا جس سے دماغ اونکا کما مر اور یہ امر فقط آپ ہی کے اکرام اور فضیلت کی جہت سے ہے پھر
جب تخفیف عذاب کی ثابت ہوئی آپکے چچا کے لیے تو والدین آپکے جو قریب تر ہین آپ سے بہ نسبت جملہ عالم کے مامون و مرفوع العذاب
ہونا اونکا چاہیے علاوہ یہ کہ اہل فترت ناجی ہین چنانچہ یہی مذہب ہے اشاعرہ اور بعض محققین ماتریدیہ کا اور یہی مختار ہے
مجدد الدولہ کا جیسے کہ آویگا انتہی روایت ہے بخاری اور مسلم سے کہ کسی نے ابی لہب کو خواب مین دیکھکر اوسکا حال پوچھا
ابولہب نے کہا مین سخت عذاب مین ہون مگر جبکہ میری کنیز ثویبہ نے محمد بن عبد اللہ کے تولد ہونے کی خبر مجھے پہنچائی وہ خوشخبری
سنکر مینے ثویبہ کو اونگلی کے اشارہ سے آزاد کیا اور اونکے دودھ پلانے کو کہا تو چوسنے سے اوس اونگلی کے میری تشنگی جاتی رہی اس
اونگلی پر اثر آتش کا نہین سبحان اللہ جبکہ ابولہب جو کہ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کمال عداوت رکھتا تھا آزاد
کرنے سے ثویبہ کے عذاب اوس سے کم ہو گیا پھر لوگون کو کیا گمان ہے حق مین آمنہ رضی اللہ عنہا کے کہ اونھون نے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو نو مہینے تک شکم مبارک مین رکھا اور بعد وضع حمل کے مدت تک اقسام کی مہربانیون سے آپ نے اونکی گود کے
گہوارہ مین آرام فرمایا اور شیخ کمال الدین شمسی سے نقل ہے کہ کسی نے قاضی ابوبکر مالکی سے سوال کیا اگر کوئی شخص کہے کہ والدین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوزخ مین ہین اوسکا کیا حکم ہے فرمایا وہ ملعون ہے بحکم اس آیت کے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ

وَرَسُولَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ آخر آیت تک جب اس آیت مین مطلق ایذا سبب لعنت کا ہو تو اس اذیت سے کون سی اذیت زیادہ ہوگی
جو آپکے والدین کو دوزخی کہے امام سہیلی نے بعد نقل کرنے اقوال فریقین کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے والدین مسلمان
تھے کرکے گفتگو کرنا مجھکو سزاوار نہین کیونکہ حدیث مین آیا ہے لا تؤذوا الاحیاء بالاموات یعنی مت رنج دو زندون کو
مردون کے ذکر بد سے ہر چند کہ اس باب کی بعض حدیثون مین محدثین کو کلام ہے اور خالی ضعف سے نہین مگر یہان ضعیف پر روا
ہے عمل کرنا قال فی الدر المختار لا یفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ انتھی یعنی فتوی
ندیا جاوے تکفیر پر اوس مسلمان کے جسکے کفر مین اختلاف ہو اگرچہ دلیل اسلام کی ضعیف ہو چنانچہ اسی جہت سے علامہ المعی حافظ
جلال الدین سیوطی الشافعی اور امام ربانی ابن حجر عسقلانی اور امام ماوردی صاحب حاوی کبیر اور قرطبی اور ابن شاہین اور خطیب
بغدادی اور ابن عساکر اور صلاح الدین صفدی اور شمس الدین دمشقی اور محب الدین طبری اور ابن حجر مکی اور شیخ عبد
الحق دہلوی رحمہ اللہ نے اسماء اصحاب بدر کے شرح مین والدین شریفین کا اسلام ثابت کیا ہے تنبیہ الضلول آدر مروی ہے
کہ ایک فاضل حال مین والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی رات بھر متفکر رہے کہ بعضے حدیث احیا کو صحیح کہتے ہین
اور بعضے ضعیف جمیع ان اقوال مین ممکن ہے یا نہین یہ فکر اونپر ایسی غالب رہی کہ اوس غفلت مین وہ چراغ کی طرف جھکے
داڑھی اونکی اوس سے کچھہ جل گئی صبحکو ایک شخص اونکو دعوت کھلانے لے گیا رستے مین ایک شخص جوہری دوکان کے دروازہ
پر بیٹھا تھا اور کچھہ آلات فروخت وغیرہ کے بھی اوسکے پاس رکھے تھے اوس نے اوٹھکر سواری کی باگ پکڑ کر یہ شعر پڑھے **اشعار**

امنت ان ابا النبی وامہ احیاہما الحی القدیر البارئ حتی لقد شھدا لہ برسالتہ صدق فتلک کرامۃ المختار
وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ فھو الضعیف عن الحقیقۃ عار ترجمہ ایمان لایا مین کہ تحقیق والد نبی اور مان آپکی زندہ کیا
اون کو اللہ تعالی نے یہان تک کہ گواہی دی اون دونون نے آپ کے لیے ساتھہ رسالت آپکی کے سچ مان تو بس یہ بزرگی مختار کی یعنے
آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی ہے اور ساتھہ اسکے حدیث وارد ہے اور جو کوئی قول کرے ساتھہ ضعف اوسکے کے پس وہ ضعیف ہے
حقیقت سے ننگا ہے اور کہا اے شیخ اسکو یاد کر لے اور اسقدر بدخوابی اور تفکر نکر کہ چراغ تجھے جلا وے جاؤ جہان جاتے ہو کھانے
کو لقمے حرام کے شیخ اوس سے متعجب ہوئے پھر اوسکو ہر چند تلاش کیا نملا اور وہان کے رہنے والون سے بھی دریافت کیا کسی نے
پتا ندیا اور کہا کہ ہمین معلوم نہین کہ اس جگہہ کوئی شخص بیٹھا ہو پھر وہ شیخ دعوت کھانے کو نگئے وہین سے لوٹ آئے **متمسکات**
اون کے جو کہتے ہین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عیسیٰ کے ہاتھہ پر زندہ ہوکر ایمان لاوینگے اور تفسیر عرائس
مین ہے کہ سات آدمی دنیا مین کافر ہے اور وقت نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق تعم اونکو زندہ کریگا وہ ایمان لاکر بہشت
مین جاوینگے والدین ابراہیم علیہ السلام کے اور نوشیروان عادل اور حاتم طائی اور طاہر غازی جو شام کے ملک مین تھا اور ایک روایت
مین ہے کہ جب حضرت عیسیٰ اوترینگے اور دجال سے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لڑینگے تو چار آدمیون کی قبر پر جاکر اونکو زندہ کرینگے
والدین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے اور عبد المطلب اور ابو طالب سو وہ زندہ ہوتے چلا کر کہینگے ایمان لائے ہم دین محمد صلی اللہ تعم علیہ

وسلم پھر مرجاوینگے اور قیامت مین جنت کو بھیجے جاوینگے انتہی اور رسالہ مظفریہ مین ہے کہا مظفر نے سوال کیا مینے
خضر علیہ السلام سے کہ بعضے لوگ کہتے ہین ابوطالب کو عذاب دوزخ کا ہوگا یہ بات کیسی ہے کہا درحقیقت یون ہی ہے کہ
ابوطالب کو عذاب دوزخ ہوگا کہا مینے وہ کافر نہین مرے مجھے اسکا بھید بتلاؤ کہا بتلاتا ہون بشرطیکہ سید عالم صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم پر ہزار مرتبہ درود پڑھو مین نے کہا شرط کرتا ہون کہ دو ہزار مرتبہ پڑھونگا ایک ہزار تمھارے حکم سے اور ایک ہزار شکرانہ
مین کہا جان اے مظفر کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام نیچے آوینگے تو ابوطالب کے قبر پر جا کر وہ دعا پڑھینگے جس سے مردہ
زندہ ہوجاوے بفرمان خدای تعالی ابوطالب زندہ ہو کر قبر سے باہر آوینگے عیسی اون سے سوال و جواب کرینگے وہ کہینگے
اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله یہ کہکر مرجاوینگے مینے کہا یہ تمکو کہان سے معلوم ہوا حضرت خضر علیہ السلام
نے کہا مینے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سنا ہے مینے کہا کہ حدیث مین آیا ہے جو احوال موت کو دیکھکر مرگئے ایمان اونکا مقبول نہین
حضرت خضر نے کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا معجزہ ہے انتہی مگر ضعف اور سستی ان اقوال کی اہل تحقیق پر اضح ہے

بیان متمسکات اوس فریق کا جو کہتے ہین کہ سب آبا و اجداد آپ کے لوث شرک سے پاک تھے

احادیث صحیحہ اور آثار صریحہ سے ثابت ہے کہ آبا اور اجداد آپ کے زمانہ جاہلیت سے پاک اور ساتھ حریت اور طہارت کے موصوف اور
ساتھ پاکی اور صفائی کے معروف تھے پس جو کوئی ساتھ ان صفات کے موصوف ہوگا وہ مشرک کیسے ہوسکتا ہے بلکہ آبا اور
اجداد آپکے کا مومن اور موحد ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے امام ماوردی وغیرہ نے اس معنی پر ساتھ اس آیت کے استدلال
کیا ہے یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین حیث قال معنی تقلبک ان نور وجودک ینقل من ساجد الی
ساجد بدلیل قوله علیه الصلوة والسلام لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات یعنی خدا تعالی دیکھتا ہے جبکہ
کھڑا رہتا ہے تو عبادت مین اور دیکھتا ہے انتقال کرنا تیرا صلبون مین سجدہ کرنے والون کی یعنی مومنین کی اور کہا ماوردی
نے معنی تقلبک کا یہ ہے کہ نور وجود تمھارے کا آدم علیہ السلام سے نقل کیا گیا سجدہ کرنے والون مین اسلیے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ مین ہمیشہ نقل کیا جاتا تھا صلبون سے پاک مردون کے پاک عورتون کے رحمون کیطرف انتہی اور مروی
ہے ابن عباس رض سے کہ تقلب سے مراد تقلب ہے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا آبا اور اجداد کی پشتون مین ایک نبی سے طرف
دوسرے نبی کے مگر اس تاویل مین کمال مدح آپکی نہین پائی جاتی اسلیے کہ قریش وغیرہ اکثر لوگ اس صفت مین شریک آپ کے
ہوسکتے ہین بلکہ یہ تاویل اولی ہے کہ کہا جاوے مراد تقلب سے تقلب ہے پشتون طاہرین اور ساجدین کے سے طرف شکمون پاک
عورتون سجدہ کرنے والیون کے اور شکمون سجدہ کرنے والیون سے طرف پشتون طاہرین کے یعنے موحدین اور مومنین سے
طرف موحد عورتون کے تو کہ دلالت ہو اسپر کہ آبا حضرت کے سب مومنین تھے ایسے ہی کہا سیوطی نے اور کہا حافظ شمس الدین
بن ناصر الدین دمشقی نے شعر، تنقل احمد نورا عظیما تلالا فی وجوه الساجدین تقلب فیهم قرنا فقرنا
الی ان جاء فخر المرسلین اور مویداس معنی کی بہت حدیثین ہین اول روایت بخاری کی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

سے فرمایا مبعوث کیا گیا مین بہترین قرون بنی آدم سے قرن بعد قرن کے یہان تک کہ پیدا ہوا مین اوس قرن سے جسمین کہ مین
ہون دوسری روایت مسلم کی اپنے صحیح مین واثلہ بن اسقع سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے کہ ممتاز کیا اللہ تعہ
نے اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل کو اور اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو اور بنی کنانہ سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھکو تیسری روایت بیہقی
کی دلائل مین انس رضی اللہ تعہ عنہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے کہ جدا ہوئے آدمی دو فرقہ ہوکر مگر کہ کیا اللہ تعہ
نے مجھکو بہترین اون دونون مین سے پس پیدا ہوا مین اپنے مان باپ سے حالانکہ پہنچی نہین مجھکو کوئی چیز زناء جاہلیت سے پیدا
ہوا مین نکاح سے اور نہین پیدا ہوا مین زنا سے آدم علیہ السلام سے اپنے والدین تک پس مین بہتر ہون تم مین سے از روی ذات کے
اور بہتر ہون مین تم سے از روی باپ کے تفسیر مظہری چوتھی حدیث ابو نعیم کی انس رض سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم
نے کہ آدم علیہ السلام کے وقت سے جبسے اللہ تعہ نے نقل فرمایا پاک صلبون سے پاک رحمون کی طرف جبسے ہوے پاک دو فرقہ ہوئے مگر کہ
مین بہتر اونکے مین ہوتا تھا پانچوین حدیث ابن سعد کی طبقات مین مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلعم نے بہترین عرب مضر ہین اور بہترین مضر عبد مناف اور بہترین اولاد عبد مناف ہاشم اور بہترین اولاد ہاشم عبد المطلب ہین
قسم ہے خدا کی کہ دو فرقہ نہوئے جبسے کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے آدم کو مگر یہ کہ مین بہترین فرقہ مین تھا چھٹی حدیث حضرت
ابو القاسم حمزہ بن یوسف تیمی کی کہ وہ بھی واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا آپ نے تحقیق جب اللہ تعہ نے مقبول کیا ابراہیم
علیہ السلام کو اور کیا اون کو دوست اپنا اور قبول کیا اولاد سے ابراہیم علیہ السلام کی اسمٰعیل کو اور اولاد سے اسمٰعیل کے نزار کو اور
اولاد سے نزار کی مضر کو پھر اولاد سے مضر کے کنانہ کو پھر اولاد سے کنانہ کے قریش کو اور اولاد سے قریش کے ہاشم کو اور اولاد
سے ہاشم کے عبد المطلب کو تو قبول کیا اولاد سے عبد المطلب کے مجھکو ساتوین حدیث حاکم کی ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے پیدا کیا اللہ تعہ نے خلائق کو اور بنائے اون مین دو فرقے پھر اون دو فرقون مین مین
افضل ہون پھر بنائے اونکے کئی فرقے اور کیا مجھکو بہترین اونکے سے پھر مقرر کیے اون کے گھرانے تو مقرر کیا مجھکو بہترین گھرانے
مین پس اسصورت مین بہت بہتر ہون مین قبیلہ اور خاندان مین آٹھوین حدیث ترمذی کی عباس بن عبد المطلب سے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعہ نے جسوقت پیدا کیا مجھکو تو کر دیا مجھکو بہترین اپنے خلق مین پھر جب
پیدا کیا قبائل کو تو کر دیا مجھکو بہترین اونکے سے پھر جب پیدا کیا نفسون کو تو کر دیا مجھکو بہترین اونکے سے پس بہتر ہون مین اون
سے از روی گھرون کے اور بہتر ہون مین از روی ذات کے نوین حدیث روایت کی ملک العلما مولانا عبد العلی رحمہ اللہ نے
شرح مین اسماء اصحاب بدر کے ابن حجر عسقلانی سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا گیا ہون مین پیٹھ سے
آدم علیہ السلام کے طرف بہترین اہل زمین کے پھر اسیطرح پھر اسیطرح پر یہانتک کہ پیدا ہوا مین دسوین حدیث قاضی عیاض
مالکی کی امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے پڑہا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفَسِكُمْ ساتھ فتح
فا کے یعنے آیا تمہارے پاس تمہاری ہدایت کو ایک رسول بہتر پاک قبائل سے تمہارے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم

تے بہت پاک ہون مین تم سے از روی نسب کے اور از روی قرابت یا نکے آدم علیہ السلام کے وقت سے میرے آبا سب نکاح سے
ہوئے ہین اور نہوا کوئی زنا سے گیارہوین حدیث ابن ابی عمر کی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے جب پیدا کیا اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو تو ڈالا مجھکو اونکی پیٹھ مین طرف زمین کے اور کیا مجھکو پشت
مین نوح علیہ السلام کے کشتی مین اور پھینکا مجھکو آگ مین پشت مین ابراہیم علیہ السلام کی پھر نقل کرتا رہا مجھے بزرگ لوگون
سے پاک رحمون مین یہان تک کہ پیدا کیا مجھکو میرے باپ سے اور نکوئی ماں باپ میرا زانی نہین ہوا بارہوین روایت ابن حجر
مکی کی شرح ہمزیہ مین لکھا ہے کہ حضرت حوا کے ہر حمل مین دو بچے پیدا ہوتے تھے مگر شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے اسلیے کہ
پشت مین اونکی نور نبی آخر الزمان کا امانت تھا جب اونکی وفات کا وقت پہنچا اونھون نے اپنے فرزند کو وصیت کی کہ اس نور
مکرم کو مت رکھیو مگر رحم پاک مین اور اسی طرح سے یہ وصیت اونکی اولاد مین جاری تھی یہان تک کہ وہ نور پیشانی مین عبد المطلب
کی چمکا بعد ازان منتقل ہوا طرف والد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پاک اور صاف رکھا اللہ تعالی نے اس نسب شریف
کو زنا سے جاہلیت کے جیسا کہ سنن بیہقی مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے وما ولدنی من سفاح الجاھلیۃ وما
ولدنی الا بنکاح الاسلام اور روایت کیا ابن سعد اور ابن عساکر نے محمد بن ساعدی سے اونھون نے کلبی سے کہ لکھا مین نے
اول کی کتابون سے اور گنا مین نے پانسو ماؤن تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیڑھی در پیڑھی تو پایا مینے اونکو پاک اور صاف
زنا جاہلیت سے پس ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تمام آبا بزرگوار سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سے کوئی مشرک نہین ہوا
اور تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ آدم علیہ السلام سے نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ یعنی ادریس بن بیارد بن مہلائیل
بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام تک یہ تمام دس پیڑھی شریعت حق پر تھے اور بت پرستی نوح علیہ السلام کے زمانہ مین
پیدا ہوئی جیسا کہ مسند بزار اور مستدرک حاکم مین اور تفسیر مین ابن جریر کی تحت مین آیہ کریمہ کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً کے لکھا ہے
کہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تھے درمیان آدم اور نوح علیہم السلام کے دس قرن کہ وہ سب شریعت حق پر تھے پھر مختلف
ہوئے تو بھیجا اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کو اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یون روایت کی ہے کہ درمیان آدم اور نوح علیہ السلام
کے دس قرن تھے سب اونکے علما مقتدی تھے شریعت حق پر پھر مختلف ہوئے لوگ تو بھیجا اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کو اور
تھے نوح علیہ السلام اول پیغمبرون کے جب بھیجا اللہ تعالی نے اونکو طرف زمین کے اور طبقات مین ابن سعد کے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے
منقول ہے کہ درمیان نوح علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے ماں باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام پر تھے اور اسیطرح سے حضرت نوح
علی نبینا و علیہ السلام کے زمانہ سے ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن شاروخ بن ارغو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام
بن نوح علیہ السلام تک کوئی مشرک نہین ہوا چنانچہ ابن سعد معتبر کتابون سے نقل کرتے ہین ان الناس من عھد نوح لم یزالوا
ببابل وھم علی الاسلام الی ان ملکھم نمرود بن کوش بن کنعان فدعاھم الی عبادۃ الاصنام ترجمہ یعنی لوگ
نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بابل کے شہر مین رہتے تھے اور ہمیشہ شریعت اسلام پر تھے یہانتک کہ بادشاہ اونکا نمرود بن کوش

بن کنعان پیدا ہوا اور لوگون کو بت پرستی کی تعلیم کی انتہی اور جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے درج منیفہ مین کہا ہے کہ جب سام
فرزند نوح علیہ السلام نے اپنے باپ کے ہمراہ کشتی مین نجات پائی اور ایمان اوسکا بہ نص قرآن ثابت ہے بلکہ بعض اوس کی
نبوت کے قائل ہین اور شیخ عبد الحکیم نے تاریخ مصر مین اسلام ہر ایک کا تارخ تک آثار مرویہ ابن عباس سے ثابت کیا ہے اور
لکھا ہے کہ جب ارفخشد نے اپنے دادا نوح علیہ السلام کو دیکھا تو نوح علیہ السلام نے اوسکی اولاد کے حق مین نبوت اور سلطنت کی
دعا کی انتہی اور اسمعیل سے کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن اود بن ہمیسع
بن ہمیسع بن سلامان بن حمل بن قیذار بن اسمعیل بن ابراہیم علیہ السلام تک تمام دین ابراہیم کا رکھتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ قرآن
کریم مین صریح آیا ہے کہ آزر والد ابراہیم علیہ السلام کے مشرک تھے جیسے فرمایا اللہ تعالے نے اِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ[1]
اور آزر بھی آپ کے اجداد مین سے ہے جواب آزر ابراہیم کا چچا تھا نہ باپ اور چچا پر اطلاق باپ کا آیا ہے چنانچہ آیت
نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اس معنی پر شاہد ہے اسلیے کہ اسمٰعیل یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے نہ باپ تنبیہ الضلول کلام
مگر ضعف اس جواب کا اہل خبرت پر ظاہر ہے جیسا کہ تفسیر کبیر سے نقل ہو چکا علاوہ یہ کہ آیت نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ مین
اطلاق اب کا چچا پر بالطبع ہے نہ بالاستقلال انتہی اور جب عمرو بن لحی خزاعی مکہ معظمہ پر غالب ہوا تو اجداد آنحضرت صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم سے حکومت بیت اللہ کی لے لی اور بت پرستی نے عرب مین شہرت پائی اوسوقت سے حضرت کی بعثت کے زمانہ تک
جو عرصہ پانسو برس کا ہے بعضے دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے جیسے کہ ابن جریر اور بخاری اور مسلم اور احمد نے ابی ہریرہ رض
سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا مینے دوزخ مین عمرو بن لحی بن خزاعی بن قمعی کو کھینچے جاتی
ہین انتڑیان اوسکی آگ مین وہ اول شخص ہے کہ بدلا اوس نے دین ابراہیم علیہ السلام کو اور کہا حافظ عماد الدین بن کثیر نے
کہ تھے عرب دین ابراہیم علیہ السلام پر یہان تک کہ والی ہوا اونپر عمرو بن لحی خزاعی اور نکال لی اوس نے حکومت بیت اللہ کی
اجداد آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے پھر شروع کرائی اوس نے بت پرستی اور گمراہ کیا اہل عرب کو مگر بعضی احکام دین ابراہیم
کے عرب مین باقی رہے انتہی اور یہی مروی ہے ابن حبیب سے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ تھے عدنان اور معد اور
ربیعہ اور مضر اور خذیمہ اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ابراہیم علیہ السلام پر ذکر نکرو تم اونکا بغیر خیر کے اور روایت
کیا ابن سعد نے عبد اللہ بن خالد سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے مت گالی دو تم مضر کو کہ بیشک وہ اسلام لایا تھا
اور سہیلی نے روضۃ الانف مین روایت کی ہے کہ برا نکہو تم الیاس کو کہ بیشک وہ مومن تھا اور سنتا تھا وہ اپنی پشت مین آواز
تلبیہ حج کا نبی صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اور کنانہ سے مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نزار
بن کنانہ تک بھی منصوص ہے کہ سب اسلام پر تھے چنانچہ ابن سعد سے روایت ہے کہ کعب بن لوی نے ایک روز اپنی اولاد کو جمع
کرکے یہ خطبہ پڑھا کہ آبا میرے دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے اور تم بھی اسی دین پر مستقیم رہو اور نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم
کے پیدا ہونے کا ذکر کیا اور اس پیغمبر کی تابعداری کرنے کی وصیت کی اور کہا کاش اوس زمانہ تک مین بھی رہتا کہ مین آپکی کمک کرتا

[1] یعنی جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے ۱۲

جسوقت کفار جھٹلاوینگے آپکو کہا سیوطی نے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ اجداد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آدم علیہ السلام
سے مرہ تک ایمان انکا منصوص ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین اور باقی رہا کلام کلاب کا اور عبد مناف اور ہاشم اور عبد المطلب
اور عبد اللہ کہ والد بزرگوار آپکے ہین سو انکے اسلام پر سوائے دلیل اجماعی سابق اور دلائل عامہ ماخوذ نے اہل فترت کے اور
کوئی دلیل صریح نہین پائی گئی اور مشہور یہ ہے کہ عبد المطلب دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے بت پرستی اونھون نے کبھی نہین کی اور
زمانہ فترت سے وہ زمانہ مراد ہے جو درمیان دو نبی کے واقع ہوا اور آثار احکام شریعت نبی سابق کے باقی نہ رہین پس جو لوگ کہ زمانہ
فترت مین مرے نزدیک جمہور شافعیہ اور اکثر حنفیہ کے اہل نجات سے ہین اون پر ناری ہونے کا حکم ہرگز روا نہین اور یہ مقدمہ
موقوف اس بات کے علم پر ہے کہ حسن اور قبح اشیا کا جیسے حسن ایمان کا اور قباحت کفر کی شرعی ہین یا عقلی سو نزدیک اکثر شافعیہ
کے حسن اور قبح شرعی ہین یعنی کسی حکم کے نیک و بد جاننے مین عقل کو بالکل دخل نہین بلکہ نیک و بد کا جاننا موقوف ہے شرع شریف
پر اور نزدیک بعض حنفیہ اور معتزلہ کے حسن اور قبح عقلی ہین مگر نزدیک اکثر حنفیہ کے حسن اور قبح کا عقلی ہونا قبل زمانہ نبوت
اور پیش از ظہور دعوت کے کسی حکم کو لازم نہین کرتا بسبب تفاوت اور نقصان عقل کے جیسے کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے وَمَا
كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس جو کوئی کہ نہ پہنچے اوسکو دعوت بجز وجود عقل کے نہ وہ مکلف ہے اور نہ موصوف
بکفر اور نہ بایمان اگرچہ معتقد نہین ہے دونون مین سے کسی شی کا اور جبکہ مدد کری اوسکی اللہ تعالیٰ نے ساتھ تجربہ اور مدت
تامل کی تو اس صورت مین وہ معذور نہین اگرچہ نہ پہنچے اوسکو دعوت اور یہ مدت تامل کی بسبب تفاوت عقل کے مختلف
ہے چنانچہ کم مدت تامل بعد عقل و بلوغ کے پچیس برس کی عمر تک کہتے ہین جیسے کہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ کا ہے عطا کرنے مین مال
معتوہ کی یعنی احمق کی اور بعضون نے کہا چالیس برس تک ہین باین دلیل کہ خبر مین آیا ہے قد تمت حجۃ اللہ علی ابن اربعین اور اعتبار
عقلی ہونے نیک و بد کا اس جہت سے ہے کہ بعد وارد ہونے شرع کے علت مستحق ہوجانے ثواب اور عذاب کے معلوم ہوجاوے
اور فعل حکم مین غلبہ ایکطرف کا بغیر غلبہ دینے واسطے کے لازم نہ آوے پس نزدیک حنفیہ کے علت ترتیب ثواب اور عذاب کی
عقل اور شرع ہے اور نزدیک معتزلہ کے عقل خود علت مستقلہ ہے سو جملہ شافعیہ اور اکثر حنفیہ جیسے طحاوی اور ابو الحسن
کرخی اور فقیہ ابو اللیث اور کمال الدین بن ہمام صاحب فتح القدیر اور مشائخ بخارا کا اتفاق ہے کہ جن لوگون کو زمانہ بعثت
نبی کا نہین پہنچا وہ اسلام کو ترک کرنے اور کفر اختیار کرنے سے ماخوذ نہونگے تنبیہ الضلول اور یہی مذہب ہے اشاعرہ کا جیسے
حامی اور غایۃ التحقیق مین ہے قالت الاشعریۃ لا عبرۃ بالعقل اصلا بدون السمع فمن اعتقد الشرك ولم تبلغه
الدعوة فهو معذور حتى جاز ان يكون من اهل الجنة یعنی کہا اشعریہ نے کہ اعتبار نہین ہے ساتھ عقل کے بغیر ہونے
شرع کے پس جو کوئی اعتقاد کرلے شرک کا اور نہ پہنچی ہو اوسکو دعوت نبی کی پس وہ معذور ہے یہانتک کہ جائز ہے کہ ہووے
اہل جنت سے اور تمسک ٹھہرایا اونھون نے اولا یہ قولہ تعالیٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس جب پایا گیا اہل فترت
پر استحقاق عذاب کا تو جاری نہوگا اون پر حکم کفر کا دوسرے یہ قولہ تعالیٰ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ یعنی تو کہ نہو آدمیون

کو حجت بعد آنے پیغمبرون کے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسولون کے آنے سے پہلے ترک ایمان پر اونکے لیے حجت قائم ہے
تیسرے یہ کہ خازن دوزخ کے کفار سے کہین گے اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ کیا نہین آئے تھے تمہارے پاس نبی تم مین سے وہ
کہین گے ہان ہمارے پاس رسول آئے تھے تب قائم ہوجاوے گی اونپر حجت اللہ تعالی جل شانہ کی پس لے جاوین گے اون
کو آگ مین بسبب آنے انبیا کے نہ بسبب وجود تنہا عقل کے بخلاف معتزلہ کے کہ نزدیک اونکے پیش از آنے نبی اور پہونچنے
دعوت کے بسبب عقل کے ماخوذ ہون گے اسلیے کہ عقل گویا پیغمبر باطن ہے انتہی اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد
امتحان کے اہل فترت سے عذاب اوٹھایا جاویگا اس سبب سے کہ وہ عرض کرین گے ای بارخدایا کوئی رسول ہم پر نہ آیا کہ ہم اوسکی
اطاعت کرتے تیرے حکمون کو بجا لاتے بری باتون سے باز رہتے اللہ تعالی حکم کریگا اونکو دوزخ مین جانے کا پس جو شخص کہ عذر
لاکر دوزخ مین جانے سے باز رہے گا اوسے حکم ہوگا کہ تو نے میرے روبرو حکم نمانا میری غیبت مین پیغمبر کی تابعداری تو کیسے کرتا ایسا
لیے تو سخت عذاب کا مستوجب ہے اور جو کوئی دخول نار سے انکار نکریگا اوسپر آتش دوزخ کی سرد ہوجاوے گی اور عذاب سے
بچ رہے گا جیسا کہ امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی مرا زمانہ فترت مین
وہ عذر کریگا کہ ای پروردگار میرے میرے پاس کوئی رسول نہ آیا کہ مین اوسکی اطاعت کرتا پس لیگا اللہ تعالی ایسے لوگون سے
عہد و پیمان اطاعت کا اور بھیجیگا طرف اونکے فرشتے کہ داخل کرین اونکو آگ مین پس جو کوئی حکم پر داخل ہوگا آگ مین اوسپر
آگ سرد ہوجاوے گی اور جو عذر پیش کریگا وہ آگ مین ڈالا جاویگا اور روایت کیا بزار نے ابی سعید خدری سے کہ لایا جاویگا
دن قیامت کے فترت مین مرنے والا اور معتوہ یعنی نیم دیوانہ اور بچہ پس عرض کریگا فترت مین مرنے والا کہ نہ آئی میرے پاس کتاب
اور کہے گا نیم دیوانہ نہ دی تو نے ای پروردگار میرے مجھکو عقل کہ مین نیکی اور بدی پہچانتا اور کہے گا بچہ کہ نہ پہونچی مجھکو عمر عمل
کرنے کی پس بلند ہوگی اونکے لیے آگ دوزخ کی حکم ہوگا اونکو آگ مین جانے کا سو گھس جانے گا آگ مین جو نیک ہوتا علم الہی
مین اور باز رہے گا جو بد ہوتا علم الہی مین اگر پاتا عمل یعنی عمل کی قدرت اللہ تع فرمائے گا میرے روبرو نمنے میری اطاعت
نکی پس غیبت مین میرے رسول کی اطاعت تم کیسے کرتے اور تفسیر مین عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن منذر
کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جمع کریگا اللہ تعالی روز قیامت کے اہل فترت اور نیم دیوانہ اور گونگے اور بہرے
اور بڈھون اور جنھون نے اسلام نہین پایا پھر بھیجے گا طرف اونکے فرشتے کہ لے جاوین اونکو آگ مین عرض کرینگے ہم آگ مین
کیسے جاوین آیا نہین ہمارے پاس رسول فرمایا قسم اللہ کی اگر داخل ہوتے وہی آگ مین تو ہوجاتی اونپر سرد پھر بھیجیگا اونکے
پاس فرشتہ کہ اطاعت کرو اوسکی تو اطاعت کریگا جو ارادہ الہی مین مطیع تھا کہا ابی ہریرہ رضی اللہ تعا عنہ نے اگر چاہو تو یہ
آیت پڑھو وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا اور اس مقام مین امام حافظ شہاب الدین عسقلانی نے کہا ہے کہ گمان حق مین
آبا اور اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جو فوت ہوئے ہین قبل بعثت کے یہ ہے کہ اطاعت کرینگے وہ اللہ تعالی کی وقت امتحان کے
تو کہ موجب ہو خنکی چشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابن جریر نے تفسیر مین اسی آیت کی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى روایت

کیا ہے ابن عباس سے کہ رضامندی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس مین ہے کہ اہل بیت سے آپکے کوئی آگ مین نجاوے
کہا شیخ ابو سعید نے شرف النبوۃ مین عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال کیا مینے رب اپنے
سے کہ میرے اہلبیت سے کوئی آگ مین نجاوے تو قبول کیا اللہ تعالیٰ نے یہ میرا سوال واضح ہو کہ اگرچہ دلائل عامہ اہل فترت سے
جنتی ہونا والدین شریفین آپکا ثابت ہے مگر بشارت شفاعت خاص کی بھی اون کے حق مین ظاہر ہے جیسے حاکم نے اپنی مسند
مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اور صحت پر اوسکی جزم کیا کہ سوال کیے گئے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے والدین
شریفین کے حال سے فرمایا سوال کیا مینے اونکے حق مین رب اپنے سے سو وہ مجھے عنایت ہوا اور بیشک مین کھڑا ہونگا قیامت کیدن
مقام محمود مین جو شفاعت کی جگہ ہے حافظ ابو نعیم نے ام سماعہ سے اور اونھون نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ والدہ میری
وقت وفات بی بی آمنہ والدۂ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر تھی اور اوسوقت عمر شریف آپکی پانچ برس کی تھی
اور وہ اونکے سرہانے بیٹھی تھی کہ بی بی آمنہ نے چند اشعار اس مضمون کے پڑھے خدا نے برکت دی تجھے اس نیک خصلت بچہ مین
جو کہ خواب مین دیکھتی ہون مین اور یہ تمام حق اور سچ ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے تمام خلائق پر پیغمبر کیا ہے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے دین کو زندہ کریگا اور بتون کی عبادت مین لوگون سے موافقت نکریگا بعد شعر پڑھنے کے بی بی آمنہ نے فرمایا ہر زندہ کو آخر
موت ہے اور ہر نئے کو پرانا پن پیچھے ہے مین مرتی ہون اور ذکر میرا اس بیٹے سے قیامت تک باقی ہے مین چھوڑتی ہون بہترین عالم
کو اور جنا ہے مینے پاک اور طاہر کو پھر وفات پائی سو ظاہر یہ سب امور مذکورہ اون کی توحید پر دلالت صحیح رکھتے ہین جیسے کہ کہا
جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے کہ یہ قول والدۂ شریفہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صاف دال ہے اسپر کہ وہ موحدہ تہین اسلیے
کہ ذکر کیا اونھون نے دین ابراہیم علیہ السلام کا اور بعثت کا اپنے بیٹے کے ساتھ دین اسلام کے اور ممانعت پرستش بتون کی کا اور
موافقت نکرنے کا قوم سے بتون کی پرستش مین سو اسقدر رکھنا ایام جاہلیت مین کفر سے پاک اور توحید کے ثابت ہونے کے لیے کافی
ہے اور باقی بمراد حصول فضائل مزید اس امت کے اور نجات پانے کے لیے دغدغہ امتحان سے اپنے والدین شریفین کو حجۃ الوداع
مین زندہ کیا کذا فی تنبیہ الضلول سوال اگر کوئی کہے کہ اہل عرب کے حق مین معنی فترت کا متحقق نہین ہو سکتا اسلیے کہ اہل عرب
مین شریعت حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کی باقی تھی جواب معنی فترت کا اہل عرب مین موجود ہے اسلیے کہ فترت عبارت
ہے زمانہ سے جو متحقق ہو درمیان دو نبی کے کہ منقطع ہوجاوے اوسمین نزول اور تتابع احکام نبوت کا جیسے کہ مجمع البحار وغیرہ
کتب فن مین موجود ہے اور یہ معنی اہل عرب مین متحقق تھا اسلیے کہ حضرت اسمعیل کے زمانہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظہور
تک عرب مین نزول احکام نبوت اور رسالت کا بالکل منقطع رہا کما ہو التحقیق اور جواب متمسکات متقدمین کا یون ہے کہ آیت
وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ دوزخیون کے حق مین ہے نہ والدین شریفین کے قصہ مین اور یہ حدیث شان نزول آیت مذکورہ
کی باقول ابو امی ضعیف ہے کما مر اور آیت وَمَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الخ ابوطالب کے قصہ مین اوتری جیسے متاخرین کے
متمسکات مین گذر چکا اور جواب آیت اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ کا دو طرح پر ہے اول یہ کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا

تھے باپ تھے کمام اور بر تقدیر تسلیم مراد اس قول سے کہ آبا آپ کے کافر اور مشرک تھے یہ ہے کہ جبتک آبا آپکے سے ہر ایک آدمی مرد و زن
محل اور حامل آپکے نور مقدس کا رہا وہ لوث شرک سے پاک رہا اور بعد انتقال نور مقدس کے پشت اوسکی سے مشرک ہونا اوس کا
ممکن ہے چنانچہ ایسے ہی آذر نے بت پرستی نہین کی مگر بعد انتقال کرنے نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوس سے طرف ابراہیم کے
فتوحات آلہیہ حاشیہ جلالین اور وہ حدیثین مذکورہ جنسے معلوم ہوتا ہے کہ نزول آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ الخ کا والدین
شریفین کے قصہ مین ہے سب مجروح ہین متاخرین کے متمسکات مین تفسیر مظہری وغیرہ سے مفصل مرقوم ہوچکا اور بر تقدیر تصحیح
یہ جواب ہے کہ متمسکات متقدمین کی احادیث ہین اور متمسکات قائلین ناجیہ اہل فترت کی آیات اور آیت ناسخ ہے حدیث کی جیسے
مشکوۃ مین ہے بروایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے كلامي لا ينسخ كلام الله وكلام الله ينسخ
كلامي وكلام الله ينسخ بعضه بعضاً یعنی کلام میرا منسوخ نہین کرتا کلام اللہ کو اور کلام اللہ کا منسوخ کرتا ہے کلام میرے
کو اور کلام اللہ کا منسوخ کرتا ہے بعض اوسکا بعض کو اور جواب قول فقہ اکبر اور قول درمختار کا وہی ہے جو متاخرین نے دیا
کمام اور حدیث احیا کی اور متمسکات اونکے جو کہتے ہین کہ والدین شریفین حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لاوینگے
قائلین ناجیہ اہل فترت کے مدعا کو منافی نہین ہو سکتی اسلیے کہ ممکن ہے یہ کہ اگرچہ والدین شریفین ناجی ہون مگر بمراد فزاید
درجات اور درک ثواب اس امت مکرمہ کے آپ کے معجزہ سے زندہ ہو کر تجدید ایمان کر کے فوت ہو گئے ہون یا ہاتھ پر حضرت
عیسی علیہ السلام کے تجدید کرین واضح ہو کہ یہ سب تقریر اوس صورت مین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مدت
تامل کی گذر چکی ہو مگر بصحت پہنچایا حافظ صلاح الدین علائی نے کہ وقت وفات کے عمر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہ
برس کی تھی اور عمر بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی بیس برس کی اور ما سبق مین گذر چکا کہ مدت تامل پچیس برس کی عمر تک ہین اور ایک
جماعت کے قول پر چالیس برس کی عمر تک تو اسصورت مین ناجی ہونے مین والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام
نرہا واللہ اعلم بالصواب بیان اقوال اوس فریق کا جو اس مسئلہ مین خاموش ہین ہان نہ نان کچھ نہین کہتے اور یہی طریق احوط
ہے کہا امام سخاوی نے مقاصد حسنہ مین کہ اس مسئلہ مین بینے کئی جز لکھی مگر پسندیدہ اور مستحسن نزدیک میرے باز رہنا ہے اس گفتگو
سے نفیاً و اثباتاً انتہی اور جواب ابوبکر مالکی کا کہ کسی نے اون سے کہا تھا کہ کیا آبا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگ مین ہین تو اونھون
نے جواب دیا کہ جو کوئی یہ کہے وہ ملعون ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ اور حدیث مین آیا ہے لا تؤذوا الاحياء بسبّ الاموات یعنی ایذا دو تم زندون کو ساتھ بدگوئی مردون کے سابق
مین گذر چکا اور سوال کیے گئے امام رستغفنی اس قول بعض الناس سے کہ جب ظاہر ہوئی حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش تو سیاہ
ہو گیا تمام بدن اونکا پھر جب اوتارے گئے زمین پر تو مامور ہوئے نماز اور روزہ پر چنانچہ نماز پڑھی اور روزے رکھے تب سفید
ہو گیا بدن اونکا کیا صحیح ہے یہ قول پایا نہ کہا انبیا کی شان مین ایسا قول کرنا جسمین اونکی اہانت اور عیب نکلے مطلقاً جائز نہین
اسلیے کہ ہم مامور ہین ساتھ روکنے زبان کے بدگوئی اونکی سے علاوہ یہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت ذکر کیے جاوین

اصحاب میرے تو باز رہو تم بد ذکر اونکے سے پھر جب ہم اوسپر مامور ہوئے کہ ذکر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایسے انداز سے نکریں کہ جسمین ان
کی شان مین کسی نوع کا عیب ونقصان نکلے تو انبیا علیہم السلام کی نسبت ایسا ذکر کرنے سے بطریق اولی بچنا لازم پڑا پس ہر مسلمان کو
لازم ہے کہ ایسی گفتگو سے زبان کو باز رکھے جس مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مین کسی نوع کی خفت یا نقصان عائد ہو نعوذ
باللہ من ذلک تفسیر روح البیان اور ما ثبت من السنت مین ہے والکلام فی ابویہ الشریفین طویل والسکوت فی ہذا
الباب احوط یعنی گفتگو حق مین والدین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دراز ہے اور سکوت کرنا اس مین بہتر ہے اور حاشیہ
شامی اور حسن الادب مین ہے کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا تمام ادب سے چاہیے اور یہ مسئلہ ایسے مسائل سے نہین ہے کہ جہل اوسکا ضرر
ہو یا قبر مین یا موقف قیامت مین اس سے باز پرس ہو پس اسصورت مین بہتر اور اولی یہ ہے کہ ایسی گفتگو سی بمنزلۃ الاقدام سے
زبان کو روکنا چاہیے ہذا ما تیسر لی من التحقیق فی ہذا الباب واللہ اعلم بالصواب **آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ولادت کا بیان** فرمایا واقدی نے کہ مشہور ہمارے نزدیک اور اہل علم کے نزدیک یہ ہے کہ آمنہ رض اور عبداللہ رض کے اولاد نہین
ہوئی بجز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے اجماع اہل نقل کا اسپر اور خصائص صغرا مین بھی
سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا لم یلد ابواہ غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور نہ نکاح کیا عبداللہ نے کسی سے بجز آمنہ کے اور نہ
آمنہ نے بجز عبداللہ کے اور ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوشنبہ کے روز ماہ ربیع الاول مین اوس سال مین جب
اصحاب فیل بیت اللہ شریف کو ڈھانے آئے تھے ثابت ہوئی اور مروی ہے ابن عباس رض سے کہ پیدا ہوئے حضرت دوشنبہ کے
دن ربیع الاول کے مہینے مین اور اوتری آپ پر نبوت دوشنبہ کے دن اور ہجرت کی مدینہ کو دوشنبہ کے دن اور اوتری سورۂ بقر
بھی آپ پر اوسی دن ماہ ربیع الاول مین اور وفات بھی پائی اوسی دن اسی مہینے مین کما فی الحلبی کتب سیر مین ہے حضرت آمنہ رض سے
سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے سجدہ کیا اور آپکے سجدہ مین اشارہ تھا کہ مبدا آپکے امر کا قرب پر ہے
درگاہ الٰہی سے اور شہادت کی اونگلی آسمان کی طرف اوٹھائی جیسے کوئی عاجزی کرتا ہے اور کتب سیر مین ہے کہ آپ نے وقت پیدا ہونے
کے آسمان کی طرف سر اوٹھایا چنانچہ ابن سعد نے نقل کیا اسمین اشارہ تھا طرف حصول رفعت اور سیادت اور شرف کے واسطے ذات
اپنی کے خدا کی طرف سے کما فی الحلبی پھر دیکھا مینے ایک ابر سفید کہ اوترا آسمان سے اور اوٹھا لیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور غائب
کیا میری آنکھوں سے اور ایک کہنے والا کہتا تھا کہ پھراؤ انکو مشرق اور مغرب اور دنیا کی سب حدون مین اور دریاؤن مین تاکہ پہچان
لیوین انکو ساتھ نام اور صفت اور صورت کے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آمنہ رض کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا
ہوئے دیکھا مینے کہ ایک ابر بزرگ نورانی ہے کہ سنی جاتی ہے اوسمین سے آواز گھوڑون کی اور آواز پرندون کے پرون کی اور باتیں
آدمیون کی پھر چھپا لیا اوس ابر نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور غائب ہوئے میرے روبرو سے زیادہ اول بار سے اور سنا مینے کہ
کوئی کہنے والا کہتا تھا سیر کراؤ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام زمین کی اور پیش کرو انکو اوپر تمام روحانیات انسانون اور جنون اور
فرشتون کے اور پیش کرو طیور و وحوش پر اور دو انکو کنجی نبوت اور نصرت کی اور کلید خزانہ عالم کی اور دو انکو خلافت اور صفوت

اور خلق آدمؑ اور معرفت شیثؑ اور شجاعت اور شکر نوحؑ اور خلت ابراہیمؑ اور لسان اسمٰعیلؑ اور رضای اسحٰقؑ اور فصاحت صالحؑ اور حکمت لوطؑ اور بشارت یعقوبؑ اور جمال یوسفؑ اور کلام اور قوت موسیٰؑ اور تحمل ہارونؑ اور صبر ایوبؑ اور صوت داودؑ اور عبادت یونسؑ اور جہاد یوشعؑ اور عصمت یحییٰؑ اور حکمت لقمانؑ اور حب دانیالؑ اور وقار الیاسؑ اور زہد و کرم عیسیٰؑ اور غوطہ دریاے اخلاق مین سب پیغمبرون کے المختصر جو جو کمال اور خوبیان ہر نبی مین تھین سو وہ سب آپکی ذات بابرکات مین جمع ہوئین بیت خوبیان جو سب انبیا مین تھین ✤ ساری وہ ذات مصطفیٰ مین تھین ✤ رباعی خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری ✤ حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری ✤ خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات ✤ انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ✤ پھر آمنہ کہتی ہین کہ کھل گیا وہ ابر اور لپیٹا پایا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھہ مین ایک پارچہ حریر سبز کا کہ قطرے آب زلال کے اوس مین سے ٹپکتے تھے اور ایک کہنے والا کہتا تھا کہ واہ واہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا پر قبضہ کیا اور باقی نرہی کوئی مخلوق مگر کہ بیچ قبضہ تسخیر اون کے کے آئی ساتھہ رغبت تمام کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملخص مواہب و روضۃ الاحباب وغیرہما اور تاریخ ولادت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت اختلاف ہے بعضے دوسری اور بعضے تیسری اور بعضی بارہوین ربیع الاول کی کہتے ہین اور سوا اسکے اور بھی اقوال ہین خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ شب ولادت مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کیا زبیر بن بکار اور حافظ ابن عساکر نے کہ پیدا ہوئے پیغمبر اوس شب مین وقت شروع طلوع فجر کے اور دلالت کرتا ہے اسپر یہ قول آپکے جد عبد المطلب کا ولد لی اللیلۃ مع الصبح مولود پیدا ہوا میرے واسطے رات کو ساتھہ صبح کے فرزند کما فی سیرۃ الحلبی پس اس قول سے توفیق ہوگئی اون قولون مین کہ کوئی دن کو روایت کرتا ہے اور کوئی شب کو واللہ اعلم جنبش مین آیا محل کسریٰ کا یہان تک کہ سنی گئی اوس سے آواز اور گر پڑے اوس محل سے چودہ کنگورے اور بجھگیا آتشکدہ فارس کا جو ہزار برس سے کبھی نہین بجھا تھا اور خشک ہوگیا چشمہ ساوہ کا ساوہ ایک شہر ہے عراق عجم سے اور زبان فرس مین اوس جگہہ ایک نہر تھی کہ گبر لوگ اپنے فرزندون کو ولادت کے وقت مین اوسمین دھوتے تھے اور جو ہی ساوہ کہ ملک شام مین ہے کہ ہزار برس سے اوس مین پانی نتھا سو وہ جاری ہوئی کذا فی معارج النبوۃ —— اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین بیچ اوس مکان کے جو مشہور ہے ساتھہ دار محمد بن یوسف نزار کے یہ گھر پہلے عقیل بن ابی طالبؓ کا تھا اور بعد وفات کے اونکی اولاد مین رہا یہان تک کہ بیچا اولاد عقیل کی نے محمد بن یوسف برادر حجاج کے ہاتھہ لاکھہ دینار کو جیسا کہ فاکہانی نے کہا کما فی سیرۃ الحلبی اوس مکان کو ابتک لوگ متبرک جانکر زیارت کرتے ہین اور وہ مکان ایک کوچہ مین واقع ہے اور اوسکو زقاق المولد کہتے ہین اور وہ کوچہ اوس شعب مین ہے کہ جو مشہور ہے ساتھہ شعب بنی ہاشم کے اور بیان گرنے کنگورونکا اور قصہ اصحاب فیل کا معجزات مین دوسری جلد مین آویگا مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ وہ جو لوگون مین عمل قیام کا وقت سننے ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مروج ہے سو یہ بعد قرون ثلثہ کے کہ مامور بہا ہین ساتھہ اتباع کے ایجاد ہوا ہے اور اسی سبب سے درمیان علما کے سلف سے لیکر آج تک اس مسئلہ مین اختلاف واقع ہے چنانچہ دلائل طرفین کی کتب مین موجود ہین من شاء فلیرجع الیہا مگر ایک بات کا دریافت کرنا یہان ضرور ہے اور وہ یہ ہے

کہ تعظیم شرع شریف مین دو طرح پر ہے ایک قولی دوسرے فعلی قولی تین قسم پر ہے بعضی جگہہ ماموربہ جیسے جل جلالہ یا عز سبحانہ
وغیرہ کہنا وقت نام لینے اللہ تعالیٰ کے ساتھ لفظ اللہ کے یا درود پڑھنا وقت نام لینے سرور کائنات کے اور باقی انبیا علیہ السلام
کے کہ ثبوت اور ماموربہ ہونا اوسکا بدلائل ثابت ہے جیسے حدیث مین آیا ہے من ذکرت عندہ فلم یصل علی فقد شقی اور
دوسری جگہہ وارد ہے فمن ذکرت عندہ فخطی الصلوٰۃ علی خطی طریق الجنۃ اور اور جگہہ وارد ہے حسب المرء
من البخل ان اذکر عندہ ولا یصلی علی اور بعضی جگہہ وارد ہے البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی جیسے ترمذی وغیرہ مین
ہے اور اور حدیث مین وارد ہے من ذکرت عندہ فلیصل علی فان من صلی علی صلی اللہ علیہ عشرۃ اور بعضی مقام پر مندوب
جیسے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا وقت ذکر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کہنا وقت ذکر اولیا اور ائمہ مجتہدین
کی اور بعضی مقام پر ممنوع جیسے وقت پڑھنے قرآن اور خطبہ کے کہ ممانعت اسکی آیت وحدیث ثابت ہے جیسے واذا قرئ القرآن
فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون اور حدیث جیسے اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام اور اسی پر تعظیم فعلی پس وہ
دو قسم پر ہے یا یہ کہ مخصوص اور مختص ہے واسطے حق سبحانہ تعالیٰ کے جیسے رکوع اور سجود وغیرہ یا مشترک ہے جیسے کہ قیام کرنا کہ واسطے
بندہ کے بھی آیا ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا قوموا الی سیدکم اور کھڑا ہونا آپ کا
شفقۃً واسطے سیدۃ النسا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور کھڑا ہونا اونکا واسطے آپ کے اور یہ تین طرح پر ہے ۱ واجب جیسے
حاکم وقت حکم کرے ساتھ کھڑے ہوکر تعظیم دینے کے واسطے کسی اہل تعظیم کے کہ مباح اوسکے حکم سے واجب ہو سکتا ہے بفحوای
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۲ مندوب جیسے شکراً واسطے ہادی اور منعم اور بعضی اکابر کے ۳
مباح جیسے واسطے احبا اور اصاغر کے سو یہ سب اقسام فعلی کی شرعاً واسطے حاضر کے ہین نہ غائب کے پس بجالانا تعظیم فعلی مذکور
کا مقام تعظیم ذکری اور قولی مین بے محل ہے پس اب ظاہر ہوگیا حکم اوس قیام کا جو مجلس مولود مین لوگ وقت ذکر تولد شریف کے
کیا کرتے ہین اور دفع ہوگیا قول اوس شخص کا جسنے کہا ہے کہ لوگون مین یہ عادت جاری ہے کہ مجلس مولد مین جب ذکر وضع شریف
کا آتا ہے تو وہ اوٹھ کھڑے ہوتے ہین سو یہ قیام مستحسن ہے واللہ اعلم بالصواب اور واضح ہو کہ مجلس میلاد شریف کی فی زماننا جس
طور پر عوام الناس بلکہ اکثر خواص لوگ بھی کیا کرتے ہین اور انواع بدعات اور منکرات شرعیہ سے وہ مجلس پر ہوتی ہے اور فاعلین
اوسکے بسبب پابندی رسم ورواج کے اوسکی برائی کو نہین معلوم کرتے اور ذکر جمیل اور نیک کام کو کہ وہ ذکر میلاد شریف ہے ساتھہ
ملا دینے بدعادتون اور غیر مشروع کامون کے اوس مین اوسکی حسن لذاتہ ہونے کو ساتھہ قبیح لغیرہ ہو جانے کے بدل ڈالتے ہین
اور متبعین سنت کو جو اونکو ایسے نیک کامون کو بدعت مین شامل کرنے سے منع کرتے ہین اونکو مطعون کرتے ہین اللہ تعالیٰ اونکو
فہم عطا کرے اب جانو کہ یہ مجلس مذکورہ بہیئت کذائی قبیح لغیرہ حسن لذاتہ ہے اور نکالی گئی ہے بعد زمان برکت نشان مشہود
لہا بالخیر کے کہ وہ زمانہ ہدایت کاشانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا جنکے حق مین فرمایا حضرت
سید ابرار رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر القرون قرنی الذین بعثت فیہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب فلا

واقوالهم وافعالهم كذا في المجالس ترجمہ یعنی بہتر قرون کا قرن میرا ہے کہ وہ لوگ ہین جسمین مین اوٹھایا گیا ہون
پھر بہتر وہ لوگ ہین کہ متصل اونکے ہین یعنی تابعین پھر بہتر وہ لوگ ہین جو متصل اونکے ہین یعنی تبع تابعین پھر بعد اون کے یعنے
قرن رابع مین ظاہر ہوگا کذب یعنی لوگون مین سو نہ اعتماد کریو کہنے اونکے کا اور نہ کرنے اونکے کا یہ حدیث مجالس الابرار اور طریقہ
محمدیہ سے بخاری سے مروی ہے انتہی اور حدیث مین وارد ہے من كان مستنا فليستن بمن قد مات فان الحي لا يؤمن
عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد صلى الله عليه وآله وسلم كانوا افضل هذه الامة وابرها قلوبا واعمقها علما
واقلها تكلفا اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوا هم على اثرهم وتمسكوا
بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم ترجمہ جو کوئی ہو طریقہ اختیار کرنے والا
تو چاہیئے کہ اختیار کرے طریق اوسکا جو مرگیا پس بیشک زندہ نہین مامون ہے فتنہ کا وہی لوگ یعنے جو مرگئے صحابہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے ہین کہ تھے وہی افضل اس امت کے اور پاک تر تھے از روی دلون کے اور عمیق تر تھے از روے
علم کے اور قلیل تر تھے از روے تکلف کے اختیار کیا اون کو اللہ تعم نے واسطے صحبت نبی اپنے کے اور واسطے قائم کرنے
دین اپنے کے پہچانو تم بزرگی اونکی اور پیچھے چلو نقش قدم پر اونکے اور مضبوط پکڑو تم جسقدر سکو تم اخلاق اونکے سے بیشک
تھے وہی راہ راست پر یہ حدیث مشکوۃ مین ہے انتہی سو اگر یہ فعل مجلس مولد بہیئت کذائیہ کا کہ مشتمل اوپر انواع بدعت اور محظورات
کے ہوتا ہے مثل تغنی اور وجد اور تواجد اور تصفیق وغیرہ اور اور بدعات کے موجب قربت جناب الہی اور محبت حضرت رسالت پناہی
کا ہوتا تو اسکے بجا لانے مین لوگ قرون ثلاثہ کے کیون قاصر رہتے کہ وہی لوگ طالب اور جالب خیر و ثواب کے سب سے زیادہ تھے
پھر جب یہ فعل نہ ثابت ہوا اون سے تو ثابت ہوا بدعت سیئہ ہونا اسکا مجالس الابرار مین ہے لان عدم وقوع الفعل في
الصدر الاول ليس الا لعدم الحاجة اليه اولوجود مانع منه اولعدم التنبيه او للتكاسل عنه اولكراهية وعدم
مشروعية والاولان منتفيان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة للتقرب الى الله تعم بالعبادات لا ينقطع
بعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانعا وكذا عدم التنبه لها او التكاسل عنها منتف ايضا اذ لا يجوز
ان يظن ذلك بالنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونه بدعة مكروهة غير مشروعة وهذا المعنى
اراد عبد الله بن مسعود رضه لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل يقول كبروا الله كذا كذا
وسبحوا الله كذا كذا واحمدوا الله كذا كذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود
فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد فضلتم على اصحاب محمد عليه السلام علما يعني انما جئتم
اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم على الصحابة بما فاتهم لعدم تنبههم له او لتكاسلهم عنه فغلبتموهم
من حيث العلم بطريق العبادة والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء انتهى ترجمہ یعنی اس لیے
کہ نہ واقع ہونا کسی فعل کا زمانہ سابق مین نہین ہے مگر بسبب نہ حاجت ہونے کے طرف اوسکے یا بسبب موجود ہونے کسی مانع کے اوس سے یا

بسبب نہ آگاہ ہونے کے اوسپر یا بسبب کاہلی کے اوس سے یا بسبب مکروہ جاننے کے اوسکو اور نا مشروع ہونے اوسکے کے اور پہلے دونون باتین یعنی عدم الحاجت اور وجود مانع کے تو منتفی ہین عبادات محض مین اسلیے کہ حاجت تقرب الی اللہ تعالی کی ساتھ عبادات کے نہین منقطع ہوئی ہے اور بعد ظاہر ہونے اسلام اور غلبہ اہل اسلام کے نتھا اوس سے کوئی مانع اور یون ہی نہ آگاہ ہونا اونکا اوس سے اور سستی کرنا اونکا اوس سے منتفی ہے اسلیے کہ نہین جائز ہے یہ گمان کیا جاوے اس امر کا ساتھ نبی علیہ السلام کے اور اونکے اصحاب کے سو باقی رہا مگر ہونا اوسکا بدعت مکروہ غیر مشروعہ اور یہی ارادہ کیا تھا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب آگاہ کئے گئے وہ ساتھ ایک جماعت کے کہ تھے وہ بیٹھے بعد نماز مغرب کے اور ایک شخص اون مین تھا کہ وہ اون لوگون کو کہتا تھا کہ کہو اللہ اکبر اس اس طور پر اور سبحان اللہ اس اس طور پر اور الحمد للہ اس اس طور پر سو کرتے تھے وے اوسکو پھر آئے عبداللہ بن مسعود رض اونکے پاس پھر جب سنا جو کہتے تھے وہی کھڑے ہوے اور کہا کہ مین عبداللہ بن مسعود ہون سو قسم ہے اوس اللہ کی کہ نہین کوئی معبود سوا اوس کے بیشک نکالی تمنے ایک بدعت اندھیری یا سبقت لے گئے تم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کے صحابہ پر از راہ علم کے یعنی سوای اسکے نہین کہ یا نکالی تمنے بدعت اندھیری یا تدارک کیا تمنے صحابہ پر اوس چیز کا کہ فوت ہو گئی تھی وہ اون سے بسبب نہ آگاہ ہونے اونکے کے اوسپر یا بسبب سستی کرنے اونکے کے اوس سے سو غالب ہوئے تم اون پر از راہ علم کے ساتھ طریق عبادت کے اور امر دوسرا منتفی ہے یعنے تدارک کرنا تمہارا عبادات مافات پر اون سے سو مقرر اور معین ہوا امر اول اور وہ ہونا اوسکا بدعت ظلماء رہے انتہی اور مشکوۃ کے باب الاعتصام والسنت مین ہے عن انس رض قال جاء ثلثۃ رھط الی ازواج النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم یسئلون عن عبادۃ النبی صلی اللہ تع علیہ والہ وسلم فلما اخبروا بہا کانہم تقالوہا فقالوا این نحن من النبی صلی اللہ تع علیہ والہ وسلم وقد غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فقال احدہم اما انا فاصلی اللیل ابدا وقال الاخر انا اصوم النہار ابدا ولا افطر وقال الاخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا فجاء النبی صلی اللہ تع علیہ وسلم الیہم فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا اما واللہ انی لاخشٰکم للہ واتقیکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ ترجمہ روایت ہے انس رض سے کہا اونھون نے کہ آئے تین شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیون کے پاس پوچھتے ہوئے عبادت آنحضرت صلی اللہ تع علیہ وسلم کی پھر جب خبر دی گئی عبادت کی تو گویا کم جانا اوسکو کہا آپس مین کہان ہین ہم بہ نسبت حضرت کے اور حال یہ ہے کہ بیشک بخشی اللہ تع نے پہلے گناہ اور پچھلے گناہ اونکے پھر کہا اونمین سے ایک نے کہ مین تمام رات نماز پڑھا کرونگا ہمیشہ اور کہا دوسرے نے مین روزے رکھا کرونگا ہمیشہ اور نہ افطار کرونگا اور کہا تیسرے نے کہ مین الگ رہون گا عورتون سے پھر کبھی نکاح نکرونگا پھر تشریف لائے حضرت نبی صلی اللہ تع علیہ و آلہ وسلم طرف اونکے پھر فرمایا کہ تمنے ایسا ایسا کہا تھا خبردار ہو قسم خدا کی بیشک مین بہت ڈرتا ہون بہ نسبت تمہارے اللہ سے اور بہت متقی ہون بہ نسبت تمہارے لیکن مین روزہ بھی رکھتا ہون اور افطار بھی کرتا ہون اور نماز بھی پڑھتا ہون رات کو اور سوتا بھی ہون اور نکاح بھی کرتا ہون عورتون سے سو جسنے مونھہ پھیرا میری سنت سے وہ نہین ہے مجھ سے روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے انتہی سو ابخیال کرنا چاہیے کہ کیون کر نا پسند رکھا حضرت نے زیادتی کو سنت پر اور صاف فرمایا فمن رغب عن سنتی

فلیس منی باوجودیکہ نماز روزہ وغیرہ عبادت ہے پروے لوگ مستعد ہوئے تھے کوئی اور نیا عمل اپنی طرف سے نہین نکالتے تھے
مگر صرف خلاف سنت ہونے کو حضرت نے پسند نفرمایا اور اسپر تہدید شدید کی اور کمی وبیشی کرنے کو اوسمین جائز نرکھا اور اس سے
اونکو روکا اور موافق سنت ہی کے امر کیا سو وہ حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جو چیز خلاف سنت کے ہے اگرچہ عبادت ہی مین
ہو وہ بدعت سیئہ ہے اوسکو حسنہ نجاننا چاہیے اسلیے کہ اگر اوسمین کچھ بھی خوبی ہوتی تو حضرت اوس سے منع نفرماتے اور
وعید شدید اوسپر نہ ارشاد کرتے مجالس الابرار مین ہے وهكذا يقال لكل من اتى فى العبادات المحضة لصفة لم تكن
فى زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة فى الفعل المبتدعة يقتضى كونه بدعة حسنة لما وجد فى العبادات
ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة مكروهة على ما صرح به العلماء فى تصانيفهم مثل صلوة
الرغائب والجماعة فيها ومثل الترضية والتصلية والتامين فى اثناء الخطبة وانواع النغمات الواقعة فيها
وفى الاذان وقراءة القران ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدام العروس فى الطرقات وغير ذلك من بدعة
المنكرة الواقعة فى العبادات انتهى ترجمہ اور اسی طرح کہا جاتا ہے واسطے ہر ایک اوسکے کہ لاتا ہے عبادات محضہ
مین یعنی کرتا ہے عبادت کو ساتھ اوس صفت کے کہ نتھی وہ زمانہ صحابہ مین اسلیے کہ جو وصف عبادت کا فعل مبتدع مین مقتضی
ہوتا اوسکی بدعت حسنہ ہونے کو تو البتہ پائی نجاتی عبادت مین وہ چیز کہ بدعت مکروہہ ہے اور حالانکہ بیشک پائی گئی بدعت مکروہ
اوس چیز پر کہ تصریح کی ہے علمانے اپنی تصانیف مین مثل صلوۃ رغائب اور جماعت کے اوسمین اور مثل درود بھیجنے اور
رضی اللہ عنہ کہنے کے اور آمین کہنے کے اور مثل ان الفاظ کے درمیان پڑھے جانے خطبہ کے اور طرح طرح کے نغمون کے کہ پائے
جاتے ہین اوس مین اور اذان اور قرأت قرآن مین یعنی یہی نغمے پائے جاتے ہین اور نغمہ کہتے ہین راگ کے لہجہ کو اور مثل پکار کر
ذکر کرنے کے آگے جنازے کے اور آگے دولھن کے راہون مین اور سوا انکے بدعات منکرہ سے ایسی کہ واقع ہوتی ہین عبادتون
مین انتہی غرضکہ جو کام زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین بلا نکیر جاری ہوا وہ ملحق بالسنت ہے اور نیا نظیر اوس کی
پائی گئی وہ سنت حکمیہ ہے اور بدعت حسنہ بھی اوسکو باعتبار معنی لغوی کے بعضون نے کہا ہے نہ باعتبار معنی شرعی کے اور
جو چیز بعد ان تینون قرن کی ایجاد ہوئی ہو وہ بدعت سئیہ سراسر ظلمت اور موجب ضلالت ہے کما مر اور نقل کیا ہے تفہیم المسائل
مین کہ کہا صاحب نصاب الفقہ نے کہ ہر انچہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار دادہ اند ہمان صحیح است اگر درین زمانہ چیزی را بدعت
حسنہ قرار دہند خلاف است زیرا کہ در مصطفی میگوید کہ کل بدعة ضلالة انتہی اور مثل اسی کے کہا صاحب نہایہ نے البدعة
بدعتان بدعة هدى وبدعة ضلال فما كان فى خلاف ما امر الله تعالى به ورسوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
فهو فى حيز الذم والانكار وما كان واقعا تحت عموم ما ندب الله تعالى اليه وحض عليه رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم
فهو فى حيز المدح وما لم يكن له مثال موجود كنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف فهو من الافعال المحمودة ولا
لا يجوز ان يكون ذلك فى خلاف ما ورد الشرع به لان النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قد جعل له فى ذلك ثوابا

فقال من سن سنة حسنة كان له اجرها واجر من عمل بها وقال فی ضده من سن سنت سیئة كان علیه
وزرها ووزر من عمل بها وذلك اذا كان فی خلاف ما امر الله تع به ورسوله صلی الله تعالی علیه واله وسلم
ومن هذا النوع قول عمرؓ نعمت البدعة هذه لما كانت من افعال الخیر وداخلة فی حیز المدح سماها بدعة
ومدحها لان النبی صلی الله تع علیه واله وسلم لم یسنها لهم وانما صلیها لیالی ثم ترکها ولم یحافظ علیها ولا
جمع الناس لها ولا كانت فی زمن ابی بكرؓ وانما عمرؓ جمع الناس علیها وندبهم الیها فبهذا سماها بدعة و
هی علی الحقیقة سنة بقوله صلی الله علیه وسلم علیكم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین من بعدی وقوله اقتدوا
بالذین من بعدی ابا بكرؓ وعمرؓ وعلی هذا التاویل یحمل الحدیث الاخر كل محدث بدعة انما یرید ما خالف اصول الشریعة
ولم یوافق السنت واكثر ما یستعمل البدع عرفا فی الذم انتهی ترجمہ یعنی بدعت دو قسم پر ہے ایک بدعت ہدی یعنے
جسکے کرنے مین ثواب ہے اور نکرنے مین برائی نہین اور دوسری بدعت ضلالت ہے یعنے گمراہی سو جو کہ ہو خلاف اوس چیز کے کہ
اللہ تع اور اوسکے رسولؐ نے حکم کیا ہے پس وہ بیچ احاطہ مذمت اور انکار کے ہے اور جو واقع ہووے نیچے اوس چیز کے کہ مندوب
کیا اوسکو اللہ تع نے اور رغبت دلائی اوسپر رسولؐ اوسکے نے سو وہ چیز بیچ احاطہ مدح کے ہے اور جو چیز کہ نہو واسطے اوسکے
مثال موجود مثل کسی نوع جود وسخا کے اور کسی اچھے کام کے سو وہ اچھے کامون سے ہے اور نہین جائز ہے یہ کہ ہون یہ کام اون
کامون سے کہ خلاف ہون کامون شرعیہ کے اسلیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اسکے کرنے والے کے لیے اسمین ثواب
سو فرمایا کہ جسنے جاری کیا کوئی طریقہ نیک ہوگا واسطے اوسکے اجر اوسکا اور اجر اوس شخص کا جو عمل کرے ساتھ اوسکے اور فرمایا
اسکی ضد مین کہ جس نے جاری کیا کوئی طریقہ بڑا ہوگا اوسپر گناہ اوسکا اور گناہ اوس شخص کا جو عمل کرے ساتھ اوسکے اور گناہ
اوسوقت ہے کہ ہو خلاف اوس چیز کے کہ حکم کیا ہے اللہ تع نے ساتھ اوسکے اور رسولؐ اوسکے نے اور یونہین ہے قول عمرؓ کا
نعمت البدعت یعنی یہ اچھی بدعت ہے اور یہ فرمانا اوسوقت تھا کہ تھا یہ فعل افعال خیر سے اور داخل تھا محل مدح مین سو نام رکھا
اوسکا بدعت اور مدح کی اوس کی اس لیے کہ حضرت نے نہین مسنون کیا تھا اوسکو اون کے لیے اور سوا اسکے نہین کہ پڑھا تھا اس کو
یعنی تراویح کو حضرت نے کئی راتون پھر ترک کر دیا تھا اوسکو اور نہ محافظت کی تھی اوسپر اور جمع کیا تھا لوگون کو اوسکے لیے اور نہ تھا
زمانہ مین ابوبکرؓ کے اور سوا اسکے نہین کہ جمع کیا عمرؓ نے لوگون کو اوسپر اور بلایا اونکو طرف اوسکے سو اسلیئے نام رکھا اوس کو
بدعت اور وہ حقیقت مین سنت تھی حضرتؐ کے فرمانے سے کہ لازم پکڑو اوپر اپنے سنت میری اور سنت خلفای راشدین کی بعد
میرے اور فرمایا پیروی کرو اون لوگون کی جو بعد میرے ہین ابوبکر اور عمرؓ اور اسی تاویل پر حمل کیا جاوے حدیث دوسری
کو کہ ہر ایک نئی بات بدعت ہے یعنی سوا اسکے نہین کہ ارادہ کیا جاوے اوس چیز کا کہ مخالف اصول شریعت سے ہو اور نہ موافق
سنت کے اور اکثر استعمال بدعت کا عرف مین محل ذم مین ہوتا ہے انتہی سو دیکھو اب سنت حکمیہ کو اسمین بدعت حسنہ کر کے بیان
کیا باعتبار معنی لغوی کے نہ باعتبار معنی شرعی کے ساتھ دلیل نظیر لانے قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر جاری کرنے جماعت

تراویح کے کیونکہ قول وفعل اون کا ہمارے لیے سنت ہے بموجب علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین کے اور خصوصًا
شیخین کا فعل کہ جنکی شان مین فرمایا فاقتدوا بالذین من بعدی کے سو فرمانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اوسکو نعمۃ البدعۃ بموجب
معنی لغوی کے تھا کہ مطلق بمعنی ایجاد کے ہے نہ بحسب معنی شرعی کے اور یہی مراد ہے صاحب نہایہ کی چنانچہ خود کلام اونکا اوپر
مشعر ہے کہ جا بجا قید خلاف ما امر اللہ تعالی وما ندب اللہ تعالی ورسولہ کی درمیان محمودیت اور مذمومیت فعل کے لگائی
ہے اور پھر آگے جا کے کہتے ہین فبہذا اسماہا بدعۃ وہی علی الحقیقۃ سنۃ اور آگے جا کے کہتے ہین یحمل الحدیث الآخر کل
محدثات بدعۃ انما یرید ما خالف اصول الشرعیۃ ولم یوافق السنت انتہی اور دیکھو حضرت فرماتے ہین ما احدث قوم
بدعۃ الا رفع مثلہا من السنت فتمسک بسنت خیر من احداث بدعۃ رواہ احمد ترجمہ نہین نکالی کسی قوم نے کوئی بدعت
مگر اوٹھالی گئی مثل اوسکے سنت سے یعنی جو لوگ دین مین نئی بات نکالتے ہین تو ایک سنت اون مین سے اوٹھالی جاتی ہے چنگل
مارنا ساتھ سنت کے بہتر ہے نکالنے بدعت کے سے روایت کیا اسکو امام احمد نے انتہی سو اختیار کرنا سنت کو اگرچہ قلیل سے ہو بہتر
ہے ایجاد کرنے بدعت کے سے کیونکہ اتباع سنت سے نور پیدا ہوتا ہے اور بدعت کے کرنے سے ظلمت حاصل ہوتی ہے اور اسکی شامت
سے قساوت قلبی کو پہنچتا ہے قساوت کو رین اور طبع یعنی زنگ اور مہر کہتے ہین اسیکو اللہ تعالے فرماتا ہے کلا بل ران علے
قلوبہم اور بل طبع اللہ علیہا بکفرہم سو جاننا چاہیے کہ کسل اور سستی کی راہ سے ترک کرنا سنت کا باعث ملامت اور عتاب کا
ہوتا ہے اور خفیف جانکر ترک کرنے سے جرم اور عذاب ثابت ہوتا ہے اور انکار اسکا بیشک بدعتی کر دیتا ہے اور ترک بدعت سے
اگرچہ موافق خیال لوگون کے حسنہ بھی ہو کچھ بھی اسمین لازم نہین آتا کذا فی شرح المشکوۃ اور سنن دارمی مین یون آیا ہے
ما ابدع قوم بدعۃ فی دینہم الا نزع اللہ من سنتہم مثلہا ثم لا یعیدہا الیہم الی یوم القیمۃ ترجمہ نہین نکالی کسی قوم نے
کوئی بدعت دین اپنے مین مگر نکالی اللہ تعم نے سنت اوسکی سے مثل اوسکے پھر نہین پھیرتا ہے اوسکو طرف اونکے قیامت کے دن تک
انتہی اور بدعت وہی امر ہے جسکے اصل قرون ثلثہ مین پائی نجاوے اور یہ بات بخوبی ظاہر رہا ہے کہ یہ مجلس میلاد مذکور بعد قرون
ثلثہ کے اہل بدعت نے ایجاد کی ہے اور اسکے بدعت ہونے مین منصف لوگون کو کچھ شک وشبہہ نہین ہے اور فعل بدعت
خود سیئہ ہے سوا ظلمت کے کسی طرح کا اوسمین نور نہین ہے جیسے اوپر حدیثون سے بخوبی معلوم ہو چکا اور جو حدیث مین آیا ہے
من سن سنۃ حسنۃ فی الاسلام الخ سو وہ سنت حکمیہ کے حق مین فرمایا ہے نہ ایجاد بدعت کے امر مین چنانچہ قصہ اوس حدیث کا
مبین اسکا ہے جیسے فرمایا ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید کہ جس نے میرے چنگل مارا اجرای
سنت پر وقت فساد امت میری کے پس اوسکے لیے اجر سو شہید کا ہے سو مراد اس سے یہی ہے کہ جس نے اجرا کیا نیک کام کو
کہ اصل مین ثبوت اوسکا سنت سے ہو چکا ہے اوسکے لیے یہ ثواب ہوگا نہ اوسکے لیے کہ دین مین نئی بات نکالی کہ جسکی اصل سنت
سے نہ ثابت ہوا اسلیے کہ فرمایا ہے آپ نے من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد ترجمہ یعنی جسنے نئی بات نکالی ہمارے
دین مین وہ جو اوس مین نہین ہے سو وہ مردود ہے یعنی وہ نئی بات یا وہ نکالنے والا اوسکا انتہی اور فرمایا کل بدعۃ ضلالۃ

یعنی ہر ایک نئی بات دین مین گمراہی ہے انتہی اور بدعت اوسی امر کو کہتے ہین جو دینیات مین نیا نکالا جاوے بعد کامل ہونے
اوس کے کہ صراح مین ہے بدعت نو بیرون آوردن رسمی در دین بعد از کامل شدن دین انتہی اور یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ اکمال
دین کا حضرت کی حیات ہی مین ہو چکا تھا چنانچہ خود اللہ تعالی فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم
الاسلام دینا ترجمہ آج کے دن کامل کیا مینے واسطے تمھارے دین تمھارا اور پوری کی مینے تمپر نعمت اپنی اور اختیار کیا مینے واسطے
تمھارے اسلام کو دین انتہی اور بعضی لوگ مولد کی مجلس کرنے والون مین سے جو کہتے ہین کہ اسپر اجماع ہے سو غلط ہے اسلیے کہ اگر اجماع
سے مراد اجماع مجتہدین ہے تو احداث اس امر کا بعد گذرنے زمانہ اونکے کے ہے کہ وہ عہد ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا چار سو برس تک تھا
اور اگر اجماع غیر مجتہدین کا مراد ہے تو وہ معتبر نہین جیسے کہ کہا بیچ کتاب تحقیق شرح حسامی کے الاجماع فی اللغۃ ھو العزم یقال اجمع فلان
علی کذا اذا عزم علیہ ومنہ قولہ تعالی اخبارا فاجمعوا امرکم ای اعزموا علیہ وقولہ علیہ السلام لا صیام لمن یجمع
الصیام من اللیل ای لم یعزم علیہ والاتفاق ایضا ومنہ قولھم اجمع القوم علی کذا ای اتفقوا علیہ والفرق بین
المعنیین ان الاجماع بالمعنی الاول یتصور من واحد وبالمعنی الثانی لا یتصور الا من اثنین فما فوقھا وفی الشریعۃ
ھو عبارۃ عن اتفاق المجتہدین من ھذہ الامۃ فی کل عصر علی امر من الامور فازید بالاتفاق الاشتراک فی الاعتقاد
والقول والفعل اذا طبق بعضھم علی الاعتقاد انتہی ترجمہ معنی اجماع کے لغت مین عزم کے ہین کہا جاتا ہے کہ عزم کیا فلانے
ایسے ایسے کام پر جبکہ ارادہ کیا اوسپر اور اسیطرح ہے قول اللہ تعالی کا از روے خبر دینے کے فاجمعوا امرکم یعنی پس عزم کرو کام اپنے
کا اور قول حضرت کا کہ جس نے رات سے روزہ کا جمع یعنی عزم اور نیت نہین کی اوسکا روزہ نہین اور اجماع کے معنی اتفاق کے بھی
ہین اور اسی سے ہے قول اونکا کہ اتفاق اجماع کیا قوم نے اوسپر اور فرق دونون معنون مین یہ ہے کہ تحقیق اجماع ساتھ معنی اول
کے ہو سکتا ہے ایک شخص سے بھی اور ساتھ معنی ثانی کے متصور نہین ہوتا مگر دو سے یا زیادہ سے اور شریعت مین اجماع کہتے ہین
اسی امت کے مجتہدین کے اتفاق کو درمیان ہر عہد کے کسی کام پر کامون دین سے یا کئی کامون پر سو اتفاق مشترک ہوتا ہے اعتقاد
مین یا قول مین یا فعل مین یا جبکہ مطابق ہو جاوین بعضی اونکے اعتقاد پر اور بعضے اونکے فعل پر یا قول پر ایسے قول اور فعل کہ دلالت
کرتے ہین اعتقاد پر انتہی اور جو اجماع مجتہدین مقلدین کا مراد ہے تو شرط اجماع سے متفق ہونا اوس عصر کے مجتہدون کا ہے جیسا
کہ منار مین ہے والشرط اجماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر ترجمہ اور شرط اجماع سے ہے مجتمع ہونا سبکا اور
مخالف ہونا ایک کا مانند مخالف ہونے اکثر کے ہے انتہی اور شرط اجتہاد سے ہے تدین اور صلاح جیسا کہ کہا منار مین واھل اجماع
من کان مجتہدا صالحا الی ان قال ولیس فیہ ھوی ولا فسق وقال فی شرحہ فتح الغفار ای لیس صاحب بدعۃ یدعوا
الناس الیھا ولیس ھو من الامۃ علی الاطلاق وسقطت عدالتہ بالتعصب او السفہ فانہ ان کان وافر العقل عالما بقبح
ما یعتقدہ ومع ذلک یعاند الحق ویکابرہ فھو التعصب وان لم یکن وافر العقل کان سفیہا اذ السفہ خفۃ و
اضطراب یحملہ علی فعل مخالف للعقل بقلۃ التامل کذا فی التوضیح وصحح شمس الائمۃ ان اصحاب البدعۃ ان کان

المنابعة دون الدعوة من امة المبدع بان التلويح فی وصرح کما ذکر
مظهرا لها فلا یعتد بقوله اصلا والا فالحکم کما ذکر وصرح فی التلویح بان المبدع من امة الدعوة دون المتابعة
کالکفار ومطلق الاسم لامة المتابعة المشهود لها بالعصمة انتہی ترجمہ اور اہل اجماع وہ ہین کہ ہو ہر ایک اون مین کا
مجتہد صالح اور نہو اوس مین خواہش نفس اور فسق اور کما شرح منار مین جو فتح الغفار ہے کہ نہو بدعتی کہ بلاوے لوگون کو طرف
اوس کے اور نہواست مطلق سے یعنی عامی نہو اور ساقط ہو جاتی ہے عدالت اوسکی بسبب تعصب اور سفاہت کے سو اگر ہے
وہ بڑا عاقل دانا ساتھ قباحت اوس چیز کے کہ اعتقاد کرتا ہے وہ اوسکا باوجود اوسکے روگردانی کرتا ہے ساتھ حق کے اور جہالت
کرتا ہے وہ اوس سے وہ تعصب ہے اور اگر نہین ہے بڑا عاقل تو ہوگا نادان اسلیے کہ نادانی خفت اور اضطراب ہی اوٹھاتا ہے اوسکو
اوس کام پر کہ مخالف عقل کے ہے بسبب کم ہونے سوچ کے اور تصحیح کی ہے شمس الائمہ نے کہ بیشک بدعتی اگر ہو اظہار کرنے والا اوسی
بدعت کا تو نہ اعتماد کیا جاویگا ساتھ قول اوسکے کے اصلا اور اگر نہین تو حکم ہے جیسے کہ مذکور ہوا تن مین اور تصریح کی ہے تلویح
مین ساتھ اس بات کے کہ بدعت نکالنے والا امت دعوت سے ہے نہ امت پیروی کرنے والے سے مانند کفار کے اور مطلق اسم امت کا
واسطے امت متابعہ مشہود لہا بالعصمۃ کے ہے انتہی اور وہی لوگ قرون ثلثہ کے ہین یعنی حدیث ﷺ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ مین
انتہی اور ظاہر ہے کہ موجد اس مجلس میلاد و ہیئت کذائیہ کا شیخ عمر اور ملک مظفر ابو سعید ہین اور مطعون بالفسق ہونا انکا قول صاحب
مراۃ الجنان سے واضح اور ثابت ہے کہا نواسی ابن جوزی کے نے مراۃ الجنان مین حکی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض
الموالد انہ اعد فی ذلک السماط خمسۃ الاف راس غنم مشوی وعشرۃ الاف دجاجۃ ومائۃ الف زبدیۃ وثلثین الف
صحن حلوی وتعمل الصوفیۃ سماعا من الظہر الی الفجر ویرقص بنفسہ وکان یصرف علی المولد کل سنۃ ثلث مائۃ
الف دینار ترجمہ نقل کیا بعض حاضرین دسترخوان ملک مظفر کے سے بیچ بعض مولد کے کہ اوس نے شمار کیا اوس دسترخوان مین
پانچ ہزار بکری بھنی ہوئی اور دس ہزار مرغیان اور ایک لاکھ زبدیہ اور تیس ہزار طباق حلوے کے اور کرتا تھا واسطے صوفیون
کے راگ ظہر سے فجر تک اور ناچتا تھا آپ اور تھا خرچ کرتا مولد مین ہر سال تین لاکھ دینار یعنی اشرفیان انتہی سو یہ قابل اعتماد اور
سند کے نہین ہے سو کیونکر جائز ہوگا حالانکہ اسلیے علماء ربانیین اوسی وقت سے آجتک اس فعل محدث پر رد و قدح کرتے آئے ہین
اور تاج الدین فاکہانی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے کہ لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من العلماء
الائمۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین المتمسکین باثار المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنا بہا
الاکالون علمنا بدلیل اردنا علیہا الاحکام الخمسۃ قلنا اما ان یکون واجبا او مندوبا او مباحا او مکروہا او محرما وہو
لیس بواجب اجماعا ولا مندوبا لان حقیقۃ المندوب ما طلبہ الشرع من غیر ذم علی ترکہ وہذا لم یاذن فیہ الشرع
ولا فعلہ الصحابۃ والتابعون المتدینون فیما علمت وہذا جوابی عنہ بین یدی اللہ عز وجل ان عنہ سالت ولا
جائز ان یکون مباحا لان الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون مکروہا او حراما انتہی
ترجمہ نہین جانتا ہون مین واسطے اس مولد کے کوئی اصل قرآن مجید مین اور نہ حدیث شریف مین اور نہ نقل کیا گیا عمل اس کا

[illegible] ۱۲

کسی ایک علماء ائمہ مین سے جو مقتدا تھے دین مین جنگل مارنے والے آثار متقدمین کے بلکہ وہ بدعت ہے کہ نکالا ہے اوسکو بطالون نے اور نفس کے خواہش والون نے اور اہتمام کیا اوسکا پیٹو لوگون نے یہ معلوم ہوا ہمکو ساتھ دلیل کے کہ پھیر اہم نے اسپر احکام خمسہ کو کہا ہم نے یہ کہ ہووے وجب یا مندوب یا مباح یا مکروہ یا حرام سو نہین ہے واجب از روی اجماع کے اور نہ مندوب ہے کیونکہ حقیقت مندوب کی وہ ہے کہ طلب کیا ہوا وسکو شرع نے بدون مذمت کے اوسکے ترک کرنے پر اور یہ مجلس مولد کی کہ نہین اذن دیا ہے ہمین شرع نے اور نہین کیا اسکو صحابہ نے اور نہ تابعین دیانت دارون نے الخ اور نہین جائز ہے یہ کہ ہوئے مباح اسلیے کہ نئی بات نکالنی دین مین نہین ہے مباح ساتھ اجماع مسلمانون کے سو نہ باقی رہا مگر یہ کہ ہو مکروہ یا حرام انتہی اور تحفۃ القضات مین ہے سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف قال لا ینعقد لانہ محدث وکل محدث ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار وما یفعلون الجہال علی کل حول فی شہر الربیع الاول لیس بشیٔ ویقومون عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم یجیئی وحاضرۃ فزعمہم باطل بل ہذہ الاعتقاد شرک وقد منع الائمۃ الاربعۃ عن مثل ہذہ انتہی ترجمہ اور پوچھے گئے قاضی مجلس مولد شریف سے کہا اونھون نے کہ نہ مقرر کی جاوے مجلس اسلیے کہ محدث ہے اور ہر ایک محدث گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ مین ہے اور وہ جو کرتے ہین جاہل سرے پر ہر سال کے ماہ ربیع الاول مین نہین ہے کچھ چیز یعنی لا اصل ہے اور کھڑے ہوتے ہین قریب ذکر تولد ہونے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اور گمان کرتے ہین کہ بیشک روح آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی آتی ہے اور حاضر ہوتی ہے سو گمان اون کا باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور بیشک منع کیا چارون امامون نے ایسی باتون سے انتہی اور یون ہی اسکو منع لکھا ہے عبد اللہ بن حاج نے کتاب مدخل مین اور نور الدین المسمی ہے شارح مواہب لدنیہ نے اور صاحب ذخیرۃ السالکین نے اپنے ذخیرہ مین اور مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات مین اور حسن بن ہندی نے اپنے رسالہ طریقۃ السنت فی رد اہل البدعۃ مین اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تحفہ اثنا عشریہ اور صاحب مواہب لدنیہ قسطلانی نے مواہب مین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اور صاحب سیرۃ حلبی نے اور ان سب کے اقوال سیرت شامی اور تفہیم المسائل مین مرقوم ہین جسکو اس سے زیادہ تحقیق اس امر کی منظور ہو وہ رسالہ مرآت سنت اسنیہ من دلائل قویہ فی دفع ظلمت مجلس المولد بہیئت الکذائیہ وغیرہ مین دیکھ لے اب قطع نظر اس سب گفتگو سے ایک اور بات ہے وہ یہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک ترجمہ چھوڑ دے تو اوس چیز کو جو شک مین ڈالے تجھکو طرف اوس چیز کے کہ نہ شک مین ڈالے تجھکو یعنی جو شک والی بات ہو اوس کو چھوڑ دے اور جس مین شک نہو وہ اختیار کر اور قاعدہ اصول کا ہی نور الانوار مین لکھا ہے اذا اجتمع الحلال والحرام فغلب الحرام ترجمہ جبکہ جمع ہوجاوین حلال اور حرام تو غالب ہوجاتا ہے حرام اور طریقہ محمدیہ اور اوسکی شرح مین ہے الفقہاء قالوا اذا تردد المکلف فی شیٔ بین کونہ سنۃ وبدعۃ فترکہ لازم ای واجب ترجمہ فقہا نے کہا ہے کہ جب متردد ہو آدمی مکلف درمیان کسی چیز کے ہونے اوس کے مین سنت اور بدعت تو چھوڑ دینا اوسکا لازم ہے یعنی واجب ہے انتہی اب اس سے

بھی ثابت ہوا کہ مسلمانون کو یہ فعل کہ درحقیقت عبادت اور حسن لذاتہ ہونے مین اوسکے شک نہین ہے بجا لانے
اور کرنے مین کچھ تامل نہین چاہیئے مگر ہان یہ بات ضرور ہے کہ عبادت کو عبادت کے طور پر جو سلف صالحین سے موافق سنت
سنیہ کے ثبوت اوسکا آیا ہے ویسے ہی بلا آمیزش کسی بدعت کے اوسکو کرنا واجب اور لازم ہے ورنہ خلاف مین اوس کے
وعید شدید وارد ہے کہ اصحاب البدع کلاب اھل النار یعنی بدعتی لوگ کتے ہین دوزخیون کے سو ہر مسلمان کو لازم
ہے کہ آپ کو اس وعید شدید سے بچاوے روایت کیا اس حدیث کو اقامۃ السنت اماتت البدعۃ مین صواعق محرقہ سے اور
مبشر کرے آپکو ساتھ اشارت کے بشارت اس حدیث پر رحم اللہ خلفائی قیل ومن خلفاءک یا رسول اللہ قال
الذین یحیون سنتی ویعلمونہا الناس ترجمہ فرمایا حضرت نے کہ رحمت ہو جیو اللہ تعالی کی میرے خلیفون پر کہا گیا
کہ کون خلیفہ ہین آپکے یا رسول اللہ فرمایا وہی لوگ کہ جو زندہ کرین میری سنت کو اور سکھلاوین اوسکو لوگون کو روایت
کیا اسکو تنبیہ الضالین مین فتح سر المنان فی اثبات مذہب النعمان سے اور اوس مین روایت کیا کتاب ابانہ ابو نصر سجزی

بیان رضاعت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور تاریخ ابن عساکر سے **اور دودھ پلایا آنحضرت کو حلیمہ بنت ابی ذویب نے** تفصیل اسکی یہ ہے کہ پہلے پہل
جسنے آپکو دودھ پلایا وہ والدہ شریفہ آپکی ہین اور یہ دودھ پلانا تین دن تک تھا پھر بعد تین دن کے ثویبہ نے جو لونڈی ابو لہب
کی تھی چند دن آپکو دودھ پلایا پہلے حلیمہ سے اور انھین ثویبہ نے دودھ پلایا تھا حضرت حمزہ آپ کے چچا کو آپ سے پہلے اور بعد
آپکے ابو سلمہ مخزومی اور عبد اللہ جحش اسدی کو اور دودھ شریک بھائی انکا السی مروح بیٹا انکا تھا پھر بعد انکے دودھ پلایا حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو حلیمہ بنت عبد اللہ ابن ابی ذویب بن الحارث بن جابر بن زرام بن ناصرہ بن سعد نے اور رضاعی
بھائی الہی آپکا عبد اللہ بن الحرث بیٹا انکا تھا ایسے ہی ہے امیر السیر مین اور مروی ہے حلیمہ سے کہتے ہین کہ ہمارے قبیلے
بنی سعد مین سے بہت سی عورتین مکہ کو دایہ گری کرنے کو آتی تھین مین بھی اون کے ساتھ اسی ارادہ سے چلی اور یہ برس
قحط وکال کا تھا ہمارے ملک مین اور گود مین میرے لڑکا میرا عبد اللہ بن الحرث دودھ پیتا اور خاوند میرا ہم تینون چلے اور
ہمارے پاس ایک گدھا تھا جسپر مین سوار تھی اور ایک بڈھی اونٹنی تھی اور میری چھاتیون مین اتنا دودھ تھا کہ جس مین
میرے لڑکے کا پیٹ بھرتا اور نہ اونٹنی کے دودھ تھا پھر جب ہم مکہ مین پہنچے تو ہم سب بچون کی تلاش مین مصروف ہوئے اور قسم
اللہ تعالی کی کوئی عورت میرے ساتھ کی ایسی تھی کہ اوسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نکیا ہو مگر جب یہ سنتین کہ وہ یتیم ہین تو قبول
نکرتین اونکو اور ہٹ جاتین وہ اون سے پھر وہ سب میری ساتھنین اپنے مقصود کو پہونچین اور ایک ایک رضیع سب نے لیا مگر
صرف مین ہی اکیلی باقی رہی تو مینے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ سب میرے ساتھ والیون کو رضیع ملجاوین اور مین
ہی صرف خالی ہاتھ پھر جاؤن مین تو اب جاکر اوسی یتیم کو لیتی ہون یہ کہکر مین گئی تو مینے آپکو ایک سفید کپڑے مین لپٹا ہوا پایا کہ
وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا اور مشک کی خوشبو اوس مین سے آتی تھی اور نیچے آپکے ایک سبز اطلس بچھا ہوا تھا اوس پر
وہ چت لیٹے ہوئے سو رہے تھے مجھے اون کا حسن وجمال دیکھکر اون پر شفقت اور محبت آئی کہ جگا دینا اونکا جس سے مجھے ناگوار ہوا

پھر ہولے سے مین اون کے پاس گئی اور ہاتھ اپنا اون کی چھاتی پر رکھا تو مسکرا کر ہنسے اور آنکھین کھولکر مجھے دیکھا اونکی آنکھون سے
ایک نور نکلا اور میرے دیکھتے ہی وہ آسمان پر چڑھ گیا پھر مینے اونکی دونون آنکھون کے درمیان مین محبت سے چوم لیا اور سیدھی
طرف کی چھاتی اونکے مونھ مین دی اونھون نے اوس سے جتنا دودھ چاہا اوتنا پی لیا پھر بائین جانب کی چھاتی اونکے مونھ مین دینی چاہی
تو نہ قبول کیا اونھون نے اوسکو اور ہمیشہ یہی عادت رہی اونکی اور یہ الہام تھا اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپکو کہ اونکا ایک اور بھی دودھ
شریک ہے پس تعلیم ہوئی عدالت کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اونکو اس مین پھر ہمیشہ اسی طریق سے آپ سیراب ہوتے تھے ایک چھاتی سے اور
دوسری سے دودھ شریک بھائی آپ کا پھر لے لیا مینے آپکو اور آپکی اپنے ڈیرا مین پھر کھڑا ہوا خاوند میرا اونٹنی کی طرف تو دیکھا کہ
بھر آیا تھا دودھ اوسکے تھنون مین اور حال یہ کہ نتھا دودھ اوسکے تھنون مین ایک قطرہ بھر بھی پھر دوہا اوسکو اور پیا ہم دونون نے
اوسکو آسودہ ہوکر پھر سو رہے ہم پڑکر اوس مبارک رات مین کہتے ہین وہ کہ پھر وداع کیا آپس مین سب نے ایک دوسرے کو اور
وداع کیا مینے والدہ شریفہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور سوار ہوئی مین اپنے اوس گدھے پر اور آگے اپنے بٹھا لیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر دیکھا مینے اپنی اونٹنی کو کہ تین سجدے کیے اوسنے طرف کعبہ کے اور اوٹھایا سر اپنا آسمان کی طرف پھر چلی
یہان تک کہ آگے ہو گئی سب ساتھ والون سے سو تعجب کیا اس امر سے سب نے اور کہا کہ تحقیق حلیمہ کے لیے البتہ ایک شان ہے
بڑی پھر جب ہم اپنے گھرون مین پہونچے اور حال یہ تھا کہ خشک سالی تھی ہمارے یہان اور گھاس چارہ کا بھی نشان نتھا اور بکریان
ہماری شام کو جنگل سے بھوکی اور سوکھی ہوئی آتی تھین دودھ کا پتا اور نشان بھی اونکے تھنون مین نہوتا تھا پھر آنے لگین
بکریان میری شام کو پیٹ بھری اور دودھ بھرا ہوا اونکے تھنون مین ہم اون کو دوہتے اور پیتے اور سارے قبیلہ کی بکریان
ویسے ہی بھوکی اور سوکھی رہا کرتین کسی کو ایک قطرہ دودھ بھی نصیب نہوتا پھر سب نے اپنے اپنے چراہون سے کہا کہ تم بھی
وہین اپنی بکریان چرایا کرو جہان ابی ذویب کی بیٹی یعنے حلیمہ کی بکریان چرا کرتی ہین پھر وہی سب بکریان شامل چرتین مگر
اونکی ویسے ہی بھوکی سوکھی چلی آتین اور میری بھرپور دودھ سے اور خوب اگھائی چارہ سے آتین اور اس خیر و برکت کا سبب
وہ خوب جانتی تھین اور پہچانتی تھین کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف ہے چنانچہ کہا ہے لقد بلغت بالہاشمی
حلیمۃ مقاما علی فی ربوۃ العز والمجد یعنی تحقیق پہونچی ساتھ برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیمہ ایک مقام برتر کو بیچ
بلندی عزت اور بزرگی کے وزادت مواشیہا فاخضر العیہا وقد عم ھذا اسعد کل بنی سعد اور زیادہ ہوئے مویشی
اور سرسبز ہوئی زمین اور قوم اوسکی اور تحقیق عام ہوئی یہ سعادت سب بنی سعد کو اور حلیمہ وقت کھلانے اور بہلانے حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ اشعار پڑھتین یا رب اذا اعطیتہ فابقہ واعلہ الی العلی وارقہ وادحض اباطیل
العلی بحقہ یعنی ای اللہ جب دیا تونے اسکو باقی رکھ اسکو اور چڑھا اسکو طرف بلندی کے اور ترقی دے اسکو اور لپیٹ کر
جھوٹ دشمنون کی ساتھ حق اوسکے کے اور کھلاتی اور بہلاتی تھی آپ کو شیمہ بہن دودھ شریک بھائی آپکے کی اور پڑھتی اوسوقت
یہ شعر ھذا اخ لی لم تلدہ امی ولیس من نسل ابی وعمی یعنی یہ بھائی میرا ہے نہین جنا اسکو ماں میری نے اور نہین ہے یہ نسل

باپ اور چچا میرے سے فدیة من مخول معمی فانه اللهم فیما تمنی قربان کیے بیٹے اوس پر ماموں اور چچا اپنے پس بڑھا اسکو ای اللہ بیچ اوس چیز کے کہ بڑھاوے تو اور مروی ہے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اونھوں نے اے رسول اللہ تعالی بلایا مجھکو واسطے داخل ہونے کے دین مین ایک نشان نبوت تمھارے نے کہ دیکھا تھا مینے پالنے مین باتین کرتے ہوئے چاند سے اور اشارہ کرتے تھے تم اوسکو اونگلی سے پھر جدہر کو تم اشارہ کرتے وہ اودہر ہی کو جھک جاتا فرمایا آپ نے تحقیق مین باتین کرتا تھا اوس سے اور وہ مجھسے باتین کرتا تھا بہلانے اور روکنے کو مجھے اوس سے اور سنتا تھا مین آہٹ گرنے اوسکے کی جبکہ سجدہ کرتا تھا وہ نیچے عرش کے اور یہ حدیث ضعیف ہے کذا فی زرقانی اور جھلایا کرتے آپ کو اور جھونکے دیا کرتے گہوارے کو آپکے فرشتے کذا فی المواہب اور کلام فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جبکہ دودھ چھڑایا آپ کا ساتھ کلمہ الله اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا و سبحان الله بکرة واصیلا[۱] اور جب پانون چلنے تو نکلتے گھر سے اور دیکھتے کھیلتے ہوئے لڑکون کو تو منع کرتے اونکو اور پکڑتے ہاتھ اپنے بھائی رضاعی کا اور کہتے کہ تحقیق ہم نہین پیدا کیے گئے ہین کھیلنے کو اور نہ جانے دیتی تھین حلیمہ اونکو دور گھر سے کہین ایک روز غافل ہو گئین وہ اور نکلے رسول اللہ ساتھ رضاعی بہن شیما کے ڈھلتی دوپہر اور گئے طرف مویشی کے پھر نکلی پیچھے اونکے حلیمہ ڈھونڈتی ہوئی پھر پایا اونکو ساتھ بہن رضاعی اونکی کے اور کہنے لگی اس گرمی مین تو کہان نے نکلی انکو اونھون نے کہا اے مان نہین دھوپ لگی ہے میرے بھائی کو ایک بادل کے ٹکڑے نے سایہ کیا ان پر جہان کہین کھڑے ہوئے کھڑا ہو گیا وہ اور جب چلے چلا وہ بھی سایہ ڈالے ہوئے اور کہا حلیمہ نے دودھ چھڑانے کے بعد جب لائی مین اونکو اونکی مان کے پاس اور چاہتی تھی مین کہ ابھی اور رکھتی مین اونکو اپنے پاس بسبب اوس خیر و برکت کے کہ دیکھی تھی مینے اون سے کہا مینے اونکی مان سے کہ اگر رہنے دو تم اونکو ہمارے پاس اونکے بڑے ہونے اور قوی ہونے تک تو بہتر ہے مکہ کی وبا سے مین اسپر خوف کرتی ہون سو قبول کیا اونھون نے اس بات کو اور پھر لوٹا لائی مین اون کو اپنے گھر اور کل مدت رہنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیمہ کے گھر پانچ برس تھی اور بعد پانچ برس کے پہونچا گئین وہ آپ کو اپکی والدہ شریفہ کے پاس کذا فی المواہب اور باقی **ذکر رضاعت شریف کا بیان مرضعات آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی** دوسری جلد مین آویگا اور آپ جس ایام مبارک فرجام مین حلیمہ کے یہان تشریف شریف رکھتے تھے شق کیا گیا آپکا سینہ مبارک

ف اور واقع ہوا تھا یہ واقعہ بعد دو یا تین مہینے کے بعد دوبارہ تشریف فرما ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیمہ کے گھر مین جبکہ مکہ لے گئی تھین وہ پھر دوسری دفعہ آپکو اپنے گھر مین والدہ شریفہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے اذن لیکر اپنی خواہش سے اور شق کیا تھا سینہ مبارک آپکا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اور اونکے ہمراہ حضرت میکائیل اور اسرافیل بھی تھے اور باہر نکالا سینہ بکینہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے سے حصہ شیطان کا اور پر کیا اوسکو حکمت اور نور ایمان سے شواہد النبوت مین لکھا ہے کہ روایت ہے حلیمہ سے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریان چرانے گئے تھے ناگہان ضمرہ آپکا برادر رضاعی روتا ہوا دوپہر کو میرے پاس آیا اور کہا کہ اے مان جلد جا تیرے بھائی قریشی

[۱] اللہ بہت بڑا ہے بزرگ اور تعریف واسطے اللہ کے ہے بہت اور پاکی بولنا ہے اللہ کی صبح اور شام ۱۲ سید عبد اللہ شاہ

کی خبر لے کہ اونکا زندہ پانا مشکل معلوم ہوتا ہے بیٹے کہا کیا حال ہے اوس نے حال مفصل بیان کیا اور کہا کہ ہم سب لڑکے کھیل
رہے تھے ناگاہ ایک آدمی آیا اور اونکو ہمارے درمیان سے پہاڑ پر اوٹھالے گیا اور چھری سے اونکا پیٹ چاک کر ڈالا حلیمہ کہتی ہیں
کہ یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مین اور میرا خاوند دوڑے تو محمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو پہاڑ پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور چہرہ آپ کا
روشن تھا اور نگاہ آپکی طرف آسمان کے لگی تھی ہم دونون نے آپکی پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور کہا ای جان مادر کیا حال ہے
اور آپکو کس نے دکھہ پہنچایا ہے آپنے اشارہ کیا کہ مین اپنے بھائیون کے ساتھہ کھیل رہا تھا ناگاہ تین آدمی آئے ایک کے ہاتھہ مین
چاندی کا آفتابہ تھا اور دوسرے کے ہاتھہ مین زمرد کا طاس برف سے بھرا ہوا مجھکو وہان سے اوٹھا کر اس پہاڑ پر لائے پھر
ایک نے کمال شفقت سے مجھے زمین پر لٹا کر میرا سینہ ناف تک چھری سے چیرا اور مین دیکھتا تھا کچھہ مجھکو درد والم معلوم نہین ہوتا تھا
پھر سینے کے اندر ہاتھہ ڈال کر دل کو نکالا اور اوس مین سے ایک سیاہ چیز خون آلودہ نکالکر پھینک دی اور کہا کہ یہ تمہارے وجود
مین حصہ شیطان کا تھا ہمنے اوسے نکال ڈالا اور اوسکے وسوسہ اور مکر وفریب سے بیخوف کیا پھر میرے دل کو وہین اوس کی
جگہہ پر رکھکر نور کی خاتم سے اوس پر مہر کردی چنانچہ ابتک مین اوسکی سردی اور خوشی اپنی تمام رگون اور جوڑون مین پاتا
ہون پھر تیسرے شخص نے اون مین سے مخاطب دونون سے ہوکر کہا کہ تم دونون اپنے کام کر چکے اب الگ ہو جاؤ پھر اوس نے
میرے پاس آکر میرے زخم پر ہاتھہ پھیرا وہ زخم مل گیا پھر اوس نے اون دونون سے ایک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اوسکو ساتھہ دس
آدمیون امت کے تول اور برابر کر اوس نے برابر کیا تو مین غالب آیا پھر کہا سو آدمیون سے برابر کر جب اوس نے برابر کیا مین غالب آیا
پھر کہا ہزار آدمیون سے برابر کر جب اوس نے برابر کیا تو پھر بھی مین غالب آیا پھر کہا کہ اب رہنے دو اگر اسکو تمام امت کے آدمیون
کے برابر کروگے یہی غالب آئے گا پھر مجھے ہاتھہ پکڑ کر بٹھا دیا اور میرے سر اور پیشانی پر تینون نے بوسہ دیا اور کہا کہ ای حبیب خدا
تجھکو کچھہ خوف مت ہو جو اگر تو معلوم کرے کہ تیرے لیے کیا کیا سعادتین اور کرامتین ہین البتہ تیری آنکھون مین نور زیادہ ہو یہ
کہکر وہ تینون آسمان کو اوڑ گئے اور اوسکے اندر داخل ہوئی اگر تم چاہو تو مین تمکو وہ جگہہ بتاؤن جہان سے وہ آسمان مین داخل
ہوئے تھا دون انتہی واضح ہو جیو کہ جو اس حدیث مین ذکر وزن کرنے حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا آیا ہے سو مراد اوس سے
وزن اعتباری ہے اور مراد رجحان سے رجحان فضیلت اور بزرگی مین ہے یعنی حضرت حبیب خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم بزرگی
اور فضیلت مین تمام امت بلکہ تمام عالم سے افضل اور ارجح ہین ابیات قبا ہی دو عالم بہم دوختند   وزان ہر دو یک زیور افروختند
چو گشت آن ملمع قبا جامی او   ببستی کم آمد ز بالای او   والحق کذلک کذا فی المواہب اللدنیہ اور بخوبی تفصیل سے بیان اسکا
معجزات مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور دودہ پلایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو ثوبیہ نے جو کنیز تھین ابو لہب کی اور وہ
اوسوقت آزاد تھین کہ ابی لہب نے اونکو وقت بشارت ولادت آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کیا تھا چنانچہ
مواہب مین کہا وارضعتہ علیہ السلام ثویبة عتیقة ابی لہب حین بشرتہ بولادتہ علیہ الصلوة والسلام اور
گود مین کھلایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کو ام ایمن حبشیہ نے کہ نام اونکا برکت تھا اور آنحضرت صلعم نے ام ایمن کو اپنے والد ماجد

کے میراث مین پایا تھا اور آپ جب بڑے ہوئے تب اونکو آزاد کیا اور زید بن حارثہ سے اونکا نکاح کر دیا اور وفات پائی والدۂ
آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے اوس حال مین کہ آنحضرت علیہ الوف من التحیۃ والثنا اپنے والدہ کے شکم مبارک مین تھے
اور بعضون نے کہا کہ آپ دو مہینے کے تھے اور بعضون نے کہا کہ سات مہینے کے تھے اور بعضون نے کہا کہ دو برس اور چار مہینے کے
تھے اور وفات پائی والدہ نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی اوس وقت کہ آپ چار برس کے تھے اور بعضون نے کہا کہ چھہ برس کے تھے
روضۃ الاحباب اور سیرت حلبی مین ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھہ یا سات برس کے ہوئے آپکی والدہ ماجدہ آپ کو اور
ام ایمن کو لیکر مکہ سے مدینہ کو گئین واسطے دیکھنے ماموون جد امجد اوس سرور مختار کے اور وہ بنی عدی بن نجار تھے بنی عدی
ابن نجار ماموون تھے عبد المطلب کے اسواسطے کہ والدہ اونکی ونہین سے تھی اور نجار کا نام تیم ہے اور جب اونھون نے تیشہ کے ساتھہ
کہ آلہ ہے درودگری کا اپنا ختنہ کیا اس علاقہ سے نجار کہلانے گئے کما فی سیرۃ الحلبی اور اوس مکان مین اوترین جسکو دار النابغہ
کہتے ہین اور پھر وہان ایک مہینا رہکر مکہ کی طرف لوٹین جب منزل ابواین آئین وہان وفات پائی اور اوسی منزل مین لوگون نے
اونکو دفن کیا اور بعض روایت مین ہے کہ قبر آمنہ رض کی مکہ مین ہے ایک جماعت علما کی نے کہا ہے کہ جمع ہونا درمیان دونون روایتون
کے یون ہوسکتا ہے کہ اول شاید ابواین دفن کیا ہو پھر وہان سے لا کر مکہ مین دفن کیا ہو ابوا ساتھہ فتح الف کے نام ایک مکان کا
ہے مابین مکہ اور مدینہ کے والدہ ماجدہ حضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی وہین مدفون ہوئین اور امام باقر یہین پیدا ہوئے اور حضرت
سرور عالم نے اپنی والدہ شریفہ کی قبر کی وہان پر زیارت کی تھی کما مر اور کہا صاحب قاموس نے کہ مدفن حضرت کے والدہ صاحبہ
کا دار رایعہ ساتھہ رای مہملہ اور الف اور یای تحتانیہ اور عین مہملہ اور آخر مین ساتھہ ہای ہوز کے ہے مکہ مین اور بعد وفات
والدہ کی ذمہ دار ہوئے آپکی پرورش کے عبد المطلب دادا آپکے منقول ہے کہ جب آمنہ رض نے ابواین وفات پائی ام ایمن
آنحضرت کو مکہ مین لیکر آئین تو دادا آپ کے عبد المطلب نے آپکو گود مین لیا اور آمنہ رض کے فوت ہوجانے پر رقت کی اور آپ کی
پرورش کے ذمہ دار ہوئے اور شفقت اور رحمت آپ پر بہت کرتے کہ کسی اپنے بیٹے کے حق مین اسقدر شفقت اور مہربانی نہین کرتے
تھے اور جب تک آپ تشریف شریف نہ لاتے ہرگز دسترخوان نہ بچھاتے اور طعام تناول نفرماتے اور آپکو بہت معزز اور مکرم رکھتے
اور آپ جب چاہتے حالت خواب اور بیداری اور خلوت مین عبد المطلب کے پاس چلے جاتے اور اون کی مسند پر جا بیٹھتے اور
عبد المطلب کی ایک مسند خاص تھی کہ کوئی شخص بجز اونکے اوسپر نہ بیٹھتا اور اشراف قریش گرداگرد اون کے بیٹھا کرتے تھے
چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہے اور جب کوئی خواص عبد المطلب مین سے بپاس رعایت قاعدۂ ادب کے آپکو اس امر سے مانع ہوتا
عبد المطلب کہتے رہنے دو اس میرے فرزند ارجمند کو کہ فر بادشاہی اونکے چہرے سے نمایان ہے کذا فی روضۃ الاحباب
اور جب سن شریف آپکا آٹھہ برس اور دو مہینے اور دس دن کو پہنچا وفات پائی عبد المطلب نے بعد اسکے پرورش کا عہدہ لیا
ابوطالب نے جو آپکے چچا تھے روایت ہے کہ مرتے وقت عبد المطلب نے ابوطالب کو وصیت کی کہ محافظت اور حمایت آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی پرلے درجہ کی بلاقصور کرنا اور کہتے ہین کہ عبد المطلب آخر عمر مین نابینا ہوگئے تھے اور عمر اونکی

ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی اور ایک روایت سے بیاسی برس کی تھی اور وفات عبد المطلب اور نوشیروان کی اور تخت پر بیٹھنا
ہرمز بن نوشیروان کا اور موت حاتم طائی کی جو مشہور تھا ساتھ سخا اور کرم کے ایک ہی سال مین واقع ہوئی اور کسی نے آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپکو اپنے دادا کا مرنا یاد ہے فرمایا ہان اور مین اوس روز آٹھ برس کا تھا چنانچہ روضۃ الاحباب
مین ہے مروی ہے کہ عبد المطلب نے ابوطالب کو اسلیے مہم کفالت آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی سپرد کی تھی کہ یہ آپکے حقیقی
چچا تھے اور ابوطالب کو آپ سے ایسی محبت اور الفت تھی کہ کسی چچا کو ایسی نتھی اور مروی ہے کہ جب عبد المطلب نے آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کونسے چچا کو اپنے سب چچاؤن سے چاہتے ہو کہ تمھارا کفیل ہو آپنے ابوطالب کو اختیار
کیا اور کہتے ہین کہ ابوطالب اور زبیر دونون چچاؤن آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے نے آپکی کفالت کے باب مین قرعہ ڈالا
وہ ابوطالب کے نام پر پڑا چنانچہ روضۃ الاحباب اور اوسکی منہیہ مین ہے جب ابوطالب والی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہوئی محافظت آپکی بخوبی کرنے لگے اور سعی مشکور اور جہد بلیغ اس امر مین بجا لائے کیا قبل نبوت سے اور کیا بعد نبوت کے اور
آپکو اپنے سب بیٹون سے زیادہ پیار کرتے اور ہر بات مین مقدم رکھتے اور جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آتے
موافق دستور عبد المطلب کے دستر خوان نہ بچھاتے مروی ہے کہ ابوطالب چندان مالدار نتھے اور عیال بہت رکھتے تھے جب کبھی
بحضور حضرت کے کھانا کھاتے پیٹ اونکے ہرگز نہ بھرتے اور جب آپ دستر خوان پر حاضر ہوتے تب سب شکم سیر ہو جاتے اور کھانا
بچ رہتا اور کہتے ابوطالب قسم خدا کی البتہ بیشک تو مبارک ہے اور بستر آپکا اپنے بستر کے برابر بچھاتے اور جب گھر سے باہر جاتے آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے جاتے کذا فی روضۃ الاحباب اور جب آپ بارہ برس اور دو مہینے اور دس دن کے ہوئے
سفر کو گیے طرف شام کے ہمراہ اپنے چچا ابوطالب کے پھر جب داخل ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم شہر بصرے مین تو دیکھا
اور پہچانا آپکو ایک راہب نے کہ نام اوسکا بحیرا تھا بحیرا ساتھ فتح اول و کسر ثانی و آخر الف مقصورہ کے اور نزد بعضی بضم اول
و فتح ثانی کے نام ایک راہب کا ہے ان نشانیون اور پتون کے ساتھ کہ جانتا تھا پھر آگے آپکے آیا اور پکڑا آپکے دست مبارک
کو اور کہا یہ رسول ہے رب العالمین کا کہ بھیجا اللہ تعالی نے اسکو واسطے ہدایت عالم کے تاکہ رحمت ہو واسطے اہل جہان کے اور
کہا کہ جس وقت تم یہان آئے باقی نرہا کوئی پتھر اور درخت مگر کہ سجدے مین گر پڑا اور پتھر اور درخت سجدہ نہین کرتے مگر پیغمبر کو اور
بیشک صفات اسکے پاتا ہون مین اپنی کتابون مین ف جاننا چاہیے کہ مراد سجدے سے یہان سجدہ تعظیم اور تحیت ہے کہ اونٹ
اور بکری اور درخت اور پتھر نے آپکو سجدہ کیا ہے اور سجدہ کرنا انکا حدیثون صحیح مین آیا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف اور قاضی عیاض
کی شفا اور اوسکی شرح نسیم الریاض مین جو تصنیف شیخ الاسلام علامہ احمد شہاب الدین خفاجی کی ہے بتفصیل مذکور ہے کہ
اللہ تعالی کے الہام سے پہچان گئے یہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو اور بسبب مشاہدہ انوار نبوت کے سجدے مین گر پڑے
اور سجدہ اونکا منجملہ علامات نبوت اور معجزات رسالت سے تھا چنانچہ سجدہ تعظیم کا کرنا ستارون اور سورج اور چاند کا حضرت یوسف
علیہ السلام کو خواب مین علامت اور دلالت تھی اون کی نبوت پر اور سجدہ عبادت کا خاص ہے واسطے ذات پاک رب العالمین کے

خواہ حیوان سے ہو خواہ انسان سے خواہ نباتات وجمادات سے یہ سجدہ غیر کے واسطے ہرگز جائز نہین نہ ہمارے نبی صلی اللہ تعم
علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مین نہ اور انبیا علیہم السلام کی شریعتون مین اور دلیل اسکی کہ سجدہ عبادت کا خاص اوسی معبود حقیقی
کو ہے یہ کلام پاک اوس مسجود خلائق کا ہے وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ
ترجمہ اور واسطے اللہ ہی کے سجدہ کرتا ہے جو آسمانون اور زمین مین ہے جانداروں سے اور فرشتے اور وہ سرکشی
نہین کرتے لفظ ما کا عام ہے شامل ہے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کو دواب اور جمادات اور نباتات سے اور دوسری
آیت مین تفصیل سے فرمایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ
وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ ترجمہ کیا نہین دیکھا تو نے اے محمد کہ تحقیق اللہ کو سجدہ
کرتے ہین جو کوئی آسمانون مین ہے اور جو کوئی زمین مین ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور
بہت آدمی اور بہت ہین کہ ثابت ہو چکا ہے اونپر عذاب ایک سجدہ ہے کہ سب اوس مین شامل ہین آسمان زمین مین جو کوئی ہے
دو یہ کہ اللہ کے قدرت مین ہی بس ہین اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اوسکو جسکام کا بنایا اوس کام مین لگے یہ
بہت آدمی کرتے ہین بہت نہین کرتے اور خلق ساری کرتی ہین موضح القرآن پھر سجدہ تعظیم کا بھی پیغمبر خدا کے لیے اور اسی طرح
اور بزرگون کے لیے بھی ذوی عقول کو ہماری شریعت مین جائز نرہا بخلاف غیر ذوی عقول کے کہ تعظیماً اون سے جائز رہا چنانچہ نقل
کیا امام احمد اور بزار نے بیچ حدیث صحیح کے کہ تشریف لائے وہ سرور انس رض جانی ایک انصاری کے بستان مین اور ابوبکر رض اور عمر رض
اور ایک شخص اور انصار مین سے آپکے ہمراہ تھے اور اوس بستان مین ایک بکری تھی اوس نے آپکو سجدہ کیا تب حضرت صدیق رض
نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم زیادہ لائق ہین ساتھہ سجدہ کرنے کے واسطے آپکے اس بکری سے آپنے فرمایا نہین لائق ہے
واسطے کسی ذوی العقول کے کہ سجدہ کرے کسی کو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم باغ مین ایک انصار کے پھر آیا اونٹ کہ اوس باغ مین تھا پھر اوس نے آپ کو سجدہ کیا اور لفظ من کا دوسری آیت مین
اگرچہ خاص واسطے ذوی العقول کے ہے لیکن باقی آیت مین عام ہے غیر ذوی العقول کو شامل ہے باعتبار تغلیب کے اور یہی مختار
ہے اکثر مفسرین کا جیسے کہ مظہری مین ہے اور حمل کیا بیضاوی نے کلمہ من کا اوپر عموم کے اور کہا من جائز ہے یہ کہ عام ہو
ذوی العقول اور غیر اونکے کو علی سبیل التغلیب اور کہا محققین نے تحقیق من نہین تعبیر کی جاتی ہے ساتھہ اوسکے غیر ناطقین
سے مگر جبکہ جمع کیا جاوے درمیان اونکے اور درمیان غیر اونکے کے پس اوپر تقدیر ارادہ عموم کے قول اللہ تعم کا والشمس الخ
قبیل عطف خاص سے ہے اوپر عام کے تنہا لایا گیا بیچ ذکر کے واسطے شہرت اوسکی کے اور بعید ہونے سجدے کے اوس سے
ظاہر مین انتہی اور مراد ساتھہ سجدہ کے ان دونون آیتون مین سجدہ عبادت اور طاعت کا ہے اسواسطے کہ جمیع اشیا
جمادات یعنی بیجان اور حیوانات یعنی جاندار بعقل سے مطیع اور فرمانبردار ہین اللہ تعم کے اگرچہ ہم جمادات کو مردہ سمجھتے ہین
لیکن نزدیک اللہ تعم کے نہین خالی ہین ایک نوع کی حیات اور ادراک سے اور دلالت کرتا ہے اوسپر قول اللہ تعم کا قَالَتَا اَتَیْنَا

طَائِعِیْنَ ترجمہ کہا اون دونون نے یعنی آسمان اور زمین نے آئے ہم خوشی سے اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ
مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ترجمہ اور تحقیق بعضی اون مین سے یعنی پتھرون مین وہ جو گر پڑتے ہین اللہ تعالیٰ کے ڈر سے انتہی اور یہ قول اللہ تعالیٰ
کا وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ترجمہ اور سن لے آسمان حکم رب اپنے کا اور اوسی لائق ہے انتہی اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا وَاِنْ مِّنْ
شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ترجمہ اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی خوبیان اوسکی ولیکن تم نہین
سمجھتے انکا پڑھنا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق پہاڑ پکارتا ہے پہاڑ کو اے فلانے کیا گذرا اوپر
تیرے کوئی شخص کہ ذکر کرتا ہو اللہ تعالیٰ کا روایت کیا اسکو طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انتہی ما فی المظہری اور کہا ابو طالب
کو اس راہب نے اگر لیجاؤگے تم انکو طرف شام کے تو بیشک مار ڈالینگے انکو یہود یہ سنکر آپکو اونھون نے مکہ مین اولٹا بھیجدیا
شواہد النبوۃ مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف بارہ ۱۲ برس کی ہوئی ابو طالب نے شام کے سفر کا ارادہ
کیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اونکی مفارقت ناگوار ہوئی اور اوسکی شکایت ان سے کی ابو طالب کو رقت ہوئی آپکو
اپنے ساتھ لیکر شام کیطرف روانہ ہوئے راہ مین ایک مقام مین پہنچے کہ نام اوسکا بصری ہے بصری ساتھ ضمہ بے اور جزم صاد کے
ایک شہر ہے بلاد شام سے وہان ایک بحیرا نام راہب بہت بڑا عالم رہتا تھا راہب نصرانیون کے عالم اور عابد کو کہتے ہین اور جاننا
چاہیے کہ یہ بحیرا کہ نام اوسکا جرجیس بھی تھا احبار انصار سے ساتھ زہد و ورع کے موصوف و ممتاز تھا مدت مدید سے پیغمبر
آخر الزمان کے دیدار شریف کا نہایت اشتیاق سے منتظر تھا آخرش تیر مراد نشانہ حصول پر بیٹھا مروی ہے کہ جب قافلہ شریف
آپکا عقبہ جبل مین پہنچا بحیرا ہر شجر و مدر سے سنتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ آخر کار بحیرا بعد پہچاننے کے آپکو ساتھ علامات
معلومہ کے آپ پر ایمان لایا اور بحیرا ہمیشہ سے مومن موحد تھا اور قسم دینا اوسکا آپکو ساتھ لات اور عزی کے جیسا کہ آتا ہے
امتحان کے رو سے تھا تا کہ حقیقت حال اوس سرور انس و جان کی معلوم کرے والا وہ بت پرست تھا اور جاننا چاہیے کہ
بحیرا اون لوگون مین سے ہے کہ آپ پر پہلے بعثت سے ایمان لائے جیسے حبیب نجار قصہ اصحاب قریہ مین اور دوسرا راہب
اسی شہر بصری مین نسطورا تھا جس سے دوسرے سفر مین آپکی ملاقات ہوئے کذا فی مدارج النبوۃ اور روضتہ مین ہے کہ
نسطورا راہب اوسوقت بحیرا کے صومعہ مین رہتا تھا اور گذر قافلہ قریش کا اکثر وہان سے ہوتا تھا وہ راہب کبھی کسی سے
التفات نکرتا تھا مگر ایکبار جب یہ قافلہ وہان سے نزدیک ہوا اوس راہب نے دیکھا کہ ایک شخص پر اس قافلہ مین ابر سفید
سایہ کی ہوئی ہے جہان جہان وہ جاتا ہے وہان وہان وہ ابر اوسکے ساتھ جاتا ہے جب وہان ایک درخت بیری کے نیچے اوترے
دیکھا کہ وہ ابر اوسپر ٹھہر گیا اور درخت کی شاخون نے اونکے سر پر میل کیا تا کہ وہ اوسکے سایہ مین رہین جب یہ حال بحیرا نے
دیکھا تب کھانا پکایا اور سب قافلہ کی دعوت کی جب سب آکر حاضر ہوئے اوسنے اپنا مقصود نپایا پوچھا کہ اور کوئی تو باقی نہین
رہا لوگون نے کہا نہین مگر ایک لڑکا کہا اوسکو بھی لاؤ حارث بن عبد المطلب جو ابو طالب کے بھائی تھے جا کر آپکو لائے بحیرا اوپر
سے دیکھتا تھا کہ ابر سایہ کیے ہوئے چلا آتا ہے جب مجلس کے قریب پہنچے بحیرا اوٹھکر تعظیم سے آپکو لایا اور بغور آپکو دیکھتا تھا اور نشان

اور تھے جو اگلی کتابون مین دیکھی تھے آپ مین مشاہدہ کرتا تھا جب سب لوگ تناول طعام سے فارغ ہو کر متفرق ہوئے بحیرا نے
آپ سے کہا ای لڑکے تجھے قسم ہے لات اور عزی کی جو کچھ مین تجھسے پوچھون وہ بتا دینا آپنے فرمایا کہ مجھے لات اور عزی کی
قسم مت دے مین اونکو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہون پھر بحیرا نے خدا کی قسم دی آپ نے قبول کیا بحیرا نے حالت خواب اور بیداری
اور باقی حالون سے آپکے سوال کیا آپ نے سب بیان فرمایا اوسنے سب نشانیون کو موافق پایا پھر اوسنے کہا کہ اپنا مونڈھا کھولو
آپ نے شرم کی پھر ابوطالب کے کہنے سے کپڑا مونڈھے سے دور کیا اوس نے مہر نبوت کو دیکھا اور صفات اوسکی جو کتب آلہی مین
پڑھی تھین مطابق پائین پھر اوس پر بوسہ دیا اور ابوطالب سے پوچھا کہ یہ لڑکا تمھارے رشتے مین کون ہے کہا یہ میرا فرزند ہے
اوس نے کہا کہ یہ تمھارا فرزند نہین ہے اسکے والدین زندہ نہون گے پھر ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے کہا اوسنے سچ کہتے ہو پھر
اوس نے پوچھا کہ یہ سرخی اوسکی آنکھون کی ہمیشہ رہتی ہے یا کسی وقت کہا ہمیشہ رہتی ہے اوسنے کہا سچ کہا تمنے پھر کہا کہ یہ تمھارا
بھتیجا اس امت کا پیغمبر ہوگا اسے جلد مکہ کو پہنچا دو اگر یہود کو یہ حال معلوم ہو جائے گا تو اوسکے مار ڈالنے کا قصد کرینگے اور ہمیر
اسکے حق مین عہد و پیمان بہت سا ہے ابوطالب نے کہا عہد پیمان تمسے کسنے لیا ہے اوسنے تبسم کیا اور کہا کہ انجیل مین اللہ تعالی
نے اسکا عہد ہم سے لیا ہے یہ سنکر ابوطالب آپکو لیکر اوس سفر سے اولٹے پھرے بعد اوسکے پھر کبھی آپکو سفر مین نہ لے گئے
اور اگر ارادہ سفر کا کرتے اور آپ سے رنج جدائی کا دریافت کرتے تو اپنا ارادہ بھی فسخ کرتے اور سفر کو نجاتے بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ سفر شام کا کیا ہمراہ میسرہ کے جو غلام تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اور اوسوقت حضرت خدیجہ
آپکے عقد نکاح مین نہین آئین تھین آپ اونھین کی طرف سے تجارت کو گئے تھے پھر آپ جب داخل ہوئے ملک شام مین اور اوترے
نیچے ایک درخت کے جو نزدیک تھا ایک راہب کے حجرے سے کہا اوس راہب نے کہ نہین اوترا نیچے اس درخت کے کبھی کوئی
مگر پیغمبر اور یہ بھی شواہد النبوۃ مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم پچیس برس کی عمر مین قبل نکاح کرنے کے خدیجہ
سے انکے غلام میسرہ کے ساتھ طرف شام کے گئے اور شہر بصری مین پہنچے اور وہان ایک درخت کے نیچے جو نسطورا راہب کے
مکان کے قریب تھا اوترے وہ راہب میسرہ کو پہچانتا تھا اوسنے میسرہ سے پوچھا کہ اس درخت کے نیچے کون بیٹھا ہے اوس نے کہا
کہ وہ اشرافون قریش اور بزرگون بنی ہاشم سے ہے راہب نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ اس درخت کے نیچے سوا پیغمبر کے کوئی نہین
اوترا پھر اوس نے کہا کیا اس شخص کی آنکھ مین سرخی خلقی ہے جو ہمیشہ رہتی ہے میسرہ نے کہا کہ ہان یہ سرخی ہمیشہ رہتی ہے اور
کبھی دور نہین ہوتی یعنی وہ اس قسم کی سرخی نہین ہے کہ آنکھ دکھنے سے پیدا ہوتی ہے بلکہ اصلی سرخی ہے نسطورا ساتھ فتح کے
نام ایک مرد کا ہے کہ وہ صاحب مذہب اور مجتہد تھا ترسایونکا ایسے ہی نقل کیا اسکو غیاث مین مؤید اور کشف سے مگر سیر گازرونی
اور حلبی مین نسطوری ساتھ الف مقصورہ کے ضبط کیا ہے اور کہا کہ فرقہ نسطوری ترسائیون مین سے اوسکی طرف منسوب ہے
انتہی اور روضۃ الاحباب مین بھی نسطورا اور نسطوری دونون لغت کو تجویز کیا ہے پھر نسطورا نے قسم کھا کر کہا کہ یہ پیغمبر
آخر الزمان اور خاتم الانبیا ہے کاشکے مین اسکے مبعوث ہونے تک زندہ رہتا تا کہ ملت اسلامی مین اسکی متابعت کرتا نظیری اور

دوبارہ سفر کرنا طرف شام کے عمر ۲۵ برس میں واسطے تجارت کے

سیرت حلبی مین ہے کہ بعضی روایتون مین آیا ہے کہ پھر وہ حضرت کے پاس آیا اور کہا مین ایمان لایا اور شاہدی دیتا ہون کہ
آپ وہی نبی ہین جنکا تورات مین ذکر ہے پھر آپکی مہر نبوت کو دیکھا اور چوما اور کہا آپ اللہ کے پیغمبر ہین جنکی بشارت دی عیسیٰ علیہ السلام
نے کہ کہا نہین اوترے گا نیچے اس درخت کے میرے پیچھے مگر نبی اُمّی ہاشمی عربی مکی صاحب حوض کوثر اور شفاعت کبریٰ اور لوآء احمد کا
انتہی سیرت حلبی اور مظہری مین نقل کیا ہے کہ یہ جو راہب نے کہا نہین اوترا تلے اس پیڑ کے کبھی کوئی مگر نبی سہیلی کہتے ہین کہ مراد
راہب کی اس کلام سے یہ ہے کہ نہین اوترا نیچے اس درخت کے اس گھڑی کوئی مگر نبی تو دفع ہوگیا یہ شبہہ کہ راہب کے
اس قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس درخت کے سایہ کے تلے کوئی شخص کبھی زمانہ ماضی مین نہین اوترا تھا مگر نبی یعنی نبی
ہی اوسکے سایہ مین اوترتے چلے آئے ہین اور حضرت بھی نبیؐ ہین تو اسی واسطے آپ بھی اوترے اور یہ معنی عقلاً اور عادةً بعید
معلوم ہوتے ہین اسلیے کہ ہمارے حضرتؐ کے اور انبیاؑ کے درمیان مین زمانہ بہت دراز گذرا ہے تو باقی رہنا اوس درخت کا اتنی
مدت دراز تک بہت مستبعد ہے عادةً علاوہ اسکے وہ درخت رستے کے سرے پر تھا پھر کوئی اتنی مدت دراز تک اوسکے نیچے
نہ اوترے یہ بات بہت بعید ہے ولیکن لفظ قط کا کہ نسطور کے کلام مین واقع ہوا ہے کہ کہا اوس نے ما نزل تحت ہذہ
الشجرة قط الا نبی یعنی نہین اوترا نیچے اس درخت کے کبھی کوئی مگر نبی پس یہ لفظ قط کا منع کرتا ہے سہیلی کی توجیہ کو اسلیے
کہ وہ موضوع ہے واسطے نفی فعل کے زمانہ گذشتہ مین زمانہ حال تک کما لایخفی پس جواب اس شبہہ کا اسطرح پر دیا جاوے کہ ظاہر
ہے کہ معجزات خرق عادات کی قسم سے ہوتے ہین اور اللہ تعالیٰ اسپر قادر ہے کہ برخلاف عادت کے باقی رکھے ایک درخت کو ایسی
مدت دراز تک اور باز رکھے لوگون کو اوسکے نیچے اوترنے سے ایک زمانہ طویل تک پس اب کچھ جگہہ شبہہ کی نہین ہے اور بھی جائز
ہے کہ کہا جاوے وہ درخت زیتون کا تھا اور وہ تین ہزار سال تک باقی رہتا ہے انتہی اور میسرہ بیان کرتا ہے کہ جب دوپہر ہوتی
اور سخت گرمی پڑتی تب اوترتے دو فرشتے اور سایہ کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور جب پھرے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم اوس سفر سے تب اپنے عقد نکاح مین حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کو لائے اور اوسوقت عمر شریف آپکی پچیس برس اور دو مہینے
اور دس دن کی تھی اور سوا اسکے اور بھی روایتین ہین خلاصہ اس کلام خیر انجام کا یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم سفر شام سے مکہ مین تشریف لائے دوپہر کا وقت تھا اوسوقت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے بالاخانہ پر بہت سی عورتین لیے
ہوئے بیٹھی تھین دیکھا کہ دو مرغ کہ دو فرشتے تھے آپکے سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے تھے نہایت متعجب ہوئین آخر میسرہ سے پوچھا
اوسنے کہا جسدن سے ہم شام کی طرف گئے ہین یہی حال ہے اور تمام کرامتین جو آپ سے دیکھی تھین اور قصہ نسطور راہب کا بھی
بیان کیا حضرت خدیجہؓ کے دل مین نہایت رغبت پیدا ہوئی کہ آپکے عقد نکاح مین آوین نفیسہ بنت منیہ کو آپکے پاس بھیجا
تا دریافت کرے کہ آپکو رغبت طرف نکاح کے کرنیکی ہے یا نہین نفیسہ کہتی ہے کہ مین آپکی خدمت مین آئی اور پوچھا کہ آپ شادی
کیون نہین کرتے کون سی چیز مانع ہے فرمایا مین ساز و سامان نہین رکھتا مینے عرض کیا کہ کوئی عورت صاحب شرف و حسن و
جمال پر کہ اوسکا مال حوائج خانہ داری کو کفایت کرے اگر آپکو ملے تب بھی آپ رغبت فرماوینگے یا نہین فرمایا ایسی کون ہے مین نے

عرض کیا کہ خدیجہ بنت خویلد کو اس بات پر راضی کرتی ہون پھر وہ حضرت خدیجہ کے پاس آئی اونھون نے بہت منت مان کر
قبول کیا اور ایک وقت مقرر کرکے نکاح کیا اور اوسی روز زفاف ہوگیا اور حضرت نہایت خوش ہوئے از روضۃ الاحباب
اور ایک روایت مین ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود آپ سے یہ مضمون کہا کہ ای محمد تمکو خوب معلوم ہے کہ سارے قریش کے سردار
میرے طالب ہین اور مین کسی کی طرف رغبت نہین کرتی مگر جو کہ میرے اور آپکے درمیان خویشی اور قرابت ہے اور آپ سچے اور
امانت دار بھی ہین کہ ایسا اور کوئی مین نہین دیکھتی اسلیے مین چاہتی ہون کہ تمسے نکاح کرون اور مال اپنا تمکو دون جب
قریشون نے یہ حال سنا بہت تعجب کیا اور کہا کہ ایک مدت سے ہم آرزو نکاح کی اوس سے رکھتے ہین اور اپنا مال خرچ کرتے
ہین اور وہ راضی نہین ہوئی اور یتیم ابوطالب کیطرف ایسی رغبت کی پھر یہ حال حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
چچاؤن سے کہا ابوطالب اور عباس اور حمزہ رضی اللہ عنہما خوش ہوئے اور حضرت حمزہ آپکے ساتھ ہوکر حضرت خدیجہ رضی اللہ
عنہا کے باپ کے پاس گئے اور آپکا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے باندھا اور بیس اونٹنیان مہر ٹھہرین کذا فی سیرۃ
النبی پوشیدہ نرہے کہ بعضی روایتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مہر اونکا بیس اونٹنیان تھین جیسا کہ خطبہ ابوطالب سے
مفہوم ہوتا ہے اور بعضی روایتون سے چار سو مثقال طلا جیسا کہ خطبہ ورقہ بن نوفل سے سمجھا جاتا ہے اور بعضی روایتون سے
بارہ اوقیہ اور ایک نش طلا بارہ اوقیہ کے پانسو درم شرعی اور نش کے بیس درم ہوتے ہین پس توفیق درمیان تینون روایتون
کے کئی وجہ پر ہو سکتی ہے ایک یہ کہ کہین ہم کہ یہ سب امور مذکورہ مہر مین تھے اور ہر راوی کو جو روایت پہنچی اوس نے وہی
نقل کی اور دوسرے یہ کہ قیمت بیس اونٹنیون کی اوسوقت پانسو درم یا چار سو مثقال طلا تھے اور راویون نے نقل
بالمعنی کی ہو تیسرے یہ کہ جائز ہے کہ ہووین اونٹنیان عوض مین مہر مذکور کے اور بعضون نے کہا جائز ہے کہ ابوطالب
نے وہ مہر مقرر کیا جو اوپر ذکر ہوا اور پھر حضرت نے اپنی طرف سے اوپر بیس اونٹنیون کو بڑھایا یہ حاصل ہے روضۃ الاحباب
اور سیرت حلبی کا اور یہی اصح ہو کہ قول صحیح یہ ہے کہ اونکے نکاح کے دن والد اونکے زندہ تھے جیسے کہ روضۃ الاحباب
مین کہا ہے اور سیرت حلبی مین بھی لکھا ہے کہ محفوظ اہل علم سے اسی طرح ہے کہ خویلد بن اسد والد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
کے مر چکے تھے فجار کی لڑائی سے پہلے فجار بکسر فا بمعنی مفاجرت کے جیسے قتال بمعنی مقاتلہ کے اور فجار نام ہے قتال کا کہ عکاظ
مین واقع ہوا اور وہ چار قتال ہین چنانچہ بیان اونکا مع وجہ تسمیہ کے سوق عکاظ مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور معارج مین ذکر کیا کہ وہ
جو بعضی سیر مین آیا ہے کہ خویلد پدر خدیجۃ الکبریٰ رض کے مجلس عقد مین حاضر تھے یہ روایت صحت نہین رکھتی اسواسطے کہ خویلد پیشتر لڑائی فجار کے
سے فوت ہوگئے تھے مگر یہ تاویل کیجاوے کہ پدر کا ذکر کیا اور اوس سے چچا کا کہ اونکا نام عمرو بن اسد تھا ارادہ کیا انتہیٰ اور تمام حال اسکا
جلد دوسری مین بیچ بیان احوال ازواج مطہرات کے شرح اور مفصل آویگا اور جب عمر شریف آپکی پینتیس ۳۵ سال کو پہنچی حاضر ہوئے آپ واسطے
تعمیر بیت اللہ کے اور رکھا حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے درمیان دیوار کعبہ کے جاننا چاہیے کہ یہ تعمیر کعبہ کی آٹھوین
بار ہوئی کہ بنایا اول بار فرشتون نے پہلے پیدا ہونے حضرت آدم علیہ السلام کے سے پھر دوبارہ بنا رکھی بیت اللہ کی آدم

نے اوتارا گیا اوسپر اونکے لیے ایک خیمہ یاقوت سرخ کا اور بعد وفات پانے آدم علیہ السلام کے اوٹھایا گیا وہ بعد اون کے
پھر تیسری بار بیت اللہ کو اولاد آدم علیہ السلام نے مٹی پتھر سے تعمیر کیا اور کہتے ہین کہ شیث علیہ السلام نے اس کام کو سرانجام
دیا اور طوفان مین غرق ہوا اور مکان اوسکا ایک ٹیلہ سرخ تھا پھر چوتھی بار بنا کیا حضرت خلیل علیہ السلام نے اوسکو
بعدازان پانچوین بار عمالقہ نے اوسکی بنا کی پھر چھٹی بار جرہم نے اوسے بنایا بعدازان ساتوین بار قصی بن کلاب نے تعمیر کیا
پھر آٹھوین بار قریش نے اوسے بنایا اور مختلف کیا اس بناء کعبہ کو قریش نے بناء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سے سات
چیزون مین ایک یہ کہ زیادہ کیا اونچا بیت اللہ کو نو گز پہلے سے کہ سب بلندی اوسکی اٹھارہ گز ہوگئی دوسرے یہ کہ کم کیا درازی
مین قریب سات گز کے اور باہر کیا اوس جگہہ کو کہ اوسے حطیم کہتے ہین تیسرے یہ کہ بند کیا دروازہ مغرب کا کہ مقابل دروازہ مشرق
کے تھا یعنے دو دروازون مین سے ایک بند کر دیا چوتھے یہ کہ بلند کیا دروازے کو زمین سے اسواسطے کہ بے اذن اون کے کوئی
بیت اللہ مین داخل نہو پانچوین یہ کہ اندر خانہ کعبہ کے دو صفین لکڑیون کے ستونون کی کھڑی کین ہر صف مین تین ستون رکھے
چھٹے یہ کہ اندر خانہ کعبہ کے متصل رکن شامی کے زینہ بنایا کہ بام کعبہ پر اس سے چڑھا کرین ساتوین یہ کہ چھت ڈالی اوس پر اور
پہلے اس سے فقط چار دیواری تھی پھر مباحثہ کرنے لگے قبائل قوم قریش آپس مین بیچ جگہہ رکھنے حجر اسود کے ہر کوئی اوسکو
اپنے محلے کی طرف رکھا چاہتا تھا پھر یہ بات ٹھہری کہ جو کوئی پہلے مسجد الحرام مین صبح کو داخل ہووے وہی جس جگہہ چاہے حجر اسود
کو رکھے پھر منتظر بیٹھے اوس اثنا مین یکایک داخل ہوئے فجر کو پہلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پھر سب نے رجوع کیا اس مقدمہ
کو طرف حضرت کے پھر رکھا آپ نے کہ اوسوقت عمر شریف آپکی پچیس برس کی تھی اوس حجر اسود کو رکن بیت اللہ مین کہ وہ
جگہہ مشہور ہے ہمارے زمانے تک واضح ہو کہ روایت بناء کعبہ شیث علیہ السلام سے اور اوٹھ جانے بیت المعمور کے بعد
وفات حضرت آدم علیہ السلام کے محققین محدثین کے نزدیک صحیح اور درست نہین ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ بیت المعمور تا زمان
طوفان نوح علیہ السلام زمین پر کعبۃ اللہ کی جگہہ موجود رہا اور وقت آنے طوفان کے وہ آسمان پر اوٹھایا گیا پھر جب سے خلیل
کے زمانہ تک ویسے ہی ایک سرخ ٹیلہ سادہ جگہہ اونچی ممتاز باقی رہی پھر بموجب حکم اللہ جل شانہ کے حضرت خلیل علیہ الصلوۃ والسلام
نے اوسے بنایا فقط بس اب اس تحقیق کے بموجب بناء قریش ساتوین بناء تھی پھر بعد بناء قریش کے بنایا اوسکو ازسرنو عبد اللہ بن
زبیر علیہ الرحمۃ نے اور حطیم کو داخل کیا اوسمین پھر بعد شہید ہونے اونکے بنایا اوسکو حجاج یا محمد بن مروان نے حکم عبد الملک سے
بعدازان سن ایکہزار چالیس مین پھر سلطان مراد بن احمد خان نے بسبب ہونے منہدم ایکجانب سے اوسکے صدمہ سے سیل کے بنایا
اور ازسرنو تعمیر کیا اوسکو بہت مال و زر خرچ کر کے کذا فی فتح العزیز و تاریخ مکہ و ذخیرۃ الدارین و روضۃ الاحباب و رسالہ حضرت
مولانا محمد اسحاق رضی اللہ عنہ اب کہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری قدسی مین قائم ہے وہی بنا سلطان مراد خان کی صانہ اللہ عن الآفات و
البلیات اور جب سن شریف آپکا چالیس برس اور ایک دن کا ہوا تب مشرف کیا اللہ تعالی نے آپکو ساتھ تشریف نبوت اور انذار
اور بشارت کے یعنی نبی کیا اور وحی کو بھیجا یا اور اوسوقت مین بیسوان سال تھا سلطنت خسرو پرویز سے چنانچہ محمد سعید بن

مسعود گاذرونی نے اپنی کتاب سیر عربی مین ذکر کیا انذار کہتے ہین ڈرانی کو عذاب الہی سے اور بشارت کہتے ہین خوشی سنانے کو یعنی ثواب کی اور آئے جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے پاس غار حرا مین حرا نام ہے مکہ مین ایک پہاڑ کا اوسکو جبل نور بولتے ہین اور اوس سے کعبہ تک تین میل کی مسافت ہے اوس مین ایک غار ہے کہ درازی اوسکی بقدر چار گز شرعی کے ہے اور عرض اوسکا ایک گز اور دو ثلث کا بعضی جگہون مین اور باقی مین اوس سے کم وہان اکثر اوقات آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم قبل نبوت کے جاکر تنہا عبادت مین مشغول رہتے تھے اور اقوال علما کے مختلف ہین اسمین کہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی عبادت غار حرا مین کسطرح کی تھی بعضون نے کہا ساتھ فکر کے بعضون نے کہا ساتھ ذکر کے بھی مگر پچھلا قول صحیح زیادہ ہے پہلے قول سے کیونکہ مرتبہ ذکر کا بڑا اور بلند ہے مرتبہ فکر سے اسلیے کہ ذکر کرنا بندے کا مولی کو مقتضی ہوتا ہے طرف ذکر کرنے مولے کے اوس بندہ کو اور کوئی حال بندہ کے احوالون سے ایسا نہین ہے کہ صفت حق کی اوسکے برابر مین پڑی سوا ذکر اور محبت کے چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ترجمہ پس یاد کرو تم مجھکو یاد کرون مین تمکو اور فرمایا يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ترجمہ وہ دوست رکھتا ہے اونکو اور وہ دوست رکھتے ہین اوسکو اور محبت اور ذکر دونون لازم ایک دوسرے کو ہین چنانچہ کہا ہے من احب شيئا اكثر ذكره ترجمہ جو کوئی دوست رکھتا ہے کسی چیز کو تو بہت کرتا ہے ذکر اوسکا اور یہی ذکر حق تعالی کی ذات سے علاقہ رکھتا ہے اور فکر اوسکی بخششون اور نعمتون سے اور ذکر سبب فراموشی نفس اور فنا ہونے ذاکر کا بیچ مذکور کے ہوتا ہے فنا عبارت ہے شدت محبت سے اس نہایت تک کہ زائل کردے محب ذاکر اپنے نفس کو نزدیک ذکر محبوب کے یہان تک کہ نہ رکھے اپنے نفس سے اور نہ اپنے غیر سے وجود کو اور نہ اوسکی اثر کو ماسوا محبوب کے کما فی المظہری تحت قولہ تعم قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى اور متفکر یعنے فکر کرنے والا اپنے نفس اور اوسکے حالات پر قائم ہوتا ہے اور فکر بھی اگرچہ حالات خوب خوب پیدا کرتی ہے جیسا کہ اگر فکر بیچ نشانیون اور علامتون قدرت الہی کے کرتے ہین تو معرفت زیادہ ہوتی ہے اور جو فکر بیچ نعمتون اور عنایتون الہی کے کرتے ہین تو شکر زیادہ کرتے ہین اور جو بیچ وعدہ الہی کے فکر کرتے ہین تو امید اور رغبت ہوتی ہے اور جو اوسکے وعید مین فکر کرتے ہین تو خوف الہی پیدا ہوتا ہے لیکن جو ذکر غلبہ پاتا ہے یعنی تجلی عظمت الہی بندی ذاکر پر غالب آتی ہے اور اوسکے قلب کو اور کیطرف توجہ کرنے سے خالی کرتی ہے اور اپنے مشاہدہ مین اور طرف التفات کرنے سے باز رکھتی ہے بلکہ اوسکے ظہور اور استیلا سے ماسوا اللہ نظر نہین پڑتا ہے اگرچہ نفس الامر مین وہ ثابت ہوتا ہے جسطرح روشنی تارون کی کالی رات پر غلبہ کرتی ہے پھر جو سورج نکلتا ہے تو اوسکا نور تارون کی روشنی پر غلبہ کرتا ہے اگرچہ اونکی روشنی اپنے حال پر باقی ہوتی ہے تو فنا اور غیبت یعنی کیفیت بیخودی کی اور نسیان یعنی بھلاوٹ سب سے سوائے اللہ تعم کے پیدا کرتا ہے اور صفائی سر کی اور نزدیکی ساتھ ذات پاک کے بخشتا ہے ع
اتصال بی تکیف بی قیاس ✽ یعنی یہ اتصال ایسا ہے کہ اوسکی کیفیت بیان نہین ہو سکتی اور نہ یہ اتصال قیاس مین آتا ہے کہ کیونکر ہے اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعم کو ذاکر کہتے ہین اور متفکر نہین سو ذکر صفت خدای تعالی کی ہوئی اور فکر صفت بندے کی اور ضرور ہوا کہ

له ذکر مین نہین [illegible] اس پر دوری [illegible] روشنی [illegible] اور ابتدا اور درمیان مین ۱۲

صفت خدا کی افضل ہو صفت بندے کی سے کذا فی شرح سفر السعادت و فصل الخطاب **روایت ہے** کہ جس ایام فرخندہ فرجام
مین وہ سرور عالم صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم غار حرا مین جاکر عبادت الٰہی مین مشغول رہتے تھے ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام
آئے اور آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی طرف مخاطب ہوکر کہا اِقْرَأْ یعنی پڑھو آپ نے فرمایا مین کچھ پڑھا نہین ہون پھر اونھون
نے آپکو اپنی بغل مین اسقدر تنگ پکڑا کہ حضرت کو نہایت مشقت پہنچی شاید اسمین تعلیم امت کے لیے اشارت ہو طرف اس حکمت
کے کہ تعلیم علم مین اول مشقت اوٹھاوین تب کمال کو پہنچین اسلیے حبیب ہی کو کیا کچھ تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے واللہ اعلم پھر چھوڑ دیا
اور کہا اقرأ یعنی پڑھو پھر حضرت نے فرمایا کہ مین کچھ پڑھا نہین ہون پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اپنی گود مین پکڑ کر خوب دبایا
اور تیسری بار کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ
الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ روایت ہے کہ جب زمانہ نزول وحی کا قریب آیا تب آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم جس درخت اور پتھر کے
پاس ہوکر گذرتے وہ ساتھ زبان فصیح کے کہتا السلام علیک یا رسول اللہ آپ ہر طرف نگاہ کرتے کلام کرنے والے کو نہ دیکھتے یہان تک کہ آپ
ایک روز کوہ حرا پر کھڑے تھے ناگاہ ایک شخص ظاہر ہوا اور کہا بشارت ہو جیو تمکو ای محمد مین جبرئیلؑ ہون تمھاری طرف بھیجا ہوا ہون
تم رسول خدا کے ہو واسطے اس امت کے پھر ایک نامہ حریر کا جس مین جواہر جڑے تھے نکالا اور آپکے دست مبارک مین دیا اور کہا
پڑھو آپ نے فرمایا کہ واللہ مین ہرگز کچھ نہین پڑھا ہون اور اس نامہ مین کچھ لکھا نہین دیکھتا ہون تب حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود مین پکڑ کر ایسا دبایا کہ درجہ بیطاقتی کو پہنچایا اور پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھو آپنے کہا مین
پڑھنا نہین جانتا پھر آپکو گود مین لیکر خوب بھیچا اسی طرح تین بار دبایا اور حکمت اس تین بار دبانے مین یہ ہے کہ نفس نفیس
آپکا مراتب ثلثہ یعنی امارہ اور لوامہ اور ملہمہ سے تجاوز اور ترقی پاکر منزل مطمئنہ پر قرار پکڑے اور ہر بار چھوڑ کر کہا پڑھو پھر بعد
تیسری بار کے کہا کہ کہو اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سے مَا لَمْ يَعْلَمْ تک کہ پانچ آیتین ہین پھر یہ آیات منزل ذہن شریف
نبوی مین بیٹھ گئین اور آپنے انکو یاد کر لیا چنانچہ فرمایا آپ نے کہ جو کچھ مینے اوس سے سنا اوسکو اپنے دل مین کالنقش فی الحجر
پایا کذا فی السفر السعادت و معارج النبوۃ واضح ہو کہ اس قصہ مین کئی نکتے دریافت کرنے چاہیئین اول یہ کہ عادت بنی آدم کے
پرورش کی اس بات کو چاہتی ہے کہ سہج سہج ہو پس اگر اول ہی بار آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کو وحی سے قرآن کی مشرف
فرماتے تو اوسکے اوٹھانے کی تاب نلاتے اسلیے اول خواب مین کہ اس عالم سے غفلت کی حالت ہے اللہ تعم نے آپکے دل مین ایک چیز کا ڈالنا
شروع کیا تا آہستہ آہستہ عادت علم سیکھنے کی عالم غیب سے پیدا ہو اور رفتہ رفتہ اس تعلیم غیبی کے خوگر ہو جاوین بعد اسکے چاہا کہ
انکو بیداری مین اور ہوشیاری مین انقطاع اور بے پروائی جورو اور بچون اور گھر بار سے حاصل ہو کہ بالکل عالم غیب کیطرف
متوجہ ہو جاوین تو اوسوقت محبت خلوت اور گوشہ گیری کی اونکے دل مین پیدا کی اور ایک ایسا مکان اونکو بتایا کہ وہان کوئی
آدم زاد نہو تا کہ وحی اوترنے کے وقت کسی کے دل مین شبہہ شاگرد ہونے اور سیکھ لینے کا نگذرے پھر وحی نازل ہونے کے
وقت ایک بڑا صدمہ اور تھرتھرانا اور خوف آپکے دل مین ڈالا تا کہ خیال کسی کو بناوٹ اور ملاوٹ کا نہو دوسرا یہ کہ جبرئیلؑ کی

تاثیر کو آپ کی روح مین بواسطہ بھیجنے اور بغل مین دبانے کے ساتھہ پرلے درجہ کمال کے ثابت اور راسخ کر دیا اسواسطے کہ
کاملون کی تاثیر جو دوسرے کے اندر اثر پیدا کرتی ہے جسکو اہل طریقت کی اصطلاح مین توجہ کہتے ہین چار طرح سے ہوتی ہے
اول تاثیر انعکاسی اور وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس مین آوے اوس عطر سے خوشبو سب ہمنشینون
کے دماغ کو معطر کر دے پس یہ قسم توجہ کی سب قسمون مین سے ضعیف ہے کیونکہ اسکا اثر تب ہی تک ہے جبتک اوسکی صحبت ہے بعد
اوسکے کچھہ اثر باقی نہین رہتا **دوسری تاثیر القائی** ہے وہ اس قسم سے ہے جیسے کوئی شخص بتی اور تیل سکورے مین
ڈال کر لایا اور دوسرے شخص کے پاس آگ تھی اوس نے اوسکو روشن کر دیا پس چراغ تیار ہو گیا اس قسم کی تاثیر کچھہ البتہ قوت
رکھتی ہے کہ سکھنے سکھانے کی صحبت کے بعد بھی اوسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی صدمہ پہنچا جیسے آندھی یا مینہ یا کوئی اور آفت
تو اوسکا اثر جاتا رہتا ہے اور یہی یہ تاثیر نفس کو اور لطیفون کو درست نہین کر سکتی ہے جیسے تیل اور بتی اور سکورے کے ناکارہ ہونے
کو فقط شعلہ نہین سنوار سکتا **تیسری قسم تاثیر اصطلاحی** ہے وہ اسطور کی ہے جیسے پانی کو دریا سے یا کنوئین سے لاکر
خزانے مین جمع کرین اور خزانہ کی راہ کو کوڑے کرکٹ سے فوارہ تک صاف کر دین پھر خوب زور سے اوس مین پانی چھوڑ دین
کہ فوارہ خوب جوش وخروش سے چھوٹنے لگے اس قسم کی تاثیر اون اگلی تاثیرون سے بہت قوی ہے کہ اصلاح نفس اور ستھرائی
لطیفون کی بھی اوس مین ہوتی ہے لیکن خزانے کی استعداد اور راہ کی مسافت کے موافق فیضان ہوتا ہے نہ کوئین اور دریا
کے برابر اور باوجود ان سب باتون کے اگر خزانہ مین کچھہ آفت یا فتور واقع ہو جاوے تو البتہ نقصان پڑ جاتا ہے **چوتھی تاثیر**
اتحادی کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی روح کے ساتھہ خوب زور سے ملا وے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح مین
اتر کر جاوے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیرون سے زیادہ تر قوت رکھتا ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہو جانے سے دونون
روحون کے جو کچھہ کہ شیخ کی روح مین ہے وہ طالب کی روح مین سما جاتا ہے اور بار بار حاجت فائدہ لینے کی نہین رہتی اور
اولیاء اللہ مین اس قسم کی تاثیر بہت کم پائی جاتی ہے چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک روز
آپکے مکان پر کئی مہمان آگئے اور اوس روز آپکے یہان کچھہ کھانے کی قسم سے موجود نتھا اسواسطے آپکو کمال تشویش
ہوئی اور اونکے لیے کھانا تلاش کرنے لگے اتفاقاً ایک نان بائی کی دکان آپکے مکان کے متصل تھی اوس نے اس بات کی
خبر پاکر ایک خوان بھرا ہوا روٹیون کا خوب بتکلف اور مرغن تیار کرکے آپکے سامنے لاکر حاضر کیا آپ اوسکو دیکھہ کر نہایت خوش
ہوئے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اوسنے عرض کی کہ مجکو اپنا سا کر دیجیے فرمایا کہ تو اسحالت کا تحمل نکر سکیگا کچھہ اور مانگ وہ
اسی بات کا سوال کیے جاتا تھا اور خواجہ انکار کرتے تھے جب وہ بہت سے عاجزی کرنے لگا تو ناچار ہو کر اوسکو اپنے ساتھہ
حجرے مین لے گئے اور تاثیر اتحادی اوسپر کی جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ مین اور اوس نان بائی کی صورت مین کچھہ فرق
نتھا لوگون کو پہچاننا مشکل پڑا لیکن اسقدر تھا کہ خواجہ ہوشیار تھے اور وہ نان بائی بیہوش اور سرشار تھا القصہ اوس
نان بائی نے تین روز کے بعد اوسی سکر اور بیہوشی مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایسے ہی شخصون کے حق مین خواجہ حافظ

شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ٭ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ٭ شاہ
خوب اللہ رحمۃ اللہ نے بیچ بیان طبقات مشائخ کے لکھا کہ ایک بار نواب خان جہانخان ظفر جنگ نے کہا کہ طریقہ نقشبندیہ مین
پہلے گرمی ہوتی ہے پھر سردی یہ بات مرشدی شاہ محمد افضل الہ آبادی نے سنی آپ نے میری طرف دیکھا مینے عرض کیا کہ پہلے وہ
گرمی اثر توجہ مرشد کا ہے کہ آئینہ طالب مین منعکس ہے تاکہ وہ لذت پاوے اور اوسکے حاصل کرنے کے لیے دوڑے سو یہ گرمی عاریتی
ہے دیرپا نہین ہے مگر اوسوقت کہ بواسطہ عمل کے موافق فرمودہ مرشد کامل کے وہ ملکہ اوسکی ملک ہوجاوے تب پایداری آوے
اور یہ بھی لکھا کہ دوام صحبت مرشد کے سے ملکہ اوسکی ہوجاتا ہے ایک روز ایک مرید جدید نے اس طریق مین اوس درویش سے کہ
ذکر حاصل کیا تھا عرض کیا کہ جب مین آپکے مقابل ہوتا ہون ذکر دل کا جوش و غلبہ بہت ہوتا ہے جب کسی سبب سے آپ سے جدا
ہوتا ہون وہ غلبہ جاتا رہتا ہے اونھون نے فرمایا پانی دریا کا ہمیشہ جاری ہے جب تیز آندھی چلتی ہے جوش و خروش مین
آتا ہے پس حضوری شیخ کی حکم تیز آندھی کا رکھتی ہے اور یہی لکھا ہے کہ وہ مرید میا مصنف تکملہ حاشیہ نفائس الانس کا تھا
حاصل کلام کا یہ ہے کہ تاثیر جبرئیل علیہ السلام کی اتحادی تھی کہ اپنی روح لطیف کو بدن کے مسامون کی راہ سے حضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بدن مین داخل کرکے آپکے روح مبارک سے ملادے پھر وہ شیر و شکر کیطرح گھل مل گئین تو ایک عجیب
حالت ملکیت اور بشریت کے درمیان پیدا ہوئی کہ بیان مین نہین آسکتی تیسرے یہ کہ ورقہ بن نوفل کو کہ تسلی بخشنے والا اوس
جناب کا ہوا تھا اور وحی کے نازل ہونے پر اوس نے گواہی دی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچانا تھا اور آپ کی
نصرت اور مدد کے واسطے کمر ہمت باندھی تھی جلد اس عالم سے اوٹھا لیا کہ کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ سب اگلے قصہ اور دوسرے
کام شرع کے وہی ورقہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو سکھاتا اور یاد دلاتا ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو
بعد اوس واقعہ کے صحبت بھی اوس سے ہمیشہ کی نہین رہی اسواسطے گنجائش اس احتمال کی بالکل بند ہوگئی اور یہ بھی
منظور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اس دین کے مقدمہ مین اہل کتاب کے بلکہ کسی اگلے دین والے کی تائید اور مدد
شامل نہو جو کچھ کہ ہو آپ ہی کے دست مبارک سے ہو کما فی فتح العزیز بعد اسکے حضرت جبرئیل نے کہا کہ اس پہاڑ سے نیچے اترو آپ جبرئیل کے
ساتھ پہاڑ سے اترے پھر جبرئیل نے آپکو پہاڑ کی جڑ پاس ایک میدان مین کھڑا کیا پھر وہان ایک کپڑا بچھادیا اور اوسپر آپکو بٹھایا پھر اپنا پانون
زمین مین مارا وہان ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا جبرئیل علیہ السلام نے اوس سے وضو کیا ساتھ مضمضہ اور استنشاق کے یعنے کلی
کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ہر عضو کو تین تین بار دھویا یعنے مونھہ اور ہاتھون اور پانون کو تین تین بار دھویا اور مسح
سر کا ایک بار کیا اس فعل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو تعلیم کیا اور غالبًا تعلیم فعلی خصوصًا اسطرح کے
فعلون مین آسان تر اور ذہن نشین زیادہ ہوتی ہے تعلیم قولی سے اور بعد اسکے تعلیم قولی بھی کی پھر آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہا تو آپ نے بھی اوسی طرح وضو کیا جب وضو سے فارغ ہوئے تب جبرئیل علیہ السلام
نے چلو بھر پانی لے کر آپ کے چہرۂ مبارک پر چھڑکا پھر اوٹھکر دو رکعت نماز پڑھی آنحضرت نے اون کے پیچھے اقتدا کی اور

اوسی طرح ادا کی جبرئیل نے کہا کہ وضو اور نماز پڑھنے کا یہی طریقہ ہے اس کلام سے تعلیم قولی بھی واقع ہوئی پھر جب وضو اور نماز کی
تعلیم سے فارغ ہوئے تب جبرئیل علیہ السلام وہان سے چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم مکہ مین تشریف لائے اور یہ حال حضرت
خدیجہ رض سے بیان کیا اور وضو اور نماز اونکو تعلیم کیا کذا فی سفر السعادت واضح ہو کہ اول وہ چیز کہ واجب ہوئی عبادات مین بعد
توحید کے بھی دو رکعت تھین کہ تعلیم کین جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم کو اور پڑھین آپ نے ساتھ اونکے
اور کہا مقاتل نے کہ پہلے دو ہی رکعت نماز فجر اور عصر کی فرض ہوئین تھین اور پانچ وقت کی نمازین شب معراج مین فرض ہوئین اور
کہا فتح الباری مین کہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم پہلے قصہ معراج سے بھی نماز پڑھا کرتے تھے مگر اختلاف ہے
آپس مین کہ پہلے فرض ہونے نماز پنج وقتی کے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہین سو کہا بعضون نے کہ فجر اور عصر کی نماز دو دو رکعت فرض
تھی بموجب اس نص کے وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ترجمہ اور پاکی بول خوبیان اپنے رب کی پہلے سورج
نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے اور کہا امام نووی نے کہ بعد توحید کے تہجد کی نماز حضرت پر واجب ہوئی بموجب آیت یا ایہا المزمل
قم اللیل الا قلیلا الخ کے ترجمہ ای جھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات یہ سورہ اول مین اوتری ہے جب وحی کی دہشت
سے حضرت کو جاڑا لگا اپنے اوپر کپڑے لپیٹے اللہ نے بھی نام لیکر پکارا رات کو کھڑا رہ یعنے نماز پڑھو رات کو اول دین مین نماز رات
ہی کی فرض ہوئی مگر کسی رات نہو تو معاف تھی پھر منسوخ کیا اوسکو اخیر مین اسی سورہ کے پھر منسوخ کیا سب نماز ونکو ساتھ فرض
کرنے نماز پانچ وقت کے شب معراج مین کذا فی المدارج اور ابتدای نبوت تھی بعضون کے قول مین روز دوشنبہ آٹھوین تاریخ
ربیع الاول کی ف کہا ابن عبداللہ نے کہ دوشنبہ کے دن آٹھوین تاریخ ربیع الاول کو اکتالیسوین برس عام الفیل سے اوٹھایا
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم کو ساتھ رسالت کے تمام خلق کیطرف یعنی جن و انس جتنی مخلوق ہے سبکی طرف
اور اوس سے پہلے نشانیان اور علامتین نبوت کی آپ پر ظاہر ہوتی تھین جیسے کہ دیکھنا سچے خوابونکا اور مدت اوسکی چھہ مہینے ہین چنانچہ
ایک جماعت اسیطرف گئی ہے کہ مدت وحی کی خواب مین چھہ مہینے ہین یہان تک کہ ظاہر ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر اور
کہا ہے اونھون نے وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ رویا صادقہ ایک جزو ہے چھیالیس جزون نبوت سے اسکے معنی یہ ہین کہ حضرت نے
ابتدائے نبوت سے وفات تک تیرہ برس مکہ مین اقامت کی اور دس برس مدینہ مین پس تئیس ۲۳ برس پورے ہوئے جسکے چھیالیسوان
حصہ چھ ماہ ہین پھر جب قسمت کی گئی مدت وحی منامی کی جو چھہ مہینے ہین تو بنا بر اس قسمت کی پائی گئی مدت بعثت کی وفات تک
چھیالیس جزو سو واضح ہوئے وہ معنی کہ گئی ہے جسکی طرف وہ جماعت واللہ اعلم کذا فی سیر گازرونی عربی اور سلام کرنا درختون کا
اور پتھرون کا آپ پر چنانچہ معجزات مین اسکا بیان آوے گا مروی ہے کہ پہلے اوترنے وحی سے آپ جب راہ سے اکیلے
نکلتے آواز کسی شخص کی سنتے کہ پکارتا ہے یا محمد ہر چند آپ داہنی یا بائین دیکھتے کوئی معلوم نہوتا تو وہم آپ پر غالب ہوتا
وہان سے دوڑ کر چلے جاتے ایک روز آپ نے یہ حال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ
کچھ آفت مجھے پہونچے اونھون نے آپکی تسلی کی اور عرض کی کہ معاذ اللہ خدائے تعالی آپکے ساتھ ایسا معاملہ کرے آپ خاطر جمع

پیدا ہوا مین اوسی دن نازل ہوا مجید قرآن ۱۲ مواہب منہ دام فیوضہم

رکھیں امید ایسی ہے کہ بجز خیر و فلاح کے اللہ تعالیٰ نے آپکے لیے اور کچھ نہ چاہا ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ یہ معاملہ مذکورہ قبل
نزول وحی کے پندرہ برس تک رہا اور سات برس تک روشنی دیکھتے تھے اور اوس سے خوش ہوتے تھے بعد ازان آپ کو
خلق اللہ سے تنہائی محبوب و مرغوب ہوئی آپ نے غار حرا مین خلوت اختیار کی وہان عبادت الٰہی مین مشغول رہتے تھے اور جب
کئی دن کے آتے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے پھر کئی دن کا توشہ لے جاتے اور وہین عبادت مین مشغول رہا کرتے
ناگاہ وحی نازل ہوئی اور مروی ہے کہ قاعدہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تھا کہ ہر برس مین ایک بار آپ مکہ سے باہر تشریف
لیجاتے اور غار حرا مین خلوت نشین ہوتے عبادت الٰہی مین مشغول رہتے جب ایک مہینا گذرتا خلوت سے نکل کر مکہ کو آتے اور پہلے
سات بار کعبہ کا طواف کرتے پھر گھر جاتے یہی معمول ہمیشہ آپکا تھا یہان تک کہ اکتالیسوان سال آپکی عمر شریف کا شروع ہوا
آپ بموجب عادت شریف کے غار حرا مین تشریف لے گئے اور عبادت مین مشغول ہوئے اللہ تعالیٰ نے وہان آپکو ساتھ نبوت
اور وحی کے مشرف کیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ غار حرا مین آپ تکیہ کیے ہوئے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپکو خبردار
کیا آپ بیٹھ گئے اور دائین بائین دیکھا کوئی نظر نہ پڑا پھر تکیہ کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر خبردار کیا اور کہا اوٹھو ای
محمد آپنے ایک شخص کو دیکھا بصورت آدمی کے وہ آگے آگے آپکے جاتا تھا آپ بھی اوسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے جب وہ شخص کوہ صفا
اور مروہ کے درمیان پہنچا پیر اوسکے زمین مین اور سر اوسکا آسمان پر دیکھا اور پر و بال اپنے اوس نے کھولکر مشرق و مغرب
کو گھیر لیا پیر اوسکے زرد اور بازو سبز تھے اور دو گردن بند یاقوت سرخ کے اوسپر تھے اور روشن و صاف پیشانی اور رخسارے نورانی
اور دانت سفید مثل برق کے اور سر کے بال سرخ جیسے مونگا اور دونون آنکھون کے درمیان لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
آپنے جب اسطرح کی صورت دیکھی خوفناک ہوئے اور کہا من انت رحمك الله فاني لم ار شيئا قط اعظم منك خلقا ولا
احسن منك وجها ترجمہ کون ہے تو رحم کرے اللہ تعالیٰ تجھپر نہین دیکھی مینے کبھی کوئی چیز بڑی تجھسے از روی خلقت کے اور نہ خوب
تجھسے از روی چہرے کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا الروح الامين الى النبيين والمرسلين اقرء يا محمد ترجمہ مین جبرئیل
ہون بھیجا ہوا طرف انبیا اور مرسلین کے پڑھ ای محمد آپنے فرمایا مین پڑھنا نہین جانتا پھر جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر کے
نیچے سے ایک نامہ حریر بہشتی کا موتیون اور یاقوت سے بنا ہوا نکالکر آپکے چہرہ مبارک پر ڈالا اور کہا پڑھ آپنے فرمایا کہ مجھکو
پڑھنا نہین آتا اور اس نامہ مین کچھ لکھا ہوا ابھی نہین دیکھتا جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اپنی بدن سے لگا کر خوب دبایا یہان
تک کہ بیہوش ہو جانے کے قریب ہو گئے اور پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ اسی طرح تین بار کیا پھر شروع سورہ اقرا کا آپ پر پڑھا جیسا
کہ بیان ہو چکا اور اس بغل کے دبانے مین تصرف ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپکے وجود شریف مین ساتھ داخل کرنے انوار
ملکوت کے تا مہیا اور آمادہ ہو جاوین واسطے قبول وحی کے اور خالی ہون شغل ماسوا اسکے سے اور بھی اشارہ ہے طرف ثقل
اوس قول کے کہ القا کیا جاویگا جیسے کہ آیا ہے اِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا اور اشارہ اسپر کہ قبیل وسواس اور تخیل سے
نہین ہے اسلیے کہ وسواس اور تخیل کو تاثیر جسم مین نہین ہوتی اور تکرار واسطے تاکید اور تقریر اور مبالغہ کی ہے از مدارج سوال

اگر کوئی کہے کیسے پہچانا حضرتؐ نے کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہین اللہ کیطرف کے اور نہین ہین جن جواب اونکو آپ نے دو وجہ
سے پہچانا ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر کئے اونکے ہاتھون پر ایسے معجزے جنسے آپ پہچان گئے اونکا فرشتہ ہونا جیسے کہ ظاہر کئے ہاتھ
پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جن سے ہم پہچان گئے کہ آپ پیغمبر ہین دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا حضرتؐ کی ذات مین علم
ضروری کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتے ہین اللہ کے پاس سے نہ جن ہین اور نہ شیطان جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا حضرت جبرئیل عم
مین علم ضروری کہ متکلم اون کے ساتھ اللہ ہی ہے مواہب پھر جبرئیل امین نے اپنا پانون زمین پر مارا چشمہ پانی کا جاری ہوا
پھر وضو کیا ساتھ مضمضہ اور استنشاق کے اور مونھہ اور ہاتھ پانون ہر ایک کو تین تین بار دھویا اور سر کا مسح ایک بار کیا
پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وضو کرنے کو کہا تب آپ نے بھی اوسی طرح سے وضو کیا جب آپ وضو سے فارغ
ہوئے تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک چلو پانی لیکر آپکے چہرہ مبارک پر چھڑک دیا اور آگے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی
آپ نے اون کی اقتدا کی بعد فراغ نماز کے حضرت جبرئیل عم نے کہا اسیطرح نماز پڑھتے ہین بعد اوسکے جبرئیل علیہ السلام غائب ہوگئے
اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر آئے ڈرتے ہوئے چنانچہ آپکا دل اور ایک روایت مین گردن اور مونڈھے کے درمیان
کا گوشت لرزتا تھا اور فرماتے تھے زملونی زملونی یا دثرونی دثرونی یعنی اوڑھاؤ مجھکو اوڑھاؤ مجھکو تب آپکو ایک کمل اوڑھا
دیا پھر جب خوف آپکا جاتا رہا تب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا لقد خشیت علی نفسی یعنی البتہ تحقیق ڈرا مین اپنی جان پر اونھون
نے کہا آپ کچھہ خوف نکرین کہ رب تمھارا آپکو کبھی بلا مین نہ ڈالے گا اور اندوہناک نکریگا بلکہ تمھارے ساتھہ سوای بہتری کے کچھہ
نکرے گا اسلیے کہ تم مہمان نواز اور راست گفتار اور امانت گذار اور عاجزون کے مددگار اور پناہ دیتے ہو یتیمون کو اور نیکی کرتے ہو
ساتھہ غریبون کے اور نیک خوئی کرتے ہو ساتھہ لوگون کے یعنے باوجود ان خصلتون نیک کے محل خوف کا نہین ہے اور ایک روایت
مین ہے کہ کہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مت ڈرو تحقیق آپ صلہ رحم کا بجالاتے ہو اور بار عیال کا اوٹھاتے ہو اور کماتے ہو بیچ
صرف کردیتے ہو اور مہمانداری کرتے ہو اور حمایت کرتے ہو لوگون کی نوائب اور حوادث حق مین نہ باطل مین اور ایک روایت
مین ہے کہ آپ خوشرو اور خوشخو اور خوش آواز اور عالی ہمت اور نیک نیت ہین یعنی جو کوئی یہ صفتین پاکیزہ اور احوال پسندیدہ
رکھے گا ہرگز بلا اور آفت مین نہ پڑیگا اور برائی کا مونھہ ندیکھے گا از روضہ و مدارج بعد اسکے حضرت خدیجہؓ نے آپسے اجازت لیکر
اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے حال خیرمآل آپکا بیان کیا اور ورقہ اس ایام مبارک انجام مین دین بت پرستی کا چھوڑ کر
نصرانی مذہب اور موحد ہوگیا تھا اور بڑا عالم انجیل مقدس کا تھا جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آکر حقیقت اور حال جبرئیل عم
کا اوس سے پوچھا اوسنے کہا قدوس[1] قدوس یا سبوح سبوح ان کلمات مین گویا تنزیہ اور تقدیس کی جناب باری کی اس
طرح پر کہ وہ پاک ذات بڑی شان والا ہے اس سے کہ فرشتہ مقرب اوسکا ایسی زمین مین اترے چنانچہ روضۃ الاحباب کے
صفحہ مین کہا جبرئیل عم کو اوس بت پرستون کے شہر مین کون یاد کرے جبرئیل خدا کا امین اور اوسکے پیغمبرون کا ہمنشین ہے
یعنی امانت دار ہین درمیان خدا اور اوسکے انبیاءؑ کے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد کہتے ہین کہ وہ مجھپر نازل ہوا پھر خدیجہؓ

[1] معنی قدوس اور سبوح دونون کے بہت پاک ۱۲

نے سب حال ہدایت مآل بیان کیا ورقہ نے کہا قسم خدا کی اگر جبرئیل امین اس سرزمین پر نازل ہوا ہوگا تو یہان خیر و برکت بیشمار
ہوگی اور کہا اے خدیجہ اگر تو یہ سچ کہتی ہے تو یہ وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام پر نازل ہوا ہے
اور کہا اے خدیجہ تو جا اوس مکان پر جہان محمد نے اوسے دیکھا ہے وہ پھر آویگا جب وہ پھر آوے تب تو اپنا سر کھول دینا اگر وہ
اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہے تو اوسے نہ دیکھیگا یہ بتایا اسلیے بتایا کہ سر عورت کا ستر ہے او فرشتے وقت ستر کھلنے کے حیا کرکے دور
ہوجاتے ہین اور تخصیص کی سر کی باقی ستر سے اس مین کمال دانائی ورقہ کی سمجھی گئی واللہ اعلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے
یہ سب حال آکر آپکے پاس بیان کیا اور کہا کہ ابکی بار جب وہ آوے مجھکو خبر کردینا جب ایک روز پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر ہوئے تب آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ وہ شخص اب آیا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
نے آنحضرت علیہ الوف من التحیۃ والثنا کو اپنے داہنے زانو پر بٹھاکر پوچھا کہ اب بھی وہ شخص نظر آتا ہے کہا ہان نظر آتا ہے پھر بائین زانو
پر بٹھایا اور کہا کہ اب بھی نظر آتا ہے کہا ہان پھر سر اپنا کھولدیا اور کہا کہ اب بھی نظر آتا ہے آپ نے فرمایا اب نہین نظر آتا وہ چلا گیا خدیجہ
نے کہا کہ بشارت ہو آپکو کہ وہ فرشتہ ہے بزرگتر اللہ تعالی کیطرف سے پھر یہ حال خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی ورقہ سے جاکر
بیان کیا اوسنے کہا کہ بیشک وہ ناموس اکبر اون پر نازل ہوا ہے پھر ورقہ نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو بلاکر بالمشافہہ
حال آپکا دریافت کیا اور کہا ابشر یا محمد ثم ابشر ثم ابشر بشارت ہو تجھکو اے محمد پھر بشارت ہو پھر بشارت ہو تحقیق مین گواہی
دیتا ہون کہ تم وہ پیغمبر ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہوگا کہ نام اوسکا احمد ہوگا
گواہی دیتا ہون کہ تم احمد ہو اور اللہ تعم کے رسول ہو تحقیق وہ ناموس اکبر کہ موسی علیہ السلام پر نازل ہوا تھا تم پر نازل ہوا اور
قریب ہے کہ مامور ہوگے تم ساتھ جہاد اور قتال کرنے کے کفار سے اگر اون روزون مین مین زندہ رہتا تو مدد کرتا تمھاری یہ
کہکر آپکے یافوخ یعنی تارک سر کو بوسہ دیا اور ایک روایت مین ہے کہ کہا کاش مین اون دنون مین جوان اور توانا ہوتا کاش
مین زندہ رہتا اون دنون مین کہ قوم تمھاری تم کو نکال دے گی اپنے یہان سے آپ نے فرمایا کیا میری قوم مجھکو نکالدے گی کہا
ورقہ نے کوئی نبی ایسا نہین ہوا کہ اوسکے لوگون نے اوسکے ساتھ دشمنی نکی ہو اور ایذا نہ پہنچائی ہو پھر بعد چند روز کے ورقہ
نے وفات پائی اور زمانہ دعوت کا نہ پایا اور آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ تحقیق دیکھا مینے عالم نصاری کو
یعنی ورقہ کو جنت مین کہ پوشاک اوسکی سبز تھی اسلیے کہ تحقیق اوسنے میری تصدیق کی اور ایمان لایا تھا مجھپر اور منقول ہے کہ
خدیجہ رضی اللہ تعم عنہا بعد ملاقات ورقہ کے نزدیک عداس راہب کے کہ غایت پیری سے ابرو اوسکی آنکھون پر آپڑین تھین
تشریف لے گئین اور کہا اے عداس خبر دے مجھکو جبرئیل ع سے عداس سجدہ مین گیا اور کہا قدوس قدوس جس شہر مین اللہ
کی بندگی نہین کرتے جبرئیل کا نام کیسے یاد کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھکو حقیقت اور وصف اوسکے بتا کہا واللہ نہ بتاونگا
جب تک سبب اس سوال کا نہ بتاوگی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اوسکے چھپانے کا عہد کرلے اوس نے عہد کیا تب خدیجہ رضی اللہ
عنہا نے کہا کہ محمد بن عبداللہ کہتے ہین کہ جبرئیل مجھپر اوترا عداس نے کہا وہ ناموس اکبر ہے کہ حضرت موسی اور عیسی پر وحی لایا قسم خدا

کی اگر جبرئیل اس شہر مین اوترے تو بہت خیر و نیکی اس مین ظاہر ہوگی ولیکن ای خدیجہ کبھی شیطان بعض شخص پر ظاہر ہوتا ہے
اور صورتین دکہاتا ہے اس سبب سے اوسے جنون ہوجاتا ہے ای خدیجہ تو یہ کتاب لیجا اور محمد کو دکہا اگر وہ امر شیطانی ہے
تو اس کتاب کی برکت سے وہ آفت شیطانی سے سلامت رہینگے اور جو رحمانی ہے تو رفعت درجہ کی ہوگی پہر وہ آئین
اور جبرئیل علیہ السلام اوسوقت سورہ نون لیکر آئے تھے اور آپ ان آیات بینات کو بسرعت تکرار کرتے تھے ن
وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ تک خدیجہ نے کلام الہی سنکر خوش ہوکر کہا آپ
پر میرے ماں باپ فدا ہون عداس پاس چلئے آپ گئے عداس مہر نبوت دیکہکر سجدہ مین گر پڑا اور کہا قدوس قدوس ای محمد
تم وہی پیغمبر ہو کہ حضرت موسی علیہ السلام نے آپکی خوشخبری دی ای نبی اللہ کے آپکو کچہہ حکم ہوا ہے فرمایا نہین کہا آپ عنقریب
مامور ہونگے دعوت خلائق کے اور لوگ آپکو جھٹلاوین گے اور آپ ناچار اس شہر سے ہجرت کرینگے اور فرشتے آپکی مدد کرین گے
اور کہا واللہ اگر مین آپکے ایام دعوت تک زندہ رہتا تو روبرو آپکے تلوارین مارتا غرض ان دو گواہ یعنی ورقہ و عداس عادل
کی گواہی سے مدعا رسالت کا ثابت ہوکر مسجل ساتھہ حجت کے ہوگیا ملخص معارج اور مروی ہے کہ بعد اوترنے آیات اول سورہ
اقرا کے وحی کا آنا موقوف ہوا یہ حال تین سال تک رہا اور بموجب روایت اشہر کے توقف وحی کا چہہ مہینے تک رہا ہذا ما
افادہ بقیۃ المحدثین مولوی شیخ محمد تھانوی مگر اون ایام مبارک انجام مین حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے تئین آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم پر ظاہر کرتے تھے اور آپکو تسکین و تسلی دیتے تھے مگر قرآن نلاتے تھے آپ کو وحی کے نہ آنے
سے بہت رنج تھا یہانتک کہ کئی بار اپنے آپکو پہاڑ سے گرانے کا قصد کیا اور ہر بار حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر ظاہر ہوتے
اور کہتے یا محمد انک رسول اللہ حقا یعنی ای محمد تحقیق تم اللہ تعالی کے رسول برحق ہو اس بات سے آپکے نفس نفیس کو
تسکین ہوتی اور آپ کے دل کو اطمینان حاصل ہوتا زہری ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کرتا ہے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے
جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کہ زمانہ فترت
وحی مین ایک راہ سے جاتا تھا مین کہ ناگاہ ایک آواز سنی مینے آسمان کیطرف سے آنکھہ اوٹھا کر کیا دیکھتا ہون کہ وہ فرشتہ
جو غار حرا مین مجھپر نازل ہوا تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے درمیان آسمان اور زمین کے تب مجھپر خوف غالب ہوا مین اپنے
گھر لوٹا اور کہا مینے زملونی زملونی لپیٹے مجھہ کو پہر اوڑھا دو تب حق تعالی نے وحی بھیجی يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ترجمہ ای لحاف مین لپٹے کھڑا ہو پہر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول
اور اپنے کپڑے پاک رکھہ اور گندگی کو چھوڑ دے پہر اوسوقت سے وحی آنے لگی اور یہ سورۃ اوتری تب خلق کو دعوت
کا حکم ہوا اور نماز کا اور نماز کے ساتھہ تکبیر ہے اور کپڑے پاک رہنے اور گندگی سے بچنا یا گندگی کہا بت کو وہ اکثر دہ داو
تیل مین آلودہ رہتا ہے انتہی واضح ہو کہ محدثین کے مذہب پر نبوت مین تبلیغ اور انذار شرط نہین ہے اور رسالت مین
شرط ہے اور نزول وحی کا واسطے تکمیل نفس کے کافی ہے تو بنا پر اسکے اول اوترنے سے سورہ اقرا کے بجہت تعلیم اور تکمیل

نفس ایسی حکیم امت کے ثابت ہوا کہ نبوت آپکی مقدم تھی رسالت پر چنانچہ کہا ابن ابی عمر وغیرہ نے اور چنانچہ کہا ابو امامہ بن نقاش
نے سو ظاہر ہوئی اوسکے اوترنے سے آپکی نبوت اور مدثر کے اوترنے سے آپکی رسالت اسواسطے کہ وہ مشتمل ہے بشارت اور انذار
اور تبلیغ احکام الٰہی پر اور انذار اور تبلیغ متاخر ہے تکمیل اور تعلیم سے اور سورہ اقرا متضمن ہے اطوار آدمی کو کیونکہ اوسمین پہلے
مذکور ہے خلقت کا پھر تعلیم پانے کا پھر سمجہہ جانے کا تو مناسب ہوا کہ اول یہی سورہ نازل ہوا اور یہی ترتیب طبعی ہے مدارج
وسواہب جاننا چاہیے کہ محمد بن اسحاق اور ایک جماعت کثیر ائمہ حدیث اور سیر اور تواریخ سے اسپر ہین کہ شروع نزول وحی
کا رمضان مین تھا دلیل اونکی یہ آیت کریمہ ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ ترجمہ مہینا رمضان کا جس
مین نازل ہوا قرآن اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ترجمہ ہمنے یہ اوتارا شب قدر مین لیکن اکثر اصحاب سیر و تواریخ اسپر ہین
کہ ماہ ربیع الاول مین آپکی ولادت باسعادت سے اکتالیسوین سال وحی آپ پر نازل ہوئی تیسری یا آٹھوین تاریخ اور جامع الاصول
مین ہے کہ یہی صحیح ہے نزدیک علمای حدیث اور اثر کے اور اصحاب تواریخ اور سیر کے اور جواب ان دونون آیتون مرقوم الصدر کا یہ ہے
کہ مراد نزول قرآن سے رمضان مین نزول اوسکا لوح محفوظ سے ہے آسمان دنیا پر اسلیے کہ مروی ہے کہ قرآن مجید ایک دفعہ لوح محفوظ
سے آسمان دنیا پر اوترا اور معنی انزال تمام قرآن کے آسمان دنیا پر یہ ہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لکھوایا سب قرآن لیل مبارک
شب قدر مین کہ رمضان مین واقع ہوئی تھی لوح محفوظ سے نقل کر کے اون فرشتون سے کہ اس آسمان مین ہین سو لکھا اونھون
نے اون صحف مین کہ بیت العزت مین تھے پھر جبرئیلؑ تھوڑا تھوڑا تیس برس مین حسب وقائع اور حادثون کے حضرت کی طرف
لائے خلاصہ بیضاوی و خطیب پھر وہان سے آیت آیت اور سورت سورت بدفعات اوترا اوتارا گیا آسمان دنیا پر اولا اور رکھا گیا
بیت العزت مین واسطے اشتیاق بڑھانے کے طرف اوسکے مثل اوس شخص کے کہ خبر سنے اپنے والد بزرگوار کے آنے کی تو یہ خبر دیدار کا
شوق بڑھاتی ہے اور خصوصیت اس آسمان کی اسلیے ہوئی کہ وہ بمنزلہ چیز مشترک کے ہے درمیان ہمارے اور فرشتون کے کہ اونکے
لیے جاے سکونت ہے اور ہمارے لیے چھت اور زینت اور نفرمایا انزلناہ الی السماء الدنیا اسواسطے کہ اوتارنا اوسکا چرخ زیرین
پر برابر ہے اوتارنے اوسکے کے زمین پر اور یا مراد انزل فیہ القران سے انزل فی شأنہ القران ہے یعنے مہینا رمضان
کا ایسا مہینا ہے کہ نازل ہوا اوسکی شان و فضیلت مین قرآن اور علمای متاخرین محدثین نے کہا ہے کہ ابتدائے نزول
وحی کا خواب مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ربیع الاول کے مہینے مین اکتالیسوین سال ولادت سے ہوا اور ابتدا
نزول وحی کی بیداری مین اور اوترنا قرآن کا اسی برس کے رمضان مین تھا واللہ تعالیٰ اعلم تنبیہ واضح ہو کہ ضمن روایات
گذشتہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول قرآن مین سے سورہ اقرا نازل ہوئی نووی نے فرمایا کہ یہی صواب ہے اور اسی پر جمہور
سلف اور خلف ہین مظہری اور دوسری روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول سورہ مدثر نازل ہوئی اور ایک روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ اول سورہ فاتحہ نازل ہوئی چنانچہ مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے
کہا کہ تحقیق جبکہ اکیلا ہوتا ہون مین آواز سنتا ہون کہ یا محمدؐ یا محمدؐ اور کہنے والے کو نہین دیکھتا تو خوف کے سبب وہان سے بھاگ

جاتا ہون حضرت خدیجہ آپکو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئین آپنے حال بیان کیا ورقہ نے کہا کہ اگر ایکبار آواز سنو تو وہان سے
نہ بھاگیو اور کھڑے ہوکر سنیو کہ کیا کہتا ہے پھر جب آپ اکیلے ہوئے آواز سنی تب کھڑے ہوگئے اور لبیک کہا آواز دینے والے نے
کہا کہ کہو اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پھر کہا کہ کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین
آخر سورہ تک اور جمع ان سب روایتون مین برتقدیر صحت ان سب کے یون ہے کہ اول جو چیز کہ قرآن سے نازل ہوئی علی الاطلاق
اول سورہ اقراء کا ہے اور وہ جو وارد ہوا ہے کہ اول سورہ مدثر تھی مراد اس سے بعد فترت وحی کے ہے اور اول وہ سورہ کہ تمام
وکمال اوتری فاتحۃ الکتاب ہے واللہ تعالی اعلم یا اول وہ سورہ کہ قرأت نماز کے واسطے نازل ہوئی سورہ فاتحہ ہے انتہی
بقیۃ المحدثین جاننا چاہیے کہ وحی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر کئی طرح سے اوترتی تھی ازانجملہ سچی خواب ہے جیسا کہ مروی
ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہتی ہین وہ اول ما بدیٔ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرؤیا الصالحۃ
وفی روایۃ الصادقۃ ترجمہ اول وہ چیز کہ ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر وحی سے خواب نیک ہے اور ایک
روایت مین خواب سچے اور از انجملہ القا کرنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپکے دل مین بے اسکے کہ آپ اونکو دیکھین جیسے کہ آیت کریمہ
نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین ترجمہ لے اوترا اوسکو جبرئیل تیرے دل پر تو کہ ہو تو ڈر سنانے والا
اسپر دلالت کرتی ہے اور یہ حدیث بھی اوس پر دلالت کرتی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان الروح القدس
نفث فی روعی ان لن تموت نفس حتی تستکمل رزقہا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب ترجمہ تحقیق جبرئیل نے پھونکا میرے
دل مین یہ کہ نہین مریگا کوئی جاندار جب تک کہ پورا لے لیوے رزق اپنا سو ڈرتے رہو اللہ سے اور کم کوشش کرو طلب مین یعنی
تلاش روزی مین از روضہ اور از انجملہ متشکل ہونا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ساتھ شکل آدمی کے اور پڑھنا وحی کا آپ پر
مروی ہے کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل پر جبرئیل علیہ السلام اکثر متشکل ہوتے تھے اور کبھی کبھی بعضی صحابہ نے بھی اونکو دیکھا ہے
اور از انجملہ نازل ہونا وحی کا مثل آواز جرس کے کہ نہ سمجھے جاوے اوس سے کلمات و معانی مگر سمجھتے حضرت اوس سے اور یہ
صورت اشد صورتون وحی کی تھی آپ پر چنانچہ اگر اسحال مین آپ اونٹ پر سوار ہوتے تو دونون اگلے پاؤن اوس کے
خم ہوجاتے اور اگر کسی کی ران پر ٹیک لگائے ہوتے تو خوف اوسکے ٹوٹنے کا ہوتا اور سردی کے موسم مین آپکی پیشانی مبارک
سے پسینا بہنے لگتا اور از انجملہ دیکھنا جبرئیل علیہ السلام کو صورت اصلی پر اور وحی پڑھنا اونکا آپ پر اور از انجملہ شب
معراج مین نازل ہونا آپ پر اوپر آسمان کے جو کچھ کہ نازل ہوا اور از انجملہ کلام کرنا باریتعالی کا آپ سے بیواسطے فرشتے کے
پردے کی آڑ سے جیسا کہ آیا ہے معراج کی حدیثون مین اور از انجملہ کلام کرنا اللہ تعالی کا آپ سے بیواسطے اور بدون حجاب
کے شب معراج مین اوس کسی کے قول پر کہ قائل ہے دیکھنے آنحضرت کا حق تعالی کو اوس رات مین سر کی آنکھون سے واللہ اعلم
کذا فی روضۃ الاحباب حضرت مولانا جامی زلیخا مین فرماتے ہین ع یکی دیدہ وہم از قید یکی پاک ٭ زلیباری برون و نہ
اندکے پاک ٭ بدید آنچہ از حد دیدن برون بود ٭ مپرس از ما کیفیت کہ چون بود ٭ نہ چندی گنجد آنجا و نہ چونی ٭ فرو بند ا

کی لب وزفرونی ﷺ بعد ازآن بآواز بلند اظہار کیا آپ نے اللہ تعم کے حکم کو اور پہنچایا پیغام اوسکا اوسکے بندون کو جاننا چاہیے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ آلہ وسلم کو ساتھہ دلیلون اور حجتون کے روشن ہوا کہ مین پیغمبر برحق ہون پس اول وس
کسی کو کہ آپ نے دعوت طرف توحید اور خداپرستی کے کی وہ خدیجہ رضہ ہین وہ آپ پر بی توقف ایمان لائین پھر ایک روز کے
بعد یا اوسی دن کے آخر مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ آپکے کنار تربیت مین تھے آپ پر ایمان لائے بعد اونکے حضرت زید بن حارثہ
رضی اللہ عنہ کہ آزاد کیے ہوئے خدیجہ رضی اللہ تعم عنہا کے تھے ایمان لائے بعد اونکے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعم عنہ
مشرف ساتھہ اسلام کے ہوئے اور نزدیک بعض کے حضرت ابو بکر صدیق بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لائے کذا
فی المقصد الاول من روضۃ الاحباب اور مقدمے مین دوسرے مقصد اسی کتاب کے یون بیان کیا ہے کہ علماء سیر اور تواریخ کا
اس باب مین اختلاف ہے کہ اول جو شخص کہ ایمان لایا اصحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کون ہے بعضون نے ابو بکر صدیق رضہ کو اور بعضون
نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اور بعضون نے خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کو کہا کذا فی روضۃ الاحباب پس صحیح نزدیک محققون
اہل سیر و تواریخ کی وہ ہے کہ اول خدیجۃ الکبری پھر علی مرتضی پھر زید بن حارثہ پھر ابو بکر صدیق پھر بلال رضی اللہ عنہم اور ابن
عبد البر کتاب استیعاب مین لایا ہے کہ محمد بن کعب قرظی ساتھہ ضمہ قاف اور فتح راء مہملہ اور کسرہ ظاء معجمہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اسلام
علی کرم اللہ وجہہ کا پہلے تھا یا اسلام ابو بکر صدیق رضہ کا اونسنے کہا سبحان اللہ علی کرم اللہ وجہہ اول ساتھہ اس دولت کے مشرف ہوئے
مگر رعایت جانب ابو طالب کے ایمان اپنا ظاہر نکرتے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضہ بعد اوسکی فائز باسلام ہوئے اور اسلام
اپنا ظاہر کیا اس جہت سے لوگ اشتباہ مین پڑے اور بعضی اہل دین کہتے ہین کہ قریب تر ساتھہ احتیاط کے یہ ہے کہ کہین کہ پہلی عورتون
سے جو اسلام لائین حضرت خدیجۃ الکبری ہین اور لڑکون سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہین اور مردون بالغ اور احرار سے یار
غار جان نثار حضرت ابو بکر صدیق رضہ ہین اور موالی یعنی آزاد کیے ہوؤن سے حضرت زید بن حارثہ رضہ ہین اور عبیدون سے
حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہین ۞ علی ارواحھم رضوان ربی و مغفرۃ الی یوم الحساب انتہی اور منقول ہے
کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضہ اسلام لائے تب اپنے یارون اور دوستون کو بھی طرف اسلام کے دعوت کی اونھون نے اجابت
کی اور مشرف باسلام ہوئے از انجملہ پانچ شخص عشرہ مبشرہ سے حضرت عثمان بن عفان اور زبیر بن العوام اور طلحہ ابن
عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن العوف رضی اللہ عنہم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکی محفل ہدایت
منزل مین لائے سب مشرف باسلام ہوئے پھر دوسرے دن عثمان بن مظعون اور ابو عبیدہ بن الجراح اور ابو سلمہ بن عبد الاسد
مخزومی اور ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہم کو آپکی خدمت بابرکت مین لائے وہ بھی مسلمان ہوئے پھر بتدریج حضرت بلال
اور صہیب اور خباب بن ارت اور عمار بن یاسر اور اونکے ماں سمیہ اور اسماء بنت ابی بکر اور ابو عبیدہ بن الحارث اور عبد اللہ
بن مسعود اور خنیس بن حذافہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین جدے جدے اسلام لائے منقول ہے کہ جب
بیس روز آپکی بعثت سے گذرے تو شیاطین آسمان کی طرف چڑھنے اور خبر آسمانی لانے سے ممنوع ہوگئے مروی ہے ابن عباس

ہے کہ ظہور نبوت سے پہلے شیطان آسمان کی طرف چڑھتے کان لگا فرشتون سے زمین کے حادثون کی باتین سنتے اور ایک
بیچ مین کئی جھوٹ ملا کر اہل زمین کو پہنچاتے جب حضرت مبعوث ہوئے اس امر سے بالکل ممانعت ہو گئی چنانچہ یہ آیت اسپر
دلالت کرتی ہے وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شديدا و شهبا وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن
الان يجد له شهابا رصدا ترجمہ اور یہ کہ ہمنے ٹٹول دیکھا آسمانون کو پھر پایا اونکو بہر رہے اوسمین چوکیدار سخت اور
انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانون مین سننے کو پھر جو کوئی اب سننے پاوے اپنے واسطے ایک انگار اگھات مین یعنی انگارے
پڑتے ہین اور خبر سننے نہین دیتے چوکیدار اور انہین تارونکی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطان کو مار پڑتی ہے جیسے سورج
آتشی شیشہ سے از روضہ وموضح القرآن اور مظہری مین ہے کہ وہ جو دکہتا ہے کہ تارا ٹوٹتا ہے ایک شعلہ ہے کہ تارے سے چھوٹتا ہے
اور قول فلاسفہ کا کہ وہ بخار ہے کہ کرہ نار مین جا کر مشتعل ہو جاتا ہے باطل ہے ظن وتخمین پر اوسکی بنا ہے وان الظن لا يغني من
الحق شيئا مروی ہے کہ اوائل اسلام مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خفیہ لوگون کو دعوت اسلام کی کرتی تھی اطراف
وجوانب سے ایک ایک دو دو آدمی آتے تھے اور ایمان لاتے تھے تین برس تک یہی حال رہا پھر یہ آیت اوتری فاصدع بما تؤمر
واعرض عن المشركين انا كفيناك المستهزئين ترجمہ ای محمد ظاہر کر اپنے کو اور قیام کر ساتھ اوسکے کہ حکم کیا جاتا ہے تو
اور مونھ پھیر لے مشرکون سے اور اپنا دل خوش رکھ کہ ہم اونکے شر کو تجھسے کفایت کرینگے یعنی ہم بس ہین تیری طرف سے
ٹھٹھے کرنے والون کو وہ پانچ شخص تھے رؤسائے قریش سے ولید بن مغیرہ مخزومی اور عاص بن وائل سہمی اور اسود بن
عبد المطلب بن حارث اور اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس ولید کی پنڈلی مین بھال چبھی اور ہلاک ہوا اور عاص
کے پانون مین کانٹا لگا اور مر گیا اور اسود کی آنکھین اندھی ہوئین دیوارون سے سر ٹکرا کر مر گیا اور اسود بن عبد یغوث جلندر
سے مر گیا اور حارث کا سر پیپ سے سڑا اور مرا اور ہر ایک مرتے وقت کہتا تھا مار ڈالا مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے
ملخص معالم اور یہ حال بتفصیل جلد ثانی مین آویگا پھر آپ مستعد ہو کر خلق کو آشکار ادعوت اسلام کی یہانتک کہ مامور ہوئے
واسطے ڈرانے اپنے قرابت والون کے کہ وانذر عشيرتك الاقربين واخفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنين
ترجمہ اور ڈر سنا اپنے اقربا کو اور جھکا دے بازو اپنا یعنے عاجزی کر واسطے اوسکے جو اتباع کرے تیرے مؤمنون سے مروی ہے
کہ جب یہ آیت اوتری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر آئے اور پکارا یا معشر قریش[ع] یا بنی فہر یا بنی غالب
یا بنی لؤی یا بنی عدنان جدا جدا قریش کے ہر ایک گروہ کو پکارتے تھے اونھون نے آواز آپکی سنی کہا محمد ہمکو کوہ صفا پر
پکارتے ہین سب آکر وہین جمع ہوئے اور کہا مالك يا محمد یعنی کیا ہے واسطے تیرے ای محمد اور ایک روایت مین ہے کہ جو کوئی
وہان نہ آسکا اوسنے کسی کو اپنی طرف سے بھیجا اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اے گروہ قریش اشتروا
انفسكم من الله لا اغني عنكم من الله شيئا يا بني عبد المطلب لا اغني عنكم من الله شيئا يا عباس بن
عبد المطلب لا اغني عنك من الله شيئا يا صفية عمة رسول الله لا اغني عنك من الله شيئا يا فاطمة بنت محمد

ف اور بالکل کلام مین نفی مطلب بات مین کہم ۱۲ام
ع ای گروہ قریش ای اولاد فہر ای بیٹون غالب کے ای اولاد لؤی ای فرزند و عدنان ۱۲

سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنك من الله شیئا ترجمہ ای گروہ قریش کے خرید لو اپنے نفسون کو اللہ تعالے
سے مین نہین کام آنے کا تمہارے اللہ سے کچہہ یعنی مین اللہ تعٓ کے عذاب کو تمسے دور نہین کر سکتا باوجودیکہ مین پیغمبر ہون ای
اولاد عبد المطلب کے مین نہین کام آنے کا تمہارے اللہ تعٓ سے کچہہ ای عباس بن عبد المطلب مین نہین کام آنے کا تیرے اللہ
تعالی سے کچہہ ای صفیہ پھوپھی رسول اللہ کی مین نہین کام آنے کا تیرے اللہ سے کچہہ ای فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی مانگ لے تو
مجہسے مال میرے سے جو کچہہ کہ چاہے تو مین نہین کام آنے کا تیرے اللہ سے کچہہ پھر فرمایا آپ نے لوگو اگر مین تمہین اسبات کی خبر دون کہ
اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے کہ ارادہ تمہارے لوٹنے کا کرتا ہے آیا اس خبر سے تم مجھکو سچا جانوگے یا نہین سب نے کہا ہان البتہ تم آجتک
تو کبھی ہمارے درمیان جھوٹ سے متہم نہین ہوئے اور ہمنے سوا سچ کے تمسے نہین دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ خبردار ہوجاؤ مین تمکو
ڈراتا ہون عذاب سخت سے کہ آگے آنے والا ہے لائق ہے کہ قبول کرے وہ شخص کہ عاقبت اندیش ہے کہو کلمہ لا الہ الا اللہ اور
میری رسالت کا اقرار کرو ابولہب لعین بولا تبالك سائر الیوم لهذا جمعتنا یعنی ہلاکت ہوجیو تجھکو سارے دن اسی لیے ہمکو
تو نے جمع کیا تھا پس سورہ تبت یدا اوسکی شان مین نازل ہوئی کذا فی روضۃ الاحباب والمعارج اور صحیحین مین ہے کہ نقل کیا
ابوہریرہ رضی نے کہ جب یہ آیت اوتری کہ ڈرا تو اپنی برادری کو جو ناتا رکھتے ہین تجھسے تو پکارا پیغمبر خدا صلی اللہ تعٓ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے ناتے والون کو پھر اکٹھا کر کے پکارا اور جدا جدا بھی سو فرمایا ای اولاد کعب بن لوی کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے
کیونکہ بیشک مین نہین اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے یہان کچہہ یا یون فرمایا کہ بیشک مین نہین کام آنے کا تمہارے اللہ کے یہان کچہہ
اور ای اولاد مرہ بن کعب کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچہہ اور ای اولاد
عبد شمس کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچہہ اور ای اولاد عبد مناف کی
بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ مین بیشک نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچہہ اور ای اولاد ہاشم کی بچاؤ تم اپنی جانون
کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آون گا تمہارے اللہ کے یہان کچہہ اور ای اولاد عبد المطلب کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے
کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچہہ اور ای فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجہسے جتنا چاہے میرا مال
کیونکہ بیشک مین نہ کام آون گا تیرے اللہ کے یہان کچہہ اور معالم مین روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نے مجھکو
بلا کر فرمایا ای علی حکم ہوا مجھکو کہ ڈرا اپنے ناتے والون قریب کو اور مین جانتا ہون کہ جب بلاؤن گا اونکو طرف اسلام کے دیکھونگا
اونسے ایذائین اور بری باتین اسی لیے مین خاموش رہا یہانتک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا ای محمد اگر تو موجب
فرمانے کے قیام نہین کریگا تو عقوبت الٰہی مین گرفتار ہوگا اب ای علی ایک صاع بھر کھانا تیار کر اور ڈال اسمین ایک ران بکری
کی اور بھر رکھہ ایک قدح دودھ سے پھر جمع کر بنی عبد المطلب کو مینے کھانا طیار کیا پھر اونکو بلایا چالیس مرد تھے ایک و یا ایک کم
اون مین سے ابوطالب و حمزہ اور عباس اور ابولہب ہین آپنے وہ کھانا منگایا اور ایک پارہ گوشت کا اپنی دانتون سے چیر کر
نواحی طباق مین ڈال دیا پھر فرمایا خذوا بسم اللہ شروع کرو اللہ کے نام سے سب نے سیر ہوکر کھا لیا اور قسم اللہ کی ایک مرد کھا لیتا

اتنا کھانا اور قدح سے سب کے سب سیراب ہو گئے اور قسم اسکی ایکمرد پی لیتا اتنا دودہ پھر جب آپ نے اونسے کلام کرنا چاہا پہلے
بول اوٹھا ابولہب کہ جادو کیا تم پر تمہارے صاحب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب اوٹھکر چلے گئے اور آپ کچھ نبولے دوسرے
دن آپ نے فرمایا ای علی اس مرد نے سبقت کی کلام کرنے مین اور کہا جو کچھ کہ تو نے سنا آج پھر کل کا سا کھانا تیار کر اور بلا
انکو جب آئے آپ نے کھانا منگایا اور جیسے کل کیا تھا آج بھی کیا پھر سب کھا چکے آپ نے فرمایا ای بنی عبد المطلب مین لیکر آیا
ہون پاس تمہارے خوبی دنیا اور آخرت کی اور حکم کیا مجھکو اللہ نے کہ بلاؤن تمکو اوسکی طرف پس کون مدد کرتا ہے میری اس
امر پر اور ہو جاوے میرا برادر اور وصی اور خلیفہ کوئی نبولا تب مینے عرض کیا حالانکہ مین خورد سال تھا سب سے کہ ای نبی اللہ کے
مین مددگار ہون آپکا اس امر پر پھر پکڑی آپ نے میری گردن اور فرمایا یہ بھائی میرا ہے اور وصی اور خلیفہ ہے درمیان تمہارے
پس سنو کہنا اوسکا اور طاعت کرو اسکی یہ سنکر لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے اور ہنستے تھے اور ابوطالب سے کہتے تھے کہ حکم کیا تمکو
محمد نے یہ بات سنی تو حامی کی اور اطاعت کرے تو اوسکی انتہی اور یہ دعوت آپ نے اپنے گھر مین کی تھی پھر کوہ صفا پر چڑھکر
پکارا انکو خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہین اونکو اوسکی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اوسپر
مغرور ہوکر اللہ کا خوف کم رکھتے ہین سو اسلیے اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ وہ اپنے قرابتیونکو ڈرا دیوین سو اونھون نے
سبکو اپنی بیٹی تک کو کھولکر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اوسی چیز مین ہو سکتا ہے کہ آپ کے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود
ہے اس مین مجھکو بخل نہین اور اللہ کے یہان کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہان مین کسی کی حمایت نہین کرسکتا اور کسی کا
وکیل نہین بن سکتا سو وہان کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس آیت
اور حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے یہان کچھ کام نہین آتی جب تک کچھ معاملہ اپنا اللہ سے صاف
نکرے تو کچھ کام نہین نکلتا تمام ہوا فائدہ آیت و حدیث کا آیہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کی خیرخواہی
مین دریغ نہین فرماتے تھے ولیکن مکے کے لوگ نہایت نادانی سے ایذا دینے پر مستعد ہوئے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم لوگون کو دعوت اسلام کی کرتے تھے اور تعرض اونکے معبودون باطلہ سے نفرماتے تھے وہ بھی آپ سے
چندان متعرض نہوتے تھے اور جب آپ اونکی مجلسون اور محفلون پر ہوکر گذرتے وہ کہتے یہ جوان بنی عبد المطلب سے ہے
اسکو آسمان کی باتین کہتی ہین اور وہ اون سے خبر دیتا ہے اسی طور سے چند مدت گذری یہانتک کہ اللہ تعالی نے اون کے
معبودون باطلہ کی مذمت بیان فرمائی اور باپ دادے اونکے جو کفر کی حالت مین مرے تھے اونکے دوزخ مین معذب ہونیکی
خبر فرمائی تب قوم قریش نے عداوت اور دشمنی شروع کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین درمیان دو ہمسایون بد کے تھا ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط یہ دونون جاتے اور گوبر کھینچ
کرتے اور آپکے راستے پر ڈال دیتے آپ گھر سے تشریف لاتے اور لطف اور نرمی سے انکو فرماتے کہ ای بنی عبد مناف یہ کیا ہمسایگی
ہے اور اوسکو راستے سے ہٹا دیتے اور منقول ہے کہ موسم حج مین لوگون پر آپکو ظاہر کرتے اور دعوت اسلام کی کرتے اور فرماتے

یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا یعنی ای آدمی کہو لا الہ الا اللہ تا فلاح پاؤ اور ابولہب آپ پر آپکے پیچھے سے پتھر
مارتا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے تخنے اور قدم مبارک آپکے پتھرون سے زخمی کر دئے تھے اور کہتا تھا ای لوگو اس کی
بات نہ سنا کہ یہ کاذب ہے نعوذ باللہ منہ اور آپ فرماتے کون ہے کہ مجھے جگہ دے اور میری مدد کرے تو مین رسالت اپنے پروردگار
کی بجا لاؤن اور وہ بہشت مین جاوے کذا فی روضۃ الاحباب اور یہی روضہ مین ہے کہ جو کوئی مکہ مین آتا قریش اوس کو
کہتے کہ خبردار محمد سے بچا رہنا کہ وہ تجھکو فتنے مین ڈالے اور باتین پریشان آپکی شان مین بکتے کبھی ساحر کبھی شاعر کبھی کاہن
کبھی مجنون کہتے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت حزین ہوتے رب العالمین آپکی دلجوئی اور تسکین فرماتا اور آپکے بری
ہونے پر ان عیبون سے آیتین نازل کرتا جیسے کذلک ما اتی الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون
اتواصوا بہ بل ہم قوم طاغون اور جیسے فذکر فما انت بنعمۃ ربک بکاہن ولا مجنون ام یقولون شاعر
نتربص بہ ریب المنون اور ما نند اسکے اور آپ ایذا اوٹھانے پر صابر اور ثابت قدم اور دعوت مین راسخ دم رہتے مروی
ہے کہ جب ایذا کفار کی حد سے گذری اور رفع نہو سکی آپ نے صحابہ کو اجازت دی ہجرت کی اور فرمایا حبشہ مین چلے جاؤ کہ وہان
ایک بادشاہ ہے کہ اوسکے ملک مین ظلم نہین ہوتا پس ماہ رجب مین پانچوین سال نبوت سے گیارہ مرد چار عورتین کہ حضرت عثمان
معہ زوجہ اپنی رقیہ کے اونھین مین تھے مکہ سے خفیہ نکلے اور نجاشی کے جوار مین امین ہوئے بعد ازان مشہور ہوا کہ کفار مکہ نے
آپسے صلح کی مہاجر حبشہ کے بسبب محبت وطن کے پھر مکہ مین آئے تو معلوم ہوا کہ وہ ویسے ہی ایذا دیتے مین پھر کچھ اوپر اسّی مرد اور
گیارہ عورتین حبشہ کو گئین انھین مین حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ تھے جب نجاشی نے اونسے کلام الٰہی سنا اتنا رویا کہ ڈاڑھی پر آنسو جاری
تھے اور کہا قسم خدا کی یہ کلام اور وہ جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا ایک ہی مشکوۃ سے ہے اور کہا مرحبا تم جسکے پاس سے آئے وہ
بیشک رسول خدا ہے جسکی انجیل مین مدح ہے اور اگر مجھے اپنے ملک کا کام نہوتا تو اوسکے پاس جاتا اور نعلین برداری کرتا اور ہاتھ
پاؤن دھلاتا اور گھیر لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گھاٹی مین کہ اوسکو شعب ابی طالب کہتے ہین اور رہے حضرت اوس
گھیرے مین کچھ کم تین برس اور تمام اہل بیت بھی آپکے اوسی گھیرے مین تھے پھر جب باہر آئے آپ اوس گھیرے سے اوسوقت عمر شریف
آپکی اونچاس برس کی تھی تفصیل اس اجمال کی شواہد النبوۃ مین یون ہے کہ جب قوم قریش بسبب حمایت ابوطالب کے مجادلے
اور معارضے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سے عاجز ہوئے تب سب نے اکٹھے ہو کر مجمع کیا اور ایک عہدنامہ لکھا اور قسم
کھائی کہ آج سے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھ رعایت صلہ رحم کی نکرین اور اپنی بیٹیان اونکو ندین اور نہ اونکی لین اور نہ
اونسے خرید و فروخت کرین اور نہ اونسے کلام کرین پھر اوس عہدنامہ کو اطلس مین لپیٹ کر موم مین لپٹیا اور اوسپر سب نے
مہرین لگا کر خانہ کعبہ مین لٹکا دیا جب ابوطالب نے یہ سنا سب بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو سوا ابولہب کے اپنے ساتھ لیکر
شعب ابی طالب مین چلے گئے اور حضرت مسلمانون کو بھی اپنے ساتھ لے گئے کذا فی السیر الگازرونی اور وہان اونکے گھر بھی تھے
قریب تین برس کے وہان رہے اس عرصہ مین کوئی ساتھ اونکے نیکی سے پیش نہ آیا بلکہ اونپر بڑی سختی رکھتے گھیرے رہتے بازار تک

آنے دیتے جہان کہین پاتے دکہہ دیتے جو کوئی اونکے لیے غلہ لیجاتا اوسے منع کرتے اور جو وہ موسم مین شعب سے نکلتے تو اون کے
ایذا رسانی کو صبح کو تڑکے سے وہان پہنچ جاتے اور بازار کے کہانے کہاتے اور اونہین ایذا پہونچاتے ولید بن مغیرہ پکڑوا دیتا
کہ جو کوئی اصحاب محمدؐ سے غلہ خریدے اوسکے ہاتھہ دوگنی قیمت کو بیچو اور تین برس تک یہی معاملہ رہا از بسکہ گزرونی مگر ابو العاص
بن الربیع داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ کبہی کبہی کاروان گیہون اور خرمون کا وہان راتکو پہنچاتا آپنے اسکام کے
سبب اوسکی تعریف کی جب حال اہل شعب کا تنگ ہوا اور سختی نہایت کو پہنچی تب اللہ تعؐ نے ایک جانور اوس عہدنامہ پر بہیجا کہ
جو کچہہ اوسمین لکہا تہا سوای نام اللہ کے سب کو چاٹ گیا اللہ تعؐ نے آپکو اسحال سے خبر دی آپ نے یہ حال اپنے چچا ابوطالب سے
کہا ابوطالب نے تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو ساتھہ لیکر اور لباس فاخرہ پہنکر طرف حجر کے آئے اور مجلس قریش مین بیٹہے قریش
نے اونکی عزت اور حرمت کی ابوطالب نے کہا ای قوم قریش ہم تمہارے پاس ایک کام کو آئے ہین چاہیے کہ اوس کام مین ساتھہ عدل
و انصاف کے ہمسے پیش آؤ سب اس بات پر راضی ہوئے کہ بہتر ہے ابوطالب نے کہا کہ محمدؐ نے مجھکو خبر دی ہے کہ اللہ تعؐ نے ایک جانور بہیجا
کہ اوسنے تمہارے عہدنامہ سے سوائے نام اللہ کے کچہہ نہین چہوڑا اسکو کہا لیا اور ای قریش میرے بہتیجے نے کبہی اونسے آج تک جہوٹہہ نہین سنا ہے
اب تم اوس صحیفہ کو منگا کر دیکہو اگر اونکو اس خبر مین سچا پاؤ تو ڈرو اللہ تعؐ سے اور اپنی بری راہ سے باز آؤ اور اگر جہوٹ ہو تو مین اونکو
تمہارے سپرد کر دونگا پہر تم اوسکو جو چاہو سو کرو یہ سب نے کہا تمنے خوب بات سوچی پہر کسی کو بہیجکر اوس عہدنامہ کو منگایا اور
کہولکر دیکہا تو فی الحقیقۃ سوائے لفظ باسمك اللهم کے اوسمین کچہہ نپایا جب ابوطالب نے یہ امر دریافت کیا سب کو ملامت کی
سب چپ رہے کسی نے کچہہ جواب ندیا اور اپنے اوس عہد سے پشیمان ہوئے پہر آنحضرت صلی اللہ تعؐ علیہ وآلہ وسلم اوسی شعب
یعنے گہاٹی سے ساتہہ تمام اپنی قوم کے باہر آئے پہر قوم قریش نے ایک مدت تک آپکے ساتہہ طریقہ نیکی کا اختیار کیا پہر بعد گذرنے
آٹہہ مہینے اور کئی دن کے اس واقعہ سے ابوطالب نے وفات پائی مروی ہے کہ جب ابوطالب مریض ہوئے ساتہہ مرض موت کے
قوم قریش اونکی عیادت کو آئی اور بعد پوچہنے حال مزاج کے کہا کہ ای ابوطالب کسی کو بہیجو اپنے بہتیجے کے پاس تاکہ اوس بہشت سے
جسکا بیان کرتے ہین کوئی چیز بہیجین کہ تمکو شفا ہو اونہون نے ایک شخص کو بہیجا اوسنے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
عرض کیا کہ آپکے چچا کہتے ہین کہ مین پیر ضعیف و بیمار رہون کچہہ کہانا اور پینا واسطے میرے بہشت سے بہیجو کہ مجھکو اوس سے شفا
حاصل ہو اسکے جواب مین آپ نے کچہہ نفرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپکی مجلس پر فیض مین حاضر تہے کہا تحقیق کہ اللہ تعؐ
نے طعام و شراب جنت کا کافرون پر حرام کیا یہ جواب اوس آدمی نے جاکر ابوطالب سے کہا کافرون نے ابوطالب سے کہا
کہ ایکبار آدمی پہر بہیجو کہ وہی سوال جاکر کرے اونہون نے اوس آدمی کو پہر بہیجا اوسنے آکر پہر وہی سوال حضرت صلی اللہ
تعؐ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا ان الله حرمهما على الكافرين یعنی اللہ تعؐ نے حرام کیا اون دونون کو کافرون
پر وہ شخص پہر آیا اور وہی خبر حضرت صلی اللہ تعؐ علیہ وآلہ وسلم کی زبان درفشان سے پہنچائی اور آنحضرت صلی اللہ تعؐ علیہ
وآلہ وسلم خود پیچہے سے اوس شخص کے ابوطالب کے گہر تشریف لائے دیکہا تو گہر آدمیون سے بہرا ہوا ہے فرمایا کہ تم سب

باہر جاؤ مکان خالی کردو اونھون نے کہا جیسے تم ابوطالب سے خویشی اور قرابت رکھتے ہو ویسے ہی ہم بھی رکھتے ہین ایسے
وقت مین ہم اونکے پاس سے نجاوین گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور سرہانے اونکے بیٹھے اور فرمایا کہ اہی میرے
چچا خدا تعم تمکو جزای خیر دیوے حالت لڑکائی مین تمنے میری کفالت کی اور جب بڑا ہوا مین تو تمنے میری حفاظت کی اور ایک روایت
مین آیا ہے کہ آپ نے فرمایا انك اعظم الناس علی حقا واحسنہم عندی یدا ولانت اعظم حقا من والدی
ترجمہ حق تمھارا مجھپر بہت بڑا ہے تمام آدمیون کے حق سے اور ہاتھہ حمایت اور نعمت تمھاری کا مجھپر نیک تر ہے اور البتہ حق تمھارا
مجھپر زیادہ ہے میرے باپ کے حق سے پھر فرمایا ای چچا میرے مدد کر میری ساتھ کہنے ایک کلمہ کے تا کہ مین شفاعت کرون تیری اوسکے
وسیلہ سے نزدیک خدا کے دن قیامت کے ابوطالب نے کہا وہ کیا ہے فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ابوطالب نے
کہا بیشک جانتا ہون مین کہ تم میرے خیرخواہ ہو واللہ اگر اس بات کا خطرہ مجھکو نہوتا کہ بعد میرے تجھپر طعن کرینگے کہ چچا تیرا موت سے
ڈر گیا تو بیشک مین اس کلمہ کہنے سے آنکھین تیری روشن کرتا اور اوس مقدمہ مین یہ بیتین کہین **اشعار** ودعوتنی وعلمت
انك ناصحی ولقد صدقت وکنت فیہ امینا اظہرت دینا قد علمت بانہ من خیر ادیان البریۃ دینا
لولا الملامۃ او حذار مسبۃ لوجدتنی سمحا بذاك مبینا ترجمہ اور دعوت اسلام کی کی تونے مجھکو اور جانا ہے
بیشک تو خیرخواہ میرا ہے اور البتہ تحقیق سچ کہا تونے اور ہے تو اوس مین امانت دار ظاہر کیا تونے ایک دین کہ تحقیق جانتا
ہے بیشک وہ بہتر دینون خلق کے سے ہے دین اگر نہوتا اندیشہ ملامت کا یا خوف گالی دینے کا تو پاتا تو مجھکو جوانمرد اوس مین
ظاہر اور ایک روایت مین ہے کہ عیب کرینگے تجھپر اور تیرے باپ کی اولاد پر نہین تو مین بجا لاتا جو تو فرماتا ہے اور سبب اوسکے
تیری آنکھین ٹھنڈی کرتا کیونکہ مین دیکھتا ہون شکرگذاری تیری اور خیرخواہی اور ترسکاری تیری بہ نسبت اپنے اور اس مقدمہ
مین اشعار بہت کہے اون مین سے یہ ہین **اشعار** واللہ لن یصلوا الیك بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرك ما علیك غضاضۃ البشر وقر بذاك منك عیونا ترجمہ قسم اللہ کی ہرگز نہ پہنچ سکینگے تجھتک
وہ سب کے سب یہانتک کہ سلایا جاؤن مین بیچ زمین کے مدفون ہو کر پس قیام کر تو اپنے امر پر اور پہنچا اوسکو نہین ہے تجھپر
کچھہ ذلت اور خوش ہو اور ٹھنڈی کر ساتھ اوسکے آنکھین اپنی بعد ان دو شعر کے یہ تین شعر ہین جو متن مین مذکور ہین کذا فی سیر
گازرونی عربی قوم قریش نے شور و غل کیا کہ اپنے بڑون عبدالمطلب و ہاشم اور عبد مناف کے دین سے پھرتا ہے تو کہا نہین
ابوطالب اپنے بزرگون کے دین پر جاتا ہے اور ایک روایت مین یون ہے کہ ابوطالب نے عبدالمطلب کی اولاد کو بلایا اور واسطے
محافظت اور حمایت آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے وصیت کی اور کہا کہ ہمیشہ اوپر خیر اور بہتری کے رہوگے اگر کہنا محمد کا
سنوگے اور پیروی حکم اوسکے کی کروگے اور مدد اوسکی کروگے تا فلاح اور ہدایت پاؤ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
یہ بات کیونکر ہے کہ اونکو حکم کرتے ہو ساتھہ متابعت میری کے اور آپ مخالفت کرتے ہو کہا اگر بیچ حالت صحت کے ہوتا مین تو واللہ
پیرو تمھارا ہوتا مین ولیکن اب مکروہ معلوم ہوتا ہے یہ کہ لوگ کہین کہ ابوطالب حالت صحت مین تو مسلمان نہوا اور اب گھبراہٹ اور

خوف موت کے سے مسلمان ہوتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے ایمان سے ناامید ہوکر اوس مجلس سے اوٹھے اور فرمایا
کہ قسم ہے خدا کی کہ تمھارے لیے خدا سے مغفرت چاہونگا جبتک وہ مجھکو اوس سے منع نکریگا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین
کہ جب ابوطالب نے وفات پائی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مینے خبردی اور کہا ان عمك الشيخ الضال قد مات یعنی
تحقیق چچا تمھارا بوڑھا گمراہ مرگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے پھر کہا کہ جاؤ اون کو غسل دو اور تجہیز و تکفین اونکی بجا لاؤ
کہا مینے یا رسول اللہ انہ قد مات مشرکا یعنی یا رسول اللہ وہ بیشک مشرک مرے آپنے فرمایا اذهب فواره غفر الله له ورحمه
یعنی جاؤ اور چھپاؤ یعنی دفن کرو اونکو اللہ تعالی اونکو بخشے اور اون پر رحمت کرے پھر جب مین تجہیز و تدفین سے فارغ ہوا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے میرے واسطے دعای خیر کی اور ایک روایت مین یون ہے کہ آپ نے مجھے ایسی دعائین دین
کہ خوش نہین کرین مجھے اگر اوسکے بدلے میرے پاس اونٹ سرخ یا سیاہ ہووین از سیر عربی گا ذروفی اور وہ سن دسوین مین نبوت سے
کچھہ اوپر اسی برس کے ہوکر مرے اور ایک روایت مین یون ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہمراہ جنازہ اوسکے
کے جاتے تھے اور فرماتے تھے اے چچا میرے تو صلہ رحم کا بجا لایا اور تو نے میرے حق مین کچھہ قصور نکیا خدا تعالی تجھکو جزاے خیر دیوے
اور ایک روایت مین یون ہے کہ جب ابوطالب کو لوگ دفن کرچکے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے گھر آئے اور چند روز باہر تشریف
نلائے اور واسطے ابوطالب کے مغفرت مانگا کیے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ حال معلوم ہوا کہ آپ واسطے ابوطالب کے استغفار
کرتے ہین کہا ہم بھی اپنے آبا اور اقربا کے واسطے استغفار کیون نکرین حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے واسطے
استغفار کیا تھا اور اب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کے واسطے استغفار کرتے ہین اللہ تعالی نے یہ آیت بھیجی
ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم
وما کان استغفار ابراهیم لابیه الا عن موعدة وعدها ایاه فلما تبین له انه عدو لله تبرأ منه ان ابراهیم
لاواه حلیم ترجمہ نہین لایق ہے نبی کو اور نہ ایمان والونکو کہ مغفرت چاہین واسطے مشرکون کے اگرچہ وہ ہون قرابتی جب
کھل چکا اونپر کہ وہ بیشک دوزخی ہین اور نتھا مغفرت مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے مگر وعدہ کے سبب کہ اقرار کیا تھا
اوسکا اوسنے پھر جب اوسپر کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ تعالی کا اوس سے بیزار ہوا ابراہیم بڑا نرم دل والا ہے تحمل والا اس آیت
مین اور دوسری آیت وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ مین اون کے باپ کا خاص ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ اونکی
والدہ مسلمان تھین اور تائید کرتی ہے اسکی یہ آیت سورہ ابراہیم کی رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ کیونکہ والدہ کے لیے استغفار
مانگنے سے ابراہیم علیہ السلام کیطرف سے عذر نفرمایا اور معالم مین ذکر کیا کہ تحقیق کہا گیا کہ اونکی والدہ اسلام لائی تھین
اور کہتے ہین کہ یہ آیت کریمہ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝
ابوطالب کے قصہ مین نازل ہوئی چنانچہ نقل کیا اسکو شیخین اور نسائی اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ
اور ابن مردویہ اور بیہقی نے انتہی کما فی المظہری معنی اسکے یہ ہین کہ اے محمد تو ہدایت نہین کرسکتا جسکو دوست رکھے

ولیکن اللہ تعالی ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور وہی خوب جانتا ہے ہدایت پانے والون کو اور بخاری اور مسلم کی حدیث مین مروی ہے عباس ابن عبدالمطلب سے کہ کہا گیا مین پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اور کہا مینے کہ یا رسول اللہ چچا تمہارے ابوطالب خیرخواہ آپکے تھے اور حمایت اور حفاظت آپکی کرتے تھے اور آپکے واسطے قوم قریش پر غصہ ہوتے تھے سو یہ کام اونکو سودمند ہونگے یا نہین آپ نے فرمایا کہ ہان وہی آگ کے ایک ضحضاح مین ہین اگر مین نہوتا تو وہ درکہ اسفل مین دوزخ کے ہوتے ضحضاح اصل مین پانی کی جھیل کو کہتے ہین جسکا پانی ٹخنون تک ہو اور یہان آگ کی جھیل مراد ہے جسکی آگ ٹخنون تک ہو درکہ اسفل ایک طبقہ ہے قعر جہنم مین چنانچہ ابوسعود نے کہا اور بغوی نے کہا وہ تابوت مقفل ہین لوہے کے آگ مین اور یہی اوس نے ابی ہریرہ رض سے نقل کیا کہ کہا وہ تابوت ہین اونکو دوزخیون پر مقفل کردینگے اور آگ روشن کرینگے اونکے اوپر سے اور اونکے نیچے سے اور ابن وہب نے کعب الاحبار سے نقل کیا کہ وہ آگ مین ایک کنوان ہے بند کھولے نگئے اوسکے دروازے ابھی تک اور جب سے وہ بنا ہے ہر روز اوسکی گرمی سے دوزخ پناہ مانگتی ہے بہر تقدیر وہ ٹھکانہ منافقون کا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ اسلیے کہ وہ اخبث ہین سب کفرہ سے کہ اونھون نے اپنے کفر کے ساتھ ملایا ہے ٹھٹا اللہ تعالی اور اوسکے رسول اور اسلام سے اور دغابازی کی ہے مسلمانون سے اور اسلیے کہ وہ امن مین رہے سیف سے اور جزیہ سے دنیا مین پس مستحق ہوئے اوسکے کما فی المظہری اور حدیث صحیح ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اھون الناس عذابا یوم القیمۃ ابوطالب لہ شراکان من نار یغلی منھما دماغہ ترجمہ بہت ہلکا سب آدمیون سے عذاب قیامت کے دن ابوطالب کو ہوگا کہ واسطے اوسکے جوتے مین دو تسمے آگ کے ہونگے اوبلیگا اون دونون کی گرمی سے دماغ اوسکا واضح ہو کہ اون حدیثون سے جو ابوطالب کی وفات کے قصہ مین وارد ہوئین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قصہ سبب نزول آیت مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ کا تھا اور یہ آیت مکہ مین اوتری ہو اور حالانکہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب مکہ کو تشریف لے گئے عمرہ ادا کرنے کو آپ نے اپنی والدہ آمنہ کی قبر کی زیارت کی اور جناب الہی سے اذن چاہا کہ واسطے اونکے استغفار کرین اجازت نپائی اور یہ آیت نازل ہوئی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ روایت کی حاکم اور بیہقی نے دلائل مین ساتھ طریق ایوب ابن ہانی کے ابن مسعود سے اور حاکم نے اوسکو صحیح کہا تو ذہبی نے شرح مستدرک مین اوسکا پیچھا کیا کہ ایوب کو ابن معین نے ضعیف کہا اور حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح مین کہا کہ سب طریق ابن مسعود کی حدیث کے معلول ہین اور دوسری علت اوس مین یہ ہے کہ مخالف ہے حدیث صحیحین کی اور اسیطرح ابن مردویہ اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ جب تبوک سے آپ لوٹے اور عمرہ بجا لائے تو نیچے اوترے ثنیہ عسقان سے اور اپنی والدہ کی قبر پاس آئے الحدیث سیوطی رحمہ اللہ نے کہا اسکی اسناد ایسی ضعیف ہے کہ جسپر کچھ اعتماد نہین اور اسیطرح سے وہ جو بغوی نے بریدہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے اور ابن سعد اور ابن شاہین نے بریدہ سے نقل کی بلکہ خود ابن مسعود

لاستغفرت چاہی پہر یہہ قصہ پیغمبر خدا سے ذکر کیا تب یہہ آیت اوتری اس سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ اس آیت کے اوترنے کا سبب تھا تو وجہ جمع کی یہہ ہے کہ شاید یہہ قصہ مقارن ہو قصہ موت ابی طالب سے پس اوتری یہ آیت در ثنیہ جیسا کہ مظہری مین ہے اور والذین امنوا کا مقارن ہونا النبی سے تاکید کرتا ہے اس وجہ مذکور کی ۱۲ سراج الرحمن عفی عنہ

بعد تخریج کے کتاب طبقات مین کہا کہ یہ غلط ہے اور قبر آمنہ رض کی مکہ مین نہین بلکہ ابوا مین ہے اور اسی طرح سے ہے وہ جو احمد اور
ابن مردویہ نے بریدہ سے نقل کی کہا سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمیع طرق اس حدیث کے معلول ہین یہ خلاصہ ہے مظہری کا
پھر صاحب مظہری نے کہا کہ کوئی حدیث اون مین سے کچھ صلاحیت نہین رکھتی یہ کہ معارض پڑے صحیحین کی حدیث کی قوت مین
جو ابوطالب کے قصہ مین آیا ہے پس واجب ہے رد کرنا اونکا انتہی کہتا ہون مین اگرچہ یہ احادیث صحت مین ساتھ مرتبے
اوس حدیث کے کہ ابوطالب کے حق مین صحیحین مین وارد ہوئی ہے نہین پہونچتی ہین ولیکن کئی طریقون سے روایت کیے گئے
ہین کہ بعضا طریق قوت دیئے والا بعض کا ہے تا عرفت سو جمع ان مین ممکن ہے بانیطور کہ کہا جاوے کہ احتمال ہے کہ نزول آیت
کا پیچھے ہوا ہو وفات ابوطالب سے اور سبب نزول اوسکے کا وہی قصہ وفات ابوطالب کا ہووے اور جائز ہے کہ واسطے نزول
آیت کے کئی سبب ہون اون مین سے ایک متقدم ہو کہ وہ قصہ وفات ابوطالب کا ہے اور دوسرا متاخر کہ قصہ زیارت قبر آمنہ
وغیرہ کا ہے اور جو بعضی طرق صحیحہ سے بیچ قصہ ابوطالب کے واقع ہوا کہ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ بَعْدَ ذٰلِکَ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْٓا الآیہ مویداس توجیہ کا ہے اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ آیت مذکورہ ایک بار نازل ہوئی ہو ابوطالب کی وفات کے قصہ
مین اور بیچ قصہ آمنہ کے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو وہ آیت یاد دلائی ہو اور اوسکو حکم نزول کا
دیا ہو جیسا کہ مشہور ہے کہ سورۂ فاتحہ کو سبع المثانی اس سبب سے کہتے ہین کہ دو بار نازل ہوئی ایک بار مکہ مین اور ایک بار مدینہ
مین اوپر قول بعضی مفسرین کے اور مخفی نرہے کہ بیچ ضمن روایات سابقہ کے دلالت ہے اوپر ضعف اوس حدیث کے کہ محمد بن
اسحاق وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جب کلمہ طیب اوپر ابوطالب کے عرض کیا اونھون
نے نمانا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے ابوطالب کیطرف دیکھا کہ وہ لب اپنے ہلاتے تھے اونھون نے کان لگا کر سنا تو وہی کلمہ
جو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اونپر عرض کیا تھا پڑھتے تھے پھر یہ حال اونھون نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
سے کہا کہ ای بھتیجے میرے واللہ وہی کلمہ جو آپ نے فرمایا تھا آخر کو ابوطالب نے کہا سو یہ حدیث برتقدیر صحت اوسکے اور اوسکے
مانند کے معارض نہین ہوتی ساتھ اون حدیثون کے جو صحیحین اور باقی کتابون سنت کے مین مروی ہین چہ جائیکہ ضعیف ہو اور
ظاہر ہو وہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطالب کو کہا کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو کہ اس سبب سے مین تمھاری شفاعت
کرون تو مراد اس سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے کیونکہ یہ کلمہ کلمۂ ایمان کا علم ہو گیا ہے اور ایمان بی اقرار رسالت کے
صحیح نہین اگرچہ اقرار ساتھ وحدانیت حق تعالی کے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابوطالب کو اقرار آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
کی نبوت کا ہو ساتھ قرینہ اس بیت کے جو ابوطالب نے آپکے حق مین کہے تھے ع ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد
صدقت وکنت فیہ امینا ولیکن مقر ساتھ توحید خدا ی تعالی کے نہوئے ہون سو اس جہت سے حضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم نے تلقین اوسی کلمہ ایمان کی اختصار اوپر کلمہ توحید کے فرمایا ہو جانا چاہیے کہ بعض علمار حمہم اللہ نے کہا ہے
کہ کفر چار نوع پر ہے ایک کفر انکار دوسرا کفر جحود تیسرا کفر نفاق چوتھا کفر عناد کفر انکار وہ ہے کہ خدا ی تعالی کو ساتھ

دل کے نہ پہچاننے اور نہ ساتھ زبان کے اقرار کرے جیسے کفر فرقہ دہریہ ملاعنہ کا اور کفر جحود وہ ہے کہ خدای تعالی کو ساتھ دل
کے پہچانے مگر اقرار ساتھ زبان کے نکرے چنانچہ ابلیس مردود کا اور کفر قوم یہود کا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے اسی قبیل سے ہے قال فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به ای جحدوا به یعنی پہچان کر انکار کیا ساتھ اوسکے اور کفر
نفاق وہ ہے کہ اقرار زبان سے کرے ساتھ خدا تعالی کے اور دل سے اعتقاد نکرے اور کفر عناد وہ ہے کہ خدای تعالی کو ساتھ
دل کے پہچانے اور ساتھ زبان کے اقرار اوسکی خدائی کا کرے ولیکن فرمانبردار اوسکا نہو جیسا کہ کفر ابوطالب کا اسواسطے
کہ کہا ہے اونھون نے اشعار میں ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا لولا الملامۃ او حذار
مسبۃ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا اور تمام قسمین چارون طرح کی کہ مذکور ہوئین برابر ہین یعنی کہ ان چارون کفرون
سے جس کفر پہ کوئی مریگا اللہ تعالی اوسکو نہ بخشیگا واللہ اعلم بالصواب کذا فی روضۃ الاحباب اور طریقہ محمدیہ اور فتوحات
الٰہیہ مین ہے کہ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ کفر کے معنی ہین ایمان نہ لانا اوس کسی کا کہ شان اوسکی سے ہے ایمان لانا جن یا انسان
اور وہ تین قسم ہے کفر جہلی کہ پیدا ہوتا ہے جہل سے ساتھ حق عز وجل کے اور سبب اوسکا ان نہ دھرنا دین کی تقریر سننے کو اور
نہ سوچنا آیات وحدانیت اور دلائل شریعت مین دوسری جحودی اور عنادی یعنی دیدہ و دانستہ انکار کرنا اور حق کو دل مین
پہچان کر بسبب عناد کے زبان سے اوسکا منکر ہونا فرمایا اوسکے بیان مین وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا
اور فرمایا انه كان لاياتنا عنيدا جیسے کہ کفر فرعون اور اوسکی قوم اور ابوجہل اور ولید کا اور سبب اوسکا استکبار ہے اور
ڈر ہے ریاست نکلنے کا مثل کفر ہرقل کے اور ڈر مذمت اور عار کا جیسے کہ کفر ابی طالب کا تیسرا کفر حکمی وہ کہ جسکو مقرر کی ہے
شرع نے علامت تکذیب کی مانند ہلکا سمجھنا اوس چیز کے کہ واجب ہے اوسکی تعظیم کرنی اور اسباب اسکے بہت ہین اور بدترین
نوع اوسکی کفر عنادی ہے یعنی اوسکی سزا بڑی ہے انتہی اور بعد وفات ابوطالب کے تیسرے روز انتقال فرمایا حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اور بعضون نے کہا بعد ایک مہینے اور پانچ دن کے لیکن قول اول اشہر ہے اور منقول ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بسبب ان دو مصیبتون متعاقب کے بہت غمگین اور اندوہناک ہوئے چنانچہ نہایت غم سے گھر سے باہر
کم تشریف لاتے تھے اور اس سال کو عام الحزن کہتے تھے اور اوسوقت کفار نے جور و جفا کا ہاتھ دراز کیا جو ایذا پہلے نہین پہنچا
سکتے تھے اوسوقت پہنچانے لگے منقول ہے کہ ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع قریش پر گذرے ناگاہ ایک سفلہ
نامعقول نے اپنے سفلون بیوقوفون کو بکا یا کہ خاک سر اور مونھہ مبارک پر اوس سرور عالم کے ڈالین اون نامعقولون نے
بہت خاک اوڑائی ولیکن مصرع چھپے ہے کہین خاک ڈالے سے چاند ❊ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کو لوٹ
گئے آپکی ایک دختر سعادت اختر نے اپنے پدر بزرگوار کو اس حال مین دیکھا جلد اوٹھکر خاک سر اور چہرے چاند ایسے سے پاک کیا اور
رونا شروع کیا حضرت خواجہ کائنات نے فرمایا کہ جبتک ابوطالب زندہ تھے قریش کوئی امر مکروہ نہ پہنچا سکتے تھے اور فرمایا کہ
ای دختر تو نہ رو اللہ تعالی تیرے پدر کی حمایت کریگا نقل ہے کہ جب یہ دو مصیبتین یعنی موت ابوطالب اور فوت حضرت خدیجہ

مقدسہ کے جناب پیغمبر علیہ السلام مین جمع ہوئین آپ اکثر اپنے سعادت خانہ کے اندر تشریف رکھتے اور اگر باہر تشریف
لاتے تو قریش تغلب کرتے اور آزار بہت پہنچاتے اور امر کیا اللہ عظیم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذای کفار پر صبر و تحمل
کرنے کو مروی ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فرمایا مجھسے رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ای عائشہ دنیا نہ چاہیے محمد کو
اور نہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ای عائشہ اللہ تعالی نے پسند نرکھا الوالعزم سے مگر صبر کرنا اوسکے مکروہ پر اور صبر کرنا اوسکے
محبوب پر اور پسند نرکھا مگر یہ کہ مکلف کیا مجھکو اوس چیز کا کہ مکلف کیا اونکو اور حکم کیا فاصبر کما صبر اولوا العزم من
الرسل ولا تستعجل لهم ترجمہ سو تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہین ہمت والے رسول اور شتابی نکر اونکے واسطے
یعنی نہ چاہ جلد و شتاب قبل وقت کے اونکے واسطے عذاب اور تحقیق قسم اللہ تعالی کی مجھسے کچھ چارہ نہین ہے اوسکی فرمانبرداری
سے اور تحقیق قسم اللہ کی مین صبر و ثبات فرماتا رہونگا جیسے کہ صبر و ثبات فرمایا عزم والے پیغمبرون نے اور محنت سہتا رہونگا
جیسے وہ سہتے رہے اور ابولہب نے بھی جانا کہ اب قریش حد سے زیادہ حضرت کو ایذا پہنچاتے ہین اور وہ امر دعوت مین مشغول
نہین ہو سکتے ہین اسی جہت سے ملول و محزون رہتے ہین ابولہب آپکے پاس آیا اور کہا یا محمد قم وامض لما اردت وما کنت
صانعا اذ کان ابو طالب حیا فاصنعہ لا واللات والعزی لا یوصل الیک حتی اموت ترجمہ یعنی ای محمد اوٹھو اور جاری
کرو اوس کام کو کہ ارادہ کرتے ہو اور جو کچھ کہ کیا کرتے تھے تم جس وقت کہ ابو طالب زندہ تھے سو اب بھی اوسکو کرو یعنی تبلیغ
امر رسالت مین مشغول رہو قسم ہے لات و عزی کی نہ پہنچا سکینگے کوئی مضرت تمھاری طرف یہانتک کہ مین مرجاؤن پھر
گالی دی ابن عیطلہ نے تو موںھہ پھیرا اوسکی طرف ابولہب نے اور اوسکو خوب سزا دی وہ بد کیش چلاتا فریاد کرتا قریش پاس آیا
اور کہا یا معشر قریش صبا ابو عتبۃ ترجمہ ای گروہ قریش کی مسلمان ہوگیا ابولہب قریش اوسکے نزدیک آئے اور کہنے
لگے کہ کیا تو اپنے دین سے پھر گیا ہے اوسنے جواب دیا کہ مین دین عبد المطلب سے نہین پھرا ہون ولیکن اپنے بھتیجے کی حمایت کرتا
ہون تاکہ اوسکو کچھہ ملال نہ پہنچے اور بفراغ خاطر کے جو کچھہ کہ چاہے کہہ سکے اونھون نے کہا یہ کام مبارک ہے نیکی کرتا ہے تو اور صلہ رحمی
بجا لاتا ہے پھر آپ چند مدت باہر آیا جایا کرتے اور دعوت اسلام مین مشغول رہتے اور قریش ابولہب سے ہیبت کھاتے پھر کوئی انمین
کا آپکے بسبب حمایت ابولہب کے متعرض اور مزاحم نہوتا ناگاہ ایک دن ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط ابولہب کے پاس آئے اور کہنے لگے
کہ کیا تیرے بھتیجے نے تجھسے کہا ہے کہ عبد المطلب کا ٹھکانا کہان ہے اوسنے کہا مجھہ سے نہین کہا ہے پھر اونھون نے کہا تو اوس سے
پوچھہ ابولہب آپکے پاس پوچھنے آیا اور کہا این مدخل عبد المطلب یعنی کہان ٹھکانا ہے عبد المطلب کا آپ نے فرمایا مع قومہ
یعنی جہان اوسکی قوم ہے رہین وہ بھی ہے پھر ابولہب نے یہ کلام اونسے کہا اونھون نے کہا مدعا محمد کا اس بات سے یہ ہے کہ وہ
دوزخ مین ہے پھر ابولہب آپ پاس آیا اور کہا ای محمد تو کہتا ہے کہ عبد المطلب دوزخ مین ہے آپ نے فرمایا ہان وہ بھی اور جو کوئی
کہ اوسکے مذہب پر مرا ہے دوزخ مین ہے ابولہب غضب ہوا پھر اوسکے دل مین اس بات سے ملال پیدا ہوا اور کہا کہ اب مین بھی
اس تیری بات سے ہمیشہ تیری ساتھہ دشمن رہونگا پھر اوسنے دست حمایت کو حضرت پر سے اوٹھالیا اور کفار قریش کے

پیش آنا قریش کا حضرت سے بعد وفات ابوطالب اور حمایت کرنا ابولہب کا

حاضر ہونا جنون نصیبین کا واسطے اسلام لانے کے

ساتھہ متفق ہوکر ایذا و اضرار سید الابرار مین شریک ہوا اور مثل اونکے عداوت اور ایذا رسانی مین کوشش کرنے لگا کما فی
السیر الگازرونی و روضۃ الاحباب والمعارج وغیرہا پھر جب سن شریف آپکا پچاس برس اور تین مہینے کو پہنچا آپ کی خدمت
مین جن نصیبین کے حاضر ہوئے اور اسلام لائے تعریف جن جن اجسام ہوائی ذی روح ہین مانند حیوانون کے عاقل
ہین مانند انسانون کے مخفیہ ہین لوگون کی آنکھون سے مانند فرشتون کے اونکو قدرت ہے اوپر متشکل ہونے کے ساتھہ
شکلون رنگ برنگ کے اور طاقت ہے سخت سخت کام کر لینے کی اور جن ضد ہے انس کی پیدا ہین آگ سے جیسے انسان خاک سے
مرد ہین اور عورت اور توالد اون مین جاری ہین اور جو اون مین بد ہین اون کو شیاطین کہتے ہین نظم جن اقسام عاقلہ کو جان
٭ چشم انسان سے جو ہین نہان ٭ جن پہ غالب ہے آگ اور ہوا ٭ جیسے انوار مین بیان کیا ٭ اور لغات عرب سے تو پہچان ٭
اون کے اشرار کو کہتے ہین شیطان ٭ اور عرب کہتے ہین جن اونکو ہین ٭ جو شرارت سے پیش آتے ہین ٭ جسطرح سے بفارسی کفتار ٭
دیو کہلاتے اونکے ہین اشرار ٭ اور لیتے ہین اہل فارس نام ٭ غیر اشرار کا پری سے نام ٭ ہکذا فی تفسیر عبد السلام وغیرہ
اور وجود جن و شیاطین و ملائکہ کا ثابت ہے شرع سے اور اوس سے انکار کرتے ہین فلاسفہ اور یہین ہین عقول عشرہ جو فلاسفہ
نے اختراع کیئے ہین ملائکہ مین سے کیونکہ زعم کیا ہے اونھون نے مجردات اونکو بخلاف ملائکہ کے کہ وہ اجسام ذی روح ہین
کذا فی المظہری تفصیل اس مقام کی یہ ہے کہ وہ خواجۂ دین دس برس نبوت سے دعوت اقارب مین جہد فرماتے رہے اور قسم
قسم کی ایذائین اونکے ہاتھون اور زبانون سے اوٹھاتے رہے پر وہ بے راہ راہ پر نہ آئے جب اونکی ایذاؤن کے سبب وہ
خیر العرب مکہ مین نہ رہ سکے اور بھی اونکے ایمان لانے سے ناامید ہوئے تب دل مین یہ خیال لائے اشعار کہ اجانب بہ از
اقارب ہین ٭ یہ اقارب تو کالعقارب ہین ٭ اب کہین اور مین نکل جاؤن ٭ غیر لوگون کو راہ پر لاؤن ٭ پہلے طائف مین
رونق افزا ہو ٭ آنے دعوت سے پیش لوگون کو ٭ یعنی دسوین سال مین بیچ آخر ماہ شوال کے کہ حضرت خدیجہ مغفورہ کو وفات پائے
ہوئے تین مہینے ہوئے تھے مکہ معظمہ سے پیادہ پا بعزم دعوت قبیلہ بنی بکر بن وائل اور قحطان اور ثقیف کے طائف کی سمت تشریف فرما
ہوئے طائف نام ہے بلاد ثقیف کا پہلا گانون اوسکا القیم ہے اور پہلا وہط اور طائف نام اسواسطے پڑا کہ وہ زمین پھرتی رہی
طوفان مین پانی پر یا اسلیئے کہ وہ باغ تھا صنعا یمن سے چند فرسخ آگے پھر جبرئیل علیہ السلام نے اوسکو وہان سے اوکھاڑ کر
گرد کعبہ کے طواف دیا اور اس زمین مین جا بایا یا اسلیئے کہ نقل کیا اوسکو اللہ تعالے نے ملک شام سے طرف حجاز کے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے یا اسلیئے کہ ایک سوداگر صدف کے رہنے والے نے اپنے ابن عم کو حضر موت مین قتل کیا پھر
وہان سے بھاگ کر وج مین کہ ایک گانون ہے ثقیف کا آرہا اور کہا کیا صلاح دیتے ہو کہ بناؤن تمہارے لیئے ایک طوف یعنے
باغ فصیل دار کہ ہو تمہارے واسطے پناہ عرب سے پھر اونکی صلاح سے بنا دیا کذا فی القاموس وغیرہ اور اوسوقت زید بن
حارثہ رضی اللہ عنہ آپکے ملازم رکاب رہے قبیلہ بنی بکر مین پہونچے اور اونھین دعوت اسلام فرمائی اونھون نے قبول نہ کی
بلکہ آپکو جگہہ بھی نہ دی وہان سے ایک قوم پاس قحطان کے تشریف لے گئے اونھون نے اول اپنی درمیان مین اوتارا اور آخر کو

پشیمان ہوئے پھر وہان سے طائف اور قبیلہ ثقیف کیطرف متوجہ ہوئے پھر اون مین دس روز اور ایک روایت مین ایک مہینا
ٹھہرے رہے اس مدت مین کسی شریف کو اشراف اوس قبیلہ سے باقی نچھوڑا مگر کہ اوس سے ملاقات کی اور باتین کین اور اسلام
کی دعوت کی پھر اونھون نے قبول نکی بلکہ سفیہون قوم کو اور اپنے غلامون کو حضرت کی ایذا رسانی پر برانگیختہ کیا وہ نا سمجھ
سگون کے آپکے پیچھے پڑے مونھ سے بد کہتے تھے اور ہاتھون سے پتھر پھینکتے تھے ؎ ز در اغیار و از دیوار سنگ بارمی آید
بلا ہی دردمند از ہر در و دیوار می آید ✽ اور آپکے پای مبارک کو خون آلودہ کرتے تھے ؎ گذارد یا اگر در چشم بلبل پنجۂ
از خیال خندۂ گل ✽ رفیق جان فدا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی جان کو سپر کرتا تھا اور جو پتھر آتا تھا اپنے اوپر لیتا تھا
یہان تک کہ ایک پتھر سے اوسکا سر پھوٹا مگر وہ سپر بننے سے نچھوٹا کہتے ہین کہ پیشوا اوس قبیلہ کے تین برادر تھے عبد یالیل
اور مسعود اور حبیب اور وہ پسر تھے عمرو بن عمیر کے اوس سرور نے جو اونکو دعوت کی اور نصرت چاہی تو ایک اونمین کا بولا
کہ کیا خدا کوئی اور شخص تیرے سوا نپاتا تھا کہ اوسکو خلق کیطرف بھیجتا اور دوسرا کہنے لگا کہ مین جامہ کعبہ کا چرانے والا
ہون اگر تو پیغمبر ہو اور تیسرا کہنے لگا اگر تو نفس الامر مین پیغمبر ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو مجھے بحبت بزرگی تیری کے سزاوار نہین
کہ تجھسے کچھ بات کرون اور اگر واقع مین تو پیغمبر نہین ہے تو بھی تجھسے بات کرنی نچاہیے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک نے
یون کہا جس خدا نے تجھکو پیغمبری کے ساتھ بھیجا ہے وہی تیری مدد کریگا دوسرے نے کہا اگر اللہ تعالی بنی آدم پر کوئی پیغمبر
بھیجتا تو کسی بڑے آدمی مالدار کو ان دو قریون مین سے بھیجتا کہ اوسکو مدد چاہنے کی خاطر کہین جانا نہ پڑتا تب اللہ تعالی نے
آپ کے دل با حاصل کی یہ آیت بھیجکر تسلی کی وقالوا لولا انزل هذا القران على رجل من القريتين عظيم اهم
يقسمون رحمة ربك از روضة انتہی لائے ہین کہ آپ قبیلہ ثقیف سے خاطر پریشان اور دل محزون ہوکر باہر نکلے اور
مکہ کی طرف توجہ فرمائی رستہ مین ایک باغ تھا فرزندان ربیعہ عتبہ اور شیبہ کا وہ دونون اپنے باغ مین ایک اونچے مکان پر
تھے اور جو ایذا رسانی کہ ثقیف نے اوس پیغمبر شریف سے کی تھی دیکھ رہے تھے حضرت اوس باغ مین تشریف لائے اور
انگور کے سایہ کے تلے بیٹھ گئے اور جور و ستم ثقیفان بدشیم سے نہایت دردمند و حزین تھے یکایک دعا و مناجات کے واسطے
ہاتھ اوٹھائے اور دعا کی اللهم انى اشكو اليك ضعف قوتى وقلة حيلتى وهوانى عند المخلوقين انت ارحم
الراحمين وانت رب المستضعفين وربى الى من تكلنى الى عدو بعيد يتجهمنى ام الى صديق قريب ملكته
امرى ان لم يكن لك لى غضب فلا ابالى ولكن عافيتك اوسع لى اعوذ بنور وجهك الذى اضاءت له السموات
واشرقت له الظلمت وصلح عليه امر الدنيا والاخرة من ان ينزل بى غضبك ويحل على سخطك لك العتبى
حتى ترضى ولا حول ولا قوة الا بك اس دعا کے الفاظ مین اختلاف ہے وہ بیان لکھے جاتے ہین على الناس از مواہب
و سیرت ابن ہشام وانت ربى ابن ہشام الى عدو يتجهمنى وملكته امرى مدارج الى بعيد يتجهمنى او عدو ملكته
امرى از معالم وغیرہ كلفته از مواہب ان لم تكن غضبانا على ولا ابالى غيران از مواہب فائدہ بیان سے معلوم

ہوتا ہے کہ طریق حق کا اور منصب نبوت کا کس درجہ سخت ہے البلاء علی قدر الولاء الانبیاء اشد بلاء ثم الامثل فالامثل یعنی سختی اوپر مقدار دوستی کے ہے انبیا سخت ترہین محنت مین پھر اونسے قریب تر پھر اونسے قریب تر ع جنکے رتبہ ہین سوا اون کو سوا مشکل ہے ✤ انتہی مدارج مین ہے کہ یہ دعا ہے اون دعاؤن مین سے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حالت عاجزی مین اور ضعیفی اور حزن مین پڑھی اور ضعیفون اور بیچارون امت کو ساتھ اسکے تلقین اور تعلیم کی اور ایک روایت مین ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر یہ دعا کی اور حاصل اس دعا کا موافق روضہ اور مدارج اور معارج کے یہ ہے کہ اے خدای پرستش تیرا مین شکایت عرض کرتا ہون تیری جناب مقدس سے مین اپنے ضعف قوت اور ناتوانی کی اور حکایت کرتا ہون تیری درگاہ معلی مین قلت حیلت اور مذلت اور خواری اپنے کی نزدیک مخلوق کے تو ہی ارحم الراحمین ہے اور تو ہی پروردگار ضعیف ومسکین یعنی دستگیری ہر افتادہ کی اور عذر پذیری آوارہ کی ساتھ عنایت بغایت تیری کے وابستہ ہے اور رحمت بی نہایت تیری واسطے جبر حال ہر شکستہ بال کے کافی ہے اور تو ہی رب میرا ہے کہ گرہ کشائی کار بستہ میرے کی فرماتا ہے تو مجھے کس پر چھوڑتا ہے اور تو مجھے کس کے حوالہ فرماتا ہے کیا طرف دشمن عہد شکن بعید کے سپرد کرتا ہے جو مجھے دیکھکر ترشرو ہوتا ہے اور موںھہ بگاڑتا ہے یا طرف صدیق قریب کے کہ مکلف کیا ہے اور مالک گردانا ہے تو نے اوسکو میرے کام کا اگر عنان توسن غضب تیرے کی میری طرف منصرف نہین تو مجھے اوس سے کچھہ ڈر نہین بیت اگر جہان ہمہ دشمن شوند از بد و نیک ✤ تو دوست باش کہ در دشمنی خلق چہ باک ✤ ولیکن عرصہ عافیت اور آسائش بخشی تیری کا میرے لیے بڑا فراخ ہے مین پناہ پکڑتا ہون ساتھ نور تیرے کے کہ جس سے چمکے ہین آسمان اور روشن ہوئی ہین تاریکیان اور سدھر گیا اوس سے کاروبار دنیا اور آخرت کا اس بات سے کہ نازل ہووے مجھپر غصہ تیرا اور اوس امر سے کہ اوترے مجھپر خشم تیرا تجھی کو پہنچتا ہے عتاب تا وقتیکہ راضی ہوجاوے تو نہین پھرنا گناہ سے اور نہ قوت نیکی پر مگر ساتھ توفیق تیری کے اور بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھا اونھون نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آیا گذرا آپ پر کوئی روز سخت تر روز احد سے فرمایا تحقیق پہونچی ہین تیری قوم سے ہم پر بلائین اور سختیان اور تھین وہ سخت تر اون ایذاؤن سے کہ پہونچین اونھون سے مجھکو دن عقبہ کے جبکہ پیش کیا مینے اپنی جانکو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر واضح ہو کہ بخاری اور مواہب اور قاموس اور مدارج مین عبد یالیل کو ابن عبد کلال کہا ہے اور روضۃ الاحباب اور سیر گازرونی اور معالم اور سیرت ابن ہشام اور سیرت النبی اور معارج مین عبد یالیل اور مسعود اور حبیب تینون کو پسر عمرو بن عمیر کے کہا تو ان دونون مین توفیق یون ہوسکتی ہے کہ عبد کلال کا نام عمرو بھی ہو یا یون کہا چاہیے کہ عبد یالیل کا باپ عبد کلال ہو پھر وہ مرگیا ہو اوسکی زوجہ سے عمرو بن عمیر نے نکاح کرلیا ہو اوس سے مسعود اور حبیب متولد ہون پس یہ تینون سوتیلے بھائی ہون مان تینون کی ایک ہو اور باپ دو ہون انتہی اور دعوت کی مینے عبد یالیل کو پس اجابت نہ کی اونسے میری طرف اوس چیز کی کہ چاہی مینے اوس سے یعنی خدا پرست ہوجانا پس چلا آیا مین محزون ومغموم وبیخود ہوکر سو افاقہ نہوا مجھکو مگر قرن الثعالب مین قرن الثعالب ایک موضع ہے میقات اہل نجد کا اوسکو قرن المنازل بھی کہتے ہین انتہی مواہب پس اوٹھایا

مینے سر اپنا ناگاہ ایک ابر کا ٹکڑا دیکھا کہ اوسنے سایہ کیا مجھپر پھر نگاہ کی مینے تو ناگاہ درمیان اوسکے جبرئیل علیہ السلام تھے سو پکارا مجھکو
اور کہا تحقیق سن لیا اللہ تعالی نے کلام آپکی قوم کا اور وہ جو جواب دیا انھون نے آپکو اور تحقیق بھیجا ہے اللہ تعم نے ملک الجبال
یعنے پہاڑونکے فرشتے کو تاکہ آپ حکم کرین اوسکو جو کچھ کہ چاہین پھر آواز دی مجھکو ملک الجبال نے اور سلام کیا مجھپر اور عرض کیا کہ
ای محمد تحقیق اللہ تعم نے سنا کلام آپکی قوم کا اور مین ملک الجبال ہون اور تحقیق بھیجا ہے مجھکو آپکے پروردگار نے آپکی طرف تاکہ حکم
کرو مجھکو ساتھہ جس چیز کے کہ چاہو اگر چاہو تو اوٹھا کر دے مارون اونپر اخشبین کو اخشبین نام ہے دو پہاڑونکا جنکے درمیان
مکہ آباد ہے آپنے فرمایا مین یہ نہین چاہتا بلکہ امید رکھتا ہون یہ کہ نکالے اللہ تعم اونکی پشتون سے ایسے شخصون کو کہ عبادت کرین
اللہ تعم کی کہ وہ یکتا ہے اور شریک نکرین ساتھہ اوسکے کسی چیز کو الغرض عتبہ اور شیبہ نے ایذا و جور اون سنگین دلون کا
بہ نسبت اوس سرور عالم کے دیکھا اور بینوائی اور تنہائی اور غربت و بیکسی بھی آپکی مشاہدہ کی تو رگ قرابتی نے حرکت کی اور شفقت
خویشی نے جنبش کی شیبہ کا ایک نصرانی غلام تھا اوسکا عداس نام تھا اوسے بلایا اور تھوڑسے انگور یا ایک خوشہ انگور کا اوسکو
دیکر کہا کہ انھین طباق مین رکھکر اوس شخص پاس پہنچا اور کہہ کہ اسے کھاؤ وہ بموجب حکم کے طباق انگور کا لیکر آیا اور سامنے اوس
سرور کے رکھا اور کہا کہ انھین کھائیے اور آپ ادب سے دور کھڑا ہوا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر دست مبارک کو واسطے
تناول فرمانیکے دراز کیا پڑھنا بسم اللہ کا مسنون ہے شروع مین کھانے پر شی حلال کے اگر بھول جاوے پھر بیچ مین یاد آوے تو پڑھ
لیوے اسطرح بسم اللہ اولہ وآخرہ تاکہ حاصل ہو جائے سنت اوسقدر مین کہ کھانے کو باقی ہے نہ اوسقدر مین کہ کھا چکا جیسا کہ بحرالرائق
مین ابن ہمام سے نقل کیا **ف** مروی ہے نقاش سے کہ جب بسم اللہ اوتری پہاڑون نے تسبیح پڑھی قریشیون نے کہا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نے سحر کر دیا ہے اونپر سہیلی نے کہا اگر صحیح ہے جو نقاش نے ذکر کیا سو تسبیح کی پہاڑون نے خاص کر اسلیے کہ بسم اللہ
اوتاری گئی آل داؤد پر اور تحقیق پہاڑ تسبیح پڑھتے تھے ساتھہ داؤد کے انتہی سیرت حلبی اور عداس نے چہرہ نورانی اور پیشانی
حقانی کو دیکھکر التماس کیا کہ بخدا یہ کیا خوب کلام بزرگ ہے کہ اس خاکسار نے اس دیار مین کبھی کسی سے نہین سنا ہے حضرت نے ارشاد
کیا تو کون شخص ہے اور کس ملک کا رہنے والا ہے اور کیا دین رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ غلام نصرانی ہون نینوی کا رہنے والا
ہون آپنے فرمایا تو اوس مرد صالح یونس بن متی کی بستی کا باشندہ ہے اوس نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ یونس علیہ السلام کو
کیا جانین فرمایا وہ میرا برادر ہے وہ پیغمبر خدا کا تھا اور مین بھی پیغمبر خدای تعالی کا ہون عداس نے پوچھا آپکا اسم مبارک
کیا ہے سرور عالم نے فرمایا نام میرا محمد ہے غلام نے عرض کیا کہ مینے ایک زمانہ طویل سے صفت آپکی انجیل مین دیکھی ہے اور نعت
آپکی رسالت کی توریت سے سنی اور جان رکھا ہے کہ خداوند تعم آپکو مکے کیطرف بھیجیگا وہ آپکے منقاد نہونگے اور اپنے درمیان سے
باہر کر دینگے پھر آخر کار کو پروردگار جل جلالہ آپکی نصرت اور یاری کریگا پھر مکہ مین تشریف لیجاؤگے اور آپکا دین تمام روے زمین
پر پھیل جاویگا پھر عرض کیا کہ یا نبی کریم مجھے اپنا طریقہ تعلیم فرمائیے کیونکہ سالہا سال سے یا حضرت مین آپکے زمان بعثت کا انتظار
کھینچ رہا تھا ع دیر ہست کہ سودای تو در سینہ ماست ✤ رسول مقبول نے اوس غلام کو اسلام سکھایا اوسنے جان و دل سے قبول

فرمایا مروی ہے کہ پھر عداس خیر الناس آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے قدمون شریف پر گر پڑا اور دونون ہاتھون اور دونون پانؤون کو آپکے بوسہ دیا اور کہا قدوس قدوس اور ایک روایت مین سر اور پانؤن اور ہاتھون کو چوما عتبہ اور شیبہ نے یہ حال اس سوال پر دیکہا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ غلام تو ہاتھ سے گیا اوس شخص نے اسکو بگاڑ دیا جب عداس لوٹکر اون پاس آیا اونھون نے پوچہا کہ تجھے کیا ہوا اور تونے اوس شخص سے کیا دیکہا اور کیا سناکہ اوسکے سر اور ہاتھ پیر کو بوسہ دیا اوسنے جوابدیا کہ آپنے مجھے اوس چیز سے خبردار کیا جسکو بجز انبیا علیہم السلام کے اور کوئی نہین جانتا بولے خرابی تیری اوسنے تجھے فریب دیا اور تیرے دین کو برباد کیا عداس بولا ایسا نکہو اسلیے کہ وہ شخص بہترین مردمان روی زمین سے ہے اوس سے بہتر کوئی مجھے نظر نہین پڑتا یہ ملتقط ہے روضۃ الاحباب اور مدارج و معارج و مواہب و سیرۃ ابن ہشام و گازرونی و تفسیر منظوم عبد السلام کا پھر آپ جب وہان سے پھرے راہ مین ایک مقام نخلہ نام سے منزل فرمائی اور اوسکو بطن نخلہ بھی کہتے ہین وہ طائف کی راہ مین ہے مکہ سے رات بھر کا رستہ ہے اور بطن نخل وہ دوسرا مکان ہے اوسمین پیغمبر صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے صلوۃ الخوف پڑھی تھی وہ مدینہ سے دو منزل ہے از جمل حاشیہ جلالین پھر صبح کے وقت نماز فجر مین یا جوف اللیل مین جیسے کہ ایک روایت مین ہے آپنے تلاوت قرآن مجید کی ساتھہ جہر کے شروع کی اس درمیان مین نو جن شہر نصیبین کے کہ فرقہ بنو شیصبان سے جو عمدہ ترین قبائل سے تھے وہان گذرے یہی عدد ابن عباس سے مروی ہے چنانچہ ابن جریر و طبرانی نے نقل کیا اور اسیطرح منقول ہے ابن مسعود سے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا از مظہری و کمالین شہر نصیبین یہ دو موضع ہین ایک شام مین اور صاحب مواہب نے یہی ارادہ کیا ہے اور ایک یمن مین اکثرون کے نزدیک یہی مراد ہے اور وہ قریہ ہے یمن مین وہان کے جن اشراف اور سادات ہین سب جنون کے اور شرح مواہب مین ہے کہ وہ قریہ جزیرہ مین ہے جو درمیان شام و عراق کے ہے از جمل اور گذرنا اونکا اوس سبب سے تھا کہ جب جنات آسمان کی خبر لانے سے روکے گئے اور وقت جانے کے طرف آسمان کے آگ کے شعلے اون پر پڑنے لگے آپس مین اسکا مشورہ کیا کہ کیا سبب ہے جو ہم لوگ خبر آسمانی سے روکے گئے تب مشورہ یہ ٹھہرا کہ مشرق اور مغرب مین پھرو اور دیکھو کونسی چیز زمین مین نئی پیدا ہوئی ہے کہ باعث اس ممانعت کی ہے اگر ہو سکے اوسکا تدارک کرو سو بہت سے جنات اس امر کی تلاش مین اطراف جہان مین نکلے اونھین مین سے یہ نو شخص بھی اس امر کی تلاش مین طرف تہامہ کے چلے اور قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہدایت ترجمان سے سنا میرے نزدیک یہ ہے کہ سننا اونکا قرآن کو اوس سرور انس و جان سے وقت قصد کرنے کے طرف سوق عکاظ کے یا وقت لوٹنے کے طائف سے تھا پہلی بار اور اوسی کی حکایت ہے قُلْ اُوْحِیَ الخ اور لیلۃ الجن جسکو ابن مسعود نے روایت کی ہے وہ اوسکے بعد تھی مظہری اور یقین کیا کہ یہی کلام منزل الہی سبب منع اور چوکیداری کا ہے کہ اس کلام ہدایت التیام کو آسمان سے کوئی چرا کر نلاوے اور بیمحل نہ پہونچاوے پھر بعد سننے تمام قرات کے اوسی وقت ایمان لائے پھر وہ اپنی قوم کی طرف گئے اور اس امر سے آگاہ کیا اور مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ نے اوردی سے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہے کہ اوسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ اقرا اور بعضون نے سورۂ رحمن کہا ہے

سیہ رر

پڑھتے تھے اور وہ نو جن تھے یا سات تین اہل نجران سے اور چار نصیبین سے مواہب مین ہے کہ صاحب روض نے ابن درید سے
اون ساتون مین سے پانچ کے نام یون نقل کئے منشی ناشی شاصر ماضر احقب پھر اوس قوم مین جنھون نے قرآن شریف
سنا تھا دو جن زوبعہ اور عمرو نام سردار تھے اونکا قصہ کتب سیر مین مذکور ہے بعد ازان اونکی دلالت سے نوے سرداروں نے
جنات نصیبین اور نینوا سے کہ قریہ یونس ع کا موصل کے قریب ہے ساتھ اتباع اور افواج اپنے کے قصد دیکھنے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور سننے قرآن شریف کا کیا جب قریب پہنچے زوبعہ نے کہ ساتھ فتح زا معجمہ اور روا و اور بار موحدہ کے
نام شیطان اور ایک رئیس کا ہے جنون مین پیچ قاموس ہے پہلے اون سب کے جا کر آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو اس امر سے
آگاہ کیا کہ بہت سے جن آپکے دیکھنے اور قرآن شریف کے سننے کو آتے ہین جسوقت اور جس جگہہ ارشاد ہو حاضر ہون آپ نے
فرمایا کہ رات کو شہر کے باہر شعب الحجون کے نواح مین کہ وہ پہاڑ کا ایک درہ فراخ متصل مکہ معظمہ کے ہے جمع ہون تا کہ شہر والون
کو اونکے دیکھنے سے خوف لاحق نہو حجون بفتح حا حطی ایک پہاڑ ہے مکہ کی بلندی مین اور وہ قبرستان ہے اور گھر ہین زقاق مو
وصراح اور تفسیر مولانا یعقوب چرخی مین ہے کہ حجون ایک متبرک قبرستان ہے مکہ مین جیسے بقیع مدینہ مین پھر بعد نماز عشا کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ بن مسعود رض کو ساتھ لیکر وہین روانہ ہوئے آپ نے دیکھا کہ ہجوم جنون کا بہت ہے اور سبب
اشتیاق دیدار شریف کے ازدحام کرتے ہین آپ نے عبد اللہ بن مسعود رض کو باہر درے سے کھڑا کیا اور اونکے گرد ایک گول خط کھینچا
اور فرمایا اس دائرہ کے باہر مت آنا کہ اون سے ایذا نہ پہنچے عبد اللہ بن مسعود دور سے دیکھتے تھے کہ بعضے جن اونمین سے مانند کرگسون
کے قوی ہیکل تھے اور بعضی مانند قوم زط یعنی فرقہ جاٹ کے جو متصل شہر بصرہ کے رہتے ہین ننگے سر ننگے پاؤن ستر عورت ایک کپڑے
سپید سے چھپائے ہوئے بدن اونکا سیاہ اور بال سر اور ڈاڑھی کے سفید اور سرخ ملے ہوئے اور بعض جن دوسری شکل پر تھے سو وہ
سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہجوم کرتے تھے اور آپ اونکی تعلیم اور تلقین مین صبح تک مشغول رہے پھر اونھون نے
عرض کی کہ اب ہمکو کچھہ بطریق تبرک کے توشہ عنایت فرماوین آپنے ارشاد کیا کہ مین تمکو ایسا توشہ دون کہ نسل در نسل اور پشت
در پشت تمھارے کام آوے جہان کہین خالی ہڈی یا مینگنی اونٹ بکری بھیڑ کی یا گوبر گای بھینس کا پڑا ہو خدا تعالی تمکو میری دعا
کی برکت سے اوس مین لذت اور رزق بخشے گا زیادہ اوسکے پہلے سے تم اپنے کھانے پینے کی چیزون مین رکھتے تھے اور اس مین
رد ہے اوسپر کہ زعم کرتا ہے کہ جن کھاتے پیتے نہین ہین کما فی المواہب اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ کوئلا بھی آپ نے اونکو
عنایت کیا جنون نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی اون چیزون کو گندہ کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہم اونکو منع کر دینگے کہ ان
چیزون کو نجاست سے آلودہ نکرین گے چنانچہ اوسی دن سے استنجا ساتھ گوبر خشک اور مینگنی اور کوئلہ اور ہڈی کے منع ہے
کذا فی تفسیر فتح العزیز اور لکھا ہے کہ ہڈی خوراک جنون کی اور لید خوراک اونکے جانورون کی ہے اور کوئلون سے بھی
فائدہ اوٹھاتے ہین یعنی کوئلون سے بچاتے ہین سینکتے ہین روشنی کرتے ہین اوسکو بھی رزق اونکا فرمایا کذا فی مظاہر
الحق اور شیخ نے فتوحات مین لکھا ہے کہ حکمت اور سر ممانعت مین کھانے سے ہڈی کے یہ ہے کہ جنات اجسام لطیفہ ناریہ

ہوا یہ ہین پس بقر کی اللہ تعالی نے غذا اون کی بھی لطیف کہ ہڈیونکو سونگھہ کر غذا حاصل کرتے ہین چنانچہ اسی وجہ سے منع
فرمایا سرور عالم صلعم نے کھانے سے ہڈیون کے انتہی اور تفسیر یعقوب چرخی مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جنات تین قسم پر ہین بعضی مثل پرندون کے بازو اور پر رکھتے ہین اور ہوا مین اوڑتے ہین اور بعضی سانپون اور کتون
کی صورت پر ہین اور بعضے ایسے ہین کہ جس جنس کی صورت چاہین بن جاوین اور کلان ترین اونکا جسنے قرآن سنا تھا اوسکا
نام عمرو تھا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین مینے ایک قوم سے سنا کہ وہ کہتی تھے کہ ہم ایک سفر مین تھے ہمنے ایک سانپ
مرا ہوا دیکھا خون مین لتھڑا ہوا ایک نے ہم مین سے اوسکو دفن کر دیا اور ہم چلے گئے بعد ازان ایک قوم ہمارے آگے آئی اونھون
نے ہمسے پوچھا کہ عمرو کو تم مین سے کسنے دفن کیا ہمنے کہا عمرو کون ہے اونھون نے کہا وہ سانپ کہ جسکو تمنے فلانی جگہہ دفن
کیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یارون مین تھا جنات مین سے اوس نے حضرت سے قرآن شریف سنا تھا اوسکا نام عمرو تھا
دو قبیلون مین جنات کے لڑائی ہوئی ایک قبیلہ اون مین سے مسلمان تھا عمرو اون مین سے تھا دوسرا قبیلہ کافر تھا اونھون
نے عمرو کو شہید کیا اور حیوۃ الحیوان مین ہے کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے پیدا کیا اللہ تعم نے جنون کو تین قسم ایک سانپ ہین اور
بچھو اور حشرات الارض اور ایک قسم مانند ریح کے ہین ہوا مین اور ایک قسم مانند بنی آدم کے ہین اونپر ہے حساب اور عقاب
اور ابن جوزی نے کتاب الصفوت مین ساتھ سند کے سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ مین ناحیہ مین بلاد عاد
کے تھا ناگاہ مینے دیکھا ایک شہر پتھر کندہ کئے ہوئے کا اوسکے وسط مین ایک قصر تھا پتھر کا بود و باش جنون کا تھا مین
اوس مین آیا یکایک دیکھا مینے ایک شیخ عظیم الجثہ کہ نماز پڑھ رہا تھا کعبہ کی سمت کو اور اوسکے بدن پر ایک صوف کا جبہ
تھا اوس مین بڑی تر و تازگی تھی سو تعجب کیا مینے اوسکی بڑی خلقت سے جسقدر جسے کہ تعجب کیا اوسکی تازگی جبہ کے سے
پھر مینے سلام کیا اوسنے جواب دیکر فرمایا ای سہل بدن نہین گلاتے ہین کپڑون کو اونکو تو بدبو مین گناہون کی اور طعام
حرام کے گلاتی ہین یہ جبہ مجھپر سات سو برس سے ہے اسی کو پہنے ملاقات کی مینے حضرت عیسی اور محمد علیہما السلام سے پس ایمان
لایا مین اون دونون پر مینے کہا تم کون ہو کہا مین اون جنون مین سے ہون کہ اوتری جنکی شان مین قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ
نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ کما فی المظہری اور پیدا کیا انسانون کو بھی تین قسم ایک قسم مانند چوپایون کے کما قال اللہ تعم اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ وہ جیسے چوپائے بلکہ اونسے بھی بے راہ اور ایک قسم ایسی کہ بدن اونکے بدن آدمیون کے ہین اور روحین اونکی
روحین شیطانون کی ہین اور یہی قسم مراد ہے مولوی معنوی کے اس شعر مین شعر اے بسا ابلیس آدم روئی ہست
پس بہر دستی نباید داد دست ❊ اور جمع الجوامع مین ایک حدیث ہے اوسکا مضمون یہ ہے کہ آخر زمانہ مین جن آدمیون
کی صورت مخلوق ہونگے اور لوگون کو بہکائینگے چنانچہ وہ سراج المعانی شرح مثنوی مین منقول ہے اور ایک قسم مانند
فرشتون کے ہے کہ سایہ مین ہونگے وہ اللہ تعالی کے اوسدن کہ نہوگا سایہ مگر سایہ اوسی کا اور روایت کیا ہے ابن ابی الدنیا
نے ایک تابعی سے کہ تحقیق ایک سانپ آیا اوسکے خیمہ مین اوسکے پاس زبان نکالے ہوئے پیاس سے پھر اوس نے پانی پلایا اوسکو

پھر تحقیق وہ مرگیا پھر دفن کر دیا اوسکو پھر ایک جن رات کو اوس پاس آیا اور سلام کیا اور شکر اوسکا ادا کیا اور خبردار کیا
اوسکو کہ وہ سانپ ایک مرد صالح تھا جنون نصیبین مین سے نام اوسکا زوبعہ تھا ان قصون سے اور جو آگے آتے ہین
ثابت ہوا کہ جنون کو آدمی دیکھہ سکتے ہین سوال اگر کوئی کہے کہ شافعی نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اہل عدالت مین سے کہے کہ
مین جنکو دیکھتا ہون تو وہ مردود الشہادت ہے اور اوسپر تعزیر ثابت ہے بسبب مخالفت اوسکی کے اس قول رب العزت سے
انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم مگر یہ کہ ہو زعم کرنے والا نبی تو اوسکا یہ حکم نہین جواب یہ قول شافعی کا اوس
شخص پر محمول ہے کہ دعوی کرتا ہے جنون کے دیکھنے کا اصل صورت پر اور یہ تجویز تعزیر کی اوس قبیل سے ہے کہ امام نووی نے
فتاوی اپنے مین کہا کہ جو کوئی منع کرے تفضیل سے درمیان انبیا علیہم السلام کے تو تعزیر دیا جاوے بسبب مخالفت اوسکی کے
قرآن مجید سے کما فی حیوۃ الحیوان اور منقول ہے کہ عمر بن عبد العزیز ایکبار چلے جاتے تھے زمین پٹپر مین پس ناگاہ دیکھا اونھون
نے ایک سانپ مرا ہوا سو کفنا یا اوسکو اپنی چادر کے ایک ٹکڑے سے اور دفن کر دیا پھر ناگاہ کہنے لگا ایک کہنے والا یا سرق اشھد
لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لك ستموت بارض فلاۃ فیکفنك ویدفنك رجل صالح ترجمہ
یعنی ای سرق گواہی دیتا ہون کہ البتہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے وہ تیرے حق مین کہ قریب ہے
کہ مریگا تو زمین پٹپر مین سو کفن دیگا تجھکو اور دفن کریگا تجھے ایک مرد صالح پھر پوچھا اوس کہنے والے سے عمر رضی اللہ عنہ نے
کہ تو کون ہے رحم کرے اللہ تعالی تجھپر اوسنے کہا مین اون جنون سے ہون جنھون نے قرآن سنا تھا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
سے اب اون مین سے کوئی باقی نرہا مگر ایک مین ہون اور سرق اس مردے کا نام ہے فتح العزیز مین ہے کہ یہ اونھین جن کے تھے
جنھون نے حضرت کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی حیوۃ الحیوان مین ہے عبد اللہ بن حسین مصیصی سے کہ کہا اونھون نے کہ گیا مین
شہر طرطوس مین مجھکو لوگون نے خبر دی کہ یہان ایک عورت ہے اوسکا نام نہوس ہے دیکھا ہے اوسنے اون جنون کو کہ آئے
تھے ایلچی ہوکر قوم جنات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر گیا مین اوس عورت کے پاس سو دیکھا مین نے
اوسکو چیت لیٹے پھر کہا مینے اوس سے کہ کیا دیکھا ہے تو نے کسی کو اون جنون مین سے کہ وہ ایلچی ہوکر آئے تھے قوم جنات کی
طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اوسنے کہا ہان دیکھا ہے مینے حدیث کی مجھہ سے سمحج نے کہ عبد اللہ نام
رکھا تھا اوسکا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہتا تھا پوچھا مینے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہان
تھا رب ہمارا پہلے پیدا کرنے آسمان و زمین کے فرمایا حضرت نے کہ ایک نور کی مچھلی پر کہ تیرتی پھرتی تھی وہ نور مین یعنی
اوسوقت کوئی چیز موجود نتھی مخلوق الہی مین سوا اوس مچھلی کے اور اللہ تعالی تو پاک اور منزہ ہے مکان سے اور نیز مراد نور
کی مچھلی اور نور کے دریا سے ایک امر ہے کہ جسکے بھید دریافت کرنے سے عقل عاجز اور قیاس قاصر ہے جسطرح لفظ عما سے یہی
مراد ہے اس ترمذی کی حدیث مین کہ کہا ابو رزین نے یا رسول اللہ کہان تھا ہمارا رب العزت پہلے پیدا کرنے مخلوق کے فرمایا
کان فی عماء ما تحتہ ھواء وما فوقہ ھواء یعنی تھا عما مین عما لغت مین ہلکے ابر یا گھرے ابر کو کہتے ہین سو اس طرح سے

تمثیلین بمناسب فہم مخاطب کے موافق محاورہ اہل زبان کے بہت آئی ہین قرآن وحدیث مین اونھین مین سے ہے الرحمن علی العرش استوی اور تاویلین مخار کے آگے آوینگی اب اس مقام مین یہ تاویل کرنی چاہیے کہ نور کی تجلی سے انوار اسما و صفات اور نور کے دریا سے ذات جامع الصفات مقصود ہے جیسے کہ تجلی ظاہری کو دریا کا ہونا لازم ہے اسیطرح پروردگار کے صفات[1] اوسکی ذات پاک کو لازم غیر منفک ہین پس حاصل یہ ٹھہرا کہ تھا اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ موصوف اور تھی اوسکے ساتھ کوئی چیز اور کہا اوسنے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اونھون نے کہ نہین کوئی بیمار قریب الموت کہ پڑھی جاوے اوس پاس سورہ یٰسٓ مگر مریگا وہ سیراب اور داخل ہوگا قبر مین سیراب اور اوٹھایا جاویگا قیامت کے دن سیراب انتہی روایت کیا معالم التنزیل مین معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا کرو اپنے مرنے والون پر سورہ یٰسٓ حکایت امام احمد یکبار سخت بیمار ہوئے اونکے والد سرہانے یٰسٓ پڑھتے تھے جب اوس سے فراغت پاچکے تو شہادت تلقین کرنے لگے جب لا الہ الا اللہ کہتے امام احمد اوس کے جواب مین لا کہتے یعنی نہین تو اس بات سے ڈرہوا اونکے بُرے خاتمہ کا جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو اونسے یہ قصہ ذکر کیا فرمایا کہ اوسوقت شیطان صورت انسان کی پکڑ کر میرے سامنے کھڑا تھا کہتا تھا کہ ای احمد جیسے تو بے اندیشہ ہوجا مین اوسکے جواب مین کہتا تھا لا پھر دیکھا مینے ایک جوان بڑا خوبصورت کہ وہ اوسکو ہٹاتا تھا مینے پوچھا کہ آپ کون شخص ہین فرمایا کہ مین سورہ یٰسٓ ہون کما فی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ انتہی فتح العزیز مین ہے کہ اون جنون مین کہ صحابی تھے ایک عمرو بن جابر ہین اونکی صفوان بن معطل نے تجہیز وتکفین کی تھی اور دوسرے عمرو ہین جو کافر جنون کی لڑائی مین شہید ہوئے جنکا ذکر گذرچکا اور اونھین مین سے ایک سرق ہین جنکا قصہ گذرچکا اور اونھین مین سے ایک کا نام عرفا تھا وہ جنیہ عورت تھی اوسکو عمرو بن عبد العزیز نے مکہ مین دفن کیا اور اوسی مین ہے کہ امام احمد و بزار اور ابو یعلی اور بیہقی اور دوسرے محدثون نے بلال بن حارث سے روایت کی ہے کہ بلال کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر مین تھا عرج مین مقام ہوا عرج ساتھ فتح عین اور سکون را مہملہ کے نام ہے ایک قصبہ کا شہر فرع کی عملداری مین اور وہ مدینہ سے کئی دن کی مسافت پر ہے اور بھی ایک پہاڑ ہے مکہ کے رستے مین اور وہانسے تہامہ شروع ہے انتہی مجمع البحار مینے اپنے خیمہ سے نکلکر چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہون دیکھا مینے کہ حضرت سب لشکر سے باہر دور اکیلے بیٹھے ہین مینے چاہا کہ آپکے پاس جاؤن جب آپکے قریب پہنچا تو آواز شور وغل کی میرے کان مین پہنچی گویا بہت سے لوگ آپس مین جھگڑا کررہے ہین اور سخت گوئی بھی کرتے ہین مین ٹھہر گیا اور سمجھا مینے کہ آپکے پاس غیب کے لوگون کا ہجوم ہے اسوقت جانا مناسب نہین ہے پھر تھوڑی دیر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور مجھکو دیکھکر آپ نے تبسم فرمایا مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ شور وغل کیا تھا آپ نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر جنون مین جھگڑا تھا رہنے کی مقدمہ مین میرے پاس فیصلہ کے واسطے آئے تھے سو مینے ایسا حکم کیا کہ مسلمان جنات جلس کے ملک مین سکونت اختیار کرین جلس ساتھ فتح جیم اور سکون

[1] یعنی صفات کو ذات لازم ہے ۱۲ منہ [illegible]

زمین غور ساتھ فتح غین کے زمین لام کے بلاد نجد کو کہتے ہین از قاموس اور کافر غور کے ملک مین رہین آپس مین ملے ہوئے
پست کو کہتے ہین اور نام ہے اوس زمین پست کا جو جانب مغرب کے ہے تہامہ سے اور ایک جگہہ ہے بیچ بلاد بنی سلیم کے
انتہی از قاموس چنانچہ کثیر بن عبد اللہ جو اس حدیث کے راوی ہین کہتے ہین کہ ہمنے تجربہ کیا ہے کہ جسکو جلس کے ملک مین
کچہہ جن کا آسیب ہوتا ہے تو وہ جلد اچھا ہوجاتا ہے ہلاک نہین ہوتا ہے اور غور کے ملک مین جسکو جن کا آسیب ہوتا ہے تو
وہ اکثر اچھا نہین ہوتا بلکہ ہلاک ہوجاتا ہے اور خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ جابر کہتے تھے ہم ایک مرتبہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ سفر مین تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک کھجور کے درخت کے نیچے
بیٹھے تھے کہ یکایک ایک کالا سانپ بہت ہی بڑا آپ کی طرف چلا لوگون نے چاہا کہ اوسکو مارین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اسکو مت چھیڑو آخر کو وہ سانپ آپکے نزدیک پھونچا اور اپنے موتھہ کو آپکے کان کے پاس لے گیا جیسے کوئی کچہہ بات کان
مین کہتا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی موتھہ مبارک کو اوسکے پاس لیجا کر کچہہ فرمایا پھر وہ سانپ غائب ہوگیا
اور معلوم بھی نہوا گویا اوسکو زمین نگل گئی ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس سانپ کو اپنے کان تک آنے دیا ہمکو
اوس سے بڑا خوف ہوا تھا کہ یہ جانور بے سمجھہ ہے ایسا نہو کہ آپکو کچہہ ایذا دے یا کاٹ کھاوے آپ نے فرمایا یہ جانور نتھا بلکہ
جنون کا بھیجا ہوا تھا فلانی سورۃ کی آیتین وہ بھول گئے تھے سو اوسکے پوچھنے کے واسطے اسکو بھیجا تھا جب اس نے تم
لوگون کو دیکہا تب سانپ کی شکل بنکر تمہاری سامنے آیا اور پوچھکر چلا گیا پھر جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور آگے کو چلے رستہ مین ایک گانون ملا وہان کے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہان ایک
عورت ہے جوان خوبصورت ایک جن اوسپر عاشق ہے وہ اوسکے اندر گھس کر اوسکو بیہوش کر دیتا ہے نہ کچہہ کھاتی ہے نہ کچہہ
بات کہتی ہے بلکہ ہلاکت کے قریب ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اوس عورت کو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا کہ اے جن کیا
تو مجھکو جانتا ہے کہ مین کون شخص ہون مین محمد ہون حقتعالی کا رسول بھیجا ہوا تو اس عورت کو چھوڑ دے پھر یہ بات فرماتے ہی
وہ عورت ہوش مین آگئی اور اپنے موتھہ کو نقاب سے چھپا لیا اور لوگون سے حیا کرنے لگی اور بالکل اچھی ہوگئی جابر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ مینے اوس عورت کو دیکھا تھا ایسی خوبصورت تھی جیسے چودھوین رات کے چاند کا ٹکڑا اور عقیلی اور ابو نعیم اور
بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک روز ہم آنحضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ یکایک ایک پیر مرد ہاتھہ مین عصا لیے ہوئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آنکر حاضر ہوا اور آپکو سلام کیا آپ نے اوسکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اسکی آواز جن کی سی
ہے پھر آپ نے اوس سے پوچھا تو کون ہے اوس نے کہا اس شخص کا نام ہامہ ہے ہیم کا بیٹا اور ہیم لاقیس کا بیٹا اور لاقیس
ابلیس کا بیٹا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان دو ہی پشتین ہین بھلا کہہ تو تیری کتنی عمر ہے اوسنے عرض کی کہ
یا رسول اللہ جتنی دنیا کی عمر ہے اوتنی ہی میری عمر ہے کچہہ تھوڑی سی کم اسواسطے کہ جن دنون مین قابیل نے ہابیل کو مارا تھا

اوسوقت مین کئی برس کا تھا لیکن بات سمجھتا تھا اور پہاڑ ونپر دوڑتا پھرتا تھا اور لوگون کا غلہ اور کھانا چرالاتا تھا اور
لوگون کے دلون مین اونکے خویش اور اقربا سے بدسلوکی کرنے کو وسوسہ ڈالا کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا کہ تیرے بڑھاپے کے عمل تو ایسے ہین اور جوانی اور بچپن کے ویسے تو بہت برا شخص ہے اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
آپ مجھکو کچھ ملامت نکیجیے اسلیے کہ اب مین توبہ کرنے کو آیا ہون اور مینے حضرت نوح علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور اون کی
مسجد مین اونکی صحبت مین بہت رہا ہون اور پہلے اونکے ہاتھہ پر توبہ کی تھی مینے اور ایک سال اونکی مسجد مین رہا ہون اور
حضرت ہود اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبتون مین رہا ہون اور حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات
کی ہے مینے اور اون سے توریت سیکھی تھی اور اونکا سلام حضرت عیسی علیہ السلام کو پہنچایا اور حضرت عیسی علیہ السلام سے بھی
ملاقات کی تھی اور انجیل سیکھی تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاقات کرے تو میرا
سلام اونکو پہنچانا سو اب اوس بار امانت کے ادا کرنیکے واسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون انس رضی اللہ عنہ کی روایت مین
ہے پس فرمایا حضرت نے وعلیہ السلام وعلیک السلام یا ہام اور یہ بھی میری آرزو ہے کہ آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے مجھکو کچھہ
قرآن شریف تعلیم فرمایئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کئی سورتین جیسے کہ سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات اور
انس رضی اللہ عنہ کی روایت مین بجاے سورہ مرسلات کے سورہ قل یا ایہا الکافرون ہے اور سورہ عم تیساءلون اور اذا الشمس کورت
اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اوسکو تعلیم فرمائین اور یہ بھی آپنے اوس سے ارشاد فرمایا
کہ اے ہامہ جسوقت تجھکو کسی چیز کی کچھہ احتیاج ہو تو ہمارے پاس آنا اور ہمسے ملاقات نچھوڑنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تو وفات پائی اور اوسکی موت کی خبر ہمکو نہین دی اب ہمکو معلوم نہین ہے کہ وہ زندہ ہے یا
مر گیا انتہی اور یہی قصہ کو خطیب و خازن اور دمیری نے انس رضہ سے بھی روایت کیا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ
کہا اوسنے مینے حضرت ابراہیم سے بھی ملاقات کی اور اونپر ایمان لایا اور منجنیق مین رکھتے وقت اور آگ مین ڈالتے وقت اونکے
ساتھہ رہا اور اسی تفسیر مین ہے کہ عرب کے جزیرہ مین بہت سے جن رہتے تھے پہلے نزول قرآن سے وہ خبر آسمان کی کاہنون پاس
لاتے اور اونسے نذر و نیاز لیتے جب قرآن شریف نازل ہوا اپنی اس خدمت سے معزول ہونے پر راضی ہوے اور خود آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم پاس حاضر ہو کر ایمان لائے اونکے حکایتین اسی تفسیر مین بتفصیل مذکور ہین اور اونھین عرب کے جزیرے
کے جنون کی گواہی سے بھی آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم رسالت کا ثبوت اور آسمان کے ستارونکا گرنا اور قرآن شریف
کا نازل ہونا تواتر کے طور پر منقول ہے جس مین کسی طرح کا شبہہ نہین ہے اور اون مین جو صحابیت کے درجہ کو پہنچے وہ بھی بہت ہین
انتہی چنانچہ پہلے لیلۃ الجن مین جو مکہ کے اندر درہ حجون مین تھے اور دوسرے لیلۃ الجن مین جو مدینہ مین میدان بقیع غرقد مین
تھے دونون مرتبہ عبد اللہ بن مسعود آپکے ساتھہ تھے دونون بار جنون کی اسقدر کثرت بیان کی ہے کہ شمار سے باہر ہے اور
مدینہ مین دوسرے لیلۃ الجن مین حضرت زبیر آپکے ساتھہ تھے اونھون نے بھی اسیطرح کی اونکی کثرت بیان کی ہے انتہی

مختص عزیزی اور ایک رسالہ مین ہے کہ آنا جنات کے ایلچیون کا خدمت مین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چھ بار ثابت
ہوا اول اوس بار کہ آپ مفقود ہو گئے تھے اور صحابہ پہاڑون اور ٹیلون مین ڈھونڈھنے گئے تھے جب نکلے تب لوگ کہنے لگے
کہ شاید کوئی جن آپکو کہین اوٹھا لے گیا ہو یا آپ کہین پوشیدہ مارے گئے صحیح مسلم مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہا کہ ہم حاضر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک رات سو گم کیا ہمنے آپکو اور تلاش کیا نالون اور
گھاٹیون مین پھر ہم کہنے لگے شاید آپ پوشیدہ کہین قتل کیے گئے پس گذاری ہمنے بڑی رات کہ گذاری ہو کسی قوم نے پھر جب صبح
ہوئی ناگاہ آپ تشریف لائے جبل حرا کی طرف سے عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ ہمنے آپکو گم کیا پھر آپکو تلاش کیا کہین نپایا
سو گذاری ہمنے بہت بری رات کہ گذاری ہو کسی قوم نے آپ نے فرمایا کہ آیا تھا پاس میرے ایک بلانے والا جنون کیطرف
سے سو گیا مین اوسکے ساتھ اور پڑھا مینے اوسپر قرآن شریف کو الحدیث اور دوسری بار قریب مکہ معظمہ کے درہ حجون مین
اور تیسری بار بلندی مکہ مین اور چوتھی بار مدینہ منورہ مین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد بقیع غرقد کے میدانین
اور اون راتون مین حضرت عبد اللہ بن مسعود رض ہمراہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور پانچوین بار باہر مدینہ منورہ
کے اس دفعہ زبیر رض آپکے ہمراہ تھے اور چھٹی بار ایک سفر مین اس بار ہلال بن حارث رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تھے وہان پر
اور ایک کتاب مین جنات کا آنا خدمت شریف مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکے کے درمیان مین کئی بار ثابت
کیا ہے اور کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رض حاضر تھے ان تینون دفعہ مین خدمت شریف مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور خط کھینچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے گرد ہر بار مین اون کی حفاظت کے لیے ایذا پہنچانے سے جنات کے حدیث
مین ہے کہ جس شخص کو سفر یا حضر یا بیماری مین خوف جن کا ہو چاہیے وہ ساتھ اسماء الٰہی کے استعاذہ کرے اور اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم وقل رب اعوذ بك من همزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون اور قل اعوذ برب الفلق
اور قل اعوذ برب الناس اور مانند اسکے پڑھے اور کہے اعوذ بکلمات اللہ التامات کلها من شر ما خلق جو یہ
کہے گا تو کچھ آسیب اور ضرر اوسکو جن کیطرف سے نہ پہونچے گا کذا فی تفسیر فتح العزیز اور مروی ہے کہ اللہ جل وعلا نے فرمایا
ابلیس سے کہ نہین پیدا کرونگا مین واسطے آدم کے ذریت مگر پیدا کرونگا مین واسطے تیرے برابر اوسکے سو نہین ہے اولاد
آدم مین سے کوئی مگر واسطے اوسکے ایک شیطان ہے ساتھی اوسکا بعضی آثار مین آیا ہے کہ ابلیس نے دعا کی ای رب میرے
نکال دیا تو نے مجھکو جنت سے بسبب آدم کے اب مسلط کر مجھکو اوسپر اور اوسکی اولاد پر فرمایا تو مسلط ہے پھر دعا کی حضرت
آدم نے ای رب میرے مسلط کیا تو نے مجھپر اور میری ذریت پر شیطان کو اور مین اسکی طاقت نہین رکھتا مگر تیری مدد سے
فرمایا نہ پیدا ہوگا تیری اولاد مین کوئی مگر مقرر کرونگا واسطے اوسکے حفاظت کرنے والے یعنی فرشتے اور حدیث مین ہے کہ ابلیس
نے عرض کی ای رب میرے تو نے بھیجا پیغمبرون کو اور نازل کین کتابین پس کیا ہے قرأت میری فرمایا شعر پھر عرض کی کیا ہے
کتاب میری فرمایا وشم یعنی بدن کا گودنا پھر عرض کی کون ہین پیغامبر میرے فرمایا کاہن پھر عرض کی کہان ہے مکان میرا

فرمایا حمام پھر عرض کی کہان ہے مجلس میری فرمایا بازار پھر عرض کی کیا ہے میرے کھانے کو فرمایا وہ کھانا جسپر میرا نام لین یعنی
بسم اللہ نکہین پھر عرض کی کیا ہے میرے پینے کو فرمایا نشہ لانے والی چیزین پھر عرض کی کیا ہے جال میرا فرمایا عورتین پھر عرض
کی کیا ہے ساز وسامان میرا فرمایا مزامیر اور کہا گیا ہے کہ شیطانون مین مرد ہین اور عورتین پس پیدا ہوتی ہین وہ اسوجہ سے یعنی
اون مین توالد ہوتا ہے مانند آدمیون کے یہی ہے قول قتادہ رحمہ اللہ کا اور رای پر شیطان پس وہ انزل کرتا ہے وہ اپنی دُم کو اپنی
دُبر مین پھر انڈے دیتا ہے پھر نکلتی ہے ہر انڈے سے ایک جماعت شیطانون کی اور کہا گیا ہے کہ تحقیق پیدا کیا اللہ تعالی نے اوس
کی داہنی ران مین ذکر اور بائین مین فرج سو وطی کرتا ہے ان دونون سے پھر نکلتے ہین وہ بیضے اوسکے ہر روز دس انڈے کہ پیدا
ہوتے ہین ہر ایک انڈے سے ستر شیطان اور شیطانیان اور ذکر کیا مجاہد نے کہ ابلیس کی ذریت مین سے لاقیس ہے اور ولہان اور
وہ شیطان طہارت اور نماز کا ہے یعنی وہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ پانی اچھا نہین جب اچھا ملے طہارت حاصل کرنا ابھی وقت نماز کا بہت ہے
ٹھہر کر پڑھنا اور جو شیطان کہ نماز کے اندر وسوسہ ڈالتا ہے وہ خنزب ہے انتہی اور ہفاف اور وہ شیطان جنگلون کا ہے اور
مرہ کہ ساتھ اوسکے کنیت رکھا گیا ہے ابلیس یعنی ابومرہ کہلاتا ہے اور زلنبور اور وہ صاحب بازارون کا ہے کہ مزین
کرتا ہے لغو اور جھوٹی قسم اور بیع کی جھوٹی تعریف کو اور بتر اور وہ صاحب مصیبتونکا ہے کہ آراستہ کرتا ہے مصیبت
مین چہرے کے کھرونچنے اور رخسارون کے پیٹنے کو اور گریبان پھاڑنے کو اور ابیض اور وہ پیغمبرون کے وسوسے پر مقرر ہے
اور اعور اور وہ زنا کے وسوسے ڈالتا ہے کہ پھونک مارتا ہے مرد کے پیشابگاہ کے سوراخ مین اور عورت کے پیشابگاہ مین
اور داسم اور وہ وہ ہے کہ جسوقت کہ داخل ہوتا ہے آدمی اپنے گھر مین بدون سلام کرنے اور بسم اللہ کہنے کے تو داخل ہوتا ہے ساتھ
اوسکے اور وسوسہ ڈالتا ہے اوسکے دل مین پھر ڈالتا ہے مردمین اور اوسکی اہل مین فساد پھر جو کھانا کھاوے آدمی اور بسم اللہ
نکہے تو وہ بھی کھاتا ہے ساتھ اوسکے سو علاج اوسکا یہ ہے جبکہ آوے کوئی شخص اپنے گھر مین اور سلام کرنا اور بسم اللہ کہنا
بھول جاوے اور دیکھے کوئی ایسی شی کہ بری لگے اوسکے دل کو اور لڑنے لگے اپنے اہل سے تو یون کہے داسم داسم
اعوذ باللہ منہ یعنی یہ شر داسم کا ہے پناہ چاہتا ہون ساتھ اللہ تعالی کے اوسکے شر سے اور ایسے ہی مروی
ہے جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے کہ وقت صحبت کرنے کے شیطان بیٹھ جاتا ہے آدمی کے ذکر پر پس اگر بسم اللہ نکہے تو شریک ہو جاتا ہے
ساتھ اوسکے جماع کرنے مین اوسکی بیوی سے اور انزال کرتا ہے ساتھ اوسکے اوسکی فرج مین مطرس اور مطوس اور وہ
شیطان خبرون کا ہے کہ جھوٹی خبرین لوگون کے مونہہ مین ڈالتا ہے اور اونکی کچھ اصل اور حقیقت نہین ہوتی اور داقص ہے
اور مان اونکی طرطبہ ہے اور کہا نقاش رحمہ اللہ نے بلکہ وہ دائی اون کی ہے کہتے ہین کہ ابلیس نے تیس انڈے دئے
دس مغرب مین اور دس مشرق مین اور دس درمیان مین اور پیدا ہوئے ہر ایک انڈے سے ایک جنس شیطانون کی مانند
غول بیابانی اور عقارب اور قطارب کے اور جنون کے اور بھی بہت سے نام ہین بھانت بھانت کے پھر وہ سب دشمن
بنی آدم کے ہین جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ

بدلا هذا ملخص حیوة الحیوان و مظهری ترجمه سو اب تم ٹھہراتے ہو اوسکو اور اوسکی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ
تمہارے دشمن ہین برا ہاتھ لگا بے انصافون کو بدلا مگر جو کوئی کہ اون مین سے مسلمان ہوا سو وہ دشمن نہین انتہی فائدہ
یعنی اللہ کے بدلے شیطان پکڑا اوسکی اولاد ہین جتنے بت پوجے جاتے ہین انتہی موضح القرآن پھر پیغمبر علیہ صلوٰۃ اللہ الصمد
نے بطن نخلہ مین کئی روز مقام کیا پھر وہان سے مکہ کا عزم مصمم کیا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مکہ کو کس
طرح تشریف فرما ہوتے ہین اون بے رحمون نے تو آپکو نکالا ہے چنانچہ سیر گازرونی اور معارج مین نقل کیا اور روضۃ الاحباب مین
ذکر کیا کہ ارباب سیر رحمہم اللہ تعالی نقل کرتے ہین کہ جب سرور انس و جان نے طائف سے مراجعت کی اور مکہ کی عزیمت کی ایک جماعت
اہل اسلام سے آپکی مراجعت کی خبر سنکر حاضر ہوئے اونھون نے عرض کیا کہ یا حضرت فی الحال آپکا تشریف لانا مکے مین مصلحت
نہین ہے اسواسطے کہ کفار قریش پر کینہ و طیش معاملہ منہارے بدکیش سکان ثقیف اور سکان طائف سے واقف ہوئے ہین
اونھون نے بھی اپنے سفلون کو بھڑکایا ہے چاہتے ہین مبادا کہ بدستور ثقیفان بے بصر و بے نور کے آپ کی نسبت کچھ بے ادبی
کرین اور ابواب جور و ستم کے ہم پر بھی کشادہ کرین خواجہ کائنات علیہ اکمل التحیات نے وہان سے کوہ حرا کی طرف توجہ فرمائی
اور اوس مین توقف کیا اسی روایت سے روضۃ الاحباب سے دفع ہو گیا شبہہ شارح مواہب کا کہ اوسنے کہا ہے کہ اس سفر
طائف مین بجز زید بن حارثہ کے اور کوئی اصحاب مین سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب نتھا تو وہ جو روایت صحیح مین
آیا ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بطن نخلہ مین نماز فجر کی اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھ رہے تھے اوسوقت جن نصیبین
کے آئے تو اس مین شبہہ ہے حاصل دفع کا یہ ہے کہ مراد اصحاب سے وہ لوگ ہین جو مکہ سے حضرت کی مراجعت کی خبر سنکر
بطن نخلہ مین آئے تھے جیسا کہ صاحب روضۃ الاحباب وغیرہ نے نقل کیا ہے واللہ اعلم بالصواب اور صاحب سیر گازرونی اور
روضۃ الاحباب نے کہا ہے کہ پھر حضرت نبوی نے زبانی ایک شخص کے بنی خزاعہ مین سے مطعم بن عدی کو یہ پیغام بھیجا کہ مین
چاہتا ہون کہ بیچ جوار تیرے کے مکہ مین آؤن پس اوسنے آپ کے فرمانے کو قبول کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ بیخوف تشریف لاؤ
مینے اپنے جوار و امان مین آپکو پکڑا اور معارج النبوۃ مین ہے کہ آپ نے پہلے اسی شخص کو نزدیک اخنس بن شریق اور
سہیل بن عمرو کے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپکو اپنے جوار و حمایت مین لیوین ان دونون بے توفیقون نے آپکے فرمانے کو قبول
نرکھا انتہی دوسرے روز صبح کے وقت مطعم نے ہتھیار لگائے اور اپنے فرزندون اور اتباع اور قوم کو بھی ہتھیار بندھوائے
اور اونسے کہدیا کہ ارکان بیت اللہ کے پاس جاکر کھڑے ہو مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جوار اور حمایت مین
لیا ہے اور آپ شتر پر سوار ہو کر مسجد الحرام پاس آیا اور ندا کی کہ اے جماعت قریش مینے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے
جوار اور ہمسائگی مین پکڑا ہے سو اب چاہیے کہ کوئی تم مین سے متعرض اونسے نہووے ابو جہل کو اوسکی خبر ہوئی مطعم پاس
آیا اور اوسے اوس ہیئت اور شکل کے ساتھ آمادہ پایا پوچھا کہ تو مجیر ہے یعنی امان دینے والا ہے یا تابع اوسنے کہا مجیر ہون
ابو جہل نے کہا جسکو تو نے امان دی اوسکو ہمنے بھی امان دی پھر حضرت مکے مین تشریف لائے اور حجر اسود کو چوما اور طواف

اور دو رکعت نماز پڑھ کے اپنے گھر تشریف لائے اور مطعم شتر پر سوار تھا اور اوسکے لڑکے اور اتباع آپکے ہمراہ رکاب تھے مطعم پکارتا جاتا
تھا کہ اے گروہ قریش کی مینے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان دی ہے خبردار کوئی اونکی ہجو نکرنے پائے اور کچہ ایذا نہ پہونچانے
قصہ کوتاہ وہ آپکی محافظت کرتا رہا اور ایک روایت مین ہے کہ دوسرے روز پیغمبر خدا م نزدیک مطعم کے تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اپنے
جوار کو مجہسے اوٹھالے مطعم نے سید الابرار علیہ السلام سے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے خیر العرب نے فرمایا نہین چاہتا ہون مین کہ بیچ جوار
مشرک کے ایک روز سے زیادہ رہون مین بیان سے مسئلہ الضرورۃ تبیح المحظورات کا بقدر ضرورت کے ثابت
ہوا مطعم نے ارشاد حضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کیا اور آپ سے اپنا جوار اوٹھا لیا حضرت ذو الجلال جل ذکرہ نے
اپنے کنف حمایت مین نگاہ رکھا بیت مخلصی کان برای دوست کشم + راحت جان مبتلای منست + من حمایت زکس نمیخواہم +
حافظ و ناصرم خدای منست + پھر جبتک کہ مکہ مین اقامت کی تبلیغ احکام مین مشغول رہے ایام موسم مین وہ جمیل الشیم سراپا
فضائل قبائل پر آپکو پیش کرتے اور ہر ایک قبیلہ سے وہ ہدایت کیش یون فرماتے کہ اے بنی فلان مین رسول خدا کا ہون
تمھاری طرف ہدایت کو آیا ہون اللہ تعہ تمکو فرماتا ہے عبادت کرو خدا کی اور شریک نکرو اوسکے ساتھ کسی کو ایک باپ کی
اولاد کو قبیلہ کہتے ہین اور جمع اوسکی قبائل ہے اور آپکے پیچہے پیچہے ابولہب بے ادب پھرتا تھا اور کہتا تھا اسکی بات نہ سنو
پھر بنی کندہ مین تشریف لے گئے اور اون مین اونکا سردار بھی تھا اوسکا نام ملیح تھا انتہی سیرت ابن ہشام اور اونکو بھی اسلام
کی طرف دعوت کی اونھون نے قبول نکی اسی طرح بنی کلب مین رونق افروز ہوئے اونھون نے بھی یہی جواب دیا پھر اون
مین کے ایک بطن مین تشریف لے گئے جنکو بنو عبد اللہ کہتے تھے اونکو آپنے اسلام کیطرف بلایا اور فرمایا یا بنی عبد اللہ ان اللہ
قد احسن اسم ابیکم یعنی اے اولاد عبد اللہ کی تحقیق اللہ تعہ نے اچھا رکھا ہے نام تمھارے باپ کا پس قبول نکیا اونھون نے
انتہی سیرت ابن ہشام پھر منزل بنی حنیفہ مین گئے اونھون نے بھی ساتھ بدترین صورت کے رد کیا پھر بنی عامر بن صعصعہ کے
پاس آئے الغرض سب قومون کے نزدیک کہ موسم حج مین مکہ معظمہ مین آتے تھے حضرت تشریف لیجاتے اور سمجھاتے اور دعوت
فرماتے اور جب کسی ذی شرف کو سنتے کہ وہ مکہ مین آیا ہے اوسکے پاس بھی جاتے اور اوسے اسلام کی دعوت فرماتے جابر بن عبد اللہ
انصاری فرماتے ہین کہ دس برس آپنے مکہ مین دعوت اسلام کی فرمائی اور موسمون عکاظ اور مجنہ مین اونکی منزلون یعنی
فرودگاہون مین جاتے اور فرماتے کہ کون ہے کہ مجھے جگہہ دے اور میری یاری کرے تو اپنے رب کی رسالت پہنچاؤن اور اوسکے
لیے بہشت ہووے حق عز و شانہ نے ہمکو توفیق دی ہمنے آپکو اپنے بیچ مین جگہہ دی اور آپکی تصدیق کی ابن عباس رضہ سے
بخاری مین مروی ہے کہ حضرت مقدس نبوی ایک گروہ رفاقت پژوہ اصحاب سعادت مآب کا اپنے ہمراہ لیکے سوق عکاظ کو تشریف
لیے جاتے تھے پھر آگے اس روایت مین قصہ جنون کا ذکر کیا جو اوپر مذکور ہو چکا ملخص روضۃ الاحباب وگاذرونی اور واضح
ہو کہ جاہلیت مین چار بازار تھے جنکے یہ نام تھے عکاظ ذو المجاز مجنہ حباشہ وہی بیچ ایام مقررہ کے سال بھر مین
ایک بار لگا کرتے تھے یعنے جیسے کہ ہندوستان مین پیٹھین کہ جنکو ہاٹین بھی کہتے ہین کہین ہفتہ عشرہ مین اور کہین ایک مہینے

مین ایک بار لگا کرتی ہین اون مین سے دو کا ذکر اس حدیث مین بخاری کی ہے قال ابن عباسؓ کان ذو المجاز و
عکاظ متجر الناس فی الجاهلیة فلما جاء الاسلام کانهم کرهوا ذلک حتی نزلت لیس علیکم جناح ان
تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج ترجمہ فرمایا ابن عباسؓ نے کہ تھا ذو المجاز اور عکاظ لوگون کی تجارت کرنیکا مکان
جاہلیت کے درمیان پھر جب آیا اسلام صحابہ کرام نے مکروہ جانا اوسکو یعنی اوسمین سودا سلف کرنے کو حتی کہ اوتری آیت کہ
نہین تمپر گناہ کچھ یہ کہ ڈھونڈھو فضل کو اپنے رب سے بیچ ایام حج کے انتہی عکاظ بضم عین اور تخفیف کاف کے اور بروزن غراب
کے نام تھا اوس بازار مشہور کا کہ صحرا مین درمیان نخلہ اور طائف کے شہر فتق کیطرف ایام جاہلیت اور اہل اسلام مین لگتا
تھا جس مین اموال اور نخل تھے ثقیف کے اور طائف مین اور اوس مین دس کوس کا فاصلہ تھا اور ابن کلبی نے کہا کہ وہ
پیچھے قرن المنازل کے تھا ایک منزل کے فاصلہ سے اوپر رستہ صنعا کے کما فی القسطلانی اور غرہ ماہ ذیقعدہ سے اوسکا بھرنا
شروع ہوتا تھا اور بیس روز تک رہتا تھا اور ادیم عکاظی اوسکی طرف نسبت رکھتی ہے اوس مین قبائل عرب کے نزدیک و
دور کے مجتمع ہوتے اور خرید و فروخت کرتے اور حجرگی لگاتے اور اشعار فخریہ اپنی اپنی قوم کے فضائل کے پڑھتے اور اپنے باپ
دادون کی بڑائیان بیان کر کے ایک دوسرے پر تفاخر ظاہر کرتے تھے یہان تک کہ آپس مین ایسی جہالت کی باتون پر کٹ مرتے
تھے اور اونکی لڑائیون کو فجار کہتے ہین اور وہ چار ہین فجار پہلی جب ہوئی تھی کہ عمر شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی
دس برس کی تھی اور سبب اس لڑائی پہلی کا یہ تھا کہ بدر بن معشر غفاری کی اس بازار مین ایک مجلس ہوتی تھی وہ اوس
مین بیٹھکر لوگون پر فخر اور بڑائی ظاہر کرتا فخر کہتے ہین دعوی بڑائی کے کرنے اور اعلان کرنے کو اوسکے ساتھ بیان کی نسیم
الریاض یہان تک کہ ایک روز اوسنے مجلس مین اپنا ایک پاؤن پھیلایا اور کہا انا اعز العرب یعنی مین گرامی تر عرب کا
ہون پھر جسکو زعم ہے کہ مجھسے وہ اعز ہے تو میرے پاؤن پر تلوار مارے یہ کلام فخریہ اوسکا برا لگا ایک شخص نے اپنی جگہہ سے
کود کر اوسکے زانون پر تلوار مار کر اوسے دو ٹکڑے کیا اور بعض کہتی ہین زخمی کیا اور زخم بھی تھوڑا سا لگا بعضون نے کہا
یہی اصح ہے پھر اونمین قتال ہوا اور فجار دوسری کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت بنی عامر کی اوس بازار مین بیٹھی
تھی تو پھر اوسکے گرد بیش ایک جوان قریش بنی کنانہ سے اور اوسنے کہا کہ تو اپنا مونھہ مجھے کھولکر دکھا اوسنے مونھہ دکھانے
سے انکار کیا سیرت حلبی تب یہ اوس کے پیچھے چھپکر بیٹھا اور اوسکے دامن کو کانٹے مین اٹکا دیا جب وہ کھڑی ہوئی تو اوس
کی دبر کھل گئی لوگ دیکھکر ہنسے تو اوسے غیرت لگی تب وہ چلائی کہ یا آل عامر یعنی ای اولاد عامر کی حاضر ہو وہ سب ہتھیار
لے لے کر جھپٹ پٹ آپہونچے ادہر اوس مرد نے آواز دی یا بنی کنانہ یعنی ای اولاد کنانہ کی حاضر ہو وہ بھی حاضر ہوئے
پھر آپس مین لڑ مرے یہ حکایت اسپر دلالت کرتی ہے کہ عورتین جاہلیت مین بھی مونھہ کھولنے سے انکار کرتی تھین اور گھونگٹ
کیئے رہتی تھین اور فجار تیسری کا سبب یہ تھا کہ ایک مرد بنی عامر کا کچھہ قرضہ تھا ایک مرد بنی کنانہ پر وہ ٹالا بالا دیتا پھر ان
مین خصومت ہوئی پھر دونون کی قومون مین لڑائی ہوئی اور ذکر کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن جدعان نے اوتار لیا اوس قرضہ

ہوازن بن منصور ۱۲

کو اپنے ذمے پر تو یہ لڑائی موقوف ہوئی اور فجار چوتھی جسکو فجار برّاض کہتے ہین اسمین پیغمبر علیہ السلام کو بابرکت جان کر
آپکے اعمام لے گئے تھے اور اوسوقت عمر شریف آپکی چودہ برس کی تھی اور سیر گازرونی مین ہے کہ فجار پہلی کہ درمیان ہوازن اور
قریش کے واقع ہوئی تھی اوسوقت عمر پیغمبر علیہ السلام کی چودہ برس کی تھی اور ایک روایت مین ہے بیس برس کی تھی اور آپنے
فرمایا مین تیر پکڑا دیتا تھا اپنے اعمام کو اور مروی ہے حکیم ابن حزام سے کہ جب قریش پھرے فجار سے تو واقع ہوئی حلف فضول اور
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیس برس کے تھے اور ایک روایت مین پندرہ برس کے تھے کما فی سیر گازرونی اور ابن ہشام
ولیکن قتال نفرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجار برّاض مین اور اوسی پر اقتصار کیا ہے کتاب وفا مین اور بعضون
نے کہا کہ آپنے قتال بھی کیا ہے اور بعضی اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ ابوطالب حاضر ہوا کرتے تھے ایام فجار مین یعنی فجار برّاض مین اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوطالب کے ساتھہ ہوتے تھے اور آپ اوسوقت لڑکے تھے جب آنحضرت اون مین تشریف لاتے
تو آپکی برکت سے کنانہ غالب آتے ہوازن پر اور فتحیاب ہوتے اون پر اور قیس ہوازن بھاگ جاتے اور جس روز ایام محاربہ مین
سے آپ حرب مین حاضر نہوتے تو کنانہ شکست کھاتے اور ہوازن اون پر غالب آتے اور فتح پاتے اور وہ تیسرا دن تھا اس
لڑائی کا جس مین حضرت تشریف نہین لے گئے تھے حلبی پھر وہ یعنی اشراف کنانہ اشرف العرب سے مخاطب ہو کر کہتے لا تغب
عنا یعنی غائب نہو تو ہمسے پھر آپ ایساہی کرتے ذکر کیا اسکو امتاع مین یہ لڑائی چار روز رہی اور کہا سہیلی نے صواب یہ ہے
کہ وہ چھہ دن تک رہی اور بعد چھہ دن کے لڑائی موقوف رہی اور باہم وعدہ کیا کہ سال آئندہ مین اسی سوق عکاظ مین
پھر ہم لڑینگے پھر وہ سال آئندہ مین موافق وعدہ کے آئے اور اوسوقت مین امر قریش اور کنانہ کا عبداللہ بن جدعان کے
ہاتھہ مین تھا اور بعضی کہتے ہین حرب بن امیہ والد ابی سفیان کے ہاتھہ مین تھا کیونکہ وہ اوسوقت رئیس قریش اور
کنانہ کا تھا پھر باوجود مظفر ہونے کے قریش نے صلح کی اسپر کہ ہم تکو دیت دینگے تمھارے مقتولون کی اور معاف
کردینگے اپنے خون بس راضی ہوگئے ہوازن اور رہن مین دئے ہوازن کو چالیس مرد اون مین حکیم بن حزام بھتیجے
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھی تھے جب ہوازن نے رہن کو اپنے ہاتھہ مین دیکھا تو معاف کر دئے خون اپنے اور
اون لوگون کو بھی چھوڑ دیا خلاصہ حلبی اور سبب اس حرب کا قتل کرنا براض کا تھا عروۃ الرحال کو اور سبب اوسکے
قتل کا یہ پڑا تھا کہ نعمان بن منذر بادشاہ حیرہ کا کاروان گیہون اور خوشبو کا پناہ اور حمایت مین ایک شریف کے
اشراف عرب سے دیکہ تجارت کے واسطے سوق عکاظ مین بھیجا کرتا اور اوسکو بکوا کر اوسکی دامون سے ادیم طائفی اپنے لیے
خریدوا تا تھا جب اوسنے کاروان مذکور بھیجنے کے واسطے تیار کیا تو اوسوقت اوس پاس عربون کی ایک جماعت تھی
اونمین تھا براض قوم کنانہ کا اور عروۃ الرحال ہوازن کا تو براض بولا مین ذمہ داری لیتا ہون اس قافلہ کی قوم
کنانہ پر پادشاہ بولا کہ مین تو ایسا شخص چاہتا ہون کہ اوسکی حمایت اور امان کا ذمہ دار ہو اہل نجد اور تہامہ پر عروۃ الرحال
نے کہا کہ مین اسطرح پر بپاس خاطر تیرے اوسکا ذمہ دار ہوتا ہون یہ سنکر براض بولا کیا تو کنانہ سے بھی ذمہ دار ہوتا ہے

کہا ہاں اوس سے بلکہ جنگل کے رہنے والون سے بھی پھر عروۃ الرحال اوسی کاروان مین سفر کو نکلا براض بھی اوسکے پیچھے
اس تاک مین نکلا کہ کسی ڈھب اوسے غافل پاکر مارڈالے ایک جگہہ عروۃ الرحال شراب پیکر مست ہوکر سو رہا ناگاہ براض
آیا اور اوسے جگایا اوسنے کہا تجھے قسم خدا کی مجھے نہ مار وہ بات تو خطا اور لغزش سے ہوئی تھی آخر اوس نے مارڈالا شہر
حرام مین پھر آیا ایک آنے والا کنانہ پاس اور وہ عکاظ مین تھا ساتھہ ہوازن کے اوس نے کنانہ سے
کہا کہ براض نے مارڈالا عروۃ الرحال کو اور یہ قتل شہر حرام مین واقع ہوا اور جس جگہہ عروۃ الرحال مارا گیا نام اوس کا
تیمن ذی طلال ہے از سیرت ابن ہشام اور ذی طلال ایک پانی ہے بلاد بنی مرہ مین از قاموس اور صاحب قاموس نے طلال
کو بروزن کتاب لکھا ہے اور موید ہے اسکا یہ شعر بان الواقد الرحال امسئی   مقیما عند تیمن ذی طلال لیکن ابن
ہشام نے طلال کو ساتھہ تشدید لام ثانی کے کہا اور کہا اس شعر مذکور مین واسطے ضرورت شعری کے مخفف کیا گیا لیکن صحت
لفظ مین اعتبار اہل لغت کا ہوتا ہے پھر وہ وہان سے چلے گئے اور ابھی ہوازن کو اوسکی کچھہ خبر نہین تھی پھر جب اونکے چلے آنے
کے بعد خبر ہوئی تب وہ پیچھے اونکے لگے اور پا لیا پہلے داخل ہونے سے حرم مین پھر وہین رک گئے اون سے ہوازن پھر ٹھہری دن
دوسرے اور لڑے اور مدد کی قریش نے کنانہ کی اور نام رکھا گیا ان لڑائیون کا فجار لان العرب فجرت فیہ لا ندوقع
فی الشھر الحرام ترجمہ اسلیے کہ عربون نے فجور کیا اسمین اسواسطے کہ واقع ہوئی لڑائی شہر حرام مین از کتب لغات و شرح
بخاری و سیر حلبی و ابن ہشام و گازرونی اور وہ جو کسی نے لکھا ہے کہ یہ قتال شہر حرام مین تھا اور دلیل اوسکی یہ ذکر کی کہ وہ لوگ
شہر حرام مین مطلقا لڑا نکرتے تھے صحیح نہین ہے اسلیئے کہ وہ شہر حرام ہی مین واقع ہوا تھا جیسے کہ کتب مذکورہ سے معلوم ہوا
اور اسلیئے اوسکا نام فجار رکھا گیا ہے اور مجنہ ساتھہ فتح میم اور جیم اور نون مشدد کے ایک بازار تھا تھوڑے کوسون پر مکہ
سے بیچ ناحیہ مر الظہران کے اور بعد عکاظ کے قائم کرتے تھے دس روز ہلال ذیحجہ تک اور ذو المجاز ساتھہ فتح میم اور جیم مخفف
کے اور ساتھہ زا معجمہ کے ایک بازار تھا عرفہ کی جانب مین چنانچہ قسطلانی مین ذکر کیا طارق بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین ذو المجاز
مین حاضر تھا ناگاہ دیکھا مینے کہ ایک جوان چلا آتا ہے اور ایک مرد اوسکے پیچھے پتھر پھینکتا جاتا ہے اور اوسکے پای مبارک
کو لہولہان کر رکھا ہے اور وہ جوان فرماتا ہے یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا ترجمہ ای لوگو کہو لا الہ الا اللہ تاکہ
مراد کو پہنچو اور وہ مرد اوسکے پیچھے کہتا ہے انہ کذاب فلا تصدقوا یعنی وہ دروغ گو ہے اوسکی تصدیق نکرو طارق کہتے
ہین مینے پوچھا یہ کون شخص ہین لوگون نے کہا محمد بن عبد اللہ ہین وہ دعوی نبوت کرتے ہین اور لوگون کو اسلام کی طرف
بلاتے ہین اور وہ شخص اونکے پیچھے ابو لہب اونکا چچا اونکی تکذیب کرتا ہے کما فی المعارج اور حباشہ بضم حای مہملہ اور تخفیف
بای موحدہ اور شین معجمہ کے ایک بازار تھا ارض بارق مین مکہ سے چھہ منزل کے فاصلہ پر یمن کی سمت کو ملخصا قسطلانی و عینی
واضح ہو کہ زمانہ اسلام مین یہ سب بازار قائم رہے اور اول اون مین سے سوق عکاظ چھوڑ دیا گیا سنہ ۱۱۹ ایک سو انیس
مین بیچ زمانہ خوارج کے پھر چھوڑ دیا گیا ذو المجنہ کما فی القسطلانی وغیرہ اور تشریف فرما ہونا حضرت کا ان بازارون مین

تین مین ثابت ہوتا ہے عکاظ ذو المجاز ذومجنہ مین کہتا ہون مین بتوفیقہ تعالی کہ بعضے لوگ بتون کے میلون اور ہنود کی عیدون
کو سوق عکاظ وغیرہ پر قیاس کرکے اور صحابہ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے وہان جانے کو تمسک پکڑ کر ان
میلون مین بھی جانے کو مباح ٹھہراتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ حق مین صحابہ کے
اوتری ہے جبکہ وہ رک رہے تھے جانے سے اسواق ثلثہ جاہلیت مین بعد اوترنے آیت فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
کے اور نہین جانتے ہین کہ یہ آیت اون مسلمانون کے حق مین اوتری ہے کہ وہ کفار کے ساتھ اوٹھتے بیٹھتے تھے اور وہ آیات
قرآن مین خوض کرتے اور استہزا کرتے ساتھہ اونکے سو حق تعالی نے منع فرمایا ایسے وقت مین اونکے ساتھ اوٹھنے بیٹھنے سے پھر جب
مجبور ہوئے اس مین عرض کی گئی تو پھر آگے اجازت ملی ایک شرط پر کما ہو مصرح فی التفاسیر تفسیر عبد السلام مین ہے

سن اس آیت کا سمجھیے وجہ نزول   اہل تحقیق سے ہے یون منقول   جب لگے مشرکون کے بیٹھنے پاس   بعضے بعضے
صحابہ خیر الناس   وہی جو تھے مشرکان بد اندیش   خوض اور سخریہ سے آتے پیش   کرنے قرآن کی لگتے تکذیب
اور بیہودہ گفتگو تقریب   لغو اور سخر تھا یہ کام اونکا   خوض بیہودہ تھا کلام اونکا   پس اس آیت کو حق نے بھیج دیا
ہم نشینی سے اونکو منع کیا   اور کیا حکم اون سے جبہو نکے ہین   خوض و تکذیب با نین وہ نہین   بولے حضرت سے مومنان کرام
کرتے ہین ہم طواف بیت مدام   ہوتے مسجد مین ہین سدا کفار   اونکا تکذیب و سخریہ ہے شعار   اونکا اٹھنا و جہل ہے دستور
اور نہین اونکے منع کا مقدور   اگلی آیت کو حق نے بھیج دیا   اس سخن کا جواب فرمایا   وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ

مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ترجمہ اور پرہیزگارون پر نہین کچھ اونکا حساب لیکن نصیحت کرنے
ہی شاید وہ ڈرین موضح القرآن اور سوا اسکے نہین سمجھتے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے اسلیے کہ اون میلون مین لوگ جمع ہوتے
تھے صرف واسطے خرید و فروخت کے مثل پینٹھون اور ہاٹھون کے اور نہین جمع ہوتے تھے وہان پر کسی بت کی پرستش
اور تعظیم کو اور نہ کوئی عید مشرکین کی وہان ہوتی تھی کہ اوسکے لیے یہ جاو ہوتا ہو جیسے کہ اوپر گذر چکا بخلاف ان میلون
اور تیوہارون ہنود کے کہ ان میلون مین اونکا جمع ہونا ضرور واسطے پرستش اور توقیر بتون ہی کے ہوتا ہے اور بھی اون
کو اوس مین غرض ہوتی ہے نہ اور کچھ فاین هذا هو سوال اگر کوئی کہے کہ لات بت عکاظ مین تھا جیسا کہ بعض تفسیرون
مین بیان کیا گیا ہے اللات اسم صنم قیل کان للثقیف بالطائف قاله قتادة و قیل بنخلة و قیل بعکاظ و هو قول ابن
عطية الاول جواب یہ قول مرجوح ہے اور جو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا وہی ارجح ہے چنانچہ یہی عبارت اون بعض
تفسیرون کی اس پر دلالت صریح کرتی ہے والمرجوح فی مقابلة الراجح کالمعدوم یعنی قول مرجوح مقابلہ مین قول ارجح
کے برابر شئی معدوم کے ہے یعنی کچھ نہین ہے پس سند پکڑنا ساتھ اوسکے غلط ہے اور بھی یہ قول ضعیف نادر ہے کہ کسی اہل لغت
اور اہل سیر بلکہ اہل تفسیر نے بھی بیچ بیان سوق عکاظ کے یہ نہین لکھا ہے کہ اوسمین لات یا اور کوئی بت تھا چنانچہ اوپر اسکا بیان
ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ قول بعض کا باطل ہے انتہی اور آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ حق مین تاجرون کے

اور تری ہے ردمین اعتقاد جاہلیت کے کہ حج اور تجارت کو شامل کرنا حرام جانتے تھے نہ جیسے کہ زعم کیا مجوز نے جواہر التفسیر مین
ہے کہ ایام جاہلیت مین عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز بازار تھے کہ اہل حجاز اور حاضران موسم اوسمین تجارت کرتے تھے جب نور اسلام
چمکا مسلمانون نے اوسمین سودا کرنا برا جانا اور کہا کہ وقت حج کرنے کے تجارت مین کہ کار دنیائی ہے اور فائدہ آخرت کا اور
مین کچھ نہین مشغول ہو اور اعمال خیر کو منافع دنیاوی مین مت ملاؤ تب اللہ تعالیٰ نے اونکو اس امر کی رخصت دی اور تفسیر مذکور اور
حسینی مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ترجمہ تمپر کچھہ گناہ نہین اسمین کہ تلاش کرو
تم موسم حج مین روزی اپنے رب سے بواسطے تجارت کے بعضے لوگ عرب کے اون تاجرون کو جو حج کرنے مال تجارت لیکر
آتے کہتے حاج لا حاج یعنی انکا آنا بیحاصل ہے انکا حج نہین ہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سودا اور معاملہ اونکو فیض حج سے بے بہرہ نہین
کرتا بشرطیکہ مطلب اصلی اور مقصود کلی حج ہی ہو انتہی اور موضح القرآن مین ہے گناہ نہین کہ تلاش کرو فضل رب کا یعنی حج کے
سفر مین مال تجارت بھی لے جاؤ روزی کمانے کو تو منع نہین کہا لوگون نے اسمین شبہہ کیا تھا کہ شاید حج نہو اسواسطے فرمایا
انتہی تفسیر عبد السلام مین ہے ؎ کہتے ہین ایک گروہ اہل یمن   آتے حج کو تھے ذی توکل بن   زاد اور راحلہ نہین لاتے
وقت حاجت کے ہاتھ پھیلاتے   پس خدا نے اونھین کیا ارشاد   کہ وہی ساتھ اپنے لاوین توشہ و زاد   پھر نہ زاد سے نہین اچھا ان
کرنا پرہیز کا طمع سے جان   بعد ازان صرف زاد لاتے تھے   پر تجارت سے باز آتے تھے   نہ لاوے وہی نہ لاتے زاد مال
کہ تجارت نجانتے وہی حلال   بل تجارت سے جانتے نقصان   اپنے حج کا ز روی وہم و گمان   تب خدا نے بھیجی آیت یہ
اونکے حق مین ہوئی عنایت یہ   اور معالم التنزیل اور مظہری مین ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ
فی مواسم الحج بھی قرات ہے ابن عباس رض کی مروی ہے ابی امام تیمی سے کہ پوچھا مینے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ ہم لوگ کرایہ
کرتے ہین کہ ہمارا حج صحیح نہین فرمایا اونھون نے کیا نہین احرام باندھتے تم جیسے وہ احرام باندھتے ہین اور طواف کرتے ہو
تم جیسے وہ طواف کرتے ہین اور ایمان رکھتے ہو تم جیسے وہ ایمان رکھتے ہین مینے کہا کیون نہین ہم بھی سب کام بجا لاتے ہین
فرمایا انکہ حاج یعنی حج تمہارا صحیح ہے اور فرمایا ایک شخص رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خدمت مین پوچھا تھا یہی بات
جو تو نے پوچھی آپنے اوسکو کچھہ جواب ندیا یہان تک کہ لائے جبرئیل اس آیت کو لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ
بِالتِّجَارَاتِ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ اور تفسیر بحر مواج مین ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ جناح لیس کا اسم ہے علیکم
اوسکی خبر ان تبتغوا مین حرف فی یا با کا مقدر ہے یعنی فی ان تبتغوا یا بان تبتغوا جار مجرور متعلق ہے ساتھہ ظرف مستقر کے
فضلا مفعول بہ ہے تبتغوا کا من ربکم فضلا کی خبر ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے واسطے اذن تجارت کے اور اجارے اور اسی
طرح کی ڈھونڈھی کرنے کے باب مین حلال وجہ پر حج کی راہ اور اوسکے بجا لانے کے وقت مین اور یہ جملہ مستانفہ بھی ہوسکتا ہے
اسلیے کہ جب حج مین جماع اور فسق اور آپس مین لڑائی سے منع فرمایا اور نیک کامونپر رغبت دی تو گویا سامع نے کسب کرنے
اور مال حلال کے حاصل کرنیسے حج کی ضمن مین سوال کیا سو یہ جملہ گویا استیناف اوسکی اجازت مین وارد ہوا اور مروی ہے

بعضی عرب تجارت اور اجارے کو حج مین پسند نہین کرتے تھے اور جو حج کہ سوداگری اور اجارے سے ملا ہوتا اوسکو مقبول نہین سمجھتے تھے اور اوس حج کو معتبر نہین رکھتے تھے بلکہ عادت کو عبادت مین ملانا گناہ جانتے تھے اونھین کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی اور اون سب باتون کا اذن اور اجازت ہوئی ترجمہ اسکا یہ ہے کہ نہین ہے تمپر گناہ تمھارے تلاش کرنے یا بنسبت تمھارے تلاش کرنے کے بھلائی اور بھلے کام کی اللہ تعالی کی عطا اور اوسکے کرم سے نفع کے حاصل کرنے مین تجارت اور مزدوری اور اجارہ کرنے سے یہ ایسے ہے جیسے حاصل کیا غنا کو عباد اور غزا سے انتہی سو مباح ہوئی تجارت اور رخصت ملی اسکی اس سفر برکت اثر مین اللہ تعالی غالب سے اور وعدہ مغفرت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق مین حدیثون مین آیا ہے کہ اللہ تعالی عرفہ کے دن خالص مخلص حج کرنے والون کو بخشتا ہے اور شب مزدلفہ مین سوداگر حاجیون کو بخشتا ہے اور منی کے دن شتربانون کو بخشتا ہے اور جمرہ عقبہ مین فقیرون کو بخشتا ہے غرضکہ اوسوقت مین کوئی شخص کلمہ کہنے والون سے محروم بخشش اور عفو و کرم سے نہین رہتا ہے جو وہان حاضر ہو گیا اوسکو خلعت فاخرہ بخشش کا پہنا دیا جاتا ہے جواہر التفسیر اور واضح ہو کہ متفق علیہ ہے درمیان اہل اسلام کے یہ امر کہ اگر تجارت کرنے سے نقصان واقع ہو عبادت مین تو وہ تجارت مباح نہین ہے اور اگر نقصان نہ واقع ہو تو مباح ہے مگر ترک اوسکا اولی ہے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ اور اخلاص عبادت مین یہ ہے کہ بجا لاوے وہ اوس فعل کو بسبب عبادت ہی ہونے اوسکے کے سوا اون ہونا تجارت کا رخصت ہونا اوس مین ہے خلاف اولی کے اور کہا علما نے کہ خالی نہین ہے صورت شترکہ درمیان عبادت اور غیر اوسکے کے تین حالت سے یا دونون قصد برابر ہونگے یا مختلف کہا ابن عبد السلام نے کہ نہین ہے اجر مطلق اوس مین اور کہا غزالی نے کہ اعتبار غالب کو ہے یعنی اگر دینی قصد غالب ہے تو اجر پاویگا اور اگر دنیوی غالب ہے تو نہین ہے اجر مطلق اور اگر برابر تھے تو دونون ساقط ہین اور کہا ابن حجر نے کہ مرجح یہ بات ہے کہ ثواب دیا جاتا ہے قصد عبادت پر بقدر اوسکے اگرچہ غیر اوسکے اوس سے مساوی یا غالب ہی اوسپر کیون نہو انتہی جمل حاشیہ جلالین اور اختیار کیا اسکو امام فیشری نے اپنی تفسیر مین اور نظم کیا اسی مضمون کو مولانا عبد السلام نے تفسیر زاد آخرت مین ع نہ ہے تمپر گناہ ای لوگو ✤ کہ تلاش اپنے رب کا فضل کرو ✤ تکو لانا روے ہے زاد مال ✤ گرچہ روزیکا اوسمین ہووے خیال ✤ یہ تجارت تمھین حرام نہین ✤ اثم کا اسمین کوئی کام نہین ✤ قصد اغلب تمھارا حج ہو اگر ✤ منفعت پاؤ اوس سے سر تا سر ✤ پر ورع ہے جو احتیاط کرو ✤ اس سفر مین نہ اختلاط کرو ✤ کوئی دنیا کا اپنا مطلب تم ✤ نکرو اوسمین مختلط سب تم ✤ اور تفسیر کبیر مین ہے المسئلة الثانية اعلم ان الشبهة كانت حاصلة في حرمة التجارة في الحج من وجوه احدها انه تعالى منع عن الجدال فيها قبل هذه الاية والتجارة كثيرة الافضاء الى المنازعة بسبب المنازعة في قلة القيمة وكثرتها فوجب ان تكون جان تو کہ حج مین تجارت کے حرمت پر کئی وجہ سے شبہہ ہوتا تھا اول یہ کہ اللہ تعالی نے شروع اس آیت مین حج کے درمیان لڑائی سے منع فرمایا اور تجارت مین اکثر لڑائی ہو پڑتی ہے قیمت کی کمی اور بیشی مین سو واجب ہوا یہ کہ

التجارة محرمة وقت الحج وثانيها ان التجارة كانت محرمة وقت الحج فی دین اهل الجاهلیة
تجارت حرام ہو صبح کے وقت مین اور دوسرے یہ کہ تجارت حرام تھی حج کے وقت مین جاہلون کے دین مین
فظاهر ذلك شئ مستحسن لان المشتغل بالحج مشتغل بخدمة الله تعالى فوجب ان لا يتلطخ هذا
سو ظاہر مین یہ بات اچھی تھی کہ جو حج مین ہے وہ اللہ تع کی خدمت مین مشغول ہے پس واجب ہوا کہ نہ خلط ہووین
العمل منه بالاطماع الدنيوية وثالثها ان المسلمين لما علموا انه صار كثير في المباحات محرمة
حج کے کام دنیا کی طمع کے کامون مین اور تیسری وجہ یہ کہ جب مسلمان نے جانا کہ یہ سب مباحات حرام ہو گئے ہین
عليهم في وقت الحج كاللبس والطيب والاصطياد والمباشرة مع الاهل غلب على ظنهم ان الحج
اونپر حج کے وقت مین مثل کپڑا پہنے اور خوشبو لگانے اور سنگار کرنے اور جماع کرنیکے اپنی بیوی سے تو گمان کیا اونھون نے کہ حج
لما صار سببا لحرمة اللبس مع مساس الحاجة اليه فبان يصير سببا لحرمة التجارة مع
سبب ہوا انکی حرمت کا باوجود بہت احتیاج ہونے کے طرف انکے پس تجارت کی حرمت کا سبب باوجود
قلة الحاجة اليها كان اولى ورابعها عند الاشتغال بالصلوة يحرم الاشتغال بسائر الطاعات
اسکے طرف کم احتیاج کے بطریق اولی ہے اور چوتھی وجہ یہ کہ نماز پڑھنے کے وقت تمام عبادتین حرام ہو جاتی ہین
فضلا عن المباحات فوجب ان يكون الامر كذلك في الحج فهذه الوجوه تصلح ان تصير شبهة
علاوہ مباحات کے سو واجب ہوا کہ حج مین بھی ایسا ہی ہو پس ان وجہون سے تجارت کی حرمت کا شبہہ ہو سکتا ہے
في تحريم الاشتغال بالتجارة عند الاشتغال بالحج فهذا السبب بين الله تعالى ههنا ان
حج کے وقت مین . . . . اسلیے اللہ تعالی نے بیان بیان فرمایا کہ
التجارة جائزة غير محرمة فاذا عرفت هذا فنقول المفسرون ذكروا في تفسير قوله
تجارت جائز ہے نہ حرام پس جب یہ معلوم کیا تو نے تو ہم کہتے ہین کہ مفسرین نے ذکر کیا بیچ تفسیر
ان تبتغوا فضلا من ربكم وجهين الاول ان المراد هو التجارة ونظيره قوله تعالى واخرون
ان تبتغوا فضلا من ربکم کے دو وجہین پہلے یہ کہ یہان فضل سے تجارت ہی مراد ہے جیسے کہ قولہ تع واخرون
يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وقوله جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا
یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ سے ہے اور قولہ تع جعل لکم اللیل و النہار لتسکنوا
فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ثم الذي يدل على صحة هذا التفسير وجهان الاول ما روى
فیہ ولتبتغوا من فضلہ سے پس اس تفسیر کی صحت پر دو وجہین دلالت کرتی ہین پہلے یہ کہ روایت کی
عطاء عن ابن مسعود وابن الزبير انهما قراء ان تبتغوا فضلا من ربكم في مواسم الحج
عطا نے ابن مسعود اور ابن زبیر سے کہ ان دونون نے پڑھا ہے ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج ساتھ زیادتی فی مواسم الحج کے

فضل کا مادہ [illegible]
[illegible] معنی مین [illegible]
اور رجا [illegible] مثال [illegible]
نام [illegible] ہے وہ ساتھ رزق
[illegible] ہین اور جیسے ابتغوا من فضلہ
اور رسول [illegible] مثال ول اور عقل
فضل اللہ علیہ [illegible] آیت اولا
وغیرہ ۱۲۵ ف قیاس کرنا حج
کا صلوۃ پر قیاس فاسد [illegible]

[illegible] کہ افعال صلوۃ نے متصلہ
[illegible] متصلہ ہین لیس نہین درست
[illegible] مشغول ہونا درمیان ہین
اونکے ساتھ کسی اور دوسرے
فعل کے اور افعال حج کے
منفصلہ غیر متصلہ ہین پس
احتمال ہے اشتغال ساتھ
تجارت کے درمیان مین
اون کے فافہم [illegible]

والثانی الروایات المذکورة فی سبب النزول فالروایة الاولی قال ابن عباس کان ناس من العرب یحترزون
دوسری وجہ وہ روایتین جو اوسکے سبب نزول مین مذکور ہین پہلی روایت وہ کہ کہا ابن عباس نے کہ عرب لوگ حج کے دنون مین
من التجارة فی ایام الحج واذا دخل العشر بالغوا فی ترک البیع والشری بالکلیة وکانوا یسمون التاجر فی الحج
تجارت سے پرہیز کرتے تھے اور جب عشرہ اول ذی الحجہ کا آتا تھا تو بہت مبالغہ کرتے تھے بالکل بیع اور شری کے چھوڑنے مین اور حج مین تجارت کرنیوالے
الداج ویقولون هولاء الداج ولیسوا بالحاج ومعنی الداج المکتسب الملتقط وهو مشتق من الدجاجة وا
کو داج کہتے تھے اور کہتے تھے ہولاء داج ولیسوا بالحاج اور معنی داج کے کمانے والا ..... اور داج مشتق ہے دجاجت سے اور
بالغوا فی الاحتراز عن الاعمال الی ان امتنعوا عن اغاثة الملهوف واعانة الضعیف واطعام الجائع فازال الله تعالی
مبالغہ کرتے تھے کامون سے بچنے مین یہان تک کہ مظلوم کی فریاد اور ضعیف کی اعانت اور بھوکے کو کھلانے کو منع کرتے تھے سو اللہ تعالی نے
هذا الوهم وبین انه لاجناح فی التجارة ثم انه لما کان ما قبل هذه الآیة فی احکام الحج وما بعدها ایضا فی
اس وہم کو دور کر دیا اور بیان کر دیا کہ تجارت مین کچھ گناہ نہین پھر جب کہ ماقبل اور مابعد اس آیت کا حج کے احکام مین ہے ....
الحج وهو قوله فاذا افضتم من عرفات دل ذلک علی ان هذا الحکم واقع فی زمان الحج فلهذا السبب استغنی
.... تو دلالت کی اوس نے اس پر کہ یہ حکم بھی حج کے زمانہ مین ہوا سو اسلیے اس ذکر کی حاجت نہوئی ....
عن ذکره والروایة الثانیة ما روی عن ابن عمر ان رجلا قال له انا قوم نکری وان قوما یزعمون انه لا
اور روایت دوسری جو مروی ہے ابن عمر سے کہ ایک شخص نے اونسے کہا کہ ہم کرایہ لینے والی قوم ہین اور لوگ گمان کرتے ہین کہ
حج لنا فقال سال رجل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عما سالت ولم یرد علیه حتی نزل قوله لیس
ہمارا حج معتبر نہین سو ابن عمر نے کہا کہ سوال کیا تھا ایک شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو تو نے سوال کیا اور نہ جواب دیا آپنے اوسکو یہانتک
علیکم جناح فدعاه وقال انتم حجاج وبالجملة فهذه الآیة نزلت ردا علی من یقول لا حج للتجار والاجراء
کہ لیس علیکم جناح نازل ہوا پھر بلا کے آپنے اوسکو فرمایا کہ تم حاجی ہو حاصل کلام کا یہ ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اوسکے رد مین جو کہتا ہے کہ نہین معتبر حج تاجر اور
والجمالین والروایة الثالثة ان عکاظ ومجنة وذو المجاز وکانوا یتجرون فی ایام الموسم فیها وکانت معاشهم
اور شتربانون کا اور تیسری روایت یہ ہے کہ عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز مین وہ لوگ تجارت کیا کرتے تھے حج کے موسم مین اور اونکی اسی سے معاش تھی
منها فلما جاء الاسلام کرهوا ان یتجروا فی الحج بغیر اذن فسالوا رسول الله صلی الله تعالی علیه واله وسلم فنزلت هذه الآیة
پھر جب آیا اسلام تو مکروہ جانا اونھون نے حج مین سوداگری کرنا بغیر اذن کے پس سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے تو یہ آیت نازل ہوئی
انتهی اور حکم شامل ہونے میلون اور تیوہارون مین ہنود کے اور وہان جانے کا یہ ہے کہ کہا تنبیہ البررہ فی بیان الذہاب
الی عید الکفرہ مین اعلم انه وقع فی بعض الروایات ان من خرج الی عید المشرکین کفر اور اسی مضمون کو بیان کیا ہے
بیچ فتاوی حمادیہ اور فتاوی نقشبندیہ اور عمدة الاسلام اور خزانة الروایة اور فوائد الاسلامیہ اور فتاوی شیخ الاسلام کے

ایضا فیہا وقع فی بعضہا یکفر بخروجہ الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم اور
اسی مضمون کو بیان کیا بیچ عالمگیری اور بحر الرائق کے نیروز اول ربیع کا اور مہرجان اول خریف کا اور یہ دو دن ہین کہ
انکی تعظیم کرتے ہین بعضی کفار اور باہم ہدیہ بھیجتے ہین ایک دوسرے کو کما فی الحاشیہ و ایضا فیہا وقع فی بعضہا لو اتی
عید المشرکین للتعظیم یکفر انتہی اور اسی مضمون کو بیان کیا بیچ فتاوی ظہیریہ اور عالمگیری اور قاضیخان اور عینی شرح
کنز اور جامع صغیر کے انتہی یعنی علما کے اسمین تین فریق ہین بعضی تکفیر کرتے ہین جانے والے کی بلا تقیید اسکے کہ موافقت افعال
کفار کی کرے یا نہ کرے اور اس تیوہار کو معظم جانے یا نہ جانے بسبب اسکے کہ اسمین اعلان کفر اور تکثیر سواد کفار ہے اور تحقیق
حدیث شریف مین وارد ہوا ہے من کثر سواد قوم فہو منہم یعنی جسنے جماعت بڑہائی کسی قوم کی تو وہ اوسی مین سے ہے
اعتماد کیا اس حدیث پر صاحب ہدایہ نے باب مایوجب القصاص مین اور ایسی ہی اعتماد کیا اسپر ابو البرکات النسفی نے
کافی مین اور لائے ہین اس حدیث کو سیوطی جمع الجوامع مین ساتھ اور چند زائد الفاظ کے کہ من رضی عمل قوم فہو منہم
پس داخل ہوا یہ شخص گروہ مین اونکی اور فریق ثانی حکم کرتے ہین تکفیر کا بیچ حالت موافقت افعال کفار کے بسبب اسکے
کہ واقع ہوتی ہے مشابہت اسمین ساتھ کفار کے افعال کفریہ مین اور وہ مفضی الی الکفر ہے کہ حدیث مین آیا ہے من تشبہ
بقوم فہو منہم اور مشبہ حکم مشبہ بہ کا رکھتا ہے حسب الاقتضاء اسباب کے اور فیما نحن فیہ مشبہ بہ اسباب کفریہ
ہین کہ بجا لانا اونکا موجب کفر کا ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہے من اتی عمل قوم فہو منہم یعنی جو کوئی کرے
کسی قوم کے عمل کو راضی سے پس وہ اون مین سے ہے روایت کیا اسکو جمع الجوامع مین سیوطی نے اور فریق ثالث تکفیر کرتے
ہین اوس حالت مین کہ جب کوئی مسلمان اوس بت یا اوس دن کی بزرگی سمجھکر اوسمین شامل ہووے اسلیئے کہ تعظیم بت کی
یا کسی اور تیوہار کی تیوہاروں مشرکین سے کفر ہے کہ اسمین اہانت اسلام اور مسلمانون کی ہے اور یہ علامت ہے تکذیب اسلام
کی سو نہ باقی رہا اوسکو تصدیق کہ ارکان اسلام سے ہے کما فی تنبیہ البررہ سوال اگر پوچھین کہ ایک شخص باوجود ایمان کے
رسمین کفر کی بجا لاتا ہے اور تعظیم مراسم کفر و اہل کفر کی کرتا ہے یعنی بلا ضرورت اور علما اوسکے کافر اور مرتد ہو جانے کا حکم کرتے ہین
چنانچہ اکثر مسلمان ہندوستان کے اس بلا مین مبتلا ہین پس موافق فتوی علما کے وہ شخص عذاب ابدی مین گرفتار رہیگا یا نہین
حالانکہ اخبار صحیح مین آیا ہے کہ جس کسی کے دل مین مقدار ذرہ کے ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکالا جاویگا اور ہمیشہ معذب نرہیگا
اس مسئلہ مین تیرے نزدیک کیا تحقیق ہے جواب اگر وہ کافر محض ہے تو اوسکو عذاب ہمیشہ کا ہے اور اگر باوجود بجا لانے
مراسم کفر کے ذرہ قدر ایمان بھی رکھتا ہے تو وہ معذب نہوگا آخر کو برکت اوس ذرہ ایمان کے ہمیشہ کے عذاب سے نجات پاویگا
انتہی از مکتوبات مجدد صاحب فرمایا اللہ تعالی نے سورہ نساء مین وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ
یکفر بہا ویستہزئ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم ترجمہ اور تحقیق
اوتار چکا تم پر کتاب مین کہ جب سنو اللہ تعالی کی آیتون پر انکار ہوتے اور ہنستے ہوئے تو نہ بیٹھو اونکے ساتھ جبتک کہ وہ بیٹھین

اور باتین سوا اسکے نہین تو تم بھی اونکے برابر ہو اکلیل مین ہے کہ کہا ابن فرس نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس آیت کے بعضے
علمانے اوپر واجب ہونے پرہیز کرنے اور بچنے کے اہل معاصی اور ہوا سے حضرت مجدد صاحب اپنی مکتوبات مین فرماتے ہین
کہ فقیر ایکبار واسطے عیادت ایک بیمار کے گیا تھا کہ اوسے نوبت احتضار کی پہنچی تھی جو اوسکے حال کیطرف توجہ کی یہ بات دریافت
ہوئی کہ تاریکیان بہت رکھتا ہے ہر چند متوجہ اوسکے دفع کرنے کے ہوا کچھ فائدہ نکیا بعد توجہ بسیار کے ظاہر ہوا کہ وہ صفات
کفر سے کہ اوس شخص مین جیسی ہین پیدا ہوئی ہین اور منشا اون کدورات کا موالات اوسکی ہے ساتھ کفر اور اہل کفر کے اور وہ ظلمات
مربوط ہین ساتھ عذاب نار کے کہ جزا کفر اور اہل کفر کی ہے اور یہی معلوم ہوا کہ وہ ذرہ بھر ایمان رکھے ہے اوسکی برکت سے
آخر کو دوزخ سے نکلے گا جب یہ حال مشاہدہ کیا تو یہ خطرہ گذرا کہ اوسکے جنازہ پر نماز پڑھنا چاہیے یا نہین بعد توجہ کے ظاہر ہوا کہ نماز
اوسپر پڑھنی چاہیے اور امیدوار ہونا چاہیے کہ آخر کو ساتھ برکت ذرہ ایمان کے عذاب ابدی سے نجات پاویگا انتہی روایت کی
ابن ابی الدنیا نے ہشام بن عروہ سے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک قوم شراب پینے والون کو پایا پھر اونکو مارا اور پٹوایا اون
مین ایک آدمی مرد صالح بھی تھا عمر بن عبد العزیز سے لوگون نے کہا یہ روزہ دار ہے اونھون نے اوسوقت یہ آیت پڑھی
فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره انكم اذا مثلهم انتہی تفسیر حقانی مین ہے وقد نزل عليكم في
الكتب الاية یعنی وہ لوگ کہ دعوی کرتے ہین اوسپر ایمان لانے کا اونکو خطاب ہے کہ جب تم سنو آیتون پر اللہ کے انکار
ہوتے خصوصًا جبکہ اون پر ہنسی ہوتی ہو سو نہ بیٹھو تم اونکے پاس خصوصًا ٹھٹھا کرنے والون کے پاس جبتک کہ وہ دوسری
باتون مین نہ آئین اسلیے کہ بیٹھنا تمہارا ایسے وقت مین دلالت کرتا ہے تمہاری رضامندی پر اونکی ہنسی سے تحقیق کہ جب
تم راضی ہوئے اونکے انکار اور ٹھٹھا سے تو تم بھی اونکے مثل ہو پس اکٹھا ہونا تمہارا ساتھ اونکے یہان دنیا مین ایسی جگہ لتون
مین سبب ہے جہنم مین تمہارے جمع ہونے کا ساتھ اونکے آخرت مین انتہی اور قشیری مین ہے لا تجالس رواه باب الوحشة
فان ظلمات انفسهم يتعدى الى قلوبكم عند استنشاقكم ترجمہ مت مصاحبت کرو اہل وحشت کی پس
تحقیق تاریکی اون کے دلون کی پہنچے گی تمہارے دلون تک وقت سونگھنے یعنے اخذ کرنے تمہارے کے
ما يردونها من انفاسهم ومن كان بوصف ما متحققا تشارکه حاضروه فيه فجس من
اوس بات کو کہ وہ نکالتے ہین اونکو اپنے دلون سے اور جس شخص کو کوئی وصف ثابت ہوا شریک ہوتے ہین اوسکو اوسکے حاضرین مجلس اوس صفت مین پس بیٹھنے والا اوسکا
هو في انس مستانس وجليس من هو في ظلمة متوحش ويقال هجران اعداء الحق فرض ومخالفة
کہ جو آرام مین ہے راحت مین ہے اور جلیس اوسکا جو کدورت و تکلیف مین ہے دل آرام ہے اور کہا جاتا ہے کہ کنارہ کرنا حق کے دشمنون سے فرض ہے یعنی وقت ٹھٹھا ہنسی
الاضداد ومفارقتهم دين والركون الى اصحاب الغفلة فرع باب الفرقة فقوله انكم اذا مثلهم اى صحيح
ہونے کے دین اور مخالفت کرنا نا موافقون سے اور جدا ہونا ایسے وقت مین دین کی بات ہے اور میل کرنا طرف غافلون کے ٹھوکنا دروازہ جدائی کا ہے قول اللہ کا انکم اذا مثلهم
برهان على سريرة ان الرجل صحبة ممن يقارنه ويعشرته ممن يخادنه فالشكل مقيد بشكله والفرع منتشر عن اصله
دلیل ہے اوپر بھید اس مضمون کے کہ آدمی کی صحبت اوس شخص سے ہوتی ہے کہ نزدیک ہے اوسکے خوش طبع مین اور خوش اور ملاپ اوسکا اوس شخص سے ہے کہ دوستی کرتا ہے

اور جس شخص کی ... [illegible]

اور تفسیر محمدی مین اسی آیت کی تحت مین ہے کہ کتاب سے مراد قرآن ہے اور مطلق بیٹھنا کافرون کے پاس منع نہین ہے بلکہ
مقید ہے ان دونون حالتون مین کہ وہان ہنسی اور ٹھٹھا ہوتا ہو ساتھ آیتون اللہ تعالیٰ کے سو جو کوئی ایسی حالت مین
بیٹھے اونکے ساتھ وہ بھی مثل اونکے ہے اوسمین اسلیے کہ جب منع کرنے پر اونکے طاقت اور قدرت نہین رکھتا ہے تو ایسی حالت
مین اون سے کنارہ کرنا چاہیے کہ ہمنشینی ایسے وقت مین ساتھ اونکے نفاق کی علامتون سے ہے انتہی یعنی جب جاہل دین
پر عیب پکڑین اوس مجلس سے سرک جائے اور اگر خطرہ ہو کہ باتون مین مشغول ہو کر سرکنا بھول جاوے تو سوا ہی نصیحت
کے وقت اون مین بیٹھنا ہی موقوف کرے انتہی موضح القرآن اور مشکوۃ کے باب النذر مین ثابت بن ضحاک سے مروی
ہے کہ کہا نذر مانی ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین یہ کہ ذبح کرے اونٹ بوانہ مین کہ نام ایک
جگہہ کا ہے اسفل مکہ مین پس آیا وہ رسول خداؐ کے پاس اور خبر دی حضرت کو یعنی اپنی نذر کی پس فرمایا رسول خدا صلعم نے
یعنے صحابہ سے کہ کیا تھا اوس مین کوئی بت بتون جاہلیت کے سے کہ پوجا جاتا تھا کہا صحابہ نے کہ نہین پس فرمایا کیا تھی اوس
مین کوئی عید عید مشرکین سے کہا کہ نہین پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی متوجہ ہو کر طرف اوس شخص
کے کہ پوری کر نذر اپنی اسلیے کہ تحقیق نہین جائز ہے پورا کرنا واسطے نذر کے کہ گناہ مین ہو اور نہین لازم ہوتی ہے نذر اوس
چیز مین کہ نہین مالک ہے بیٹا آدم کا نقل کی یہ ابوداؤد نے کہا طیبی نے کہ ثابت ہوا اس سے یہ مسئلہ بھی کہ جو کوئی نذر کرے حیوان
ذبح کرنے جانور کی کسی مکان مین یا مال تصدق کرنے کی کسی شہر والون پر تو لازم ہوتا ہے اوسکو پورا کرنا انتہی کہا مرقات مین ان
باتون کے پوچھنے سے غرض یہی تھی کہ مشابہت کفار کی ساتھ اونکے افعال مین نہو جاوے اور اسی مین ہے عمرو بن شعیب سے
کہا اونھون نے کہ ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ تحقیق مینے نذر مانی ہے کہ بجاؤن مین دف آپکے سر پر یعنی روبرو
آپکے وقت آنے آپکے جہاد سے فرمایا پوری کر نذر اپنی نقل کی یہ ابوداؤد نے اس سے معلوم ہوا کہ بجانا دف کا مباح ہے اور جو کہتے
ہین کہ نذر کرنی خاص طاعت کی چیز ہے وہ کہتے ہین کہ بجانا دف کا اگرچہ طاعت نہین مباح ہے لیکن چونکہ اوسنے نذر مانی
تھی کہ حضرت تشریف لاوینگے خیر وعافیت سے تو مین دف بجاؤنگی بجانا اوسکا جملہ طاعات سے ہوا اور جو کہ دف کو
غیر مباح کہتے ہین وہ کہتے ہین کہ یہ ماجرا اوسکا منع ہونے کے پہلے کا ہے انتہی اور زیادہ کیا رزین نے کہ کہا اوسی عورت
نے اور نذر مانی ہے مینے یہ کہ ذبح کرون مین بیچ مکان فلانے اور فلانے کے وہ مکان کہ ذبح کرتے تھے اوسمین جاہلیت کے لوگ
پس فرمایا گیا تھا اوسمین کوئی بت جاہلیت کے بتون مین سے کہ پوجا جاتا تھا کہا اوس عورت نے کہ نہین فرمایا کیا تھا
اوسمین کوئی میلہ میلون اونکے سے کہا اوسنے کہ نہین فرمایا آپنے کہ پوری کر تو نذر اپنی کہا شیخ نے لمعات مین اس سے یہ معلوم
ہوا کہ مجرد ذبح کرنا اہل جاہلیت کا کسی مکان مین ہو بدون موجود ہونے کسی بت یا اونکے عید کے وہان پر نذر کے پورا کرنے
سے مانع نہین ہے بلکہ وقت موجود ہونے کوئی بت یا عید کے وہان پر حال یا ماضی مین نذر کا پورا کرنا وہان منع ہے سوا اسکے معلوم
ہوا کہ جانا ایسے میلون اور عیدون مین ہنود کے حرام اور ممنوع ہے اور موجب ہے اپنے تئین معدود اور شمار کرنے کا اون

اور منظور ہے ساتھہ دو خطرون کے کہ اعلی اوسکا کفر اور ادنی اوسکا کبیرہ ہے اور یہ دونون موجب ہلاکت کے ہین
جبکہ صادر ہون ساتھہ طوع اور رغبت کے کہ اول سے احباط اعمال اور دوسرے سے استباحت بالمعصیت حاصل ہوتی
ہے بچاوے اللہ تعالی ان باتون سے اور حکم احباط اعمال کا یہ ہے کہ جملہ طاعات ماتقدم بالکلیہ معدوم ہباء منثورا ہو جاتی
ہین پھر نئے سرے سے اونکا بنا کرنا لازم آتا ہے کما ہو مذکور فی طریقۃ المحمدیۃ وشروحہا انتہی اور حاصل استباحت بالمعصیت
کا جو فتح العزیز مین ہے یہ ہے کہ دل مین خوف عقاب کا نرہے اور اوسکے قباحت اعتقاد سے دور ہو جاوے گو کہ جانتا ہووے کہ اس
معصیت کو شرع مین حرام کیا ہے اور اوس سے سخت منع فرمایا ہے اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ یہ معصیت ہے اسلیئے
کہ معنی استباحت کے مباح جانتا ہے نہ مباح کہنا اور جب خوف عقاب کا معصیت سے دور ہوا اور وہ اعتقاد مین قبیح نرہے
تو مباح ہو گئے اور معاملہ مباحات کا اوسکے ساتھہ واقع ہوا ہیچمدان کہتا ہے کہ تائید کرتی ہے اس معنی کی وہ حدیث کہ مظہری
اور کمالین مین عبد بن حمید کی تفسیر سے نقل کی کہ پڑھی حضرت نے یہ آیت وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین تو کھڑا ہوا ایک شخص ہذیل مین کا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا
جسنے چھوڑ دیا حج وہ کافر ہو گیا فرمایا من ترکہ لایخاف عقابہ ولا یرجو ثوابہ یعنی جو چھوڑے اوسکو درحالیکہ نہ ڈرے
ہے اوسکی عقوبت سے اور نہ امید رکھی ہے اوسکے ثواب کی پس وہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ میلو نمین خیرار زان
ہے اور اور جگہہ لینے مین ہلاک مال ساتھہ غبن فاحش کے ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ایسے کامون کے واسطے وکیل کرنا
شرع مین مقرر ہے کہ کسی ہندو کو وکیل کر کے بھیجدے اور اوسکی معرفت سودا خرید لے فافہم یہ ملخص ہے تحریرات ہماری
اوستاد الاستاد حضرت مولانا محمد حیدر علی مصطفی آبادی معروف برامپوری ثم الحمد آبادی المشہور ٹونک اور مولانا ابوالبرکات
رکن الدین المدعو بتراب علی عفی اللہ تعالی عنہما کی پھر بعد فجار براض کے واقع ہوئی حلف الفضول اور قصہ اوسکا یون ہے
کہ قریش آپس مین ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے درمیان حرم کے سو کھڑے ہوئے زبیر بن عبد المطلب چچا حقیقی رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اور کھڑا ہوا اونکے ساتھہ عبد اللہ بن جدعان تیمی پھر دونون صاحبون نے لوگون کو طرف
قسم کھانے کے اوپر مدد کرنے مظلوم کے اور لینے اوسکے حقوق کے ظالم سے بلایا تو جمع ہوئے بنو ہاشم اور بنو زہرہ اور
بنو بن عبد العزی اور بنو تیم اور یہ قسم کھائی تھی عبد اللہ بن جدعان کے دار مین اور تھے سب بنو تیم عبد اللہ کے حیات مین
مانند ایک گھر والے لوگون کے بسبب قوت اور رشتے ایک دوسرے کے اور ذبح کروا تا تھا عبد اللہ اپنے دار مین ہر روز
کبھی اونٹ اور بکار تا تھا اوسکا منادی کہ جو کوئی چربی اور گوشت چاہے سو وہ دار ابن جدعان مین آوے اور فالوده
پکوا تا تھا اور قریشیون کو کھلوا تا تھا اور یہ حلف اور حلفون عرب سے اشرف تھے اور عبد اللہ بن جدعان پہلے بڑا بد
تھا اور اوس سے قوم اور باپ بیزار تھا باپ نے نکالدیا تھا اور قسم کھا کر کہا کہ کبھی گھر مین نہ آنے دونگا پھر گھاٹیون مین
آوارہ پھرتا تھا موت کی تمنا کرتا تھا ناگاہ غار پہاڑ مین گھسا ایک اژدہا دیکھا اوسکی چراغ کی مانند آنکھین چمکتی دیکھین جب

اوس سے قریب ہوتا حملہ کرتا اور جو پیچھے ہٹتا وہ بھی ہٹتا آخر کو جانا کہ یہ بنا ہوا ہے ہاتھ سے پکڑ کے دیکھا تو سونے کا تھا اور
آنکھین ویاقوت کی پھر اوسے توڑ کر بھیتر گھسا اوسمین کئی بادشاہ اور بہت مال سونا اور چاندی اور جواہر اور یاقوت
اور موتی زبرجد پائی پھر لیا اوسمین سے اسقدر کہ لیا اور اوسپر کچھ نشان کر دیا پھر حاجت کی قدر نکالتا رہا اور اوس خزانہ
مین ایک تختی مرمر کی پائی اوسمین عربی مین لکھا تھا جسکا ترجمہ یہ ہے مین نفیلہ ہون جرہم بن قحطان بن ہود نبی اللہ کا بیٹا
پانسو برس مین جیا اور مینے بستی زمین کی ظاہر اور باطن کو قطع کیا بیچ طلب ثروت اور بزرگی اور بادشاہت کے پس
نہوا یہ سب چھڑانے والا موت سے پھر عبد اللہ نے جو کچھ لیا تھا دیدیا اور صلہ رحمی اور مال خرچ کرنا اور لوگون کو کھانا کھلانا اور
دوسرے کار خیر کرنا شروع کیا اوسکی لگن مین اونٹ کا سوار کھانا کھا لیتا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکی لگن کی
پرچھائی مین ہوتا تھا مین انتہی از سیرت حلبی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ وہ پیغمبر شریف صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم
بھی اس حلف مین تشریف رکھتے تھے اور فرماتے تھے نہین دوست رکھتا ہون کہ ہوتی میرے لیے حمر نعم عوض مین اوس حلف
معظم کی کہ حاضر ہوا مین اوسمین بیچ دار ابن جدعان کے اور فرمایا نہین دوست رکھتا ہون اوس حلف کے توڑنے کو اگرچہ
دیا جاؤن اوسکے عوض اونٹ سرخ اور اگر دعوت کیجاوے اوس حلف کے ساتھ اسلام مین البتہ اجابت کرون یعنی
اگر کوئی پکارنے والا پکارے یا الحلف الفضول تو البتہ اجابت کرون اسلیئے کہ اسلام تو آیا ہے ساتھ اقامت حق اور نصرت
مظلوم کے اور سبب اس حلف کا فضول کا یہ ہوا کہ ایک شخص زبید سے مال تجارت کا لیکر مکہ مین آیا عاص بن وائل نے اوس
مال کو خرید لیا اور اوسکی قیمت کچھہ نہدی اور تھا عاصم مکے مین ایک شخص شریف صاحب مقدور سو فریاد کی زبیدی نے اوسکے
آگے جماعت احلاف کی کہ وہ چھہ قبیلے تھے قریش کے بنی عبد الدار مخزوم جمح سہم کعب عدی اوجنھون نے آپس مین مدد
کرنے کی قسم کھائی تھی سو انھون نے انکار کیا اوسکے مدد کرنے سے عاص پر اور جھڑک دیا اوسکو جب زبیدی نے یہ فساد دیکھا
تو رنجیدہ ہو کر وقت طلوع آفتاب کے جبل ابو قبیس پر چڑھا اور اوس وقت قریش گرد کعبے کے اپنے چوپالون مین تھے سو آواز بلند
پکارا یا لفہر لمظلوم بضاعتہ۔ ببطن مکۃ نائی الدار والنفر۔ ومحرم اشعث لم یقض عمرتہ۔ یا للرجال وبین الحجر
والحجر ان الحرام لمن تمت مکارمہ۔ ولا حرام لثوب الفاجر الغدر۔ ای اولاد فہر کی فریاد سنو اس مظلوم کی کہ پونجی اوسکی
درمیان مکے کے ہے دور پڑا ہے اپنے گھر اور گھر کے لوگون سے۔ اور محرم بکھرے بالون والا جسنے ابھی پورا نہین کیا عمرہ اپنا۔
فریاد سنو اے مردو کہ بیٹھے ہو درمیان حطیم اور حجر اسود کے۔ حرمت حرام کی اوس شخص کو کہ پوری ہاین بزرگیان اوسکی
اور نہین عزت واسطے جامہ فاجر ٹھگ کے۔ یہ آواز سنکر کھڑے ہوئے زبیر بن عبد المطلب اور ابن جدعان اور لوگو
کو طرف حلف فضول کے بلایا اور نام پڑا اس قسم کا حلف فضول اسلیئے کہ قسم کھائی تھی اونھون نے فضول کے دلوانے
کی اونکے مالون کو فضول وہ مال ہے کہ کسی نے کسی سے ظلم و زیادتی کی راہ سے لے لیا ہو یا اسلیئے کہ تھی یہ قسم مانند اوس قسم
کے کہ کھائی تھی قوم جرہم کے تین شخصون نے کہ نام ہر ایک کا فضل تھا وہ فضل بن فضالہ اور فضل بن وداعہ اور فضل بن حارث

دربیان معراج حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہین اونھون نے بھی قسم کھائی تھی مظلوم کی مدد کرنے پر اور ظالم سے اوسکے حق دلوانے پر یا اسلیے کہ نکالا تھا ان قسم کھانے
والون نے فضول مال اپنا واسطے مہمانون کے یا اسلیے کہ قریش کہتے تھے ان قسم کھانے والون کو کہ امر فضول مین پڑے
کذا فی السیرۃ الحلبی والکازرونی اور سیرت حلبی مین ہے ایک حکایت جسے ذکر کیا سہیلی نے کہ ایک شخص قبیلہ خثعم کا حج
یا عمرہ کو مکے مین آیا اوسکے ساتھ اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت روشن رنگ زیادہ جہان کی عورتون سے سو نبیہ بن حجاج
نے اوسکو چھین لیا لوگون نے خثعم سے کہا کہ لازم پکڑ اوپر اپنے حلف فضول والون کو سو کھڑا ہوا وہ نزدیک کعبہ کے اور پکارا
یا الحلف الفضول یعنی اے حلف فضول والو میری فریاد کو پہنچو یہ سنکر ہر طرف سے لوگ تلوارین نکالے ہوئے جھپٹکر آئے یون
کہتے ہوئے کہ آن پہونچے تیرے فریاد رس سو تیرا کیا مطلب ہے کہا نبیہ نے ظلم کیا مجہپر کہ میری بیٹی کو زبردستی چھین لیا
تب وہ سب لوگ نبیہ کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے نبیہ گھر سے نکلا اونھون نے اوس سے کہا کہ لا اسکی لڑکی کو خرابی تجھکو
تو خوب جانتا ہے کہ ہم کون ہین اور کس بات پر ہمنے باہم عہد کیا ہے بولا کہ مین بموجب فرمودہ تمھارے کے کرونگا ولیکن
تمتع کر لینے دو مجھکو اسکے ساتھ ایک رات اونھون نے کہا کہ نہین قسم خدا کی اور نہ برابر ایکبار کھینچنے دودہ کے اونٹنی کی پستان
سے یعنی اتنی بھی دیر ہم اوسکو تیرے پاس نچھوڑینگے تب نکال لایا نبیہ اوس لڑکی کو اور باپ کے حوالہ کی انتہی اور نبوت
سے سال دسوین مین بیچ ماہ شوال کے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اور حضرت سودہ
بنت زمعہ رضی اللہ عنہما سے اور مفصل حال انکا اگر خدا چاہے ازواج مطہرات کے بیان مین آویگا پھر جب عمر شریف آپکی
اکاون برس اور نو مہینے کی ہوئی خاص کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو واسطے معراج کے اور پہلے آپکو زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان سے
اوٹھا کر بیت المقدس کیطرف لے گئے بعد اسکے براق حاضر کیا پھر آپ اوسپر سوار ہوئے بعد ازان طرف آسمانون کے گئے اور
فرض کی گئی وہان نماز پانچ وقت کی اور بعضی علما نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ روشن کرے آسمانون کو ساتھ انوار
اوس سرور کائنات کے جیسا کہ روشن کیا آپکی برکات نے زمینون کو اسلیے سیر کروائی طرف معراج کے انتہی تفصیل اس
اجمال کی یہ ہے کہ اوس رات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ساتھ ایک گروہ پرشکوہ ملائکہ کے واسطے زینت سواری کے آئے اور
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد الحرام مین حجرہ ام ہانی مین سے لے گئے اور بعد شق صدر شریف اور غسل قلب مبارک کے آپکو
براق پر سوار کرکے بیت المقدس مین پہونچایا ابن کثیر نے مقتفی مین کہا کہ حضرت کے لیے براق کا آنا واسطے خوگر کرنے آپکے
تھا ساتھ جریان عادت کے ورنہ خدا ہی قادر توانا اوپر اوٹھا سکتا تھا بیواسطے کسی شی کے اور بھی آنا اوسکا واسطے اظہار
کرامت اور فضیلت کے تھا جیسے کہ معراج ہونا اسی واسطے تھا کیونکہ عادت ملوک کی ہے کہ جب کبھی اپنے حبیب کو بلاتے ہین
تو اپنے پاس سواری بھیجکر بلاتے ہین کذا فی نسیم الریاض اور ابو العباس دینوری سے سوال کیا گیا کہ کس حکمت کے
لیے شب معراج مین پہلے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس کو لے گئے اونھون نے جواب دیا کہ اوس سبب
سے کہ جناب رب العزت عز شانہ عالم تھا کہ قریش مکہ کے اوس پیغمبر ربانی کے اخبار آسمانی مین تکذیب کرینگے تو چاہا کہ

اونکوا خبار اوس زمین کے سے کہ جسکو قریش نے دیکھا تھا خبردار کر دیا جاوے اور جب پتے اوسکے سچے سچے بیان کردین تو پھر اونکے اخبار آسمانی مین تکذیب نکر سکین سیرگازرونی جاننا چاہیے کہ روایتین تعین مکان اسری کی مختلف آئی ہین بعضی مین حطیم کہ اوسکو حجر بھی کہتے ہین اور بعضی مین شعب ابوطالب اور بعضی مین بیت ام ہانی بنت ابی طالب اور یہ مشہور زیادہ ہے اور اس روایت کی طرف اکثر محدثون نے میل کیا ہے جیساکہ معارج مین کہا ہے اور مطابقت ان قولون مین یون ہوسکتی ہے کہ کہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ہانی بنت ابوطالب کے گھر مین سوتے تھے اور اوسکو اپنا بیت فرمایا باعتبار شب باشی کے اور وہ بیت شعب ابیطالب کے پاس تھا وہ بیت مکرم درمیان صفا اور مروہ کے واقع ہے اور داخل حرم ہے اور ہنگام کفالت ابی طالب کے وہ سرور انام اسی مقام مین رہتے تھے پس اسی مناسبت سے اوسے اپنی طرف اضافت کی کہ فرمایا مین اپنے گھر مین تھا کما فی المعارج والگازرونی پھر فرشتہ آیا اور چھت اوس گھر کی پھاڑکر حضرت کو کعبہ کے پاس لایا اور وہین حطیم اور حجر بھی ہے اور وہین آپ لیٹ رہے اوس حال مین کہ اثر نیند کا کچھ باقی تھا پھر نکالا آپکو مسجد سے اور براق پر سوار کرکے مسجد اقصی کو لے گیا مثل اسکی بیان کیا فتح الباری مین اور وہین حضرت جبرئیل نے شق کیا سینہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور دھویا اوسکو آب زمزم سے کہ بھرا ہوا تھا وہ پانی سونے کے طشت مین جیسے کہ حدیث مسلم مین آیا ہے پھر لائے جبرئیل علیہ السلام ایک اور لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان اور حکمت سے یعنے انوار سے کہ جس سے کمالات ایمانی اور حکمتین پیدا ہون نسیم الریاض پھر اوندھایا اوسکو سینہ مبارک مین آپکے پھر درست کردیا اس سینے کے شگاف کو جیسے کہ مسلم مین ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھاڑی گئی چھت میرے گھر کی جبکہ مین مکہ مین تھا پس اوترے جبرئیل علیہ السلام پھر شق کیا سینہ میرا پھر دھویا اوسکو زمزم کے پانی سے پھر لائے ایک طشت سونے کا بھرا ہوا ایمان اور حکمت سے پھر اوندھایا اوسکو میرے سینے مین پھر ملادیا اوسکو پھر پکڑلیا ہاتھ میرا پھر لے چڑھے مجھکو طرف آسمان کے واضح ہو کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا کہ لائے جبرئیل ایک لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان اور حکمت سے یہ قبیل کنایت اور تمثیل کے سے ہے یا یہ ایمان ایک صورت بنایا گیا ہو جیسے کہ صورت پکڑینگے اعمال قیامت کے روز واسطے تولنے کے اور جاننا چاہیے کہ شق کرنا سینہ مبارک کا غیر اوس شق کرنے سے ہے جو آپکی خردسالی مین ہوا تھا اسلیے کہ وہ واسطے نکالنے مادہ سوء یعنی برائی کے تھا آپکے دل سے اور یہ واسطے داخل کرنے کمال علم اور معرفت کے تھا قلب شریف مین تاکہ ساتھ کمال طہارت اور صفائی کے مستعد اور مہیا دریافت کرنے عالم ملکوت کا ہو بقیاس وضو کے کہ پہلے نماز سے واسطے حاصل ہونے طہارت کے کرتے ہین اور یہی سبب یعنی تہذیب اور استعداد کا تھا کہ حضرت موسی کو رویت پروردگار تعم کی حاصل نہوئی دنیا مین بسبب عدم طاقت رویت کے ابن اثیر نے سیرگازرونی مین کہا کہ شق حالت صغر مین کہ جب وہ بدر رسالت حلیمہ کے کنار تربیت مین تھے شاید اسواسطے کیا گیا کہ صدر اطہر اور قلب انور اوس مصداق الم نشرح لک صدرک کا انشراح اور کشادگی مین برابر صدر اور قلوب انبیا صلوات اللہ علیہم کے ہوجاوے پھر بیچ حالت کبر

وہ کدورات بشریہ ہین ۱۲

اور علم الخ جن صورتون پہلے شق ہین ۱۲

کے وقت معراج کے اس حکمت کے واسطے واقع ہوا کہ ہوجاوے حال عروج آل اوس درۃ التاج انبیا کا مثل حال ملائکہ کے اسلیے کہ ارادہ کیا گیا ساتھ اوس سرور کائنات کے عروج کا طرف مقام قرب و مناجات کے اس روایت سے شق صدر دو بار ثابت ہوا اور نسیم الریاض میں نقل کیا ہے کہ شق صدر کئی بار ہوا ہے ایکبار کہ جب آپ طفل صغیر تھے لڑکون مین کھیلتے تھے دوسرے جب دس برس کے تھے واسطے ازالہ کرنے طفولیت کے تیسرے وقت بعثت کے تاکہ قلب واسطے وحی کے ثابت رہے چوتھے لیلہ اسرا مین تاکہ اوسپر قوی ہوجاوین اور زیادہ کیا گیا ہے پانچوین بار اور اسکو ضعیف کہا ہے ابن حجر نے شرح بخاری مین اور چار بار پہلے کو صحیح کہا ہے اس شارح نے اور برہان حلبی نے اور دوسری حکمت اس شق صدر مین یہ تھی کہ حکما اور اطبا اس سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شق ہونا سینہ اور دل کا موت ہے کہ زندگی کے ساتھ جمع نہین ہوسکتی ہے سو پروردگار تعالی نے اپنی قدرت ظاہر کی اور عقلا لوگ اس مین تاویل کرتے ہین کہ مراد اس سے پاک کرنا باطن آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس جہان کی برائیون سے اور اہل ایمان اسکی تصدیق کرتے ہین بے تاویل اور تکلف کے اور کہتے ہین کہ یہ جو کچھ حکما وغیرہم کہتے ہین اسباب عادی ہین اور خداوند تعالی پر کوئی چیز محال نہین اور لانا خاص کر لگن ہی کا دھونے کو صدر شریف کے ایسا ہے اور یہ برتن خاص کر دھونے دھانے کے لیے اکثر ہوتا ہے اور ہونا اسکا سونیکا بہت تعظیم اور تکریم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے تھا موافق عرف اور عادت کے اور اشارہ تھا اسمین اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سب خلق پر مکرم اور معظم اور فضل مین جیسا سونا سب اجناس مین مکرم اور افضل ہے اور اگر کوئی کہے کہ استعمال سونیکا شریعت محمدیہ مین حرام ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ فائدہ لینا اس سے دنیا مین ساتھ استعمال کے حرام ہے اور آخرت مین استعمال اوسکا مسلمان کے لیے ہوگا باشارت قول اللہ تعالی کے قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ ترجمہ تو کہہ اے محمد وہ چیزین پاکیزہ ملابس اور ماکل سے اونکے لیے ہین جو ایمان لائے ہین زندگی دنیا مین خالص ہوئین قیامت کے دن اونہین کے لیے اور صحیح بخاری مین ہے فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے لا تشربوا فی آنیۃ الذھب والفضۃ ولا تاکلوا فی اصحافہا فانہا لھم فی الدنیا ولنا فی الاخرۃ یعنی استعمال نکرو سونے اور چاندی کے برتنون کو کھانے اور پینے مین کیونکہ وہ واسطے اونکے یعنی کفار کے ہین دنیا مین اور ہمارے لیے ہین آخرت مین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی پیوے سونے چاندی کے برتن مین نہ پیویگا اونمین آخرت مین اور جو کوئی حریر پہنے گا وہ نہ پہنے گا آخرت مین اور جو کوئی پیوے گا شراب نہ پیویگا آخرت مین کذا فی المظہری اور قصہ اسرا کا حقیقت مین عالم آخرت سے ہے اسرا کے معنی سیر کرنا حضرت کا مسجد الحرام سے بیت المقدس تک اور معراج کے معنی چڑھنا آپکا آسمان کی طرف اور کبھی بولا جاتا ہے اسرا اوپر اسرا کے اور معراج کے اور بولا جاتا ہے معراج بھی اسی طرح اوپر اسرا اور معراج کے انتہی نسیم الریاض اور بھی استعمال اور فائدہ لینا سونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہوا بلکہ فرشتون سے ہوا اور فرشتے غیر مکلف ہین یعنی استعمال سونے کا اونپر حرام نہین اور باوجود اسکے احتمال ہے کہ یہ واقعہ پہلے تحریم سے ہوا ہو اور فی الحقیقت یہی بات ہے

اسواسطے کہ حرام ہونا استعمال سونے کا مدینے مین بعد ہجرت کے ہے اور یہ واقعہ قبل ہجرت کے مکہ مین واقع ہوا یعنی اٹھارہ
مہینے پہلے ہجرت سے اور ایک قول مین چودہ مہینے اور ایک قول مین سال بھر پہلے اور ایک قول مین تین برس مین بغوی
گازرونی حاشیہ جمل اور بعضی اہل معانی نے درمیان قلب شریف آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے اور ذہب کے کئی
نسبتین استنباط کی ہین کہتے ہین کہ ذہب ظروف جنت سے ہے اور سب معدنیات سے وزن اور قوت مین زیادہ کہ خاک اوسکو
نہین کھاتی اور نہ اوسکو زنگ لگتا ہے یون ہی قلب شریف آپکا اثقل اور ازین تمام قلوب سے ہے اور ثقالت اوسمین وحی
کی ہے اور نہین کھاتی ہے اوسکو خاک سفلیات کی اور نہین زنگ لگتا ہے اوسپر کدورتون کونیہ کا اور لفظ ذہب مشتق ہے ذہاب
الی اللہ پر اور تطہر اور ذہاب جس پر اور شامل ہے معنی ستھرائی اور بقا اور صفا اور رزانت کو اور حکمت دھونے قلب مبارک کی
آب زمزم سے یہ کہی ہے کہ آب زمزم تقویت کرتا ہے قلب کو سو دھویا قلب شریف کو بیچ آب زمزم سے کہ قوی ہو اور قوت پکڑے
اوپر مشاہدہ عالم ملکوت کے یعنی عجائب ملکوت کے اور وہ وہ ہین کہ نہین مطلع ہوا اوسپر کوئی بشر غیر پیغمبر کے نسیم الریاض اور
بعضے علما نے اس سے استدلال کیا ہے اسپر کہ آب زمزم افضل ہے آب کوثر سے اسلیے کہ دھویا نجا وسے آپکا قلب شریف مگر ساتھ
افضل پانی کے اور جسنے کہا کہ آب زمزم سے قلب شریف کو اسواسطے دھویا کہ نزدیک تھا اور آب کوثر دور اور غائب تھا سو
قول اوسکا نہایت ضعیف ہے اسلیے کہ دور اور نزدیک اور غائب اور حاضر بیان معقول نہین سب برابر ہین واللہ تعم اعلم اور حال
براق کا یون ہے براق لغت مین چارپایہ کو کہتے ہین کہ حرکت کرے زمین پر اور یہ لفظ مذکر اور مونث دونون طرح پر آیا ہے
نسیم الریاض فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدھے سے سپید
رنگ کہا جاتا تھا براق یعنی بسبب جلد چلنے اوسکے کے مانند برق کے اور بسبب چمکنے رنگ اوسکے کے اوسکے کان زمرد کے اور
مونھ مانند مونھ آدمی کے اور مشابہ گھوڑے کے اور پیشانی نورانی یاقوت سرخ کی اور آنکھین مانند زہرہ تارے کے اور
دونون بازو اوسکے مانند کرگس کے اور ساتھ قسم قسم کے رنگون کے منقش تھی اور آدھا دھڑ آگے کا کافور کا اور آدھا
دھڑ پیچھے کا مشک کا اور دُم اور سم گائی کی سے اور لگام موتی کی اور زین ایک موتی کا اوسپر نور کا ایک حلہ آراستہ تھا
گویا کہ وہ یاقوت سرخ ہے اور جو شئی بوا اوسکی سونگھتی زندہ ہوتی یعنی گویا کہ زندہ ہوجاتی یا زندہ ہو کر اوسیوقت مرجاتی
ہو یہ خرق عادت سے ہو جیسے کہ تاثیر خاک قدم سواری جبرئیل علیہ السلام کی مشہور ہے کما فی الگازرونی اور رکھتا تھا وہ قدم
اپنا مدبصر پر یعنی جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی تھی وہین اوسکا قدم پہونچتا تھا اور جاننا چاہیے کہ علما رحمہم اللہ مختلف
ہین اسمین کہ یہ براق خاص واسطے سواری ہمارے نبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے تھا یا اور انبیا علیہم السلام کی
سواری کے لیے بھی سو کہا بعضون نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ براق مقرر تھا واسطے سواری سب انبیا علیہم السلام کے
اور بعضون نے کہا کہ نہین ہر نبی کے لیے ایک براق علیحدہ ہے مناسب مقام اوسکے کے چنانچہ ہر ایک کے لیے آخرت
مین ایک حوض موافق مقام اور منزلت اوسکے کے ہے سو بموجب اس قول اخیر کے معلوم ہوتا ہے کہ یہ براق خاص

یعنی عالم عز

بیان حال براق

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا اور یہی قول صحیح ہے اور قولون کی صحت مین کلام ہے اور کہنا حضرت
جبرئیل علیہ السلام کا براق کو جب اوسنے سرکشی کی آپکی سواری سے کہ کیا ہوا ہے تجکو اے براق کہ سرکشی کرتا ہے تو نہین
سوار ہوا ہے تیری جنس پر کوئی نبی بزرگتر اس نبی سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم سے سو شرمندگی سے عرق آگیا اوسکو اور ٹھہر گیا وہ
اور تابعدار ہوا پھر آپ سوار ہوئے اوسپر سو گویا یہ اشارہ ہے ساتھ جنس براق کے یعنی مضطرب ہونا براق کا بسبب نازو
طرب کے تھا نہ بطور شرارت اور سرکشی کے سو جب ثابت ہوا مستعد ہونا براق کا واسطے سواری ہر ایک نبی کے بموجب
اس روایت کے پس ہوگی خصوصیات مین سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سواری براق کی اور کہا گیا ہے اسکے
جواب مین کہ نہین اوترا براق مع زین ولگام کے کسی نبی کی سواری کو سوا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
کما قال فی المواہب اللدنیہ حیث قال ورکوبہ مسرجا ملجما لم یرو لغیرہ من الانبیاء علیہم السلام
یعنی سواری براق پر اوس حال مین کہ وہ کسا ہو زین اور لگام سے نہین روایت کیا گیا ہے اور نبیون کے واسطے اور
وہ زین بہشتی تھا اور رکابین یاقوت سرخ کی تہین اور یہی کہا ہے کہ جسوقت وہ مرکوب اور انبیا کا تھا تو قدم منتہاے نظر
پر نہین رکھہ سکتا تھا بلکہ یہ رتبہ اوسے اوسی وقت ملا کہ وہ سرور انبیا اوسپر سوار ہوئے اور اوس درجہ کو پہنچا کہ نظر قدم
اوسکے کی نظر حال اوسکے سے مقدم ہوئی کیونکہ تقدم نظر کا قدم پر طغیانی اور سرکشی ہے اور تخلف یعنی پیچھے رہنا قدم
کا نظر سے تقصیر وکوتاہی ہے پس حال اوسکا معتدل ہوا کما فی الکازرونی اور کہا شیخ عبد الوہاب متقی نے کہ اوسکو براق
اور مرکب اور دابہ کہنا چاہیے اور گھوڑا کہنا نچاہیے جیسے کہ بعضی شعرا کے کلام مین واقع ہوا ہے اور نسیم الریاض مین نقل کیا
ولم یکن علی شکل الفرس تنبیہا علی انہ حال سلم لا حرب یعنی نہ تھا براق گھوڑے کی شکل پر واسطے تنبیہ کے اسپر کہ وہ
حال سلامتی اور آشتی کا ہے نہ لڑائی کا یعنی اصل مین گھوڑا لڑائی کرنے کے واسطے موضوع ہے اگرچہ اوس سے اور نفع بھی
لیا جاتا ہے اور بعضون نے دلیل پکڑی ہے ساتھہ اس قول کے کہ قدم اوسکا مد بصر پر پڑتا تھا اسپر کہ پہونچنا اوس کا
آسمان پر ساتھہ ایک قدم کے ہوا اسلیے کہ نظر اوسکی جبکہ زمین پر ہوتا ہے آسمان پر پہونچتی ہے سو پہونچنا اوسکا سات آسمانون
پر سات قدم مین ہوا اور نسیم الریاض مین کہا اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ ایک ہی قدم رکھنے مین آسمان تک پہونچگیا جیسا
کہ بعضون نے توہم کیا ہے انتہی اور مراد اس سے یہ ہے کہ حدیث مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے کہ دلالت کرے اسپر کہ انتہا
نظر اوسکے کی آسمان تک تھی تا کہ لازم آوے وہ مدعا پھر فرمایا آپنے کہ پس سوار کیا گیا مین اوسپر اس عبارت مین
اشارہ ہے اس بات پر کہ سوار ہونا آپکا براق پر محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مدد سے تھا اور ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ سوار کرنے
والے اوسپر آپکو جبرئیل تھے ساتھہ قدرت ملکیہ اپنی کے اور یہ کچھ بعید نہین اسلیے کہ جبرئیل علیہ السلام واسطہ تھے پہنچنے فیض الٰہی
کے اور اوترنے وحی کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور یہ ایک طرح کی خدمت ہے کہ خادم لوگ بادشاہون کی
کرتے ہین اور جبرئیل علیہ السلام اوس رات مین چاکر اور غاشیہ بردار آپکے تھے چنانچہ ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام

رکاب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پکڑے تھے اسجگہہ سے معلوم ہوا کہ بعضی شعرانے حضرت کی مدح مین جبرئیل علیہ السلام
کو خادم کہا ہے یہ کہنا برا نہین آئین ترک ادب نہین جیسا کہ توہم کیا گیا ہے اور میکائیل ؑ باگ تھامے تھے اور ایک روایت مین
ہے کہ جبرئیل ؑ ردیف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تھے ردیف اوسکو کہتے ہین جو ایک مرکب پر کسی سوار کے پیچھے
بیٹھے شاید کہ پہلے رکاب پکڑے ہون پھر بسبب فرط محبت اور عنایت کے راہ مین آپنے اونکو ردیف کر لیا ہو یا پہلے ردیف
ہون پھر برعایت ادب اور تکریم آپکی کے اوتر کر اونھون نے رکاب پکڑی ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض
مین ہے کہ کہا ابن اثیر نے والاظہر اختصاصہ بالرکوب اور ظاہر تر ہے خصوصیت اوس سرور کے ساتھ سوار ہونے کی یعنی جبرئیل
علیہ السلام آپکے ساتھ سوار تھے پھر جب حرم مکہ سے چلے پہلے نخلستان مین پہونچے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ زمین شہر آپکی
ہجرتگاہ ہے یہان اوتر کر دو رکعت نماز پڑھی پھر وہان سے چلکر مدین مین پہونچے اور اوس زمین پر گذرے جہان ولادت
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوئی وہان بھی حسب کہنے جبرئیل علیہ السلام کے دو رکعت نماز پڑھی وہان سے چلکر ایک پیرزال
کو دیکھا آستینین چڑھائے سب زینتین کیے کھڑی تھی آپ سے کہا میری طرف دیکھیے آپ نے التفات نکیا اور جبرئیل
علیہ السلام سے کہا یہ کون ہے اونھون نے کہا آگے چلیے پھر آگے چلے تو راہ کی ایک جانب سے آواز سنی کہ کوئی آپ کو
پکارتا ہے آپ نے پوچھا یہ کون ہے پھر کہا جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہان سے آگے چلیے پھر وہان سے آگے چلے تو ایک
جماعت کو دیکھا اونھون نے آپکو سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر والسلام علیک یا حاشر
سلام تھیرا پہلے نبیون کے باعتبار نور کے اور سلام تھیرا پچھلے نبیون کے باعتبار ظہور کے اور سلام تھیرا
اکٹھا کرنے والے امت کے آپ نے بموجب کہنے جبرئیل علیہ السلام کے اونکے سلام کا جواب دیا پھر جبرئیل علیہ السلام نے
اون سب کا حال بیان کیا اور کہا وہ پیرزال جو آپ نے دیکھی تھی دنیا ہے اگر آپ جواب دیتے اوسکو تو اختیار کر لیتی آپکی
امت دنیا کو آخرت پر کما فی المدارج اب عمر اوسکی یعنی دنیا کی باقی نہین رہی ہے مگر جتنی کہ اوس پیرزال کی عمر باقی ہے روایت
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کی صورت مثالی دکھائی گئی پس دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے سفید بال والی مائل بسیاہی
دانت گرے ہوئے سب طرح کے سنگار کیے ہوئے آپنے پوچھا تو نے کتنے خاوند کیے ہین بولی بیشمار فرمایا کیا سب گئے یا
اونھون نے تجھکو طلاق دی اور چھوڑ دیا بولی یون نہین بلکہ مینے مار ڈالا اسکو فرمایا ہزار افسوس تیری اون خاوندون
پر جو اب جیتے ہین کسطرح عبرت نہین پکڑتے اون مرے ہوؤن کے حال سے اور روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نوح
علیہ السلام سے پوچھا کہ اے بڑی عمر والے سب نبیون کے کیسا پایا تو نے دنیا کو فرمایا پایا مینے اوسکو مانند ایک گھر کے
جسکے دو دروازہ ہون ایک سے گھسا مین اور دوسرے سے نکلا فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے الدنیا قنطرۃ
فاعبروھا ولا تعمروھا دنیا ایک پل ہے پس پار ہو جاؤ تم اوس سے اور مت عمارت بناؤ اوسپر انتہی کما فی
احیاء العلوم فرماتے ہین حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنے رسالہ مین جسکا نام المشرب الوردی فی مذہب الامام المہدی ہے

در بیان دنیا بصورت عجوزہ

فلک کے تین سو ساٹھ ہزار برس ہے کما اقتضاہ العزیز کہا کہ تعالی کی ۱۵ | تین ارب اور ساٹھ کروڑ برس شمسی ہے حسین ہے یزدجرد کے

و رجعنا الی معنی ما ورد فی بعض الروایات ان
عمر الدنیا سبعة آلاف سنة وان نبینا صلی الله
علیه وسلم فی الالف السابع ولذا یقال نبی آخر الزمان
وقد بعث عن الالف ثلثة عشر سنة فی هذا الاوان
فلابد ان تقع اشراط الساعة قبل تحقق القیمة
فیحتاج الی اطالة المدة تکملة للعدة الی
العدة والتحقیق علی ما ذکره شیخ مشائخنا
جلال الدین السیوطی رحمه الله تعالی فی رسالة الکشف
عن مجاوزة هذه الامة الالف الا انه لا یتجاوز
عن الخمس مائة لیصح ما ثبت فی الحدیث
فانه قد یذکر العدد ویسقط الکسر من المدة
کما ورد فی روایته ان عمره علیه الصلوة والسلام
ستون سنة مع ان الصحیح ثلاث وستون
کما فی روایته واما روایته خمس وستین
فمحمولة علی اعتبار عام الولادة وسنة
الوفات فههنا کذلک یتعین ان یحمل علی
اسقاط الکسر والکسر لا یکون اکثر من النصف
فانه یلزم حینئذ ان یکون عمر الدنیا ثمانیة
الاف اما مع الکسر والجبر ترجمہ یعنی اور
رجوع لائے ہم طرف معنی اسکے کے جو آیا ہے بعضی
روایتوں میں کہ عمر دنیا کی سات ہزار برس ہیں
اور ان میں سے حدیث زمیل خزاعی کی ہے کہ کہا
خواب میں دیکھا میں نے آپکو ای پیغمبر خدا سات درجہ
کے منبر پر اور آپ سب کے اوپر والے درجہ پر ہیں اور
آپکے پہلو کی طرف ایک اونٹنی دبلی ہے کہ گویا آپ

[illegible]

اوسے اوٹھاتے ہین پھر آپ نے اونٹنی اوٹھانے کو ساتھ قیام قیامت کے تعبیر دی اور منبر سات درجہ کو ساتھ دنیا سات
ہزار برس کی کے تفسیر کی اور مجھکو اوپر کے درجہ پر دیکھا تو نے کیونکہ مین مبعوث ہوا ہون اوسکے آخر کی ہزار مین نقل کیا
اسکو طبرانی اور بیہقی نے دلائل مین اور سہیلی نے روضۃ الالف مین بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف الاسناد ہے
ولیکن تائید کرتی ہے اوسکی وہ کہ طریق صحیح کے ساتھ موقوفاً ابن عباس سے مروی ہے کہ دنیا کے سات دن ہین ہر دن ہزار سال کا
کا اور مبعوث ہوئے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اوسکے پچھلے روز مین اور تحقیق گذر چکین اوس روز مین سے ساتھ
برسین اور صحیح کہا ہے ابو جعفر طبری نے اس اصل کو اور قوت دی ہے اوسکو ساتھ آثار کے اور ذکر کیا ہے یہ قول رسول مختار
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بعثت انا والساعۃ کہاتین وانما سبقتہا بما سبقت بہ ہذہ یعنی الوسطی والسبابۃ اور وارد
کیا ہے اس حدیث کو طرق کثیرہ صحیحہ سے اور ذکر کیا ہے ساتھ اوسکے یہ قول پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لا یعجز اللہ ان
یؤخر ہذہ الامۃ نصف یوم یعنی خمس مائۃ عام اور راوی پہلی حدیث کو یعنی بعثت انا والساعۃ کو ابوداؤد نے بھی روایت
کیا ہے اور یہ بھی اس مدعا پر شاہد بیّن ہے اسواسطے کہ انگشت وسطی زیادہ ہے بقدر آدھے ساتوین حصہ اونگلی کے جیسا کہ آدھا
دن سات دنون سے آدھا ساتوین حصہ کا ہے اور اونمین سے وہ ہے کہ متوکل باللہ کے جواب مین عبدالواحد قاضی عباس
نے مرفوعاً ذکر کی کہ آپ نے فرمایا ان احسنت امتی فبقاءھا یوم من ایام الاخرۃ وان اساءت فنصف یوم خلاصہ
دیباچہ شرح ابن ماجہ کہتا ہون مین کہ دن آخرت کا ہزار برس کا ہے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون
اور ہزار برس گذر چکین اور امت مرحومہ باقی رہی والحمد للہ علی ذالک کہ نصف کار ٹھہری یہ امت نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور
تحقیق عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہے اور بیشک ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساتوین ہزار مین ہوئے اور اسی
واسطے کہا جاتا ہے انکو نبی آخر زمانے کے اور تحقیق ایک ہزار تیرہ برس ہو چکے این نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اسوقت
تک سو ضرور ہوا یہ کہ واقع ہون علامات قیامت کے قبل آنے قیامت کے تو حاجت ہوئی طرف بڑھانے مدت کے واسطے پورا
کرنے حساب کے میعاد تک اور تحقیق وہ جو ذکر کیا ہمارے اوستادون کے اوستاد جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے رسالہ الکشف
عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین آگاہ ہو کہ تحقیق تجاوز نکرے گی مدت پانسو برس سے تاکہ صحیح ہو وہ جو ثابت ہوا ہے
حدیث مین اسواسطے کہ کبھی بیان کیا جاتا ہے عدد کا اور چھوڑ دی جاتی ہے کسر اوسکی مدت سے لینے بیان عدد کو جو سات ہزار
برس ہین ذکر کیا اور کسر کو جو پانسو ہین ذکر نکیا چنانچہ آیا ہے ایک حدیث مین کہ تحقیق عمر شریف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی ساٹھ برس کی تھی باوجود اسکے کہ صحیح ترسیٹھ برس کی تھی چنانچہ ایک روایت مین ہے اور ہر روایت
پینسٹھ برس کی ہے سو وہ محمول ہے اوپر اعتبار سال ولادت اور سال وفات کے سو یہان بھی اسیطرح معین کرنا چاہیے
محمول ہونے حدیث سات ہزار کو اوپر ساقط کرنے ذکر کسر کے یعنی جو سات ہزار سے زیادہ ہے اور کسر زیادہ نہین ہوتی نصف سے
یعنے اگر عشرات کا مذکور رہے تو اسمین کسر پانچ سے زیادہ نہوگی اور جو مائۃ کا ذکر ہے تو کسر اوسکی پچاس سے زیادہ نہوگی یون ہی

دھائیون ۱۲ سیکڑون ۱۲

آلاف کی کسر یا نسو سے زیادہ نہوگی ہو واسطے کہ اگر زیادہ پانچ سے ہو تو لازم آتا ہے آتشو یہ کہ ہو عمر دنیا کی آٹھ ہزار برس کی ساتھ کسر کے یا
جوڑ کے اور کسر کے عدد ہوئے پانسو تو حقیقت مین ساڑھے سات ہزار برس ہوئے واللہ اعلم بالصواب ایضاً هذا کله
باعتبار الاجمال فی زمان الساعة وما یترتب علیه من الاحوال والا فقد قال الله تعالى يسئلونك
عن الساعة ایان مرسها فیم انت من ذکرها الی ربك منتهها وفی آیة الاخری قل انما علمها عند ربی
لا یجلیها لوقتها الا هو وفی اخری وما یدریك لعل الساعة تکون قریبا وفی اخری ان الله عنده علم الساعة
وهی من مفاتیح الغیب خمس لا یعلمهن الا الله کما ورد فی حدیث جبرئیل کما سأل النبی صلی الله تعالى علیه
واله وسلم اخبرنی عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتها الحدیث
والحاصل ان ساعة القیمة بعینها لا یعرفها الا الله ولا یطلع علی حقیقتها سواه انتهی ترجمہ یہ تمام یعنی وہ بیان
جو اوپر ہو چکا بطریق اجمال کے ہے بیچ بیان زمانہ قیامت کے اور بیچ اوسکے جو مترتب ہوں اوسپر احوالوں سے اور نہیں تو
پس تحقیق اوسکا علم بتفصیل سوا خدای تعالی کے کسی کو نہیں جیسا فرمایا اللہ تعالى نے کہ پوچھتے ہین تجھسے ای محمد یعنی منکر لوگ
قیامت کو کہ کب ہوگا ٹھہراؤ اوسکا تو کس بات مین ہے مذکور اوسکے سے طرف رب تیرے کے ہے پہنچ اوسکی یعنی اوسکا علم تیرے
رب کے پاس ہے ف اور ابن ابی حاتم نے ساتھ اسناد اپنی کے روایت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق مشرک
مکہ کے سوال کیا کرتے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کہتے تھے کب قائم ہوگی قیامت اور یہ پوچھنا اونکا ٹھٹھے کے طور پر تھا
تب اوتاری اللہ تعالی نے یہ آیت یسئلونك عن الساعة ایان مرسها اسی طرح حاکم اور ابن جریر نے عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کی اور روایت کی طبرانی اور ابن جریر نے طارق بن شہاب سے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالى علیہ وآلہ وسلم
اکثر ذکر کیا کرتے تھے قیامت کا حتی کہ اوتاری اللہ تعالى نے یہ آیت فیم انت من ذکرها پس حاصل اسکا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ
تعالى علیہ وآلہ وسلم بسبب شدت خواہش اپنی کے اوپر جواب سائلون کے وقت قیام قیامت کے سے اللہ سبحانہ تعالى سے
سوال کرتے رہتے تھے حتی کہ اوتری یہ آیت فیم انت من ذکرها پس ظاہر ہوا کہ اوسکے اخفا کرنے مین حکمت ہے اور
اوسکے جاننے سے توقع نرکھی جاوے پھر باز رہے حضرت اوسکے پوچھنے سے اور بعضے یہ معنی کہتے ہین کہ بیچ کس چیز کے
سوال اونکا ہے اور تو یعنی پہنچنا تیرا درحالیکہ تو خاتم الانبیا ہے قریب زمانہ قیامت کے ایک علامت ہے علامتوں قیامت
سے اور ایک دلیل ہے کہ دلالت کرتی ہے علم آنے پر ساتھ قریب واقع ہونے اوسکے کے پس بس ہے اونکو اسیقدر علم
اوسپر اور یہی کافی ہے اوسکے لیے طیاری کرنے کو پس بیفائدہ ہے اوسکی تعیین سے سوال کرنا انتہی کما فی المظہری
والفتوحات الالہیۃ اور فرمایا دوسری آیت مین تو کہدے ای محمد اوسکا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے نہین ظاہر
کریگا اوسکو اوسکے وقت پر مگر وہی اور دوسری آیت مین فرمایا اور کس چیز نے آگاہ کیا تجھکو ای محمد شاید کہ قیامت
قریب ہی ہو اور فرمایا دوسری آیت مین کہ بیشک اللہ اوسکے پاس ہے علم قیامت کا اور یہ قیامت کنجیون غیب کے سے ہے

پانچ چیزین ہین کہ کوئی نہین جانتا اونکو سواے اللہ تعالی کے چنانچہ آیا ہے حدیث جبرئیل مین جب پوچھا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے یعنی جبرئیل علیہ السلام نے کہ خبر دیجیے مجھکو قیامت سے یعنی کب آوے گی کہا نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے نہین وہ شخص کہ سوال کیا گیا حال اوسکے سے داناتر ہے سائل سے یعنی جب سائل اور مسئول عنہ دونون اوسکے نجانے
مین برابر ہین کہا سو خبر دیجیے مجھکو علامات اوسکے سے الی آخر الحدیث اسمین اشارہ ہے کہ مسئول عنہ سے صلاحیت اس
بات کی منتفی ہے کہ وہ پوچھے جاوین امر قیامت سے کیونکہ وہ مفاتیح غیب سے ہے اوسکو سواے خداے تعالی کے کوئی نہین
جانتا اور مفاتیح غیب پانچ چیزین ہین ایک جاننا قیامت کا کہ کب ہوگی دوسرے جاننا مینہ کا کہ کب برسیگا تیسرے جاننا حال
رحم کا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چوتھے جاننا حال کل کے دن کا کہ آدمی اوس مین کیا کماویگا پانچوین جاننا حال موت کا کہ آدمی
کس زمین مین مریگا ان پانچ چیزونکا علم خاص اللہ ہی کو ہے اور کو نہین سوال اگر کوئی کہے کہ جب علم اوسکا بجز خداے
تعالی کے اور کسی کو نہین ہے تو جبرئیل نے کسواسطے قیامت کے حال سے سوال کیا جواب واسطے تنبیہ اور تعلیم کے
تاکہ جان لین کہ رسول مقبول علیہ السلام کے ذمہ پر نہین ہے جواب دینا اوس چیز کا کہ خود نہین ہے علم واسطے اون کے
ساتھ اوسکے اور نہ عار کرنا اس قول کے کہنے سے کہ مین نہین جانتا ہون اور یہ کہنا کہ مین نہین جانتا آدھا علم ہے
کما فی اللمعات والمرقات اور حاصل اس سب کا یہ ہے کہ وقت آنے قیامت کا بعینہ سواے اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا او
کوئی مطلع نہین اوسکی حقیقت پر سواے اوسکے انتہی تتمہ اور وہ پکارنے والا شیطان تھا اور وہ جماعت جنے سلام
کیا آپکو وہ ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام تھے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم حضرت موسی علیہم السلام پر اوس حال مین کہ وہ نماز پڑھتے تھے اپنی قبر مین اور کہا اونھون نے اشہد انک
لرسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ البتہ تو رسول ہے اللہ کا اگر بیان کوئی حضرت موسی علیہ السلام کے نماز پڑھنے
مین شک کرے اور کہے کہ نماز کے مکلف تو لوگ زندگی مین ہوتے ہین وہ بعد موت کے قبر مین کیون نماز پڑھتے تھے تو کہا
جاویگا کہ انبیا علیہم السلام زندہ ہین نزدیک پروردگار اپنے کے اور عبادت کرتے ہین اوسکی چنانچہ ذکر اللہ تعالی کا کرتے ہین
اہل جنت کے جنت مین بے اسکے کہ وہ مکلف ہین ساتھ اوسکے پھر وہانسے آگے چلکر بہت نیک اور بد گروہون کو دیکھا
کہ عالم برزخ اور عالم مثال مین وہ اپنی جزاے اعمال مین نیکی اور بدی کے گرفتار اور ماخوذ ہین یہ انتخاب ہے مظاہر حق او

اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوۃ کا عالم برزخ کہتے ہین عالم قبر کو اور وہ عبارت ہے اوس زمانہ سے کہ درمیان وقت موت
کے اور زمانہ قیامت کے ہے از خیالات وغیرہ اور عالم مثالی ایک عالم ہے نہایت لطیف عالم اجسام سے اور بہت کثیف عالم
ارواح سے اوسمین ارواح ومعانی اور فرشتے جسم اور صورت مختلف کہ صفت مین مناسبت رکھتے ہین پکڑتے ہین جیسے کہ اسلام
بشکل قبہ کی صورت اور علم دودھ کی صورت اور جبریل بشر کی صورت اور مانند اونکے اور سند اسکی یہ آیت ہے فتمثل لہا بشرا
سویا یعنی بن آیا اوسکے آگے آدمی پورا انتہی خلاصہ محلی وتقریر شیخ اکبر اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم ایک قوم پر کہ بوتے تھے اور کاٹتے تھے اوسکو ایک ہی دن مین اور جب وہ اوس بوئے ہوئے کو کاٹتے
پھر ویسا ہی ہوجاتا آپنے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ لوگ کون ہین کہا یہ لوگ مجاہدین فی سبیل اللہ ہین دو چند کی
گئی ہین نیکیان اونکے سات سو تک وَمَا اَنفَقتُم مِّن شَیءٍ فَھُوَ یُخلِفُہٗ وَھُوَ خَیرُ الرّٰزِقِینَ ترجمہ اور جو خرچ کرتے ہو
کچھ چیز وہ اوسکا عوض دیتا ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا رزاق حقیقی سوائے خدائے تعالی کے کوئی نہین ہے اور
غیر اوسکا واسطہ ہے اللہ تعالی کے رزق پہنچانے کا تو غیر کو رزاق کہنا مجازی ہے پس استعمال خیر الرازقین کا اسمقام
مین بطریق عموم مجاز کے ہے نہ بطریق جمع کے درمیان حقیقت اور مجاز کے کما فی المظہری اور حدیث قدسی مین آیا ہے
کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے ای ابن آدم خرچ کر مال تاکہ خرچ کیا جاوے تجھپر اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے کہ نہین خرچ کیا کسی مومن نے کچھ نفقہ سوا اللہ تعالی پر ہے عوض اوسکا در حالیکہ وہ ضامن ہے یعنی بطریق
فضل اور رحمت کے اوسکے عوض کا ذمہ دار ہے مگر وہ نفقہ کہ تھا عمارت نا مشروع کے بنانے مین یا معصیت خدا عزوجل
مین کما فی المعالم پھر ایک قوم پر گذرے کہ پھوڑے جاتے تھے سر اونکے پتھرون سے جب پھوٹ جاتے پھر جیسے تھے ویسے
ہی درست ہوجاتے اور نہین کم ہوتا اونسے اس عذاب سے کچھ پوچھا آپنے جبریل علیہ السلام سے یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ
ہین کہ بھاری ہوتے سر اونکے نماز پنجوقتی سے یعنی ادا سے نماز پنجوقتی مین سستی کرتے تھے اور بیوقت پڑھتے تھے اور
رکوع وسجود خوب طرح نہین ادا کرتے تھے پھر گذرے ایک قوم پر کہ اونکے قبلون پر رقعے تھے اور اونکے دبرون پر بھی چپکائے
جاتے تھے جسطرح چپکائے جاتے ہین چارپائے کھاتے تھے جھاڑ کانٹے اور تھوہر اور گرم پتھر دوزخ کا آپنے جبریل علیہ السلام
سے کہا یہ کون لوگ ہین کہا وہ لوگ ہین کہ زکوۃ ادا نہین کرتے اپنے مالون کی اور ظلم نکیا ہے اونپر خدا نے وما انا بظلام
للعبید ترجمہ اور نہین مین یعنی اللہ تعالی ظلم کرنے والا ہے اپنے بندون پر پھر گذرے ایک قوم پر کہ روبرو اونکے گوشت اچھا پاک
دیگون مین پکا ہوا دھرا تھا اور دوسرا گوشت مردار ونا پاک دیگون مین تو کھا رہے تھے وہ اوس مردار گوشت کو اور نکھاتے تھے
اوس ستھری کو پوچھا آپنے کیا ہے یہ ای جبرئیل عرض کیا کہ یہ وہ مرد ہین آپکی امت کے کہ ہے اونکے پاس بی بی حلال طیب پس
آتے ہین وہ عورت خبیثہ کے پاس یعنی حرام کاری کو پھر رہتے ہین اوسکے پاس صبح تک اور یہ آپکی امت کی وہ عورتین ہین
کہ اوٹھکر اپنے خاوند حلال طیب کے پاس سے آتی ہین مرد خبیث کے پاس یعنی غیر کے اور رہتی ہین اوسکے پاس صبح تک

پھر گذرے ایک مرد پر کہ جمع کیا تھا اوسنے ایک بڑا اشتارہ لکڑیونکا کہ نہ طاقت رکھتا تھا اوسکے اوٹھانے کی اور وہ اوس پر
اور زیادہ کرتا جاتا تھا آپنے پوچھا جبرئیل علیہ السلام سے کہ یہ کیا ہے کہا یہ ایک مرد ہے آپکی امت سے کہ اوسپر امانتیں لوگون
کے ہین اور وہ طاقت اونکے ادا کرنے کی نہین رکھتا اور پھر زیادہ اپنے اوپر لادتا جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ کہا
جبرئیل نے یہ مرد حریص ہے اوسنے خرچ سے زیادہ جمع کر لیا ہے پر حرص سے اوسپر اور بڑھاتا ہے کمافی المعارج مصحح کہتا ہے
ہوسکتا ہے کہ اوسمین دونون صفت ہون پھر مواہب کے روایت مین اوسکی حرص جمع کرنی امانتون کی کا بیان ہوا اور معارج
النبوۃ کی روایت مین اوسکی حرص جمع کرنے مال کا مذکور ہو واللہ تعالیٰ اعلم پھر گذرے ایک قوم پر کہ کاٹی جاتی تھین اونکی
زبانین اور ہونٹ آہنی مقراضون سے پھر جب کٹ چکتین پھر ویسے ہی ہو جاتین جیسے کہ تھین اور نہین کم ہوتا تھا اون کو
اوس عذاب سے کچھ پوچھا آپ نے یہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے هولاء خطباء الفتنة یعنی یہ لوگ واعظ فتنہ انگیز ہین
اور ایک روایت مین ہے کہ کہا یہ واعظ ہین آپکی امت کے امر کرتے لوگون کو نیک کام کرنے کو اور بھولاتے ہین اپنی جانون کو
اور ایک روایت مین یہ زیادہ ہے کہ پڑھتے ہین کتاب خدا کی اور اوسپر عمل نہین کرتے واضح ہو کہ امر کرنا اپنے نفس کو اول واجب
ہے اور غیر کو واجب دوسرا ہے پس ملامت اور عذاب نکرنے پر ہے نہ اونکے اوس کہنے پر از مشکوۃ و بیضاوی وغیرہا اور فرمایا
عیسی علیہ السلام نے یا واعظ عظ نفسک ای واعظ اول شربت نصیحت کا اپنے نفس بیمار کو پلا جب وہ تندرست ہو تب
دوسرونکے علاج مین مشغول ہو ؏ ای دل کہ جملہ را کردی تو کرم ❊ کرم کن خود را واز حق دار شرم ❊ ای زبان کہ جملہ را
ناصح بدی ❊ نوبت تو گشت از چہ تن زدی ❊ جواہر التفسیر اسلیے کہ لوگ اونکے کردار خلاف گفتار کے دیکھکر بد
کہتے ہین بلکہ کبھی اونھین کے کہے ہونے سے انکار کر بیٹھتے ہین اور یہی فتنہ ہے نقل مشہور ہے کہ ایک شخص نے کہا خیرات
لینا اچھا ہے اور خیرات کرنا برا اسواسطے کہ اگر خیرات کرنا اچھا ہوتا تو بڑے لوگ اختیار کرتے وہ لیتے ہین دیتے نہین
پھر گذرے ایک چھوٹے سوراخ پر کہ نکلتا ہے اوس مین سے ایک بیل بڑا پھر چاہتا ہے کہ لوٹ کر جاوے اوسی سوراخ مین
سو طاقت نہین رکھتا ہے اوسمین جانے کے پوچھا آپ نے یہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ وہ مرد ہے کہ کلام کرتا تھا
اپنی قدرت سے بڑھکر پھر نادم ہوتا ہے اوسپر پھر طاقت نہین رکھتا ہے یہ کہ رد کرے اوسکو یعنی طرف مونھہ اپنے کے
اور فرمایا کہ گذرا مین ایک بڑے پتھر پر اوسمین ایک سوراخ چھوٹا تھا اوس سے پانی نکلتا تھا پھر اوسی طرف لوٹنا چاہتا
تھا پر لوٹ نہ سکتا تھا جبرئیل علیہ السلام سے مین نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا یہ پتھر مثال مونھہ کے ہے اور سوراخ نمونہ زبان کا
اور پانی تمثیل سخن کے ہے اسمین آپکو تعلیم ہے کہ مونھہ سے بات نکلی مونھہ کی طرف نہین لوٹ سکتی معارج لہذا کہا ہے السر
اذا جاوز الاثنین فقد شاع پھر گذرے آپ ایک جنگل پر کہ آتے تھے وہان ہوا ٹھنڈھی خوشبودار اور آتے تھے خوشبو
مشک کی پھر آپ نے ایک آواز سنی پوچھا یہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ آواز جنت کی ہے کہتی ہے کہ رب اٰتنی
ما وعدتنی یعنی ای رب میرے دے تو مجھکو جو وعدہ کیا ہے تو نے مجھ سے سو تحقیق زیادہ ہوگئی خوشبو میری اور استبرق

میرا اور حریر میرا اور سندس میرا اور عبقری میرا اور موتی میرے اور مونگے اور چاندی میری اور سونا میرا اور کوزے میرے
اور جام میرے اور رچھاگلین میری اور مرکب میرے اور شہد میرا اور پانی میرا اور دودھ میرا اور شراب میری پس دے تو مجھکو
جو کچھ وعدہ کیا تو نے مجھ سے سو فرمایا اللہ تعالی نے لك كل مسلم ومسلمة ومومن ومومنة ومن آمن بي وبرسلي
وعمل صالحا ولم يشرك بي ولم يتخذ من دوني اندادا ومن خشيني فهو امن ومن سالني اعطيته ومن اقرضني
فجزيته ومن توكل علي فكفيته انني انا الله لا اله الا انا لا اخلف الميعاد قد افلح المومنون وتبارك الله احسن
الخالقين قالت قد رضيت ترجمہ تیرے لیے ہیں تمام مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان
والی عورتیں اور وہ کہ ایمان لایا مجھپر اور میرے رسولوں پر اور عمل کیے نیک اور شریک کیا اوسنے میرا اور نہیں پکڑا
اوسنے ورا سے میرے کسی کو میرا ہمسر اور وہ جو ڈرا مجھسے سو وہ امن میں ہے فرمایا ف جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ اس سے معلوم ہوا کہ داخل
ہونا اور ہمیشہ رہنا جنت میں اور رضا الہی واسطے اہل خوف کے ہے اسواسطے کہ مدار امر کا اور باعث ہر چیز کا اور
ناہی پر معصیت اور شر کا خوف اور خشیت ہے مظہری وجمل اور جسنے سوال کیا مجھسے دیتا ہوں میں اوسکو اور وہ
کہ جسنے قرض دیا مجھکو سو جزا دیتا ہوں میں اوسکو یعنی قرض دے بندوں میرے کو ساتھہ حذف مضاف کے یا معنی
یہ ہین کہ خرچ کرے مال اپنا میری راہ میں اس امید پر کہ میں اوسکو عوض اوسکا دون دوتا دون پس اپنی راہ مین
دینے کو قرض تعبیر کیا تاکہ دلالت کرے التزام جزا پر کیونکہ قرض اخراج مال کا ہے واسطے استرداد بدل کے قرطبی
ومظہری اور وہ کہ جسنے توکل کیا مجھپر سو کفایت کرتا ہوں میں اوسکو وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ روایت
ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے اگر توکل کرو اللہ پر جو حق
ہے توکل کا البتہ روزی دے تمکو جیسے کہ روزی دیتا ہے پرندوں کو کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہین اور شام کو لوٹتے ہین
پیٹ بھرے از ترمذی وابن ماجہ ترجمہ بیشک میں ہوں معبود سوا میرے نہیں کوئی معبود نہیں خلاف کرتا ہوں میں
وعدہ تحقیق فلاح پائی ایمان داروں نے سو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر خالق بنانے والا کہا جنت نے تحقیق میں
راضی ہوئی ف اور فلاح پہنچنا ہے مقصود کو اور نجات پانا مرہوب سے اور باقی رہنا خیر میں اور کامل فلاح یہ ہے کہ
معذب نہو اصلا نہ قبر میں اور نہ ساتھہ مناقشہ حساب اور نہ شدائد قیامت اور نہ دخول نار کے اور نہ ساتھہ دشواری
گذرنے کے پل صراط پر اور پہنچنا اعلی مقاصد کو جنتوں میں اور مراتب قرب اور دیدار اور رضوان کو اور فلاح فی الجملہ
واسطے ہر مومنین کے ہے مظہری اور اس معنی میں اشارہ ہے کہ خالق اس جگہہ بمعنی صانع کے ہے جیسا کہ حجاج نے کہا ہے
اور اسی معنی میں اس آیت میں وارد ہوا ہے اِنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ اور بعضی کہتے ہین کہ بر سبیل
فرض کے ہے اور فرض محال کا محال نہیں ہے یعنی جو فرض کرین تعدد خالقین کا جیسے کہ رائی معتزلہ کی ہے کہ مجوس

اس امت کے ہین تو وہ خالق بہت بہتر خالقین کا ہے از مظہری پھر گذرے ایک نالے پر پھر سنی آپ نے ایک آواز
ناپسند اور مکروہ اور پائی بدبو پوچھا آپ نے یہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ آواز جہنم کی ہے کہتی ہے اے رب میرے دے
مجھکو جو وعدہ کیا تو نے مجھسے پس تحقیق بہت ہو گئین زنجیرین میری اور طوق میرے اور آتش میری اور گرم پانی میرا اور ضریع
اور غساق میرا یعنی جھاڑ کانٹے کے اور پیپ بہتی میرے ضریع نام ہے ایک گھانس کا کہ اکثر ندی کے کنارے پر اوگتی ہے
جبتک تر رہتی ہے اونٹ کے چارہ مین کام آتی ہے اور جب خشک ہو جاتی ہے تو ضریع کہلاتی ہے اور سم قاتل ہو جاتی
ہے کوئی جانور اوسے نہین کھاتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہان کی ضریع کو یہان کی ضریع پر قیاس نکرو وہ ایک
شی ہے آگ مین کہ چبھنے مین کانٹے کے مشابہ ہے اور تلخی مین ایلوے سے زیادہ ہے اور بدبوئی مین مردار سے بڑھکر ہے اور
گرمی مین آگ سے تیز ہے کما فی فتح العزیز اور غساق میل اور پیپ دوزخیون کے جلے بدن کا کہ دوزخ کے گڑھون مین جمع
ہوگا اور دوزخی بکمال اضطرار تشنگی سے اوسے پیوینگے فتح العزیز اور پیوینگے حمیم یعنی جلتا پانی اور طعام دوزخ کا
کئی طرح کا ہے اسواسطے کہ طبقات معذبین کے کئی طرح کے ہین پس بعضون کا کھانا زقوم اور بعضون کا غسلین اور بعضون
کا ضریع ہے لہذا فرمایا ہے لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ پس نہین منافات ہے درمیان اس قول باری تعالی کے لَيْسَ
لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ الآیہ اور اس قول کے وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ الآیہ فتوحات اور زیادہ ہو گیا عذاب میرا اور دو
تنگ ہو گیا گھر اومیرا اور سخت ہو گئی گرمی میری سو دے مجھکو جو تو نے وعدہ کیا مجھسے فرمایا اللہ تعالی نے اوسکو تیرے ہی لیے ہین
تمام مشرک مرد اور مشرکہ عورتین اور کافر مرد اور کافرہ عورتین اور ہر ایک سرکش کہ نہ ایمان لایا قیامت کے دن پھر کہا اوسنے کہ
تحقیق راضی ہوئی مین فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھر چلا مین یہان تک کہ آیا بیت المقدس کو اور بیہقی مین
ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ پکارا مجھکو ایک پکارنے والے نے
داہنی طرف سے کہ دیکھ میری طرف کہ سوال کرون مین تجھسے سو نہ جواب دیا مینے اوسکو پھر اسیطرح سے بائین طرف سے کسی
دوسرے نے آواز دی اوسکو بھی جواب نہ دیا مینے پھر بیان کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ وہ پہلا پکارنے والا داعی
یہود کا تھا اگر آپ جواب دیتے اوسکو البتہ یہود ہو جاتی امت آپکی اور وہ دوسرا داعی نصاری کا تھا اگر جواب دیتے
آپ اوسکو البتہ ہو جاتی امت آپکی نصاری اور اوسی مین ہے کہ جب آسمان دنیا پر آپ تشریف فرما ہوئے دیکھا وہان حضرت
آدم علیہ السلام کو اور دیکھے وہان پر خوان اور اون پر بہت پاکیزہ گوشت رکھا تھا اور نہ تھا کوئی اونپر کھانے والا اوس
گوشت کا اور دوسرے اور خوان دیکھے اونپر گوشت گندہ بدبو کرنے والا دھرا تھا اونپر آدمی بیٹھے اوس گوشت کو کھا رہے
تھے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ وہ لوگ ہین جو چھوڑتے ہین حلال کو اور کھاتے ہین حرام کو اور اوسی مین ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم گذرے ایک قوم پر کہ پیٹ اونکے بڑے بڑے تھے مانند کوٹھون کے جب کوئی اون مین کھڑا ہوتا تھا
تو گر پڑتا کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ بیاج کھانے والے ہین اور اوس مین ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

ایک قوم پر کہ ہونٹ اونکے اونٹون کے سے تھے کہاتے تھے انگارے اور نگلتے تھے اونکو پھر باہر نکلتے تھے وہ انگارے اونکے نیچے سے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ وہ لوگ ہین کہ کہاتے تھے مال یتیمون کا ناحق اور گذرے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم عورتون پر کہ لٹکائی گئین تھین وہ ساتھ پستانون اپنی کے اور تحقیق تہین وہ زناکارین اور گذرے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم ایک قوم پر کہ کاٹا جاتا تھا گوشت اونکا پہلوون سے سو وہ کہاتے تھے اوسکو اور تحقیق تھے وہ ہماز اور لماز یعنی چغل خور اور عیب چین ف اور مروی ہے انس رض سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے کہ شب معراج مین گذرا مین ایک قوم پر اونکے ناخون تھے تانبے کے کہروچتے تھے اونکے ساتھ مونھہ اپنے پھر کہا مینے ای جبرئیل کون ہین یہ لوگ کہا یہ وہ ہین کہ کہاتے تھے گوشت آدمیون کے اور پڑتے تھے اونکی آبروؤن مین یعنی غیبت کرتے تھے اور عیب لگاتے تھے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کما فی الطریقۃ المحمدیہ اور اوسکی شرح وسیلہ احمدیہ مین کہا مشاہدہ کرنا اس قوم کا قبل پہنچنے بیت المقدس کے تہا اور بعضی کہتے ہین آتش دوزخ مین دیکہا اور نہین مانع ہوتی ہے کوئی چیز بعد سے یعنی دوبارہ دیکہا ہو مولف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ بس نہین منافات ہے درمیان اوس قول کے کہ بعضون نے کہا ہے کہ اون قومون کو آسمان پر دیکہا اور بعضون نے کہا ہے زمین پر پھر بیت المقدس پہنچکر آپنے انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کو دیکہا تھا ارواح متمثلہ اونکے کے یا ساتھ ابدان کے کیونکہ وہ زندہ ہین جیسے کہ نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا مستدعی ہے جسم زندہ کو اسیطرح وہ صفات کہ ذکر کی گئی ہین بیچ لیلۃ الاسرا کے وہ کل صفات اجسام کے ہین اور اوسکو یہ لازم نہین ہے کہ ہووین اونکے اجسام ساتھ اون کے جیسے کہ تھے دنیا مین تاکہ محتاج ہووین شراب و طعام کے جسطرح دنیا مین تھے انتہی نسیم الریاض وانتباہ الاذکیا فی حیات انبیا اور اونکی امامت کی یعنی نماز عشا کی پڑھائی اسواسطے کہ اسرا اول رات مین واقع ہوئی اور یہ نماز فرض تھی بعضی انبیا پر جیسا کہ روایت کیا ہے محدثون نے اور مختار کیا اسکو امام نووی رحمہ اللہ نے انتہی نسیم الریاض مروی ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب مین مسجد اقصی مین پہنچا وہان مینے ایک جماعت فرشتون کی دیکہی کہ آسمان سے میرے استقبال کو آئی تھی اور مجہکو اونہون نے سلام کیا اور خدا تعم کی طرف سے بشارت دی اور سلام ساتھہ ان لفظون کے کیا السلام علیک یا اول یا آخر یا حاشر مینے جبرئیل علیہ السلام سے پوچہا کیا ہے یہ سلام انکا مجہکو کہا تو ہی اول شخص ہوگا کہ شفاعت کریگا اور شفاعت تیری قبول ہوگی اور تو ہی آخر سب انبیا کا ہے اور اول حشر کیا جاویگا تیرا قیامت کو اور تیری امت کا پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجہے براق سے اوتارا اور براق کو ایک حلقہ دروازہ مسجد سے باندہ دیا اس مین اشارہ ہے ساتھہ مباشرت اسباب کے اور وہ مانع نہین توکل کو اسلیے کہ حضرت نے فرمایا اعقلوا وتوکلوا یعنی باندہو اور توکل کرو مولوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ۵ گفت پیغمبر بآواز بلند ✧ بر توکل زانوی اشتر ببند اور اوسی حلقہ سے سب اگلے انبیا اپنے مرکبون کو باندہا کرتے تھے اور بیان نکیا گیا کہ کہان تہا وہ حلقہ پس بعضی کہتے ہین وہ روبرو دروازہ مسجد اقصی کے تہا اور وہ جو ترمذی کی حدیث مین آیا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ تعم علیہ

و آلہ وسلم جب پہونچے بیت المقدس تک اشارہ کیا جبرئیل علیہ السلام نے صخرہ کیطرف پھر پھاڑا اوسکو اور باندھا براق کو اوسمین اور یہی معروف ہے اور مین نہین پہچانتا ہون اوسکو کہ پہلے مذکور ہوا کہ وہ کس شخص سے نقل کیا گیا ہے اور مسلم کے لفظون مین مربوط کا مذکور نہین اور ظاہر سیاق چاہتا ہے کہ وہ براق ہے بنا بر اسکے کہ انبیا اوسپر سوار ہوتے تھے اور وہی صحیح ہے کہ اوسی پر سوار ہوئے والا انبیا سے جنس انبیا کی مراد لی گئی اور ثابت کیا گیا سب نبیون کے واسطے فعل بعض کا اور یہ جائز ہے اور یہ احتمال کہ باندھتے تھے اپنی چارپائی بعید ہے اور احتمال براق ہونے کا قوی ہے نسیم الریاض اور مین مسجد اقصی مین آیا اور ایک جماعت انبیا علیہم السلام کی دیکھی اونھون نے مجھپر سلام کیا اور درود بھیجا مینے کہا ای جبرئیل علیہ السلام یہ کون ہین کہا یہ تمھارے بھائی انبیا علیہم السلام ہین پھر مینے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا سب انبیا اور ملائکہ نے واسطے نماز کے صف باندھی پھر جبرئیل علیہ السلام کے کہنے سے مینے امامت کی نسیم الریاض مین ہے کہ امامت حضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم کی دلالت کرتی ہے آپکی افضلیت پر اوپر سب انبیا کے لہذا دلیل پکڑی صحابہ کرام نے اوپر تفضیل صدیق اکبر رضم کے سب صحابہ رضہ پر ساتھ امام بنانے اوس سرور علیہ السلام کے بیچ مرض موت اپنی کے اوس رضی اللہ تعم عنہ کو اور کہا اونھون نے نہین پسند رکھتے ہم واسطے دنیا کے یعنے امر خلافت کے مگر اوس شخص کو کہ پسند رکھا اوسکو آپنے واسطے دین ہمارے کے تفصیل اسکی جلد ثانی مین آویگی اور دو رکعت نماز پڑھائی اور وہ دو رکعتین کہ آپنے پڑھین تحیۃ المسجد تھین چنانچہ تصریح کی ساتھ اسکے علامہ خفاجی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ تعم نے بیچ شرح شفا کے جب نماز سے فارغ ہوئے بعض نے خواص انبیا علیہم السلام سے ثنا اور حمد باریتعالی کی کری اور فضیلتین اور نعمتین کہ حق تعالی نے اونکو دی تھین بیان کین شکر کے طور پر اول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا حمد اور ثنا اوس خدای تعالی کو جسنے مجھکو خلیل پکڑا اور بڑا ملک مجھکو عنایت کیا اور تنہا مجھکو امت کہا اور امام آدمیون کا کیا اور آتش نمرود سے مجھکو رہائی دی اور اوسکو مجھپر سرد کیا ساتھ سلامتی کے پھر حضرت موسی علیہ السلام نے کہا حمد اور ثنا اوس خدا کو کہ مجھکو جسنے اپنا کلیم کیا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ برگزیدہ کیا مجھکو ساتھ رسالت اور کلام اپنے کے اور اوتاری مجھپر توریت اور فرعون اور اوسکے لوگون کو میرے ہاتھ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو اوسنے میرے ہاتھ پر نجات دی اور بعضی قوم میری کو ایسا کیا کہ وہ رہنمای خلق ہوئی اور ایمان اور راستی پر ثابت قدم رہے پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا حمد اور سپاس اوس خدای تعالی کو کہ جسنے مجھکو ملک عظیم دیا اور زبور تعلیم فرمائی مجھکو اور لوہا میرے ہاتھ مین نرم کیا اور پہاڑ اور پرندے تابع کیے کہ میرے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور فصل الخطاب مجھے عنایت کیا وہ ایک زنجیر تھی اوسکے گول حلقے جواہر جڑے موتیون کے ڈنڈے مین آگ کا سا رنگ لوہے کا سا زور تھا ایک سرا اوسکا کہکشان سے جڑا دوسرا اونکے عبادت خانہ سے ملا اوسکے چھونے سے ماندہ چنگا ہوتا غمزدہ آسودہ ہوتا اور اوسکی حرکت اور آواز سے نیا حادثہ داؤد علیہ السلام کو دریافت

ہوتا جھگڑے والے فیصلہ کو آتے سچا حق دار اوسے چھو لیتا جھوٹا نچھو سکتا داؤد علیہ السلام کے وفات کے بعد بھی
بڑی مدت تک رہی لوگ تمیز حق و باطل اور محق اور مبطل کی اوس سے کرتے رہے جب اہل باطل اوس سے بہت تنگ
آئے تب مکر اور حیلہ اوٹھائے وہ سلسلہ جاتا رہا اون مین سے ایک حیلہ یہ تھا کہ ایک ملکزادہ نے کچھ جواہر قیمتی ایک شخص
پاس امانت دھری اوسنے لاٹھی کھوکھل مین بھر کے پھر منکر ہو گیا زنجیر پاس آئے مالک نے زنجیر چھو لی منکر کو کہا
اب تو بھی چھوا اوسنے کہا یہ عصا پکڑلے مین چھونے جاتا ہون صاحب جواہر نے ہاتھ مین پکڑ لیا وہ مکار زنجیر پاس
گیا اور عرض کیا یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ مینے جواہر اوسکے مالک کو دیدئے ہین تو زنجیر کو مجھسے نزدیک کر دے اوسی دم
زنجیر نیچے اوتری اوسنے پکڑ لی لوگون کو تعجب ہوا اوسکے دوسرے روز سے جاتی رہی کذا فی المعالم وجواہر التفسیر و
قصص الانبیا وروضۃ الصفا پھر حضرت سلیمان ؑ نے کہا حمد اور سپاس اوس خدا تعالی کو جسنے ہوا اور دیوون کو میرا تابعدار کیا
اور دیوؤن پریون کا لشکر میرے فرمان مین کیا کہ جو کچھ مینے چاہا قلعون اور تصویرون اور بڑے بڑے پیالون سے مانند
تالاب کے اور دیگین بڑی اونچے چھولھون پر جمی میرے واسطے تیار کیا اور زبان پرندون کی مجھے سکھائی اور ایسا ملک
مجھکو بڑا دیا کہ لاینبغی لاحد من بعدی اوسکی صفت ہے ترجمہ نہ چاہیے کسی کو میرے پیچھے اور میرے ملک کو پاک گنا
یعنی حساب مملکت کا مجھسے دن قیامت کے اوٹھا لیا کہ لا حساب علیّ فیہ پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا حمد اور
سپاس اوس خدای تعالی کو کہ مجھکو اوسنے اپنا کلمہ بنایا اور مثل میری مثل آدم کی سی فرمائی ان مثل عیسی عند
اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون ترجمہ تحقیق عیسی کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم
کی بنایا اوسکو مٹی سے پھر کہا ہو جا وہ ہو گیا اور انجیل مجھے تعلیم کی اور حکمت مجھکو عنایت فرمائی اور مجھکو بنایا کیا کہ مین
مٹی سے صورت جانور کی بناتا اور اوسپر پھونک مارتا وہ پرندہ زندہ ہو جاتا اللہ تعالی کے حکم سے اور چنگا کرنا اندھے
مادرزاد کا اور سفید داغ والے کا مجھے عنایت کیا اور مجھکو آسمان پر اوٹھا لیا اور پاک کیا مجھکو منکرون سے اور مجھکو
اور میری مان کو شیطان کے شر سے اپنی پناہ مین لیکر بچایا کہ کسی طور سے شیطان کو ہمپر راہ مسلط ہونے کی نتھی چنانچہ
مروی ہے مشکوۃ مین عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من بنی آدم
مولود الا یمسہ الشیطان حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطان غیر مریم وابنہا متفق علیہ ترجمہ
روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین آدمی پیدا ہوتا مگر چھوتا
ہے اوسکو شیطان جب پیدا ہوتا ہے یعنی وانگلی اوسکی کوکھ مین مارتا ہے کہ وہ ایذا پاتا ہے سو وہ چنختا ہے چلا کر بسبب چھونے شیطان کے سوا مریم اور
اونکے بیٹے کے روایت کیا شیخین نے اور یہ بات بسبب قبول ہونے دعا حضرت مریم کی والدہ کے ہوئی کہ کلام اللہ مین کورہے وانی اعیذھا بک وذریتہا من الشیطان
الرجیم ترجمہ اور تحقیق مین پناہ مین دیتی ہون تیرے اوسکو اور اوسکی اولاد کو شر سے شیطان راندے گئے کے حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ جماعت انبیا علیہم السلام کی بیان کرنے اپنے اپنے محامد سے فارغ ہوئی مینے بھی

حمد باریتعالی کے ادا کی اور کہا کہ حمد اور سپاس خاص اوس خدای تعالی کو ہے کہ جسنے مجھے اوسنے رحمت للعالمین کیا او
کافۃ انّاس پر ساتھہ رسالت کے بھیجا اور بشیر اور نذیر اونکا کیا اور فرقان مجید مجھپر نازل فرمایا کہ اوسمین بیان سب اشیا
کا ہے اور میری امت کو بہترین امتون کا کیا اور میری امت کو امت وسطا اور عدل کہا اور اول و آخر مقرر کیا یعنی وہ پہلے
بہشت مین جاوے گی اور پیچھے ظہور مین آویگی اور سینہ میرا کھولا اور گناہ مجھسے دور کیے کہ الم نشرح لک صدرک و
وضعنا عنک وزرک بشر اسیر ہے ترجمہ کیا نہین کھولا ہمنے واسطے تیرے سینہ تیرا اور اوتار لیا ہمنے تجھسے بوجھہ تیرا
یعنی شق کیا گیا سینہ اور دل لڑکائی کی حالت مین اور معراج کے وقت مین اور پھینک دی پھٹک خون کی کہ وہ حظ
شیطانی تھی اور مراد اوس سے رذائل عناصر اور نفس و قلب کے ہین جن پر نفس مخلوق ہین اور وہ داعی ہین ہر نفس
کو امارہ بالسوء ہونے کو پھر بعد شگاف کے اور دھونے کے کدورات بشریہ سے اور پھر دینے کے حکمت اور کمال ایمانی سے و
سی دیا گیا چنانچہ اثر سینے کا انس رض آپکے سینہ مین دیکھا کرتے تھے پس کشادہ کیا گیا سینہ آپکا اور ایسی استعداد
کامل عطا کی گئی کہ دنیا مین رویت الہی کے متحمل ہوئے اور کمالات علوم حقیہ اور اعلی معارف لدنیہ کے کہ جو ساتھہ نور
الہی کے دیکھی جاتی ہین نہ ساتھہ عقل عقلا کے اوسمین بھر دیے گئے یہ معنی ہین شرح صدر کے کہ مظہری وغیرہ مین ذکر کیے گیے
اور نام میرا بلند کیا اور مجھکو فاتح اور خاتم کیا جب آپ یہ تمام محامد اپنے بیان کر چکے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب انبیا
علیہم السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھذا افضلکم محمد یعنی ساتھہ اسکے فضیلت دیے گئے ہین تم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یہ انتخاب ہے روضۃ الاحباب اور مظاہر حق کا پھر اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کا جبرئیل علیہ السلام نے
ہاتھہ پکڑا اور نزدیک صخرہ کے لائے کہا برقی نے غرائب موطا مین کہ صخرہ غرائب دنیا سے ہے سارے پانی اوسکے نیچے سے
نکلتے ہین اور وہ صخرہ[۵۱] سما ہے مسجد اقصی کے وسط مین معلق ہے مانند پہاڑ کے درمیان آسمان اور زمین کے نہین تھامے ہے اوسے
مگر خدای تعالی اور اوسکے اوپر کیطرف نشان قدم رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کا بنا ہوا ہے اوس وقت کا کہ سوار
ہوئے تھے آپ براق پر سو وہ جھک گیا تھا اوس جانب کو ہیبت سے آپکی اور دوسری جانب مین اثر فرشتون کی انگلیون
کا ہے کہ اونھون نے تھاما تھا جسوقت وہ ایکطرف جھکتا تھا اسی لیے ایک جانب اوسکی زمین سے اونچی ہے بہ نسبت دوسری
جانب کے اور نیچے اوسکے غار ہے اور اسکا دروازہ بھی کھلتا ہے اوس کسی کی خاطر کہ داخل ہوتا ہے اوسمین نماز و دعا کے لیے
انتہی نسیم الریاض اور یہ صخرہ بیت المقدس سردار ہے صخرونکا جیسا کہ حدیث[۵۲] مین ہے وعن علی ابن ابی طالب رض قال
سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول سید البقاع بیت المقدس وسید الصخور صخرۃ بیت المقدس
اور منجملہ صخرات جنت سے ہے روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال صخرۃ بیت المقدس من صخرۃ
الجنۃ اور حدیث مین ہے عن عبادت الصامت رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ تعالی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم صخرۃ بیت المقدس علی نخلۃ والنخلۃ علی نہر من انہار الجنۃ وتحت النخلۃ اسیۃ امرءۃ فرعون

ومريم ابنة عمران ينظمون سموط اهل الجنة الى يوم القيمة فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صخرہ بیت المقدس ایک
کھجور کے درخت پر ہے اور وہ درخت جنت مین ایک نہر کے کنارے پر ہے اور نیچے اوسکے آسیا بی بی فرعون کی اور مریم
بنت عمران اہل جنت کے ہار گوندہ رہی ہین اور وہ قبلہ ہو چکا ہے ہر نبی کا حضرت آدم سے آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم تک روی اللیث عن یونس الزہری قال لم یبعث اللہ منذ ہبط آدم الی الارض نبیا الا جعل
قبلة صخرة بیت المقدس چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو بعد ہجرت کے حکم آلہی ہوا کہ طرف صخرہ
بیت المقدس کے نماز پڑھین پس سولہ یا سترہ مہینے تک طرف صخرہ بیت المقدس کے نماز پڑھا کیے پھر ایک روز
خارج مدینہ سے مسجد بنی سلمہ مین مع صحابہ نماز ظہر پڑھتے تھے دو رکعت نماز پڑھ چکے تھے کہ اوس حال مین آپ بحکم وحی الہی
طرف کعبہ شریف کے متوجہ ہو گئے پس ہو گئے مرد عورتون کی جگہ اور عورتین مردون کی جگہہ پس وہ مسجد مسجد القبلتین
مشہور ہوئی اور یہ حال دوسرے سال ہجرت کے نصف شعبان روز سہ شنبہ وقت ظہر کے ہوا اور کہا گیا کہ وہ ماہ
رجب تھا اور یہ حال اپنے مقام پر بتفصیل آویگا انشاء اللہ تعالی اور وہ زمین مین ہے عجائبات قدرت الہیہ سے کہ وہ ایک
چٹان پتھر کی انگرہ معلق ہے درمیان صحن مسجد اقصی کے نہین تھانبی ہے اوسکو کوئی مگر وہ کہ تھانبی ہے آسمان کو
اور قدیم الایام سے وہ اوسی مقام پر معلق ہے اور مسجد اقصی کی بنا حضرت داود علیہ السلام نے ڈالی پھر دوبارہ اوسکو حضرت
سلیمان علیہ السلام نے بڑی رفعت شان اور عظمت وجلالت کے ساتھ بنائی جیسا مشہور ومعروف ہے اوس زمانہ
مین صخرہ شریفہ زمین سے بارہ گز بلند معلق تھا مقدار گز کی ایک ہاتھ اور ایک بالشت اور ایک قبضہ انتہی الانس الجلیل
اور وہ اسیطرح معلق رہا یہان تک کہ آئی اوسکے نیچے ایک حاملہ عورت پھر اوسکو اپنے اوپر معلق دیکھکر ڈر گئی اور حمل
ساقط ہو گیا پس بنائی گئی گرد اوسکے عمارت مدور سو چھپ گیا حال اوسکا نظرون سے اور وہ ایک آیت ہے آیات
اللہ سے وعن ابی ہریرة رض عن النبی صلعم انه قال المیاه العذبة والریاح اللواقح تخرج من تحت صخرة بیت المقدس
یعنی مروی ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول خدا نے نکلتے ہین اوسکے نیچے سے سب پانی میٹھی اور ہوائین بارد
اور وہان سے تمامی روی زمین پر متفرق ہوتے ہین اور سیحون اور جیحون اور نیل اور فرات بھی صخرہ کے نیچے سے
نکلتے ہین چنانچہ حدیث مین ہے وعن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ الانہار الاربعة سیحان وجیحان و
النیل والفرات فاما سیحان فنہر بلخ واما جیحان فدجلة واما النیل فنیل مصر والفرات ففرات الکوفة
وکل ماء یشربه ابن ادم فهو من هذه الاربعة ویخرج من تحت صخرة بیت المقدس انتهی الانس الجلیل
اور زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام مین اوسپر ایک قبہ تھا یعنی گرد اوسکے اور صخرہ شریفہ اوسکے اندر تھا جیسے مزارون
پر ہوتا ہے حد سے زیادہ بلند یعنی اٹھارہ میل بلند اور ایک روایت مین بارہ میل بلند تھا اور اوسکی چوٹی پر ایک ہرن
سونے کا بنا تھا اور اوسکی دونون آنکھون مین ایک ایک یاقوت سرخ یا موتی جڑا تھا از بس روشن کہ شہر بلقار کی عورتین

اوسکی روشنی مین کاتتی تھین بلقا نام شہر کا ہے کہ بیت المقدس سے دو منزل ہے اور سایہ اوسکا عمواس اور
بیت السرامہ تک پہنچتا تھا عمواس بفتح عین مہملہ وسکون میم وآخر سین مہملہ نام مقام کا ہے کہ سن اٹھارہ ہجری
مین وہان مرض طاعون عظیم ہوا تھا وہ مقام بیت المقدس سے ڈیرھ برید یعنی اٹھارہ کوس ہے برید چار فرسخ کا
اور فرسخ تین کوس کا ہے اور بیت السرامہ عمواس سے بھی دور ہے اور وہ عمارت قایم رہی چارسو ترپن برس تک
پھر فوج کشی کی بخت نصر نے مسجد اقصی پر اور قتل اور ہلاک کر ڈالا بنی اسرائیل کو اور پکڑ لے گیا ایک جماعت کثیر کو اون
مین سے اور جلا دیا شہر اور مسجد اقصی کو اور ڈھا کر پاٹ ڈالا اور اسّی گاڑی سونا اور چاندی لوٹ کھسوٹ کر لے گیا
اور مصداق وعید[۱] فمن اظلم ممن منع مساجد اللہ کا ہوا بخت نصر بضم موحدہ وسکون خا معجمہ وفتح نون وصاد
مہملہ مشددہ ورا مہملہ نام بادشاہ کافر معروف کا ہے اور اہل تاریخ مختلف ہین پس نزدیک بعض کے وہ بادشاہ مستقل تھا
اور نزدیک اکثر مورخین کے صحیح یہ ہے کہ وہ نائب تھا لہراسپ بادشاہ کا اور درمیان حکومت بخت نصر اور ہجرت نبوی
کے فاصلہ ایک ہزار تین سو اونتھر برس اور تین مہینے ستائیس روز کا تھا انتہی انس الجلیل اور دوسری وجہ انہدام اوس
قبہ کی یہ ہے کہ وہ عمارت سلیمانی قایم رہی یہانتک کہ آئے رومی اور غالب ہو گئے بیت المقدس پر یہ دونون وجہین
انہدام قبہ شریف کی انس الجلیل مین موجود ہین اور جمع بین الوجہین اسطرح ہو سکتی ہے کہ رومیون نے آثار بقیہ
تخریب بخت نصری کو بعد غلبہ کے بنائے ہون واللہ اعلم اور آپس مین کہنے لگے کہ اوس سے اچھا قبہ بنائین چنانچہ ویسا
ہی قبہ اوسی قدر بلند بنایا یعنی اٹھارہ یا بارہ میل بلند اور بنا لینا اسقدر عمارت کا شاید خصوصیات صخرہ مقدس
سے ہوگا کہ وہ ایک آیات باہرات آیات اللہ سے ہے دیا بوجہ اتباع بنا سلیمانی کے بنگئی ہو دیا اللہ تعالی نے اون کو
بسبب شدت کفر وطغیان از روی مخادعت اور ارخاء عنان کے یہ قوت عطا کر دی ہو کہ بعد کمال طغیان کے مستوجب
عذاب الہی کے ہو جاوین جیسا کہ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام سے مخالف ہو کر مکہ شریف مین آکر جناب الہی مین استسقا
کیا وہان تین ٹکڑے ابر کے سرخ اور سفید اور سیاہ نمود ہوئے اور آواز آئی کہ ایک ٹکڑا اختیار کر لو انھون نے
سیاہ ٹکڑا اختیار کر لیا وہ اونکے ساتھ ساتھ چلا آیا پس وہ اشقیا حضرت ہود علیہ السلام سے تمسخر کرنے لگے اور
اپنے کو خدا رسیدہ سمجھکر کفر مین حد سے زیادہ بڑھ گئے اوسمین سے ریح صرصر نکلی اور سبکو آٹھ دن اور سات رات مین
ہلاک کر ڈالا اور اسیطرح فرعون کے سامنے بحر قلزم بعد گذر قوم حضرت موسی علیہ السلام کے اوسی طرح ساتھ بارہ راستون
کے کھڑا رہا اوسنے سمجھا کہ یہ دریا میری تعظیم اور عبور کے واسطے کھڑا ہے پس واسطے تعاقب حضرت موسی علیہ السلام
کے دریا مین مع فوج گھس پڑا پس دریا منطبق ہو گیا سبکے سب غرق ہو گئے اور قبل اسکے واسطے صعود آسمان کے کوٹھا
بنوایا تھا وہ بلندی طبقہ ہوائی سے بھی گذر گیا تھا ؎ قضا نقش را بجائے رساند ٭ کہ آتش زہر راہی سنگ ماند
پس اوسکو بھی امتحان اور ارخاء عنان سمجھنا چاہیے ورنہ اسقدر بلند عمارت کا بنانا محالات عقل سے ہے اسواسطے کہ

[۱] محلی صادق آنے ۱۲ سے کون ۱۲ ظالم کا اوس کو کہا اوس کی تعریف ۱۲

طبقہ ہوائی بقول حکماء یونانی اٹھارہ فرسخ یعنی چوّن میل اور بقول حکماء فرنگ پندرہ فرسخ یعنی پینتالیس میل بلند ہے منجملہ پانچ میل تک آدمی یا پرندہ بخوبی گذر سکتا ہے کیونکہ وہان تک ہوا غلیظ قابل تنفس کے ہے بعد اوسکے ہوا لطیف ہوتی جاتی ہے حتی کہ ساتوین میل پر اسقدر ہوا لطیف ملتی ہے کہ اصلا قابل تنفس کے نہین کہ وقت تنفس کے بدن سے نافذ ہوجاتی ہے چنانچہ حکماء فرانس نے اس امر کو بذریعہ غبارہ اوڑکر بکرات ومرات امتحان کرکے بشرح وبسط تمام اپنی کتابون مین لکھدیا ہے انتہی اور زراندود کیا اوسکو اور پھر داخل ہوئے ستر ہزار راہب اور شماس چاندی سونے کی انگیٹھیان لیے ہوئے اور شرک کیا اوسین پس اولٹ پڑا اوپر وہ قبہ اور کوئی نہ بچا اون مین سے شاہ روم نے یہ حال دیکھکر جمع کیا قسرون اور شماسون اور رئیسون کو اور اوسکا سبب دریافت کیا اونھون نے جوابدیا کہ ہمارا معبود راضی نہوا پس نہ قبول کی عمارت پھر اوس سے المضاعف ساز وسامان صرف کرکے اوس سے زیادہ مستحکم قبہ بنایا اور اوسی صورت سے ستر ہزار راہب اور شماس وغیرہ داخل ہوئے پھر وہی حرکت ناشائستہ کی جو پہلے کی تھی پھر اوپر اولٹ پڑا پھر سب ہلاک ہوگئے پھر بادشاہ نے تیسری بار بدستور سابق لوگون کو جمع کرکے مشورہ لیا اونھون نے پھر وہی جواب دیا کہ ہمنے اپنے رب کو کما ینبغی راضی نہین کیا اسی واسطے خراب ہوگیا اب ہم چاہتے ہین کہ تیسری بار بنایا جاوے پھر تیسرا کرا اوسکو بنایا اور بہت مستحکم سمجھکر نصاریٰ کو جمع کرکے کہا کہ دیکھو اب تو کوئی قصور باقی نہین رہا ہے اونھون نے کہا کہ اب کچھ قصور نہین ہے پھر اوسپر سونے اور چاندی کا چلیپا نصب کیا پھر ایک قوم نہا دھو کر خوشبو لگا کر اوسین داخل ہوئے اور اوسیطرح شرک کیا اوپر ہی اوسیطرح ٹوٹ پڑا پھر چوتھی بار بادشاہ لوگون کو جمع کرکے بڑے غور اور تامل سے مشورہ مین مصروف ہوا اسی اثنا مین ایک پرانا بڈھا کالی ٹوپی لیے ہوئے اور سیاہ عمامہ باندھے کمر جھکائے لاٹھی ٹیکتے سامنے آیا اور کہا اے گروہ نصاریٰ ادھر آؤ مین تم سے عمر مین بڑا ہون مین نکل آیا ہون متعبدین سے کہ تمکو خبردار کرون پس میری بات مان لو پھر تم مجھکو کبھی نہ دیکھ پاؤگے بات یہ ہے کہ اس مکان کے لوگ ملعون ہوگئے ہین اور بیت المقدس پھر کر اس مقام پر آگیا ہے مراد اسمقام سے مقام کنیسۃ القمامہ ہے اور وہ مقام حقیقت مین وادی جہنم ہے جیساکہ مستفاد ہوتا ہے انس الجلیل سے لہذا صخرہ کو کھودکر اوسکے پتھرون سے اس جگہ کنیسا بناؤ پس ایسی گمراہی کی باتین کرتے کرتے یکایک نظرون سے غائب ہوگیا پس وہ لوگ ازحد نافرمان اور شدید الکفر ہوگئے اور اوسکے نسبت بڑی بڑی باتین بنانے لگے پھر خراب کرڈالا قبہ صخرہ کو اور اوسکے ستون پتھر وغیرہ سے اپنا کنیسہ بنایا اور کنیسہ وادی جہنم مین ہے اور یہ بھی کہہ گیا تھا کہ جب کنیسہ بنا کر فراغت پاؤ تا صخرہ کو خالی کرکے گھورا بناڈالنا پس اونھون نے ویسا ہی کیا یہان تک کہ وہان عورتین حیض کے لتے ڈالنے لگین پھر نہ بنائی گئی عمارت بیت المقدس کی زمانہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تک بلکہ زمانہ خلافت بھی گذر گیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین اوسکی شکست وریخت کی ترمیم کی اور جھاڑ بہار کرا اوسین جا دم

اور موذنین اور مصارف ضروریہ اوسکے مثل فرش و روشنی کے مقرر کئے اور وقت سلطنت خلیفہ عبدالملک بن
مروان کا پہونچا کہ تیسری تاریخ رمضان سے پینسٹھ ہجری مین اونکے ہاتھ پر بیعت خلافت کے ہوئے اور لقب اونکا
المؤفق لامر اللہ ہوا اور ریاست اسلام مین یہ اول عبدالملک ہین اور اہل اسلام مین پہلے انھین نے درم دینار
پر سکہ مارا ایک طرف سکہ کے اللہ احد اور دوسری جانب اللہ الصمد منقوش کیا اور قبل اوسکے درم اور دینار رومی
اور کسروی مروج تھی الغرض دوسرے سال چھیاسٹھ سنہ ہجری مین عمارت مسجد اقصی اور قبہ صخرہ شریفہ شروع
کی اسطرح جیسے کہ اول تمامی رعایا و عمائد و عمال شہر و دیار سے بالمشافہ یا بالمکاتبہ رای صواب دریافت کی جب سب لوگون
کو اپنی رای کے متفق پایا پس جمع کیا کاریگرون کو اور معمارونکو اور جس نقشہ پر بنانا منظور تھا وہ نقشہ صناعون
اور معمارون سے بیان کر دیا اور مال کثیر خراج مصر سات برس کا اور زر خطیر جمع کر کے سامنے صخرہ شریفہ کے
انبار بیشمار لگا دیا اور ایک عالم ابو المقدام رجاء بن حیاۃ ابن الجود الکندی کہ ایک عالم جلیل القدر بمصاحبین
عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے تھے اور اپنے مولا یزید بن سلام کو اوسپر متولی کیا پس اول معمارون نے اوسی
نقشہ پر ایک چھوٹا قبہ بنایا جسکو قبۃ السلسلہ کہتے ہین وہ بغایت خوبصورت بنا اور نہایت پسند پڑا پھر حسب الحکم
قبۃ الصخرہ بھی اوسی طرح کا اوس سے بڑھ چڑھ کر بڑے اہتمام اور بڑی رفعت اور شان سے بنایا کہ کسی کو مطلقاً
محل گفتگو باقی نرہا اور بچ رہے اوسکے مصارف سے لاکھ دینار پس وہی دینار امیر المؤمنین نے واسطے ابو المقدام
اور یزید بن سلام کے وجہ انعام متولی کرنے مین تجویز کئے پس اونھون نے عرض کی کہ سزاوار ہے کہ علاوہ اپنے
مال کے اپنی عورتون تک کا زیور نکالکر اس کار خیر مین صرف کر دین نہ یہ کہ اس نام پر نکالا ہوا مال وجہ انعام
مین لین پھر حسب الحکم اوسکو پگھلا کر اوپر قبہ شریفہ کے ڈال دیا پس بوجہ چمک دمک اوس سونے کے جو اوسپر تھا
کوئی اوسکی طرف نظر بھر کر دیکھہ نہین سکتا تھا اور پوری ہوئی وہ عمارت ۷۳ سنہ تہتر ہجری مین اور اوسی
عہد خلافت مین درمیان زنجیر قبۃ الصخرہ کے ایک موتی قیمتی اور دونون سینگ دنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے اور تاج کسری کا معلق تھا پھر سلطنت بنی ہاشم مین لے آئے اونکو طرف کعبہ شریف کے پھر خلافت ولید بن عبدالملک
مین دیوار شرقی مسجد اقصی کے منہدم ہو گئی اور بیت المال خالی تھا پس بحکم خلیفہ اوسی سونے پگھلے ہوئے کو قبہ
شریفہ سے اوتار کر دینار تیار کیے گئے اور تعمیر دیوار مسجد وغیرہ مین صرف ہوئے اور صخرہ شریف بیچ صحن مسجد کے
ہے اور صحن زمین مسجد سے سات گز بلند ہے جانب قبلہ کے اور قبہ شریفہ اکاون گز بلند ہے پس زمین مسجد سے
چونائی قبہ شریفہ اٹھاون گز بلند ہوئی اور اوس مین بارہ ستون سنگ مرمر اور چار کھنبے یعنی پیلپائے گچ
اور پتھر سے بنے ہوئے انتہی الانس الجلیل اور باہر کی طرف اوس قبہ شریفہ کے ایک چھت ہشت پہلو لکڑی کی ہے
اوپر سولہ ستون سنگ مرمر اور آٹھہ کھنبون کے اور قبہ اندر اور باہر اور فرش اوسکا سنگ مرمر کا ہے اور اندر

اور باہر اوسکی چھتری مین نگینے زنگار رنگ کے جڑے ہین اور گھیرا اوس قبہ کا اندر سے دوسو چھبیس گز اور باہر
دوسو چالیس گز ہے اور داخلین صخرہ شریفہ کو مستحب ہے کہ اول نیت کرین اور بکمال اخلاص قلبی سے توبہ کرین او
نہایت آداب اور خوف سے صخرہ کو داہنی کر کے اول داہنا قدم رکھین اور پھر بایان قدم پھر نماز پڑھین اور عرض حاجت
کرین اور قبہ شریفہ مین چار دروازے ہین جنوبی دروازہ کا باب قبلہ نام ہے وہ مقابل ہے مسجد اقصیٰ کے اس دروازے
سے جو کوئی جاوے قبہ مین تو اوسکے داہنی طرف محراب پڑے گی اور سامنے اوسکے دکۃ المؤذنین ہے اور دروازہ شرقی
اوسکو باب اسرافیل کہتے ہین اوسکے سامنے درج البراق ہے درج البراق نام ہے شرقی زینہ کا جو منتہی ہے درختون زیتون تک
کہ لگائے ہوئے ہین جانب مشرق مسجد کے اور دروازہ شمالی وہ بنام باب الجنت کے مشہور ہے اور دروازہ غربی مقابل ہے
باب القطانین کے اور صحن قبہ شریفہ کا مربع ہے اور صخرہ شریفہ کے کنارے دکھنی طرف نشان قدم شریف آنحضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جب شب معراج مین اوسپر تشریف لے گئے تھے پس جھک گیا صخرہ شریفہ عظمت اور جلالت
نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسری جانب اوسکے نشان ہے انگلیون ملائک کا کہ تھام لیا تھا اوسکو جھکنے سے اور
نیچے اوسکے ایک غار ہے کہ ہر طرف سے صخرہ اوس سے جدا ہے کہا ابوبکر بن العربی نے کہ داخل ہوا مین غار مین پس دیکھی مینے
بڑے تعجب کی بات کہ ہر کنارہ صخرہ کا زمین سے جدا ہے کسی جانب زمین سے بہت فاصلہ ہے اور کسی جانب تھوڑا سا فاصلہ
ہے انتہی اور برسر غار دروازہ لگا ہے کہ کھولا جاتا ہے واسطے مصلین اور معتکفین کے اور اوسکے اندر پتھر کا زینہ بنا ہے
اور درمیان زینہ کے ایک چھوٹا چبوترہ ہے اور یہ غار جملہ مکانات مانوسہ سے ہے اور اوسمین ایک عظمت اور وقار ہے
اور اوس مین اوترنے والے کو لائق ہے ساتھ طہارت ظاہری اور باطنی کے بکمال ادب اور خشوع اور خضوع سے
اوترے اور جس قدر چاہے اوس مین نماز پڑھے اور یہ دعا پڑھے اللّٰہم من اتاہ من ذی ذنب فاغفر ذنبہ او
ذی حزن فاکشف حزنہ پھر چاہے دعا مانگے اور بکمال حضور قلبی اور گریہ وزاری سے دعا کرے کہ وہان قطعاً دعا
قبول ہوتی ہے اور تحقیق نقش قدم حضرت ختمی پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب
انس الجلیل تاریخ القدس والخلیل وغیرہ سے لکھا گیا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام
نے میرا ہاتھ پکڑا اور صخرہ پر چڑھا لے گئے پھر وہان پر ایک سیڑھی جسکو عربی مین معراج کہتے ہین صخرہ سے آسمان تک
ظاہر ہوئی ایسی اچھی سیڑھی کہ مینے کبھی نہین دیکھی تھی ملائکہ اوسپر سے آسمان پر چڑھتے ہین ایک ستون اوسکا یاقوت سرخ
کا اور دوسرا ستون زمرد سبز کا تھا اور ایک ڈنڈا اوسکا چاندی کا اور دوسرا سونے کا جڑاؤ ساتھ موتی اور یاقوت کے
تھا اور وہ ہین سے ملک الموت واسطے قبض روح کے ظاہر ہوتا ہے اور جب موت کے وقت آدمی کو ٹکٹکی لگجاتی ہے
اور آنکھین پتھرا جاتی ہین تب وہ معراج نظر آتی ہے کذا فی روضۃ الاحباب والمعارج اور روضۃ الاحباب مین ہے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوکر معراج پر سے گذرے یا جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اپنے پرون پر

الٰہی بحق ... پس گناہگار کو بخش اور اسکا گناہ ... والا اور دور کر اوسکا غم ۱۲

لیکر آسمان پر اوسی نردبان سے پہونچا یا اول آسمان کے دروازے پر لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کے دروازے
ہین کہ کھولے جاتے ہین برخلاف قول حکما کے کہ منع کرتے ہین خرق اور التیام کو آسمانون مین نسیم الریاض اور راوی نے دروازے
کو باب الحفظہ کہتے ہین اور اوس دروازے پر ایک فرشتہ دربان ہے اسمعیل نام اور بارہ ہزار فرشتے اوسکے فرمانبردار
ہین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانا چاہا اسواسطے کہ اونکے ساتھ
پیغمبر علیہ السلام تھے اگر جبرئیل علیہ السلام اکیلے ہوتے تو اوسکے کھلوانے کی حاجت نپڑتی اور ارادہ کیا بیچ اس کھلوانے
کے بیان کرنا شدت حراست آسمان کا اور کثرت اوسکے دربانون کی اور ارادہ کیا اسمین تعظیم اوس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کا اسواسطے کہ وہ سراپا تکریم اگر دروازہ کھلا پاتے تو گمان کرتے کہ وہ ہمیشہ کھلا ہی رہتا ہوگا پس کھولا گیا
بپاس تعظیم آپکے ابن اثیر نے فرمایا طلب کھلوانے کی اسلیے کی کہ دروازے اوسکے بند ہین اور کھولے نگئے مگر بپاس خاطر
اوس پیغمبر گرامی قدر علیہ صلوٰۃ اللہ الاکبر کے اور ارادہ کیا اسمین کہ وہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگاہ
ہوجاوین اسبات سے کہ آپ معروف ہین اہل سموات مین قبل خلقت اور بعثت کے چنانچہ فرشتہ دربان کے جواب سے
ظاہر اور عیان ہے کہ اوسنے کہا او قد بعث اور یہ ایک معنی ہین اس قول اللہ تعالیٰ کے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ یعنی معروف
کیا ہمنے سب اہل آسمان اور زمین مین ذکر تیرا اور نام تیرا انتہی نسیم الریاض وگازرونی وغیرہما کے کہا اونھون نے
کون ہے کہا کہ جبرئیل ہون اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کے دروازہ پر جائے اپنا نام بتائے اور میں ہون کہنے پر
کفایت نکرے انتہی نسیم الریاض پوچھا ہمراہ تیرے کون ہے کہا محمد ﷺ ہین پھر پوچھا کہ اونکو بلایا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام
نے ہان کہا اونھون نے مرحبا بہ فنعم المجیئ جاء یعنی مرحبا مرحبا اور آفرین آفرین اونکو پس کیا خوب آتا ہے
کہ آگے وہ اونھون نے دروازہ کھولا تو آسمان دنیا پر چڑھا مین وہان ایک مرد کو دیکھا مینے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ
باپ آپکے آدم ہین وہ اول آسمان پر تھے اسلیے کہ وہ اول نبیون کے تھے اور اسلیے کہ قریب تر ہین اپنی اولاد سے انتہی
نسیم الریاض انکو سلام کرو امر کیا سلام کا اسلیے کہ آپ گذرنے والے تھے انبیا پر اور گذرنے والا سلام کرتا ہے واقف پر
اگرچہ وہ افضل ہو واقف سے گازرونی مینے سلام کیا اونھون نے جواب مجھکو دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح یعنی فرزند
نیکبخت بیٹے اور نبی صالح کو اور داہنی اور بائین طرف کچھ لوگ معلوم ہوئے جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو ہنستے تھے
اور بائین طرف نگاہ کرتے تو روتے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داہنی طرف
حضرت آدم کے ایک دروازہ دیکھا مینے اوسکے اندر سے خوشبو آتی تھی اور ایک دروازہ بائین جانب دیکھا مینے اوسمین
سے بدبو آتی تھی اور وہ جب داہنی طرف اپنے دیکھتے خوش ہوتے تھے اور جب بائین طرف دیکھتے روتے اور غمگین ہوتے تھے
پوچھا مینے جبرئیل علیہ السلام سے کہ ماھذان البابان یعنی یہ دونون دروازے کیا ہین کہا وہ جو داہنی طرف ہے ایک
دروازہ ہے جانب بہشت کے کہ اونکی اولاد صالحین کی روحین اوس مین ہوکر بہشت کو جاتی ہین جو اوسکو دیکھتے ہین خوش

ہوتے ہین اور وہ دروازہ جو بائین طرف ہے وہ ایک دروازہ ہے طرف دوزخ کے کہ اونکی بد اولاد کی روحین اوس مین ہو کر دوزخ مین جاتی ہین جو اوسکو دیکھتے ہین تو غمگین ہوتے ہین **سوال** قرآن مجید مین آیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ ارواح کافرین کی سجین مین ہین اور اس حدیث معراج سے ثابت ہوتا ہے ہونا اونکا آسمان پر **جواب** ارواح سعدا اور اشقیا کی مشتمل کی گئی تھین واسطے دکھانے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے اگرچہ وہ حقیقت مین وہان نہ تھین پس کچھ مخالفت نہین ہے اور نہین اور یہی جواب ہے اس اشکال کا کہ کسطرح آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے ارواح سعدا و اشقیا کو وہان دیکھا حالانکہ بہت لوگ اونمین سے ہنوز مرے نتھے نسیم الریاض اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ حضرت آدمؑ کو آسمان اول پر دیکھا مینے کہ اونکی ذریت کے مؤمنین اور صالحین کی روحون کو اون پر عرض کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ روح طیب و نفس طیبۃ اجعلوھا فی علیین یعنی روح پاک اور نفس پاک ہین لیجاؤ اونکو علیین مین علیین نام ایک جگہ کا ہے ساتوین آسمان مین نیچے عرش رحمان کے وہ مقر ہے ارواح مؤمنین کا اور اوس مین صحائف اعمال اونکے رکھے جاتے ہین ؎ انبیا چون جنس علیین بودند ٭ سوی علیین بجان و دل شدند اور اونکی اولاد فجار کی یعنی کفار کی ارواح کو اونپر عرض کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ روح خبیث و نفس خبیثہ اجعلوھا فی سجین یعنی یہ روح ناپاک اور نفس ناپاک ہین لیجاؤ اونکو سجین مین سجین اسم ایک موضع کا ہے کہ اوسمین کفار کے صحائف اعمال رکھے جاتے ہین اور اونکی ارواح اوسمین حبس ہوتی ہین اور وہ ساتوین زمین ہے یا ایک موضع ہے ساتوین زمین کے نیچے نسفی نے بحر الکلام مین فرمایا کہ ارواح کفار کے جوف مین پرندون سیاہ کے ہو کر سجین مین نیچے ساتوین زمین کے محبوس رہتے ہین انتہی مظہری ؎ کافران چون جنس سجین آمدند ٭ سجن دنیا را خوش آئین آمدند ٭ پھر فرمایا حضرت صلعم نے کہ وہان سے دوسرے آسمان پر گیا مین پوشیدہ نرہے کہ ہر آسمان مین کھلوایا دروازے کو اور سوال و جواب وہان پر بدستور آسمان اول کے واقع ہوئے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ دوسرے آسمان پر دو جوانون کو دیکھا مین نے وہ حضرت یحیی اور عیسی علیہما الصلوۃ والسلام ہین دونون خالہ زاد بھائی تھے اسواسطے کہ یحیی علیہ السلام کی والدہ ایشاع بہن تھین بی بی مریم علیہا السلام کی جیسا کہ کہا ہے سہیلی نے اور یہی موافق ہے حدیث کے از شرح خفاجی و ملا علی قاری بر شفا کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ حضرت یحیی اور حضرت عیسی علیہما السلام ہین اونکو سلام کرو مینے اونکو سلام کیا اونھون نے جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح **سوال** ظاہر یہ تھا کہ کہا جاتا مرحبا بالابن او الاخ الکریم والنبی العظیم پس کیا وجہ ہے کہ اون انبیا علیہم التسلیم نے سرورانام علیہ السلام کو ساتھ صفت صلاح کے مخصوص کیا اور ہر ایک نے ساتھ مدح کے یاد کیا حالانکہ صحیح نہین ہے کہ کسی نبی کو یون کہین انہ رجل صالح وہ مرد نیک ہے کیونکہ یہ وہم ڈالے ہے ساوا

کا درمیان انبیا اور افراد امم کے جواب یہ بڑی مدح کی صفت ہے اور
صفتون سے اسلیے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ وہ نبی کریم صالح اور لائق ہین
ساتھ محبت خداتعالی اور محبت اوسکی رسولون کی اور مستحق بالذات ہین بہی
ہونے کے انتہی نسیم الریاض پھر وہان سے تیسرے آسمان پر گیا مین حضرت
یوسف علیہ السلام کو دیکھا مینے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ حضرت یوسف
ہین انکو سلام کرو مینے سلام کیا اونھون نے مجھکو جوابدیا اور کہا مرحبا
بالاخ الصالح والنبی الصالح اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ گیا مین تیسری آسمان پر دیکھا مینے ایک مرد
نہایت خوبصورت تمام خلق اللہ سے جیسے کہ چودھوین رات کا چاند زیادہ
روشن ہوتا ہے سب ستارون سے اور ایک روایت مین ہے کہ تیسرے
آسمان پر ایک مرد کو دیکھا مینے قد اعطی شطر الحسن یعنی تحقیق دیا
گیا ہے وہ آدھا حسن یا بعضا حسن یعنی تمام خلق سے یا جنس حسن سے یا
حوا کے یا سارا کے یا سید الانبیا کے حسن سے بغوی نے اپنی تفسیر مین
فرمایا کہ یوسف علیہ السلام وارث ہوئے اوس حسن کے اپنی دادی سارا
سے اور اونکو سدس حسن کا تھا اور فرمایا ابن اسحق نے لے گئے یوسف
اور اونکی دادی دو ثلث حسن کا اس تقدیر پر مراد شطر حسن سے بعضا
حسن ہے جیساکہ قول بعض کا ہے انتہی از شرح شفا ملا علی قاری
پھر جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا مینے کہ یہ کون شخص ہے کہا حضرت یوسف
علیہ السلام ہین پھر وہان سے جبرئیل علیہ السلام مجھکو چوتھے آسمان پر لیگئے
وہان حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا مینے جبرئیل علیہ السلام نے کہا
یہ ادریس علیہ السلام ہین انکو سلام کرو مینے سلام کیا اونھون نے مجھکو جواب دیا
اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح روایت مشہورہ یہی ہے اور
روایت شاذہ مین بالابن الصالح وارد ہوا ہے اور وہ ظاہر ہے کس
واسطے کہ وہ جد اعلی تھے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور
تحقیق اشکال کیا ہے روایت مشہورہ مین کہ اونھون نے آپکو بھائی کہا

فرزند نکہا حتی کہ کہا بعضون نے کہ جن ادریس کی سرور کائنات علیہ الوف من التحیۃ والثنا سے ملاقات ہوئی غیر ہین
ان ادریس سے اور وہ الیاس ہین اور یہ مروی ہے ابن مسعود سے تو اس تقدیر کچھہ اشکال نہین و الاجواب دیا گیا ہے
کہ مراد اخوت سے اس جگہہ اخوت نبوت اور اسلام کی ہے اسطرح نسیم الریاض مین ذکر کیا ہے انتہی پھر مجھکو پانچوین آسمان
پر لے گئے وہان حضرت ہارونؑ کو دیکہا مینے وہ وزیر تھے موسیٰؑ کے اسلیے اونکے جوار مین ہوئے مینے اونکو سلام کیا اونھون
نے مجھکو جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح انتہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب
پھنچا مین چھٹے آسمان پر وہان دیکہا مینے موسی علیہ السلام کو وہ بزرگتر انبیا کے تھے بعد ابراہیمؑ کے اور کتاب اونکی
بزرگتر تھی پہلے قرآن کے اور اونھون نے اقامت پائی خطائر قدس مین نیچے منزل خلیل علیہ السلام کے اسلیے چھٹے
پر ہوئی از شرح خفاجی کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ حضرت موسیٰؑ ہین سلام کرو مینے سلام کیا اونھون نے جوابدیا اور کہا
مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح نکتہ ہر نبی نے آپکو برادر صالح کہا مگر آدم اور ابراہیمؑ نے فرزند صالح کہا اسلیے کہ آپ ذریت
اسماعیل سے تھے اور اسلیے کہ فرمایا ملۃ ابیکم ابراہیم اور کہنا ادریسؑ کا آپکو برادر صالح ازراہ تلطف اور تادب کے تھا اور وہ
منافی نہین ہے بیٹے ہونے سے کیونکہ انبیا آپس مین بیچ نبوت کے بھائی ہین و قدم پھر جب آگے بڑھا مین روئے حضرت
موسی علیہ السلام کہا گیا اونکو کس چیز نے رولایا تمکو کہا رویا مین اسلیے کہ ایک لڑکا نوجوان بھیجا گیا بعد میرے کہ داخل ہونگے
گے لوگ جنت مین اوسکی امت کے زیادہ اون لوگون سے کہ داخل ہونگے اوسمین میری امت سے نکتہ کہا علما نے یہ
رونا حضرت موسی علیہ السلام کا اپنی امت کے حال پر ملال پر از روی افسوس اور شفقت کے تھا اسلیے کہ نہ فائدہ
اوٹھایا اونھون نے انکی متابعت سے باوجود بڑی عمرونکے جیسے کہ فائدہ اوٹھایا اس امت مرحومہ نے اپنے پیغمبر کی
متابعت سے باوجود چھوٹی عمرون کے اور نہ پھونچی کثرت اونکی امت کی اس امت مرحومہ کی کثرت کو چونکہ رکھی گئی ہے
رحمت اور شفقت انبیا کے دلون مین بہ نسبت اپنی امت کے زیادہ اورون سے سو روئے حضرت موسی علیہ السلام ازراہ
رحم کرنے کے اپنے امت پر اوس ساعت مین کہ وقت زیادتی رحمت اور کرم کا تھا شاید کہ حق سبحانہ تعم رحم کرے اون
پر بسبب برکت اوس ساعت کے اور کہنا حضرت موسی علیہ السلام کا کہ ایک لڑکا نوجوان بھیجا گیا بعد میرے یہ ازراہ حقارت
کے نہتھا بلکہ ازراہ بڑا جاننے قدرت اور کرم پروردگار کے کہا کہ کیا اوسکی قدرت ہے کہ اس عمر مین یہ کچھہ مرتبہ انکو ملا کہ
اگلون کو باوجود بڑی عمرونکے وہ نہین ملا اور ممکن ہے غلام یعنی لڑکا نوجوان کہنا اسلیے ہو کہ تھے حضرت صلی اللہ تعم
علیہ وآلہ وسلم وقت گذرنے کے انبیا علیہم السلام پر کم عمر بہ نسبت اونکی عمرون کے دنیا مین اور گذرنے زمانے کے اونپر
عالم برزخ مین کذا فی مظاہر الحق پس حضرت موسیٰؑ بہت بڑی عمر کے تھے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم
بہت چھوٹی عمر کے اسلیے لڑکا کہا یا اسلیے کہ پہلے زمانہ مین اتنی عمر والے کو لڑکا گنا کرتے تھے اور بھی رونا موسی علیہ السلام
کا بطریق غبطہ کے تھا اور وہ مذموم نہین بلکہ ممدوح ہے کہ وہ علو ہمت سے ہے انتہی نسیم الریاض پھر فرمایا حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کہ لے گئے مجھکو جبرئیل علیہ السلام ساتوین آسمان پر وہان دیکھا مینے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا
یہ باپ تمہارے ابراہیم علیہ السلام ہین انکو سلام کرو پھر مینے سلام کیا اونھون نے جواب دیا مجھکو اور کہا مرحبا بالابن
الصالح والنبی الصالح اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک مرد کو دیکھا مینے اشمط یعنی
کھچڑی بال والا بیٹھا تھا کرسی پر اوپر دروازے جنت کے اور ایک روایت مین ہے پشت اپنی بیت المعمور سے ٹیکے
ہوئے تلمسانی نے نقل کیا کہ بعضون نے کہا اسمین دلالت ہے اسپر کہ بیچ غیر نماز کے پشت ٹیکنا قبلہ کی طرف افضل ہے اور
بعضون نے کہا مونھہ کرنا اوسکی طرف افضل ہے پس بنابر اس قول اخیر کے شاید حضرت خلیل اللہ نے پشت ٹیکی ہو تاکہ
توجہ کرین واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مخاطب ہووین اونسے انتہی اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ای محمد اپنی امت کو کہو کہ بہشت مین درخت لگاؤ کہ خاک پاکیزہ خوب رکھتی ہے اور زمین
اوسکی فراخ ہے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ درخت بہشت مین لگانا کیونکر حاصل ہو کہا ساتھ کہنے
لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے انتہی شیخین نے مرفوعاً نقل کیا کہ وہ خزانہ ہے خزانون بہشت سے اور طبرانی نے مرفوعاً روایت
کیا کہ جس کسی کو خدا نے نعمت دی اور وہ اوسکو باقی رکھنا چاہے تو لاحول بہت پڑھے ف اختیار فرمایا حضرت مجدد
نے واسطے حصول منافع اور دفع مضار دینی و دنیوی کے ہر روز پانسو بار اوسکا پڑھنا اور اول و آخر اوسکے
سو سو بار درود شریف پڑھنا مظہری اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ بعضی روایتون مین آیا ہے کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھٹے آسمان پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساتوین پر دیکھا اور ایک
روایت مین حضرت ادریس علیہ السلام کو تیسرے پر اور حضرت ہارون کو چوتھے پر دیکھا اور ایک روایت مین حضرت
ادریس علیہ السلام کو پانچوین پر اور حضرت یوسف علیہ السلام کو دوسرے پر اور حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو تیسرے پر دیکھا
سو بر تقدیر صحت ان سب کے جمع کرنا ان سب مین متعذر ہے مگر جبکہ قائل ساتھ تعدد معراج کے ہون چنانچہ بہت
علما اسکے قائل ہین یا یون ہوسکتا ہے کہ آتے وقت چھٹے آسمان پر دیکھا پھر موسیٰ علیہ السلام ساتوین پر چڑھ گئے تو لوٹتے
وقت اونھین ساتوین پر دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے پر اوتر آئے اونھین چھٹے پر دیکھا انتہی نسیم الریاض اسی
قیاس پر باقیون کو سمجھ لینا چاہیے یا ترجیح بعضی روایتون کی کرین حاصل کلام کا وہ ہے کہ جو روایت اول شرح
مین استقصی کی اس کتاب مین مذکور ہو چکی ارجح اور اصح روایات کی ہے اور وہ روایت مالک ابن صعصعہ خزرجی
کی ہے نقل کیا اوسکو شیخین اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد نے اپنی مسند مین امام نووی نے تہذیب مین کہا
کہ مالک ابن صعصعہ نے پانچ حدیثین نقل کی ہین اور ایک روایت پر دونین سے اتفاق کیا ہے بخاری اور مسلم نے اور
وہ حدیث اسرا اور معراج کی ہے اور وہ احسن احادیث اسرا سے ہے اور اسیطرح ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب
تنقیح مین کہا پس کہنا حلبی کا کہ نہین مروی ہے مالک بن صعصعہ سے کتب مین غیر حدیث اسرا کے صحیح نہین ہے

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفا مین اس حدیث کو اتقن اور اجود کہا یعنی باقی روایات سے لہذا اونسے اوسی
کو مختار کیا یہ خلاصہ ہے شرح قاری و خفاجی کا اس سے معلوم ہوا کہ یہی روایت کہ اس کتاب مین مذکور ہو چکی
احسن اور اصح ہے اور مرجوح بیچ مقابل راجح کے بمنزلہ معدوم کے ہے انتہی علی قاری اور مظاہر حق مین ہے کہ کہا
حافظ سیوطی علیہ الرحمہ نے کہ اشکال لازم آتا ہے آسمانون پر انبیا علیہم السلام کے دیکھنے مین باوجود اسکے کہ بدن
اونکے قبرون مین ہین سو جواب دیا گیا ہے اسکا یہ کہ روحین اونکی متشکل ہوئین تہین بصورت بدنون کے یا حاضر
ہوئے تھے بدن اونکے حضرت کی ملاقات کے لیے اوس رات مین واسطے تعظیم اونکی کے نسفی نے بحر الکلام مین کہا
کہ ارواح چار قسم ہین ارواح انبیا کی کہ نکلتی ہین اپنے جسمون سے اور ہو جاتی ہین مانند صورت اونکی کے مشک
اور کافور اور ہوتے ہین جنت مین کھاتے پیتے تنعم کرتے ہین اور جگہہ پکڑتے ہین شب کو قندیلون مین کہ لٹکتی ہین عرش سے
کہا صاحب مظہری نے مراد اس سے نسفی کی یہ ہے کہ اونکے لیے جسم ہین مانند جسمون انسان کے اور تعبیر کیا اونکو ساتھ
مشک اور کافور کے واسطے خوشبودار ہونے اونکے کے اور مجدد رحمہ اللہ نے اون اجسام کو ساتھ جسم موہوب کے تعبیر
کیا ہے اور وہ ہوتے ہے انبیا اور اونکے اتباع کاملین صدیقین کے واسطے قبل موت کے بھی اور باوجود اسکے ہر روح
کو اتصال رہتا ہے جسم کے ساتھ اپنی قبر مین کہ دریافت نہین کر سکتا ہے اوسکی کنہ کو مگر اللہ تعالی چنانچہ دیکھا شب
اسرا مین آپ نے موسی علیہ السلام کو قبر مین نماز پڑھتے اور بھی فرمایا جو کوئی مجھپر درود بھیجتا ہے میری قبر پاس سنتا
ہون اوسکو خلاصہ مظہری اور اختلاف کیا ہے کہ مخصوص ہونا ہر آسمان کا ساتھ ہر نبی کے انبیاے مذکورین مین
سے کس سبب سے تھا اور اسمین کیا حکمت تھی سو مشہور تر اسمین یہ ہے کہ حسب تفاوت درجات اونکے کے تھا بعضی
کہتے ہین کہ ترتیب اور خصوصیت انبیا کی آسمانون پر واسطے شرف دیدار آپکے کے مبنی ہے عرف پر کہ جب کوئی بڑا آدمی
آتا ہے اوسکی ملاقات اور استقبال کو دوڑتے ہین تو غالبا بعضا بعضی پر بڑھ جاتا ہے اور تفصیل اسکی ابن ابی جمرہ
نے یون لکھی ہے کہ خصوصیت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ پہلے آسمان کی اس سبب سے تھی کہ وہ اول سب انبیا
علیہم السلام سے ہین اور اول باپ ہین سبکے سو مناسب ہوا ہونا اونکا پہلے آسمان پر اور حضرت عیسی کو خصوصیت ساتھ
دوسرے آسمان کے اسلیے ہوئے کہ بنسبت اور انبیا علیہم السلام کے زمانہ اونکا بہت قریب تھا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور اونکو عنقریب اوترنا ہے اسلیے مکان قریب مین دنیا سے جگہہ پائی از نسیم الریاض اور قریب اونکے ہے حضرت
یوسف علیہ السلام تھے اسلیے کہ امت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی داخل ہوگی جنت مین بصورت اونکے
کے اور حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان مین تھے بسبب فرمانے اللہ تعالی کے ورفعناہ مکانا علیا ترجمہ
اور اوٹھا لیا ہمنے اوسکو مکان بلند مین اور چوتھا آسمان ساتون مین اوسط اور معتدل ہے بلندی مین مولف
عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر اسلیے

سبب سے تھے کہ اونھون نے وہان پر وفات پائی تھی اور نہین ہے واسطے اونکے قبر زمین پر بظاہر مین نقل کیا
حضرت ہارون ع پانچوین مین بسبب قریب ہونے بھائی اپنے موسیٰ کے تھے اور حضرت موسیٰ اوپر اون سے تھے
بسبب فضیلت کلام کرنے اللہ تعالی کے اور حضرت ابراہیم ع اونسے اوپر تھے اسلیے کہ وہ افضل انبیا کے ہین بعد
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی وہ خلیل ہین اور خلیل سے کوئی افضل نہین بجز حبیب کے اور بھی وہ اپنے
پچھلے نبیون کے باپ تھے کما فی المواہب اور جو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام افضل الانبیا تھے پہلے ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلیے اور سب سے رفیع المنزلت تھے کہ ساتوین آسمان پر آئے از نسیم الریاض اور بھی وہ
امام الانبیا تھے اور اونھون نے کعبہ ایسا بنایا جسے اللہ تعالی نے قبول فرمایا اور خاتم الانبیا اور اونکی امت کیواسطے
قیامت تک اوسکو قبلہ ٹھہرایا شاید اوس مناسبت اور خصوصیت سے اونھین بیت المعمور کے پاس مقرر کیا باقی
رہا کلام مقدمہ مین تمام انبیا علیہم السلام کے کہ وہ کہان تھے سو کہتا ہون مین کہ شاید وہ بھی موجود ہون آسمانون
پر مناسب اپنے اپنے مدارج کے یا اسیقدر مامور ہون ساتھہ ملاقات سرور کائنات علیہ الصلوۃ کے مواہب اور ذکر
نہ کیا گیا ہر آسمان مین مگر بعضی کا انبیاء مشہورین سے اور اکتفا کیا گیا ساتھہ ذکر اونکے کے باقی بزرگوارون
مین سے پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے سدرۃ المنتہی اور بیت المعمور اور حوض کوثر اور
نہر الرحمۃ کو دیکھا اسکی وجہ تسمیہ آگے آوے گی اور فرمایا کہ بعد ہمکلام ہونے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مجھے
سدرۃ المنتہی کو لے گئے اور سدرہ کہتے ہین بیری کے درخت کو سو اوسکو دیکھا مینے کہ پھل اوسکے مانند مٹکون شہر
ہجر کے بڑے تھے اور ہجر اوپر وزن شجر کے نام ہے ایک شہر کا کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے اوسمین مٹ بنائے جاتے
ہین اوسکے ایک مٹ مین ایک مزادہ کے قدر پانی سماتا ہے اور نہین مراد ہے وہ شہر ہجر کہ توابع بحرین سے ہے انتہی
پکھال
شرح ملا علی قاری ف فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من قطع سدرۃ صوب اللہ راسہ فی النار روایت کیا
اوسکو ابو داؤد نے پھر پوچھے گئے ابو داؤد معنی اوسکے تو فرمایا یہ حدیث مختصر ہے یعنی جو کوئی کاٹے بفائدہ ظلم
سے ناحق بیری جنگل کی کہ سایہ مین آتے ہین اوسکے مسافر اور چارپائے سرنگون کریگا اوسکو اللہ تعالی آگ مین کذا فی الفتوحات
الالٰہیہ اور پتی اوسکے مانند کان ہاتھی کے تھے تشبیہ دی پتون کو ہاتھی کے کانون سے اگرچہ ملک حجاز مین وہ نتھا مگر ملک
حبش مین تو تھا اور لوگ اوسمین تجارت کے لیے آتے جاتے رہے اور اوسکی طرف پہلے ہجرت واقع ہوئی تو وہ لوگ پہچانتے
تھے پس وارد ہوگا یہ شبہہ کہ تشبیہ دینا ساتھہ اوس چیز کے کہ جسے مخاطب نہ پہچانے غیر مقبول ہے نسیم اور پوشش اوس
درخت کی نور الٰہی سے تھی یعنی تجلی نور الٰہی کی اوسپر تھی اور ملائکہ مانند ٹیڑیون کے اور ایک روایت مین مانند پروانون
زر کے گرد اوس درخت کے تھے شاید تشبیہ دی اون انوار کو کہ اوٹھتے تھے اوس سے اور پڑتے تھے اپنے مواضع مین ساتھہ
پروانون کے اور ٹھہرایا اونکو زر سے بسبب روشنی اور صفائی ذاتی اون انوار کے انتہی از شرح ملا علی قاری اور ریاض

اوسکے اتنے فرشتے تھے کہ گنتی اونکی سوا خدا کے کوئی نہین جانتا اور مکان جبرئیل علیہ السلام کا وسط مین اوس
درخت کے ہے اور اوسکے جڑ مین سے چار نہرین جاری دیکہین دو پوشیدہ اور دو آشکارا مینے پوچھا جبرئیل ع سے کہ
یہ دو نہرین چھپی اور دو کھلی کیا ہین کہا یہ دو نہرین چھپی ہوئین بہشت مین جاتی ہین کہا ہے طیبی نے کہ وہ ایک سلسبیل ہے
اور دوسری کوثر اور اونکو چھپے ہوئی اسواسطے کہتے ہین کہ وہ بہشت مین جاری ہین اوس سے باہر نہین نکلتے ہین
وہ نظر سے چھپے ہین اسلیے چھپے کہا انتہی کا ذرونی اور بعضی کہتے ہین کہ اونکو چھپے ہوئے اسواسطے کہتے ہین کہ
عقلین تمام مخلوقات کی اوسکی کنہہ کو نہین پہنچتی ہین اور وہ دو نہرین ہین کھلی ہوئی نیل اور فرات ہین ظاہر یہ ہے کہ اوس
سے مراد نیل مصر اور فرات کوفہ ہے سو وہ بموجب حدیث کے سدرہ کی جڑ سے جاری ہین نجاری مین ہے من اصل
سدرۃ المنتہی اور وہان سے زمین پر گرتی ہین متفرق مانند مطر کی اور رہتی ہین اور بعضون نے کہا ہے یہ از روئے تشبیہ کے
ہے مانند اس قول کے کہ عجوہ مدینہ کے حق مین فرمایا کہ وہ ثمار جنت سے ہے اور عجوہ ایک قسم ہے نفیس خرمے کی کہ پانی
اونکا لطافت اور شیرینی اور فائدون مین بہشت کے پانی کے مشابہ ہے یا قبیل توافق اسما کے سے ہے یعنے جیسے یہان
ان دو نہرون کا نام نیل اور فرات ہے اسیطرح بہشت مین دو نہرین ہین کہ نام اونکا نیل اور فرات ہے واللہ اعلم
اور نیل کے احوال مین عجائب اور غرائب چیزین لکہی ہین کہ عقل وسمین حیران ہے کما فی المظاہر والروضۃ والداج
حسن المحاضرہ فی اخبار المصر والقاہرہ مین لکہا ہے کہ قرآن شریف مین نہین ذکر کیا اللہ تعالی نے کسی نہر کا سوا نیل
کے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ ترجمہ اور ہمنے حکم بھیجا
موسی کی مان کو کہ اوسکو دودہ پلا پھر جب تجھکو ڈر ہو اوسکا تو ڈالدے اوسکو دریا مین سو مراد یم سے اس مقام مین نیل
ہے اور ایسے ہی آیت اَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ یعنی پھر نکالا ہمنے اونکو باغ چھوڑکر اور
چشمہ اور خزانہ اور گھر خاص اسیطرح آیت مین بموجب قول عبد اللہ بن عمر کے مراد جنات سے وہ باغ ہین جو دو
کنارون پر نیل کے واقع تھے اول سے آخر تک اور مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیل اور سیحان اور جیحان یہ دونون انہار جنت سے ہین نیل ندی مصر کی تفصیل
سے بیان اسکا آگے آتا ہے اور سیحان اور جیحان یہ دونون ندی ہین ملک عواصم مین قریب شہر طرطوس اور مصیصہ کے
نواح انطاکیہ مین عواصم نام ہے ایک پرگنہ کا جسکا دار الخلافت انطاکیہ ہے اور طرطوس نام ایک گانون کا ہے
اور مصیصہ نام ایک موضع کا ہے ملک شام مین انتہی صراح وغیاث اور یہ دونون غیر ہین جیحون اور سیحون سے
کہ یہ دونون ندی ہین بڑی اور کہا بعض نے کہ سیحون ندی ہے سندھ کی اور بعض نے رود گنگ کو کہا ہے اور
کہا بعض نے کہ وہ ندی ہے درمیان اندخان اور سمرقند کے اور فرات ندی ہے قریب کوفہ کے اور خاص کی گئی ہین
یہ چارون ندی ساتھہ ذکر کے بسبب میٹھے ہونے پانی اور کثرت منافع انکے کے کہ گویا ہین یہ چارون ندیان جنت سے

بیان عجائبات نیل مین

اور اسلیے کہ چار ندیان بھی ہین جنت مین اس نام کی نکلے ہین اونسے اور سب ندئین جنت کی پس تشبیہ دی ان
چارونکو ساتھہ اون چارون کے جو جاری ہین بیچ جنت کے اس سبب سے کہ بہت ہین نفع ان سے بیچ دنیا کے
گویا یہ چارون نمونہ ہین اون چارون ندیون جنت کا بیچ نفع اور ضرر کے اور قاضی نے کہا کہ مراد ہونے انکے سے
نہرون جنت کی یہ ہے کہ ایمان پھیلا ہے بیچ سب شہرون کے جو کہ واقع ہین گرد نواح انکے اور پانی پیتے ہین وہ
انسے یہ وجہ اس صورت مین مناسب مقام ہو سکتی ہے کہ محمول کیا جاوے اس حدیث کو اوس پیشین گوئی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ہو جاوینگے باشندے قرب وجوار ان ندیون کے اہل اسلام اور شامل ہو جاوے
گی نعمت ایمان کی اون سب کو ایک وقت معین مین بخلاف اور ندیون کے انتہی اور صحیح تر یون ہے کہ یہ حدیث
محمول ہے اوپر ظاہر اپنے کے یعنے واسطے ان ندیون کے اصل اور بنیاد ہے جنت سے چنانچہ معالم التنزیل مین ہے
کہ اوتارا اللہ تعالی نے ان ندیون کو جنت سے اور امانت رکھا انکو بیچ پہاڑون کے جیسا کہ فرمایا فاسکناہ فی الارض
اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دو نہرین مومن ہین اور دو نہرین کافر ہین
مومن نیل اور فرات ہین اور کافر پس دجلہ اور نہر بلخ کی ہے ٹھہرایا دو کو مومن بنا بر تشبیہ اونکی کے ساتھہ مومن
کے اسلیے کہ یہ دونون بہتی ہین اوپر زمین کے اور پلاتی ہین زراعت کو بی تکلف اور ٹھہرایا دوسرون کو کافر اسلیے
کہ نہین پلاتے ہین وہ کہتی کو اور نفع نہین پہونچتا ہے اونسے مگر ساتھہ مشقت اور تکلیف کے مراد نفع سے یہان
پر نفع کامل ہے یعنی نفع دنیوی و اخروی اور ظاہر ہے کہ کافر سے ایسا نفع کامل متصور نہین ہو سکتا پس وہ
دونون بیچ خیر اور نفع کے مثل دو مومنون کے ہین اور یہ دونون بیچ قلت نفع کے مانند دو کافرون کے اور مروی ہے
عمرو بن العاص سے کہ تحقیق کہا اوسنے کہ نیل مصر کا سردار نہرون کا ہے مسخر کیا اللہ تعالی نے اوسکے لیے ہر نہر کو کہ درمیان
مشرق اور مغرب کے ہے جب ارادہ کیا اللہ تعالی نے کہ جاری کرے نیل مصر کا تو امر کیا ہر نہر کو یہ کہ مدد دے اوسکو پھر مدد
دی اوسکو سب نہرون نے ساتھہ اپنے پانی کے اور جاری کئے اللہ تعالی نے اوسکے لیے زمین سے چشمے پس منتہی اوسکا تھا
جہان تک کہ منظور تھا اللہ تعالی کو پھر وحی کی اللہ تعالی نے ہر پانی کو کہ رجوع کر جاوے طرف اصل اپنی کے مروی ہے
یزید ابن حبیب سے کہ تحقیق معاویہ بن ابی سفیان نے سوال کیا کعب الاحبار سے کہ کیا پاتے ہو تم نیل کی کوئی
چیز کتاب اللہ مین کہا اوسنے قسم ہے اوس ذات کی جسنے چیر دریا کو واسطے موسی علیہ السلام کے کہ تحقیق پاتا ہون مین
کتاب اللہ مین کہ وحی فرماتا ہے اللہ تعالی اوسکو ہر برس مین دو دفعہ ایک بار وقت بڑھاؤ اوسکے کہ تجھکو حکم الہی ہے کہ جاری ہو
پس جاری ہوتا ہے بڑھاؤ اوسکا اوس مقدار تک کہ لکھا ہے اللہ تعالی نے پھر وحی فرماتا ہے کہ اے نیل پلٹ حمد کیا ہوا
یعنے بڑھاؤ سے باز رہ اور اصل ٹھکانے پر اپنے جا رہ پھر گھٹ کر وہ اپنے اصل ٹھکانے پر آجاتا ہے اور مروی ہے
ابن عباس سے مرفوعا کہ اوتارین اللہ تعالی نے جنت سے طرف زمین کے پانچ نہرین سیحون اور جیحون اور دجلہ اور

افادہ مولوی عبداللہ [illegible] ۱۲ عبداللہ [illegible]

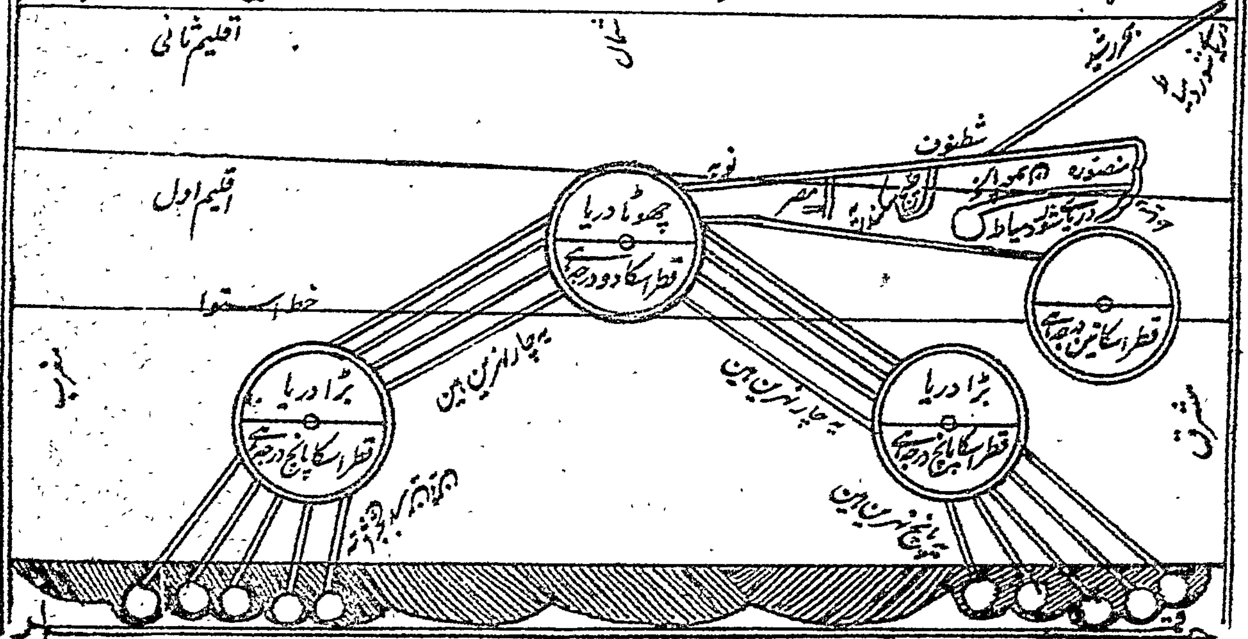
فرات اور نیل اور اوتارا اللہ تعم نے اونکو بازو پر جبرئیل علیہ السلام کے نیچے کے طبقہ مین سے جنت کے اور ایک ہی
چشمہ سے اونکو جاری کیا اور امانت رکھا اونکو پہاڑون مین اور جاری کیا اونکو زمین پر اور گردانا اونمین منفعت
واسطے لوگون کے پس یہ معنی ہین اس قول اللہ تعم کے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ پس جبکہ
ہوگا وقت نکلنے یاجوج اور ماجوج کا تو بھیجدیگا اللہ تعالی جبرئیل کو پس اوٹھائیگا زمین سے قرآن اور علم اور
حجر اسود اور مقام ابراہیم اور تابوت موسی علیہ السلام کا اون چیزون سمیت جو اون مین ہین اور ان پانچ
نہرون کو پس اوٹھائیگا ان سبکو طرف آسمان کے پس یہی ہین معنی اس آیت کے وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ
پھر جب اوٹھ جائینگے یہ اشیا زمین سے تو مفقود ہو جاویگی زمین والون سے بھلائی اوسکی اور مروی ہے
کعب الاحبار سے کہا کہ نہر نیل کی نہر عسل کی ہے جنت مین اور نہر دجلہ کی نہر دودہ کی ہے جنت مین اور نہر فرات کی
نہر شراب کی ہے جنت مین اور نہر سیحون نہر پانی کی ہے جنت مین لیث ابن سعد سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے ایک
شخص اولاد عیص مین سے تھا حائذ نام بیٹا ابی شالوم بیٹا عیص بیٹا اسحق بیٹا ابراہیم کا وہ اپنے پادشاہ وقت سے
بھاگ کر داخل ہوا زمین مصر مین پس اقامت کی اوسنے وہان چند سال جبکہ دیکھے اوسنے عجائبات نیل کے پھر لازم
کیا اوسنے اپنے پر واسطے اللہ کے کہ نہ جدا ہووے کنارے اوسکے سے یہان تک کہ پہونچے منتہا اوسکی کو یا مر جاوے پیچھے
اوس سے پس چلا کنارے پر تیس برس آبادی مین اور تیس برس غیر آبادی مین اور کہا بعضون نے پچیس برس
آبادی مین اور پچیس برس غیر آبادی مین یہان تک کہ پہنچا طرف دریاے سبز کے پس دیکھا اوسنے طرف نیل کے کہ وہ
سامنے سے چیرتا ہوا دریاے سبز کو نکلتا ہے پس چلا وہ اوسی طرف کو آگے ناگاہ دیکھا ایک شخص کو کہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے
نیچے ایک درخت سیب کے پس مانوس ہوا یہ ساتھ اوسکے اور سلام کیا اوسپر کہا اوسنے کون ہو تم کہا مین حائذ بیٹا ابی
شالوم بیٹا عیص بیٹا اسحق بیٹا ابراہیم کا ہون تم کون ہو کہا اوسنے مین عمران بیٹا فلان بیٹا عیص بیٹا اسحق
بیٹا ابراہیم علیہ السلام کا ہون کہا اوسنے کیا چیز لائی ہے تجھکو یہان اے عمران کہا اوسنے لایا ہے مجھکو یہان وہ
شخص کہ لایا ہے وہ تجھکو یہان تک کہ پہنچا مین اس مقام پر پس وحی کی اللہ تعم نے میرے لیے یہ کہ کھڑا ہون اسجگہہ
مین یہانتک کہ آوے میرے پاس امر اوسکا پھر کہا اوسنے خبر دو مجھکو ای عمران وہ جو پہنچا ہے تجھکو امر نیل سے اور کیا
پوچھتا ہے تجھہ کو کتابون سے یہ کہ کوئی شخص بنی آدم سے پہونچیگا اوس کی حد کو کہا عمران نے ہان
پونچھتا ہے مجھہ کو کہ ایک آدمی بنی عیص سے پہونچیگا اوسکی حد کو اور نہین گمان رکھتا ہون مین اوس کو
سوا تجھہ سے پھر کہا اوس نے ای عمران خبر دو مجھکو کیونکر رستہ ہوگا طرف اوسکے کہا اوسنے نہین مین خبر دینے والا
تجھکو ساتھہ کسی چیز کے مگر یہ کہ اقرار کرتو میرے لیے وہ کہ سوال کرون تجھسے کہا اوسنے اور کیا چیز ہے وہ کہا عمران نے
جسوقت پھرے تو میری طرف اور مین زندہ ہون تو اقامت کرنا پاس میرے یہان تک کہ وحی فرماوے اللہ تعالی

له اور اوتارا ہمنے آسمان سے پانی ماپ کر پھر اوسکو ٹھہرایا زمین مین ١٢ له اور ہم اوسکو لیجاوین تو سکتے ہین ١٢

میرے لیے ساتھ امرا اپنے کے یا مارے جھکو بس دفن کرنا جھکو اور اگر پایا تو نے مجھکو مردہ دفن کرنا مجھکو پھر چلا جانا کہا
اوسنے یہ امر اوپر میرے لازم ہے پھر کہا اوسنے کہ چلا جانا اس سے بھی آگے کو یہان تک کہ پاوے تو ایک دابہ کو کہ دکھلائی
دے گا پچھلا دھر اوسکا اور نہ دکھلائی دیگا اگلا دھر اوسکا تو کچھ اوس سے خوف مت کرنا اور سوار ہوجانا اوسپر اسلیے
کہ وہ ایک دابہ ہے کہ دشمنی رکھتا ہے وہ شمس سے جبکہ طلوع کرتا ہے تو میلان کرتا ہے وہ طرف شمس کے تاکہ لقمہ کرے
اوسکو یہان تک کہ حائل ہوجاتے ہین روکنے والے اوسکے اوسکو پھر باز رہتا ہے وہ اپنے ارادہ سے اور جبکہ غروب ہوتا ہے
آفتاب تو پھر رجوع کرتا ہے وہ طرف اوسکے تاکہ لقمہ کرے اوسکو بس لیجاوے گا وہ تجھکو دریا تک پھر اولٹا آتا وہان سے
یہان تک کہ پہونچے تو نیل پر پھر اوسکی پیٹھ پر چلا جانا پھر پہونچے گا تو ایک لوہے کی زمین پر کہ پہاڑ اور درخت اوسکے
لوہے سے ہین پھر آگے زمین تانبے کی ملے گی کہ پہاڑ اور درخت اوسکے تانبے سے ہین پھر اوسکے آگے زمین چاندی کی
ملے گی کہ پہاڑ اور درخت اوسکے چاندی کے ہین پھر آگے زمین سونے کی ملے گی کہ پہاڑ اور درخت اوسکے سونے سے ہین
وہان پہنچکر نیل کا حال تجھکو معلوم ہوئے گا بس چلا یہان تک کہ پہونچا زمین سونے تک پھر سیر کی اوس مین یہان تک
کہ پہونچا طرف ایک سونے کے شہر پناہ کے کہ سونے سے تھے کنگرے اوسکے اور قبہ بھی ایک سونے سے تھا کہ اوسکے چار
دروازے تھے پھر دیکھا پانی کو کہ بہتا ہے شہر پناہ پر سے اور جمع ہوتا ہے قبہ مین آکر پھر چار دروازون سے اوسکے بہتا ہے
اوسمین سے تین دروازون کا پانی زمین مین چلا جاتا ہے اور ایک زمین پر بہتا ہے اور یہی ہے دریاے نیل پس پانی
پیا اوس سے اور راحت پکڑی اور آیا طرف صور کے تاکہ داخل ہوا اوسمین پھر ملا ایک فرشتہ اور کہا اوسکو ٹھہر اپنی جگہہ
مین تحقیق پہونچا تجھکو علم اس دریاے نیل کا اور یہہ جنت ہے اور سواے اسباب کے نہین کہ اوترتا ہے یہ پانی جنت
سے تم ہرگز طاقت نہین رکھتے ہو داخل ہونے کی جنت مین آج کے دن پھر پوچھا حائد نے وہ تین نہرین جو پوشیدہ
ہوتے ہین زمین مین کیا ہین کہا ایک فرات ہے اور دوسرا دجلہ اور تیسرا جیحون پھر کہا لوٹ جاؤ پھر لوٹا حائد
یہان تک کہ پہنچا اوس دابہ تک پھر سوار ہوا اوسپر اور جیسے گیا تھا ویسے ہی لوٹ کر عمران پاس آگیا پس پایا اوسکو
مردہ پھر دفن کیا اوسکو اور رہا اوسکی قبر پر تین روز پھر لوٹ کر آیا حائد وہان سے مصر مین اور جو کچھہ دیکھا تھا
سب بیان کیا پھر وہین رہا اپنی موت تک اور ذکر کیا ہے بعض اہل الاخبار نے کہ تحقیق حائد کو مجرد دعوی جبرئیل کا
نتھا بلکہ دیگئی تھی اوسکو حکمت اور تحقیق سوال کیا تھا اوسنے اللہ تعالی سے دیکھنا انتہای نیل کا پس دی گئی اوسکو
قوت اوسپر پس پہونچا وہ طرف جبل قمر کے اور جبل قمر اوسکو کہتے ہین اسواسطے کہ آنکھہ اوسکی طرف دیکھنے سے تیرہ ہوتی
ہے بسبب شدت سپیدی اوسکی کے اور اسی سبب سے چاند کو قمر کہتے ہین اور یہ پہاڑ مشرق سے مغرب تک لمبا آئے
اور جنوب کیطرف اوسکے تمام ویرانہ مین واقع ہے ابتداء سے لیکر انتہا تک اور ایک جانب اوسکے دریا عجاج ہے سو
دیکھا حائد نے کہ پانی اوسکا مثل رات کے کالا ہے اور دھوئین دھار ہے اور اوس دریا کو نیل کا پانی کہ سپید ہے

چڑھتا ہوا جانب جنوب پہاڑ سے داخل ہو کر شمال کی جانب اوسکے نکلتا ہے ایک قبہ مین ہے کہ اوسے بردا بیٹے اوتر
نے بنایا ہے اور آیا ہے کہ گئے چند لوگ اوس پہاڑ تک پھر ایک اون مین سے جب چڑھا اوسپر تو ہنسنے لگا اور تالی بجانے
لگا یہانتک کہ گرا دیا اوسنے اپنے تئین اوسطرف پھر باقی لوگ ڈر کر چلے آئے اور نہ چڑھے اوسپر اور جبل قمر سے نیل دریا
ملک کوری مین ہو کر آئے ہے پھر بلاد زنج کہ سودان سے ہے اور یہ بلاد واقع ہے درمیان مین بلاد کانم اور بلاد نوبہ
کے اور رہنے والے اوسکے ہین سیاہ چردہ وحشی آدم خور شہر نوبہ آباد ہے کنارہ پر نیل کے اور قریہ اوسکے بڑے بڑے
ٹاپو مین آباد ہین ذکر کیا ہے ایک جماعت نے منجمین اور ارباب ہیئت سے کہ نیل آتا ہے خط استوا کے ساڑھے گیارہ درجہ
پر سے جنوب کے جانب سے یہان تک کہ پہنچتا ہے دمیاط اور اسکندریہ وغیرہ عرض ثلثین تک جانب شمال مین اور کہا
ہے کہ ابتدا اوسکی سے انتہا تک ایک سو بیالیس درجہ ہے ہر درجہ چھپن میل اور ثلث میل کا ہے تقریبا پس طول اوسکا اوس
جگہ سے کہ شروع ہوا ہے بحر ملیح یعنے دریاء شور تک آٹھ ہزار چھہ سو چودہ میل اور دو ثلث میل کا ہے انتہی اور قصد کیا
جابر نے چڑھنے کا طرف اعلی اوسکے پس تو نہ قادر ہوا چڑھنے پر پھر سوال کیا اللہ تعالی سے تو آسان کیا گیا اوسپر چڑھنا پس
(یعنے جبل قمر کے ۱۲)
چڑھا اور دیکھا پیچھے اوسکے دریا تھا کالا بدبودار اور اندھیرا پھر دیکھا نیل کو کہ بہتا تھا وسط اوسکے مین مانند گھلی ہوئی
چاندی کے اور کہا صاحب مباہج الفکر نے کہ ذکر کیا ابو الفرجعی نے کہ سب نہرین جو آبادی مین ہین دوسو اٹھائیس ہین بعضی
اون مین سے بہتی ہین مشرق سے مغرب کو اور بعضی شمال سے جنوب کو اور بعضی جنوب سے شمال کو جیسے نیل اور بعضی
بہتی ہین سب جہات کو مانند فرات اور جیحون کے اور بقول منبع نیل کا جبل قمر سے ہے پیچھے خط استوا سے اوس چشمہ سے
کہ نکلتی ہین اوس مین سے دس نہرین پھر پانچ اوس مین سے علیحدہ ہو کر گرتی ہین بیچ بطیحہ کبری کے اقلیم اول مین
پھر اوسی بطیحہ سے نکلتی ہے یہ نہر نیل کی اور مشہور ہے یہ بطیحہ کبری ساتھ بحیرہ کبری کے اور بہ نسبت طرف ایک طائفہ
کے ہے کہ وہ سیاہ چردہ ہین اور رہتے ہین گرداگرد اوسکے وحشی مردم خوار پس جبکہ نکلا نیل اوس سے پھر اوس بلاد کو چیرتا
ہوا بلاد تہتہ کو گذرتا ہوا بلاد نوبہ مین پہنچکر شہر نوبہ کے غربی جانب سے ہوتا ہوا مغرب کو جاتا ہے اور اوترجاتا ہے طرف
اقلیم ثانی کے پھر قریب ہوا ہے طرف جنادل کے اور وہان منتہی ہوتے ہین مراکب شہر نوبہ کے بہاؤ مین نیل کے او
مراکب صعید الاعلی کے جو چڑھاؤ پر آتے ہین نیل کے پھر وہان سے طرف شمال کے جاتا ہے پھر ہوجاتا ہے اوپر جانب
شرقی اوسکے شہر الوان کا بلاد صعید الاعلی سے پھر گذرتا ہے درمیان مین سے دو پہاڑون کے جو ملے ہوئے ہین دونو
طرف عملداری مصر کو شرقا اور غربا اور جاتا ہے فسطاط کو پھر جبکہ گذرتا ہے اوس سے مسافت ایک دن کی تو منقسم
ہوجاتا ہے ساتھ دو قسم کے ایک اون مین سے جا گرتا ہے دریاے روم مین پاس رشید کے کہ بحر غرب بھی اوسے کہتے
ہین اور مسافت نیل کی شروع اوسکے سے رشید تک سات سو اڑھتالیس فرسخ ہے اور کہا ہے شیخ عز الدین نے کہ
شروع نیل کا جبل قمر سے ہے یعنی زمین دنیا پر ہے ورے خط استوا کے ساڑھے گیارہ درجہ پر ہے اور طول اس پہاڑ کا

پندرہ درجہ اور بیس دقیقہ ہے کہا حافظ نے کتاب الامصار مین کہ مخرج نہر سندھ اور نیل کا ایک جگہہ سے ہے اور دلیل
لایا ہے اسپر یہ کہ دونون بڑھتے ہین ایک وقت مین اور موجود ہین تمساح دونون مین اور طریقہ زراعت اہل ان شہرون
کا واحد ہے اور کہا ہے تاریخ مصر مین کہ بلاد تکنہ مین ایک گروہ ہے سودان سے زمین اوسکی اوگاتی ہے سونے کو اور
متفرق ہوتا ہے نیل پس ہوجاتا ہے دو نہرین ایک اونمین سفید ہے اور وہ ہے نیل مصر کا اور دوسرا سبز شروع کرتی
ہے طرف مشرق کے دریاے شور کو طرف بلاد سند کے اور وہ نہر مہران کی ہے عز الدین ابن جماعہ نے لکھا ہے کہ نیل
نکلی ہے خط استوا کے ساڑھے گیارہ درجہ پرے جبل قمر سے اور یہ پہاڑ پندرہ درجہ اور بیس دقیقہ لنبا ہے نکلتی ہین اوسکے
چشمون سے دس نہرین بہتی ہین پانچ پانچ اون مین سے ایک دریاے عظیم مدور مین گرتی ہین اور پانچ دوسرے بڑے گول
دریا مین کہ اوسکا بعد مرکز مغرب کے شروع آبادی سے ستاون درجہ ہے اور بعد اوسکا خط استوا سے جانب جنوب مین
سات درجہ اور اکتیس دقیقہ ہے اور یہ دونون دریا برابر ہین ہر ایک کا قطر پانچ درجہ ہے اور ان دونون سے چار چار نہرین
نکلکر ایک چھوٹے گول دریا مین پڑتی ہین ہر ایک کے پڑنے کی جگہہ علیحدہ ہے یہ دریا اقلیم اول مین ہے اسکا بعد مرکز شروع
آبادی سے جانب غرب مین ترپن ۵۳ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ ہے اور خط استوا سے جہت شمال مین دو درجہ ہین اقلیم اول سے
اور قطر اس چھوٹے دریا کا دو درجہ ہے اس سے نیل نکلکر بلاد نوبہ پر گذرتی ہوئی مصر جاتی ہے اور ایک اور نہر اسی دریا سے
نیل کی جہت مین بہتی ہے خط استوا پر ان دونون نہرون کے نکلنے کی جگہہ اس دریا سے علیحدہ علیحدہ ہے اور نہر دوسری گرتی
ہے ایک گول دریا مین کہ قطر اوسکا تین درجہ ہے اور بعد مرکز اوسکا مغرب کی شروع آبادی سے اکہتر درجہ ہے پھر نیل جب مصر
سے شہر شطنوف پہونچتی ہے دو ہوکر دریاے شور مین جا کر گرتے ہین ایک کو بحر رشید کہتے ہین اور دوسرے کو بحر دمیاط پہلی
رشید کے دریاے شور مین گرتی ہے اور دوسری منصورہ تک جاکر دو ہوجاتے ہین ایک کو بحر اشمون کہتے ہین یہ
اشمون کے پاس ایک دریا مین گرتی ہے اور دوسرے دمیاط کے پاس دریاے شور مین اور یہ نقشہ اسکا ہے



اور کہا بعض نے کہ مجری نیل کا برف کے پہاڑ سے ہے جو کوہ قاف ہے پھر وہ دریاے سبز کو چیر کر گذرتی ہے سونے اور زمرد اور یاقوت اور مرجان کی کانون پر پھر آن ملتی ہے بحیرہ زنج مین کہتے ہین کہ اگر دریاے شور مین سے اسکا گذر نہوتا اور سمین اوسکا پانی نہ ملتا تو بسبب نہایت شیرینی کے کوئی نیل کا پانی پی نہ سکتا اور نیل کا پانی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور یہ ساتھ تدریج اور ترتیب کے زمانہ مخصوص اور مدت معلوم مین ہے اور انتہا نیل کا چڑھاؤ جس سے زمین مصر کو سیرابی حاصل ہوتی ہے سولہ ہاتھ چوبیس اونگل کے ہاتھ سے ہے اگر ایک اونگل اس سے زیادہ چڑھتا ہے تو لاکھ دینار خراج مصر مین بڑھ جاتے ہین اور نیل کا انتہی چڑھاؤ مقیاس مصر مین اٹھارہ ہاتھ اور رسعید اعلی مین بائیس ہاتھ ہے اور جسدن سولہ ہاتھ پانی چڑھتا تھا تو اہل مصر کو بہت خوشی ہوتی تھی کہ سوار ہوتا تھا شاہ مصر اپنے خواص دولت کے ہمراہ زیب و زینت سے طرف مقیاس کے وہان دعوت اونکی ہوتی تھی اور ناپا جاتا تھا وہ عمود جو مقیاس تھا اور ناپنے والے کو خلعت اور انعام مقررہ ملتا تھا بعض مفسرین نے کہا یہی یوم الزینت تھا جسدن مین وعدہ کیا تھا فرعون نے موسی سے وہان جمع ہونے کا ساحرون کے ساتھ اور کہا ایک قوم نے کہ زیادتی پانی نیل مصر کی برف سے ہے کہ پگھلاتی ہے اوسکو گرمی اور کہا بعض نے کہ یہ بسبب کثرت ہونے مینہ کے بلاد سودان حبش مین ہے اور یہ بارش خط استوا سے صادر ہوتی ہے اور بکثرت برستا ہے یہ باران وقت چلنے ہوا کے کہ نام اوسکا ملتن ہے کہ بادل بھرتی ہین اوس سے اور کہا بعض نے کہ زیادتی اوسکی اختلاف ہوا سے ہے اسطرح سے کہ جب شمال چلتی ہے سخت تو موج مین لاتی ہے بحر رومی کو پھر روک رکھتی ہے وہ موج نیل کے پانی کو پھر رک کر وہ بڑھ جاتا ہے اور پھیل جاتا ہے زمین پر پھر جبکہ چلتی ہے ہوا جنوب کی تو قرار پکڑتی ہے موج دریا کی پھر نکلتا ہے پانی اوسکا اور چھوڑ دیتا ہے زمین کو بھیگا ہوا اور بعض نے کہا کہ بڑھاؤ اوسکا اور دوسرے چشمون سے ہے جو اوسمین ملتے ہین اور سولہ درع پانی نیل کا رک کر اپنے مقر اصلی سے بڑھ جاتا ہے اور یہ درع ایک سو چوبیس اونگل کا ہے تو مصر کو اوس سے سیرابی حاصل ہوتی ہے اور جبکہ سولہ درعہ پر ایک اونگل اور زیادہ بڑھ جاتا ہے تنہا اوسکے بڑھاؤ کا تو ایک لاکھ دینار بسبب اوسکے خراج مین زیادہ ہوجاتے ہین اور جب اٹھارہ درعہ پانی بموجب مقیاس مصر کے بڑھ جاتا ہے تو وہ زمین جسکا نام صعید الاعلی ہے اوسپر بائیس درعے پانی چڑھ جاتا ہے اور نشیب مین اوسکے ترقی درمہ جاتی ہے اور اوس حد کو بڑھنا نیل کا مصر والے منحوس سمجھتے ہین کہ بادشاہ کی موت کا سبب ہوتا ہے پھر جبکہ بھر چکتا ہے پانی اوسکا تو کھلتی ہین نہرین اوسکی اور منتشر ہوتا ہے پانی اوسکا ہر دو طرف دور تک اونکے ذریعہ سے اور یہ نہرا ٹھہ ہین خلیج اسکندریہ دوسرا خلیج دمیاط تیسرا خلیج منسف اور خلیج المنہی کہ کھودا ہے اوسکو حضرت یوسف علیہ السلام نے اور خلیج شموم الطناح اور خلیج سردوش کہ کھودا ہے اوسکو ہامان نے فرعون کے لیئے اور خلیج سخا اور آٹھوین خلیج وہ کہ کھودا ہے اوسکو عمرو بن العاص نے زمانہ عمر رضی اللہ عنہ کے یہ سب نہرین جاری ہین اور کچھ خرابی اون مین نہین واقع ہوتی اس سے سب زمین مصر مین

جو دو پہاڑ ونکے درمیان ہے سیرابی ہوتی ہے اور پانی نیل کا سپید اور شیرین میٹھا اور ملائم اور ہلکا اور مزہ دار اور
خوب پیاس کا بجھانے والا ہوتا ہے کہا نیف فاسی نے کہ متفق ہین علما اسپر کہ نیل اشرف نہرون کا ہے اسلیے کہ سینچی
جاتی ہے اوس سے اتنی زمین کہ کسی نہر سے نہین سینچی جاتی اور عجائب اوسکی یہ ہے کہ ایکبار اوس سے زمین کو سینچ
کر بو لیتے ہین پھر جبتک کاٹی جاتی ہے دوسرے پانی کی اوسے حاجت نہین برخلاف اور نہرون کے اور یہ ہے
عجائب اوسکے سے کہ بڑھتی ہے وہ اوسوقت مین کہ سب زمین گھٹ جاتی ہین اور اوسوقت مین سخت گرمی کا موسم
ہوتا ہے کہ سب زمین خشک اور ہوا مین بکمال یبوست ہوتی ہے اور گھٹتی ہے اوس وقت مین کہ سب ندیان بڑھتی ہین اور
یہ سبھی عجائب اوسکے سے کہ ہر بڑی نہر اگرچہ اوسمین نفع ہوتا ہے لیکن طغیانی کے وقت ضرر پہونچاتی ہے اپنے گرد
جوار کے کھیتون کو اور نیل وقت معین پر بڑھتی گھٹتی ہے کہ کسی چیز کو نقصان نہین پہنچاتی ہے اور یہ عجائب اوسکے
سے ہے کہ نہرین بہتی ہین مشرق سے طرف مغرب کے اور وہ آتی ہے مغرب سے طرف شمال کے پس اصلاح کرتی
ہے ہمیشہ اوسکی روشنی شمس کی اور یہ عجائب اوسکے سے کہ ہر نہر کے لیے ایک سرحد ہے اور نیل نہین ٹھہرتا ہے کسی
منبع پر اور نہین ہے کوئی دریا دنیا مین کہ ملتا ہے دریا صین یعنی چین اور روم مین سوا اوسکے اور نہین دنیا مین
کوئی نہر کہ زائد ہوا اور پھر ٹھہرے اور پھر ناقص ہوا اوپر ترتیب اور تدریج کے سوا اوسکے اور نہین حاصل ہوتا
خراج غلہ کھیتی کسی نہر سے وہ جو حاصل ہوتا ہے نیل سے اور کہا گیا ہے کہ بادشاہ کنعادس قبطی کے زمانہ مین
جو حاصل کہ زمین مصر مین نیل کے پانی سے پیدا ہوتا تھا وہ دس کرور اور تیس ہزار دینار تھا اور پھر عزیز مصر
کے وقت مین دس کرور دینار تھا اور عمرو ابن العاص کے وقت مین ایک کرور بیس لاکھ دینار تھا اور عبداللہ
بن ابی شرح کے وقت مین ایک کرور چالیس لاکھ دینار تھا پھر کم ہوا یہانتک کہ ایام جوہر القائد مین تیس لاکھ
دینار تھا اور سبب پلٹنے اوسکے کا اوپر حالت کمی کے یہ تھا کہ بادشاہون نے نہ جوانمردی کی بیچ خرچ کرنے کی
اوپر اون آدمیون کے جو مامور تھے واسطے کھودنے نہرون اور اصلاح پلون اور درستی بندون اور بند کرنے
دہانون اور کاٹنے جھاڑی اور دور کرنے گھانس کے اور تھے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی مقرر واسطے بنانے زمین مصر کے
ستر ہزار واسطے اونچی زمین کے اور پچاس ہزار واسطے نشیب زمین کے اور ناپی گئی زمین مصر کی زمانہ ہشام ابن عبدالملک مین پس تھی وہ جو
پہونچتا تھا اوسکو پانی نیل کا دس کرور قدان اور ایک قدان چارسو قصبہ اور ایک قصبہ دس گز کا ہوتا ہے اور پیمائش کی ابن طلبہ نے زمانہ ولایت
اپنے مین وہ زمین جو صلاحیت رکھتی تھی کھیتی کی پس پایا اوسکو دو کرور بیس لاکھ قدان اور باقی دریا برد اور
تلف ہو گئی تھی اور شمار کی مدت بونے کی پس پایا اوسکو ساٹھ دن اور ایک بونے والا بو لیتا تھا پچاس قدان
پس ہو گئی محتاج چار لاکھ اور چالیس ہزار حراث کو اور کہا ہے ابن حوقل نے نیل مصر مین چند جگہ کہ نہین ضرر دیتا ہے
وہان پر تمساح جیسے کہ عدوۃ بوصیر اور قسطاط اور بیچ حدود اسوان کے ریگستان نیل مین استنقور ہے استنقور

بکسر الف وسکون سین مہملہ وفتح قاف وسکون نون وضم قاف ثانی سکون واو ورا مہملہ اوسکو سقنقور
بے الف کے بھی کہتے ہین اور عربی ہین ورل مائی یعنی پانی کے گواہ اور ہندی مین بن رہو کہتے ہین ثابت اوسکی
یہ ہے کہ وہ نیل کے کنارون پر رہتا ہے اور سر اوسکا باریک کھچا ہوا اور رنگ ابلق سبز زردی سیاہی سفید آمیز اور
چمڑا چمکتا اور تحقیق یہ ہے کہ پیدائش اوسکی مثل دوسرے حیوانون کے ہے نرمادہ سے نر کے خصیہ مانند خصیہ مرغ کے ہوتے
ہین اور مادہ کے دو فرج ہوتے ہین انڈے تیس سے زیادہ دیتی ہے اور دفن کرتی ہے ریگ مین آفتاب کی حرارت سے بچے نکلتے
ہین جلد کے جاڑے مین سردی پاکر پانی سے خشکی مین آتا ہے اور پکڑا جاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ملتا ہے سقنقور بلاد ہند
مین وحبش وقلزم مین اور ابو القاسم عبد اللہ تیمی نے کہا ہے کہ مینے بلاد مشرق مین حیوان دریائی مسمی بسقنقور دیکھا
وہ ایک حیوان ہے طول دو گز عرض آدہ گز رنگ زرد رکھتا ہے اور مستعمل ہے گوشت اوسکے حوالی شکم وناف ودم کا اور
اوسکے ترقوہ پر گوشت ہوتا ہے اور مدت تک نہین بگڑتا اور کہا گیا ہے کہ وہ نسل تمساح سے ہے اور وہ باہر پانی کے انڈے
دیتی ہے پھر جب بچے نکلتے ہین جو قصد کرے اون مین سے پانی کا ہوتا ہے وہ تمساح اور جو قصد کرے خشکی کا ہوتا ہے
وہ سقنقور اور ہوتی ہین اوسکی دو شاخین مانند ضب کے اور ہوتی ہے نیل مین مچھلی رعاد لنبی بقدر ذراع کے جبکہ پھنستی
ہے جال مین تھرتھراتی ہین ہاتھ پانون اوسکے جو کوئی اوسکو پکڑتا ہے یہان تک کہ جس جال مین وہ پھنستی ہے اگر کوئی
اوس جال کو پکڑے ہوئے ہو تو اوسکے بھی ہاتھ پھڑکنے لگتے ہین اور اسی سے جو کوئی اوسکو پکڑے یا کسی چیز سے چھوئے
اوسکے بھی ہاتھ پیرون مین تھرتھری ہو جاتی ہے یہان تک کہ الگ ہو جاوے اوس سے اور چھوڑ دیوے اوسکو یا وہ مچھلی
مر جاوے اور ایک بوٹی ایسی ہوتی ہے مصر مین جو کوئی اوسکو پہلے ہاتھ سے چھوئے پھر اوس رعاد مچھلی کو چھوئے تو اوسکو
تھرتھری نہین ہوتی ہے اور عمر ابن العاص سے مروی ہے کہ ایکبار خشک ہو گیا نیل زمانہ فرعون مین اور یہ لقب ہے
ایک بادشاہ کا عمالقہ مین سے کہ تھا یا قوم عاد سے تھا نام اوسکا ولید بن مصعب تھا وہب بن منبہ کہتا ہے دونون
اہل کتاب اسپر ہین کہ نام فرعون کا قابوس تھا اور کہا ہے کہ وہی فرعون یوسف ع کا ہے کہ جیتا رہا وہ حضرت موسیٰ ع کے
زمانہ تک اور اصح یہ ہے کہ نام فرعون یوسف ع کا ریان اور فرعون موسیٰ ع کا نام ولید یا مصعب بن ولید ہے اور دونون
فرعون کے درمیان چارسو برس کا فاصلہ ہے اور فرعون لقب ہے بادشاہ مصر کا جیسا کہ قیصر لقب ہے بادشاہ روم
کا کذا فی جلالین وکمالین وغیرہ پس آئے پاس اہل مملکت اوسکے کہا اونھون نے اے بادشاہ جاری کر ہمارے لیے نیل
کو کہا فرعون نے تحقیق مین نہین ہون راضی تمسے پس گئے پھر آئے اوسکے پاس کہا اے بادشاہ جاری کر ہمارے
لیے نیل کو کہا فرعون نے تحقیق مین نہین ہون راضی تمسے پس چلے گئے پھر آئے کہا اے بادشاہ مر گئے چوپائے اور ہلاک
ہو گئے مواشی اگر نہین جاری کرو گے ہمارے لیے نیل کو البتہ پکڑین گے ہم اور دوسرے خدا کو سوا تجھسے کہا فرعون نے
نکلو طرف زمین کے پھر نکلے پس کنارہ ہوا نیل کے فرعون اور ایسا گیا کہ نہین دیکھتے تھے اوسکو اور نہین سنتے کلام اوسکا

پھر ڈالدیا رخسار اپنے کو ساتھ زمین کے اور اشارہ کیا ساتھ اونگلی اپنی کے طرف اللہ تعالی کے پھر کہا اے اللہ تحقیق نکلا
ہون مین تیرے لیے نکلنا بندے ذلیل کا طرف سردار اپنے کے اور تحقیق جانتا ہون مین کہ تو جانتا ہے کہ تحقیق مین بھی
جانتا ہون کہ نہین قادر ہے اوپر جاری کرنے نیل کے کوئی شخص سوا تیرے پس جاری کر اوسکو کہا راوی نے جاری
ہوا نیل ساتھ ویسے ہی جریان کے بہتا تھا مانند اوسکے پہلے اس حکایت سے معلوم ہوا کہ کافر کی دعا قبول ہوتی ہے اور
اور اختلاف کیا گیا ہے اوسمین بعضی انکار کرتے ہین اور وما دعاء الکٰفرین الا فی ضلال کو سند پکڑتے ہین اور
صحیح یہ ہے کہ دنیا مین قبول ہوتی ہے دعا جیسے کہ شیطان کی قبول ہوئی قال رب انظرنی الی یوم یبعثون قال
فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم اور اس آیت مین آخرت کی دعا مراد ہے جیسے کہ سورۂ مومن مین
ہے یا بتون سے دعا مانگنے کا ذکر ہے جیسے کہ سورۂ رعد مین ہے پس فرعون نے لوگون سے کہا کہ تحقیق جاری کیا
مینے تمہارے لیے نیل کو پس آگے بڑے اسکے بے سجدہ کرنے والے اور سامنے ہوا اسکے لیے جبرئیل علیہ السلام پس کہا اے
بادشاہ وعدہ کر میرے ساتھ اوپر خلاصی میری کے کہا کیا قصہ اوسکا ہے کہا ایک غلام ہے میرے لیے کہ مالک کیا اوسکو
اوپر بندون میری کے اور دی مینے اوسکو اپنی کنجیان پس عداوت کی اوسنے میرے ساتھ اور دوست رکھا ہے
اوس شخص کو کہ جو میرا دشمن ہے اور دشمنی کرتا ہے اوس شخص کے ساتھ کہ دوست رکھتا ہون مین اوسکو کہا فرعون
نے برا ہے تیرا غلام اگر ہو میرے لیے اوپر اوسکے قدرت البتہ ڈبوتا اوسکو دریاے قلزم مین پس کہا جبرئیل ع نے کہ اے
بادشاہ لکھ میرے لیے کتاب پس منگایا کتاب اور دوات کے تئین اور لکھا اسبات کو جزا نہین اوس غلام کی جو مخالف
ہوا اپنے مالک سے پس دوستی کرے اوسکے دشمن سے اور دشمنی کرے اوسکے دوست سے مگر یہ کہ ڈبایا جاوے دریای
قلزم مین کہا جبرئیل ع نے اے بادشاہ مہر کر اسپر میری لیے پس مہر کی اوسپر پھر دیا اوسکو یعنی طرف جبرئیل ع کے کتاب
کو پھر جبکہ ہوا دن ڈوبنے فرعون کا آئے اوسکے پاس جبرئیل ع ساتھ اوس کتاب کے پس کہا لو یہ وہ چیز ہے کہ
حکم کیا تھا تو نے اوپر نفس اپنے کے اور دُرّ مجالس مین اس قصہ کو یون لکھا ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے
فرعون کو توحید کی طرف بلایا تو اوسنے کہا کہ اگر خدا تیرا ملک آخرت کا رکھتا ہے تو مین ملک دنیا کا رکھتا ہون اور اپنی
قدرت سے جو چاہون سو کرون حضرت موسی ع نے فرمایا کہ یہ صفت اللہ کی ہے فرعون نے کہا اگر مین حکم کرون تو
یہ خشک رود نیل بہنے لگے موسی علیہ السلام نے کہا ہرگز نہین ہو سکتا ہے اوسنے کہا اے موسی علیہ السلام تو کل دیکھ لینا
کہ مین کسطرح اوسکو جاری کرونگا فرعون ایک خالی حجرے مین جا کر طوق زنجیر گردن اور ہاتھ پانون مین ڈالکر اوندھا
لٹکا اور درگاہ خدای تعالی بے نیاز مین رات بھر قبلہ رو ہوکہ تضرع تمام روتا رہا اور کہتا رہا اے معبود میرے اے بزرگ
میرے بے عیب تیری ہی ذات ہے جہان مین جتنے عیب ظاہر و پوشیدہ ہین مین سب رکھتا ہون سر پر میرے سینگ لمبے
کا ماسا ہے اور مقعد پر دم گدھے کی سی اور قد میرا حقیر ڈیڑھ گز کا ہے اور مین عنین ہون پھر سب عیب اپنے بیان کرکے عرض کیا

یا ارحم الراحمین مین ملک عقبیٰ کا کھو چکا ہون اور عوض اوسکے ملک دنیا کا لے لیا تو سب جہان سے بے نیاز ہے کسیکی
تجھکو پروا نہین ای اللہ اپنے کرم عام سے کل مجھکو حضرت موسیٰ اور اوسکے لوگون کے آگے شرمندہ مت کر نیل کو میرے کہنے
سے بہا دے یون ہی تمام شب رویا اور جناب الٰہی مین عرض کرتا رہا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت سے اوسکی زاری پر رحمت کی
اور دعا اوسکی قبول فرمائی اور غیب سے ندا آئی کہ جا نیل کو کل تیرے کہنے سے جاری کرینگے فرعون خوشی سے شکر بجا لا کر
حجرہ سے باہر نکلا سب کو جمع کر کے موسیٰ علیہ السلام کو بلوایا اور نیل پر جا کر کہا کہ جاری ہو تو میرے کہنے سے فی الحال
نیل جاری ہوا پھر گھوڑا پانی کے آگے لے گیا اور جسطرف یہ اشارہ کرتا اور گھوڑا دوڑاتا پانی اوسکے پیچھے دوڑتا پھرتا
تھا لوگ یہ حال دیکھکر متعجب ہوئے اور فرعونی کہنے لگے اگر یہ خدا نہوتا تو یہ نیل جاری کیون ہوتا تو یہ دیکھکر مسلمان پرملال
ہوئے اور حضرت موسیٰ کا وقت شوریدہ ہوا آپنے جناب الٰہی مین دعا کی کہ الٰہی تو نے مجھکو فرعون کی دعوت کو بھیجا
اور اوسنے تکبر اور سرکشی سے میری بات نہ سنی اور تو نے کہنا اوسکا قبول کیا اب اس تیرے بندے موسیٰ کی کیا بات رہی
فی الحال جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر آئے کہ ای موسیٰ ہماری ذات مین کچھ بخل نہین دوست دشمن جو شی مانگتا ہے
ہم اوسکو دیتے ہین یہ فرعون تمام شب میری درگاہ مین اولٹا لٹک کر رویا ہے اوسکی دعا قبول کی نیل کو جاری کیا
اب تو خاطر جمع رکھہ تیری دعا سے اوسکو لشکر سمیت اسی دریا مین غرق کرونگا اور اوسکے تکبر اور دعوی کو توڑونگا واضح
ہو کہ اس قصہ اور قصہ سابق مین کچھہ منافات نہین اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ دونون امر یعنی خشک ہونا نیل کا اور شکایت کرنا
رعایا اوسکے کا اوس سے اس امر مین اور دعوت کرنا موسیٰ علیہ السلام کا اوسکو اور ظاہر کرنا اوسکا رعایا پر اس مین
بسبب نارضامندی اپنی کے اور ظاہر کرنا اوسکا موسیٰ علیہ السلام پر اپنی قدرت حکومت کا یہ سب ایک ہی زمانہ مین
واقع ہوا ہو چنانچہ مشعر ہے اسکو قول اوسکا اگر مین حکم کرون تو یہ رود نیل ابھی بہنے لگے اور اختلاف روایت مین
بسبب کمی بیشی بیان راویون کے ہو گیا ہو واللہ اعلم بالصواب اور مروی ہے قیس بن حجاج سے جبکہ مصر فتح کر کے
عمرو بن العاص داخل ہوئے بونا مین کہ شہور عجم سے ہے پس آئے اونکے پاس اہل مصر اور کہا اونھون نے اوسکے لیے
ای امیر تحقیق واسطے اس نیل ہماری کے ایک طریقہ ہے کہ نہین جاری ہوتا ہے مگر ساتھ اوسکے پھر کہا امیر نے اونکو
لیے کیا ہے وہ کہا اونھون نے جبکہ ہو جاوے بارھوین رات لیتے ہین ایک لڑکی کواری کو ساتھہ رضامندی مان
باپ اوسکے کے اور پہنا لیتے ہین اوسکو اچھے کپڑے اور زیور پھر نکلتے ہین اور پھینکتے ہین اوس لڑکی کو اس دریا
مین کہا اونھون کے لیے عمرو رض نے تحقیق یہ بات نہین ہے اسلام مین اور اسلام گرا دیتا ہے وہ شی کہ قبل اوسکے
ہے پس قائم رہے وہ لوگ بونا اور ابیت اور میرا مین اور نہین جاری ہوا کچھہ بھی نیل یہانتک کہ قصد کیا اونھون
نے چھوڑنے ملک اپنے کا پھر جبکہ دیکھا عمرو رض نے یہ تو لکھا یہ امر طرف عمر بن الخطاب رض کے پس لکھا اوسکی طرف
حضرت عمر رض نے کہ ٹھیک کہا تو نے اسلام گرا دیتا ہے جو چیز کہ پہلے اوس سے ہے اور تحقیق بھیجا مینے تیرے

پاس ایک ٹکڑا کاغذ کا جبکہ پہونچے تیرے پاس کتاب میری تو پھینک دے اوسکو دریا مین جبکہ آئی کتاب عمرؓ کے پاس
کھولا کاغذ کو پس لکھا تھا اوس مین من عبد اللہ عمرؓ امیر المؤمنین الی نیل مصر اما بعد فان کنت تجری من
قبلک فلا تجر وان کان اللہ الواحد القہار ہو الذی یجریک فنسئل اللہ ان یجریک پس پھینکا عمرؓ نے
اوسکو نیل مین پہلے دن صلیب کے ایک دن اور تحقیق درستی کی تھی اہل مصر نے نکلنے کے لیے اوس سے اسلیے کہ
نہین تھی منفعت اون لوگون کو مصر مین مگر بسبب نیل کے پس صبح کی اونھون نے روز صلیب کے اور حالانکہ جاری
کیا تھا اللہ تعم نے نیل کو سولہ درعا اور تحقیق زائل ہوگیا وہ براطریقہ اہل مصر سے اور مروی ہے یزید ابن حبیب سے کہ
کہ موسیٰ نے دعا کی اوپر آل فرعون کے پس بند کیا اللہ تعم نے اون سے نیل کو یہانتک کہ ارادہ کیا اونھون نے چھوڑنے
مصر کا یہانتک کہ تلاش کیا موسی علیہ السلام کو تاکہ دعا کرے اللہ تعم سے از روی امید ایمان کے پس دعا کی موسیٰ
نے اللہ تعم سے اور صبح کی حالانکہ جاری کیا نیل کو اللہ تعم نے اوسی رات مین پس قبول کیا اللہ تعم نے واسطے حضرت
عمر ابن الخطاب کے جو قبول کیا تھا واسطے نبی اپنے کے کہ موسی علیہ السلام تھے واضح ہو اس قصہ مین اور اوس مین
جو اوپر فرعون کا قصہ مذکور ہوا کچھ منافات نہین ہے اسلیے کہ بند ہونا نیل کا دوبار واقع ہوا ایک بار خود بخود اور
کھلنا اوسکا فرعون کی دعا سے ہوا اور یہ اوسکا استدراج تھا جیسے کہ مذکور ہوا پھر دوبارہ حضرت موسیٰ کی دعا
سے وہ بند ہوا اور آپ ہی کی دعا سے پھر وہ جاری ہوا اور یہ آپکا معجزہ تھا فافہم اور ایک اور عجائب نیل سے چڑھ آنا
آب نیل کا ہے حضرت موسی علیہ السلام کی بد دعا سے اور تلف ہونا باغون اور کھیتون فرعون اور قبط کا موضح القرآن
کے فائدہ مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا اسپر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے
اوسنے نمانا اونکی بد دعاؤن سے یہ بلائین پڑین دریای نیل چڑھ گیا کھیتیان اور باغ اور گھر بہت تلف ہوئے اور
ٹڈیون نے سبزے کھائے اور آدمیونکے بدنون پر اور کپڑون مین چچڑیان پڑ گئین اسیطرح ہر چیز مین مینڈک پڑ گئے اور پانی
لہو بن گیا آخر پھر کر نمانا اور ایک عجائب نیل سے خون بہانا نیل کا ہے ایک ہفتہ تک حضرت موسی علیہ السلام کی
بد دعا سے اور قصہ اوسکا معالم التنزیل مین یون لکھا ہے کہ جب سرکشی کی فرعون نے اور اوسکی قوم قبط نے اور
اڑ گیے کفر پر پے درپے بھیجین اللہ تعم نے اون پر نشانیان سو جب جانچ لیا اون کو ساتھ آیات اربع عصا اور ید بیضا
اور سنین اور نقص ثمرات کے اور منظور نکیا اونھون نے ایمان لانا تب بد دعا کی حضرت موسیٰ نے اونپر ای پروردگار
تیرے غلام فرعون نے سرکشی کی زمین مین اور حکم عدولی کی اور حد سے گذر گیا اوسکی قوم نے توڑا تیرے عہد کو سو
گرفت کر اونکو ساتھ ایک عقوبت کے کہ ان کو سزا ہو اور میری قوم کو نصیحت اور پچھلون کو عبرت ہو سو بھیجے اللہ تعم
نے اونپر کئی عذاب پھر بد دعا کی حضرت موسیٰ نے اونپر تو بھیجا اللہ تعم نے اونپر دم یعنی خون پس بہا دریای نیل خون ہو کر
اور ہو گئے سب پانی خون جن کوؤن اور نہرون مین سے پانی بھر کر لاتے تو اوسکو خون خالص پاتے سو اسکی شکایت طرف

فرعون کے کی اور کہا کہ نہین ہے ہمارے لیے کوئی پینے کی چیز فرعون بولا کہ تمپر جادو کیا ہے موسیٰؑ نے بولا کہان
سے ہمپر جادو اور ہم پاتے نہین اپنے برتنون مین کچھ پانی مگر خون خالص سو فرعون جمع کرتا اسرائیلی اور قبطی کو
ایک کنوئین اور ایک برتن پر سو ہوتا تھا آگے اسرائیلی کے پانی صاف اور آگے قبطی کے خون اور کھڑے ہوئے
دونون یعنی اسرائیلی اور قبطی ایک ایک گھڑے پر سو نکالتا اسرائیلی پانی اور قبطی خون یہان تک کہ عورت
آل فرعون مین آتی پاس عورت بنی اسرائیل کے جبکہ عاجز کیا تھا اونکو تشنگی نے سو وہ کہتی کہ پلا مجھے پانی اپنا
پس دیتی اوسکو پانی سو ہوجاتا وہ پانی خون اوسکے برتن مین یہان تک کہ کہتی وہ قبطیہ بنی اسرائیل کی عورت
کو بھر لے اپنے موںھ مین پانی پھر ڈال اوسکو بطور کلی کے میرے موںھ مین سو وہ جب ڈالتی اوسکے موںھ مین تو ہوجاتا
خون اور بیکرا فرعون کو تشنگی نے سو چبانے لگا تر درختون کو پس جبکہ چوستا کسی درخت کو ہوجاتا
عرق اوسکا کھاری اور کڑوا پس گرفتار رہے اس بلا مین ہفتہ تک کہ نہین پیتے تھے مگر خون کو پھر آئے موسیٰؑ کے پاس
کہ دعا کر اپنے رب سے کہ دفع کرے ہم سے یہ عذاب ایمان لاوینگے تجھپر اور بھیجدینگے تیرے ساتھ بنی اسرائیل
کو پس دعا کی موسیٰؑ نے اور کھل گیا اونسے یہ عذاب سو نہ ایمان لائے فرمایا اللہ تعالی نے فارسلنا علیہم الطوفان
والجراد والقمل والضفادع والدم ایٰت مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین یعنی پس بھیجا ہمنے اونپر
طوفان اور جراد یعنی تڈیان یا غلہ کے کیڑے یا کھیتی کھانے والے کیڑے اور قملؔ اور مینڈک اور خون نشانیان
جدی جدی یعنی ہر عذاب ٹھہر رہا ایک ہفتہ تک یعنی سنیچر سے دوسرے سنیچر تک اور درمیان دو عذاب کے ایک
مہینے کا فاصلہ ہوتا سو تکبر کیا اونھون نے اور تھی وہ قوم گنہگار تھی اور فرمایا حضرتؐ نے کہ جبرئیل علیہ السلام
ساتوین آسمان پر مجھکو ایک جگہہ لے گئے کہ وہان ایک نہر زمرد اور یاقوت کے سنگریزون پر جاری ہے اور کنارے پر
اوسکے یاقوت اور موتی اور زمرد کی خیمے تھے اور سبز جانور پرند اوسکے کنارے پر دیکھے اور پانی اوسکا دودہ سے سفید
اور شہد سے شیرین اون مین سے اوٹھا کر اوسکا پانی مینے پیا تو شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار
تھا جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا مینے کہ یہ کیا ہے کہا یہ نہر کوثر ہے کہ اللہ تعالی نے تمکو عنایت کی ہے اور کوزے اوسکے
سونے اور چاندی کے تھے جیسے کہ بیچ روایت طبرانی کے ہے حذیفہؓ سے اور یہی طبرانی نے دوسری روایت مین
ذکر کیا ہے کہ عدد اونکے برابر عدد تارون کے ہین مظہری اور ایک روایت یون ہے کہ فرمایا آپنے کہ جڑ مین سے
سدرۃ المنتہی کے ایک پانی کا چشمہ بہتا تھا اوسکو سلسبیل کہتے ہین اور وہان سے دو نہرین نکلتی ہین ایک کو
نہر کوثر اور دوسری کو نہر الرحمۃ کہتے ہین اور نہر الرحمۃ وہ نہر ہے کہ جب دوزخ سے گنہگار جل بھنکر کالے کالے
نکلینگے اوس نہر مین گرینگے ایک ساعت مین ترو تازہ ہوجاوینگے اور بموجب قول ضحاک کے نام درخت سدرۃ
کا سدرۃ المنتہی اسلیے رکھا ہے کہ عمل خلق کے اور مطابق قول ابن عباس کے علم اونکے وہین تک پہنچتے ہین اور

وہین سے نازل ہوتے ہین اوامر الٰہی اور بقول ابن مسعود وہین سے لیے جاتے ہین حکم اور بقول کعب وہین پر
ٹھہرتے ہین فرشتے اور سدرہ ایک درخت بڑا ہے کہ سیر کرے سوار اوسکے سایہ مین ستر برس چنانچہ شفا مین ہے یا سو برس
جیسے کہ ترمذی مین ہے ابو سعید نے کہا کہ اگر ستر برس سوار چلے اوسکے سایہ کو قطع نکر سکے اور پتا اوسکا اتنا لنبا چوڑا
ہے کہ خلق اوسکے سایہ مین آجاوے کذا فی الشفا اور نسیم الریاض مین کہا کہ مراد خلق سے جماعت کثیر ہے نہ ساری مخلوق
اسلیے کہ ساری مخلوق مراد لینا یہان صحیح نہین اور ملا علی قاری نے اپنی شرح مین عام رکھا ہے سوال اگر کوئی
کہے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ پتے اوسکے مانند کان ہاتھی کے تھے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ تشبیہ شکل اور ہیئت مین تھی
اور یہان بیان پتے کی عظمت کا ہے پس وہ منافی نہین ہے اوسکی بڑائی سے اور کسی کو وہان سے اوپر چڑھنے کی طاقت
نہین ہے اور وہین منتہی ہوتا ہے جو کچھ کہ چڑھتا ہے عالم سفلی سے اور اوترتا ہے عالم علوی سے امر عالی اور تجاوز
نہین کیا کسی ایک نے وہان سے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغوی نے ابن عباس رض سے نقل کی کہ سدرہ
عرش کی جڑ مین ہے اور وہین تک پہنچتے ہین علم خلائق کے اور جو پرے اوسکی ہے ایک غیب ہے کہ نہین جانتے ہے اوسے
بجز خدای تعالی کے کوئی قولہ وہین تک پہنچتے ہین علم خلائق کے معنی اوسکے یہ ہین کہ بعضی مخلوقات یعنی فرشتے
سدرہ تک حاضر ہو سکتے ہین اور اوس سے آگے کوئی خلائق مین سے نہین بڑھ سکتا ہے پس ماورا اوسکے غیب ہے
من کل وجوہ اور سدرۃ المنتہی اگرچہ وہ بھی غیب ہے بہ نسبت بشر کے ولیکن نہین ہے غیب بہ نسبت بعضے ملائکہ کے
مظہری کہا مقاتل نے وہی طوبی ہے جسکو اللہ تعالی نے سورہ رعد مین ذکر کیا ہے کل مظہری واضح ہو کہ قرطبی نے
آٹھ قول سدرۃ المنتہی کے وجہ تسمیہ مین لکھے ہین جن مین سے پانچ اس کتاب مین مذکور ہوئے اور چھٹا یہ کہ وہین تک
پہونچتی ہین ارواح شہدا کی یہ قول ربیعہ بن انس کا ہے ساتوان یہ کہ وہین تک پہنچتی ہین ارواح مؤمنین کی
اور یہ قول قتادہ کا ہے اور آٹھوان یہ کہ وہین تک پہونچے ہے جو کوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق
اور سنت پر ہے اور یہ قول علی رض کا اور بھی ربیع بن انس کا ہے اور آپ آگے چلے اور جبرئیل علیہ السلام اوسی جگہہ رک رہے
آپکی رفاقت سے فرمایا آپنے کہ ای جبرئیل یہ کیا مقام ہے باز رہنے اور جدا ہونے کا یہ وہ جگہہ نہین کہ دوست دوست کو
چھوڑے کہا جبرئیل علیہ السلام نے کہ اگر اونگل بھر یہان سے آگے بڑھون مین تو روشنی تجلی الٰہی سے جلجاؤن ع
اگر بال بھر یہان سے اوپر اوڑون ✤ فروغ تجلی سے جلکر پڑون ✤ اور جاننا چاہیے کہ درخت سدرہ کا روایت
سے ساتوین آسمان پر ہے اور ایک روایت سے چھٹے پر اگر ساتھ ترجیح روایت کے قائل ہون تو روایت ساتوین
آسمان مین دیکھنے کی مرجح ہے کہ نقل کیا اوسکو مسلم نے اور بعضون نے اسی کو اصح کہا ہے چنانچہ ملا علی قاری نے
شرح شفا مین نقل کیا ہے اور اسلیے کہ راوی اسکے بہت ہین اور موصوف ہین ساتھ زیادتی ضبط اور اتقان کے
والا تطبیق مین ان دونون روایتون کے کہہ سکتے ہین کہ جڑ اوسکی چھٹے آسمان مین ہے اور ٹہنیان اوسکی ساتوین آسمان مین

ہین اور موسوم ہوتا اوسکا ساتھ سدرہ کے کہ بمعنی درخت بیری کے ہے منقوض علم الٰہی پر ہے اور کہتے ہین کہ مثل
اس درخت کی شکل ایمان کی سی ہے کہ جمع کرتا ہے ایمان قول اور عمل اور نیت کو سکو سایہ او سکا بمنزلہ عمل کے ہے
اور مزہ اوسکا بمنزلہ نیت کے اور خوشبو اوسکی بمنزلہ قول کے ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ درخت لگایا گیا ہو آسمان
مین جیسے لگائے جاتے ہین درخت زمین مین اور یہی قدرت اللہ تعالیٰ شانہ شامل ہے اوسکو کہ لگایا گیا ہو وہ درخت
ہوا مین جیسے کہ سیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ہوا کے اور ہو سکتا ہے کہ لگایا گیا وہ درخت بیچ خاک جنت کے
جیسے کہ اور درخت لگائے گئے ہین بیچ خاک اوسکی کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعد اوسکے بیت المعمور
کو مجھ پر ظاہر کیا اور اوسکو ضراح بھی کہتے ہین ساتھ پیش ضاد معجمہ کے پھر جسنے ساتھ صاد مہملہ کے کہا ہے اوسنے غلط
کہا ہے علی قاری اور وہ ایک گھر ہے ساتوین آسمان پر مقابل مین خانہ کعبہ اللہ کے مسطور ہے کہ اگر وہان سے پتھر
گرایا جاوے تو کعبہ پر گرے اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اوس گھر کی زیارت کو آتے ہین اور پھر دوسری بار کبھی
اونکو اتفاق زیارت اوس گھر کا نہین ہوتا اور یہی حال ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اوسکو اور ابد تک یہی طور
رہے گا اور ایک روایت مین ہے کہ بعد ازان دیکھایا گیا بیت المعمور اور اوٹھایا گیا اوس سے پردہ اور لفظ حدیث
کے یہ ہین ثم رفع الی البیت المعمور یعنی پھر اوٹھایا گیا میری طرف بیت المعمور اور تفسیر اوسکی ساتھ اس معنی کے
کی ہے کہ گویا درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درمیان بیت المعمور کے بہت عالم تھے کہ قدرت نتھی اوس کے
ادراک پر سو اوٹھادئے گئے وہ یعنی درمیان مین سے دور کیے گئے اور لایا گیا وہ بیچ نظر مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کے تو دیکھا آپ نے اوسکو اور بیت المعمور مسجد ہے آسمان ہین واضح ہو کہ کبھی بیت المعمور کو کعبہ شریف بھی کہتے
ہین اور معموری اوسکی ساتھ حاجیون اور زائرین اور مجاورین کے ہے کہا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ آباد
کرتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو ہر سال چھ لاکھ آدمیون سے پھر اگر آدمی کسی سال مین اوتنی مقدار کو نہ پہونچے یعنے
تھوڑے ہوئے تو فرشتون سے اوسی قدر عدد پورے کرواتا ہے اور کبھی قلب مومن کو بھی کہتے ہین معموری اوسکی
ساتھ معرفت اور اخلاص کے ہے اور آیت والبیت المعمور مین تینون معنی محتمل ہین ف مروی ہے ابن عباس رضی
سے کہ خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے آسمانون وزمین مین پندرہ بیت ہین سات آسمانون مین اور سات زمین مین ایک
کعبہ شریفہ اور وہ کل مقابل ہین کعبہ معظمہ کے مظہری وقرطبی وبیضاوی اور کہتے ہین کہ یہ وہ گھر ہے کہ بعد اوترنے
حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر بھیجا گیا تھا واسطے اونکے اور اوٹھایا گیا وہ طرف آسمانون کے بعد وفات حضرت
آدم علیہ السلام کے اور قدر اور منزلت اوسکی آسمانون مین مانند کعبہ کے ہے زمین مین اور مروی ہے کہ آسمان
مین ایک نہر ہے کہ اوسکو بحر الحیوۃ کہتے ہین اوس مین ہر روز جبرئیل علیہ السلام اوترتے ہین پھر باہر نکلکر اپنے پرو
بال جھاڑتے ہین تو گرتے ہین اون سے ستر ہزار قطرے اور پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اونکے ہر قطرے سے ایک ایک

فرشتہ سو وہی فرشتے ہین کہ ہر روز بیت المعمور مین نماز پڑھتے ہین اور پھر دوبارہ وہان پر نہین آتے اور بعضے کہتے
ہین کہ اوٹھایا گیا وقت طوفان نوح کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مین ساتوین آسمان پر گیا
ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک قوم خوبصورت اونکے پاس
وہان پر تھی پھر سلام کیا مینے اونکو اور سلام کیا اونھون نے مجھپر کہا سہیلی نے کہ بہت جگہہ اتفاق یا تقارب واقع ہوتا
ہے درمیان سریانی اور عربی کے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام معنی اب رحیم کے ہے یعنی پدر مہربان لہذا
اونکو اور اونکی بی بی سارا کو قیامت تک کفیل کیا ہے اطفال مومنین کا جو مرجاتے ہین خوردی مین جیسا کہ بخاری مین
مروی ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک روضہ مین ابراہیمؑ کو کہ اونکے گرد اولاد ہے لوگون کی از تفسیر
ابو سعود اور فتح العزیز مین ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو باپ جمیع مسلمین کا باعتبار ملت کے فرمایا ملۃ ابیکم ابراہیم پس وہ
ابو الملت ہین جیسے کہ ہمارے نبی کریم علیہما التسلیم ابو الشفقت و الرحمت ہین اور امت کو اپنی مینے وہان پر دو قسم
پایا ایک جماعت کے کپڑے سپید تھے مانند کاغذ کے اور ایک جماعت کے میلے وہ قوم کہ اونکے کپڑے سپید تھے میرے
ساتھ بیت المعمور مین گئے اور جنکے کپڑے میلے تھے وہ داخل ہوئے بیت المعمور سے محجوب اور محروم رہے پھر نماز پڑھی
مینے بیت المعمور مین ہمراہ اوس گروہ کے جنکے کپڑے سفید تھے سفیدی کپڑے کی کنایت ہے حسن اعمال سے جیسے کہ آیت
وثیابك فطهر مین تاویل کی ہے یعنی عمل اپنے پس صالح کر یہ معنی ابن عباس اور ابی ابن کعب وغیرہما سے مروی ہے
اور سدی اور ابن رزین فرماتے ہین کہ مرد نیک عمل کو طاہر الثیاب اور بدعمل کو خبیث الثیاب کہتے ہین اون مین سے یہ
قول آپکا ہے یحشر المرء فی ثوبیہ محشور ہوگا مرد اپنے دو کپڑون مین یعنی نیک و بد عمل پر کہ مراتھا مظہری و جمل وغیرہما
اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک گروہ کو دیکھا مینے کہ مونھہ اونکے سفید خوشرنگ تھے مانند کاغذون
کے اور ایک گروہ کی رنگ مین کچھہ تیرگی اور خاکستری تھی سو یہ لوگ سیاہ رنگ والے ایک نہر مین اوترکر نہاتے
تھے تو اونکے رنگ کچھہ سفید ہوجاتے تھے پھر دوسری نہر مین اوترتے تو اونکے رنگ خوب سفید ہوجاتے تھے مثل پہلی
گروہ کے پوچھا مینے جبرئیل علیہ السلام سے کہ یہ سفید رنگ لوگ کون ہین اور یہ سیاہ رو کون ہین اور یہ مرد کون بیٹھا
ہے اور یہ نہرین کہ اونمین اوترکر نہاتے ہین کیا ہین کہا یہ شخص تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام ہین اور طبرانی کی روایت
مین اسقدر زیادہ ہے کہ اور وہ اول اون شخصون کے ہین کہ روی زمین پر جنکے کھچڑی بال ہوئے تھے یعنی پہلے بال
سفید ہونا اونھین سے شروع ہوا مواہب اور یہ سفید رنگ وہ ہین کہ نملایا اونھون نے اپنے ایمان کو ساتھ ظلم کے
فرمایا اللہ تعالی نے الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون اور یہ خاکستری رنگ
وہ ہین جنھون نے اعمال صالح اپنے کو ساتھ اعمال بد کے ملایا ہے اور پھر توبہ کی اور اللہ تعالی نے اونپر رحمت کی اور اون
نہرون کی نہر پہلی نہر رحمت ہے اور دوسری نہر نعمت اور تیسری نہر چشمہ پانی کا کہ اوسکی شان مین وارد ہوا

وسقاهم ربهم شرابا طهورا پھر وہان سے بہت اونچے گئے اور اوس جگہہ
اوسکو مستوی کہتے ہین اور وہ نام ہے ایک عالی مقام کا اور بعضی کہتے ہین ایک
فضا ہے کہ اوسمین مستوی ہے پہنچے کہ سنی جاتی تھی آواز قلمون کی کہ لکہتی تھی
ملائکہ اونسے تقدیر الٰہی کو اگرچہ قضا اور تقدیر الٰہی قدیم ہے لیکن کتابت اوسکی حادث
ہے اور کتابت لوح محفوظ کی کہ کائنات اوسمین ثبت ہین پہلے پیدا کرنے آسمانون
اور زمینون سے ہے وجف القلم بما هو كائن اشارہ طرف اوسکے ہے ترجمہ
خشک ہوا قلم ساتھ اوس چیز کے کہ ہونے والی تھی لیکن یہ کتابت صحف ملائکہ
مین مثل فروع منتسخہ کے ہے یعنی نقل کی ہے اصل سے جیسے کہ شب نصف شعبان
مین اور علاوہ اسکے اور ایام اور لیالی مین لکھتے ہین اور محو اور اثبات اوس مین
جاری ہوتا ہے اور يمحو الله ما يشاء و يثبت و عنده ام الكتاب عبارت
اوس سے ہے ترجمہ مٹاتا ہے خدا جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اوسکے پاس
اصل کتاب ہے جیسا کہ آثار مین آیا ہے کہا حسن بصری رح نے مٹاتا ہے جو کچہہ کہ چاہتا ہے
یعنی جو شخص کہ اجل آئی اوسکی لیجاتا ہے اوسکو دنیا سے اور رہنے دیتا ہے اوسکو
کہ اجل جسکی ابہی نہین آئی وقت مقرر تک اوسکے اور کہا سعید بن جبیر نے مٹاتا ہے
جو چاہتا ہے گناہون سے پس بخشتا ہے اونکو اور باقی رکھتا ہے جنکو کہ چاہتا ہے پس
نہین بخشتا ہے اونکو اور کہا عکرمہ نے محو کر دیتا ہے گناہونکو ساتھہ توبہ کے اور ثابت
کر دیتا ہے اونکی جگہہ نیکیون کو فاولئك يبدل الله سيأتهم حسنت ترجمہ
سو وہ لوگ ہین کہ بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ اونکی برائیون کو بھلائیان ف تائید کرے
ہے اس قول کی یہ حدیث مسلم کی کہ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ لایا جاویگا ایک مرد قیامت کے دن پھر فرمایا جاویگا پیش کرو اوسپر گناہ صغیری
اوسکے پھر پیش کیے جاوینگے اوسپر گناہ صغیری اور چھپائے جاوینگے اوس سے کبیری اوسکے اور وہ
اون گناہونکا اقرار کریگا اور ڈرتا ہوگا کبیرون سے پھر ارشاد ہوگا کہ دو اوسے ہر برائی کی جگہہ بھلائی
پھر وہ کہیگا میرے اور گناہ تھے اونکو مین یہان نہین دیکھتا ہون کہا ابی ذر نے
دیکھا مینے آپکو کہ ہنسی اسقدر کہ کچلیان آپکی ظاہر ہوگئین مظہری بیان و قول الثانی
کہ لوح محفوظ مین تغیر اور تبدل جائز ہے یا نہین دلیل اول کی يمحو الله الآیت اور اولئك يبدل الله الآیت اور دلیل ثانی کی

وعندہٗ ام الکتاب یعنے اور اوسکے پاس اصل کتاب ہے **ف** وہ لوح محفوظ ہے جو نہ بدلی جاوے اور تغیر
کی جاوے ہے اور وہ جو کہا عطا نے ابن عباس سے تحقیق اللہ تعالیٰ کی ایک لوح محفوظ ہے موتی
سفید کی درازی اوسکی پانسو برس کی راہ کی قدر ہے اوسکی دو دفتیاں ہین یاقوت کی اوسمین اللہ تعالیٰ
کی ہر روز تین سو ساٹھ بار نظر ہوتی ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور اوسکے پاس اصل کتاب کی ہے تو
علم اوسکا ہے اور نہین تبدیل اور تغیر ہے علم الہی کو ما یبدل القول لدی اوسکی شان مین ہے کا
قال کعب الاحبار وغیرہ سو اسوقت کہ ثابت ہوا محو و اثبات یعنے مٹانا اور بنانا اگر کوئی کہے کیا معنی
ہونگے جف القلم بما ہو کائن سو سواے اسکے نہین کہ کہا جاوے کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ کہین جف القلم
بما ہو کائن من الکتابۃ فی اللوح المحفوظ کہ کتابت اوسکی محفوظ رہتی ہے اور اجراء احکام
بموجب حکم اوس تعالیٰ شانہ کے ہوتا ہے یا کہا جاوے کہ لوح محفوظ دو کتابین ہین ایک کتاب ہے سوا
ام الکتاب کے اوسمین محو و اثبات کرتا ہے جو چاہتا ہے اور دوسری ام الکتاب ہے جسمین کچھ تغیر اور
تبدل نہین کیا جاتا جیسا کہ نقل کیا ہے عکرمہ نے ابن عباس رضہ سے یا کہا جاوے کہ قضاء معلق دو طرح
پر ہے ایک یہ کہ لکھدیا لوح محفوظ مین اوسکا معلق ہونا اور لکھدیا ہے کہ پھر جانا اس قضا کا ایک شی
پر معلق ہے دوسرے یہ کہ لکھی نہین ہے اوسکی تعلیق لوح محفوظ مین تو وہ لوح محفوظ مین مبرم کی صورت
پر ہے اور معلق ہے اوسکا محو اور اثبات اللہ کے علم مین کما فی المظہری و المعالم یا کہا جاوے کہ اس
حدیث مذکورہ مین بیان ہے قضاء مبرم کا یا کہا جاوے کہ لوح محفوظ سے جو احکام اللہ تعالیٰ صحف ملائکہ
مین نقل کرواتا ہے واسطے جاری کرنے سال بھر کے تو اوسوقت جس حکم کو چاہتا ہے اجرا اوسکا اوس
سال مین وہ لوح محفوظ سے اونکے صحف مین نقل کروا دیتا ہے یہ محو اوسکا ہوا اور جسکا اجرا نہین چاہتا
ہے اوسکو بلا نقل کی لوح مین ثابت رکھتا ہے یہ اثبات اوسکا ہوا اور تشریح اسکی ساتھ بسط کے جلد
ثانی مین بیچ بیان ادعیات خلیفہ ثانی رضہ کے آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ پھر بعد اسکے دکھائی گئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بہشت اور دوزخ ساتھ اون صفتون کے جیسا کہ مذکور ہے کتاب و سنت مین سو
دیکھا بہشت کو کہ مظہر رحمت باری ہے اور دوزخکو کہ محل غضب الہی ہے اور کھولے گئے بہشت اور
اور بند کیے گئے دوزخ پھر غسل کیا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چشمہ سلسبیل مین اور دھوئی گئین
الانثیین کونیہ اور حدوثیہ ظاہر اور باطن کے حضرت سے یعنے ستھرائی پر ستھرائی ہوتی چلی گئی تو
نور علی نور ہو گئے اور بخشے گئے گناہ آپکے اگلے اور پچھلے یعنی تمام زلات آپکے کیا پرانے جاہلیت
کے زمانہ کے قبل رسالت کے اور کیا نئے بعد نبوت کے اوس قسم کیے کہ پرسش ہو اونسے اور یہ فرمانا

ارتکاب معصیت کو مستلزم نہین ہے اسواسطے کہ حسنات ابرار کے سیات مقربین کے ہین اور فرمایا سفیان ثوری
نے کہ اگلے وہ عمل ہین آئے جاہلیت مین اور ذکر پچھلے کا تاکید کے طریقہ پر ہے جیسا کہ کہتے ہین زید ضرب من لقیہ ومن لم یلقہ
زید نے مارا اوسکو کہ ملا اور اوسکو کہ نہ ملا اور کہا عطا خراسانی نے کہ مراد اگلی سے گناہ آدم وحوا کے ہین اور پچھلے سے
گناہ امت کے مظہری اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ کھڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس ایک درخت جنت
کے کہ نہ تھا کوئی درخت خوشتر اور پاکیزہ تر اوس سے سو کھایا آپ نے میوہ اوسکا پھر وہ ہوا نطفہ آپکی پشت مبارک
مین پھر جب وہان سے آئے زمین پر تو موافقت یعنی مباشرت فرمائی ساتھ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سو حاملہ ہوئین
وہ ساتھ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے یہ روایت ضعیف ہے مواہب واضح ہو کہ بیان پر اشکال یہ ہے کہ ولادت باسعادت
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی کچھ اوپر سات برس پہلے نبوت سے تھی اور معراج آپکو بعد نبوت کے ہوا مگر یہ کہ التزام کرین
کہ آپکو قبل نبوت سے بھی معراج خواب مین ہوا ہے اسواسطے کہ معراج آپکو دس مرتبہ ہوا ہے محمل یہ حکایت اوس خواب
کی ہے یا آپکو قبل نبوت کے جنت مین لائے ہون بغیر معراج کے اور یہ واقعہ وہان کا ہو لیکن بہرصورت ذکر اوس ضعیف
روایت کا اس معراج مین درست نہین واللہ اعلم بالصواب پھر آپکے پاس اسواسطے امتحان کے اللہ تعالی کیطرف سے تین برتن
لائے گئے ایک مین شراب تھی دوسرے مین شہد تیسرے مین دودہ آپ نے دودہ اختیار کیا اور بیان یہ روایت صحیحین
مین مالک بن صعصعہ سے مروی ہے کہا جبریل علیہ السلام نے تمنے فطرت کو اختیار کیا مراد فطرت سے یہان دین اسلام ہے اور
استقامت اوسپر یعنی دین اسلام پکڑا تمنے سو تمھاری امت دین اسلام پر قائم رہیگی اور شیر علامت دین اسلام کی اسلیے
ہے کہ شیر سہل اور طیب اور طاہر اور خوشگوار ہے پینے والون کو اور لذیذ اور نافع اور سریع النمو ہے لہذا غذا ہے اطفال
کی اور دین اسلام مین ہمیشہ کو حلال ہے اور معنی ہے غیر سے قاری خفاجی اور مراد شیر سے عالم مثال مین دین اور علم
رکھتے ہین اور اسی سبب سے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ دودہ پیتا ہے تو تعبیر اوسکی یہ ہوتی ہے کہ علم اور دین سے بہرہ پاے
ہوگا بخلاف شراب کے جیسا کہ عمر خطاب کو رسالت مآب نے خواب مین اپنا بچا ہوا شیر دیا پھر اوسکو ساتھ علم کے تعبیر فرمایا
تھا سمجھی بفضلہ انشاء اللہ تعالی بخلاف شراب کے کہ ام الخبائث ہے اور اوٹھانے والی انواع شر و فساد کی ہے حال اور مآل مین
اسلیے کہ وہ کھوندی گئی گندے پانوؤن سے اور ملی گئی میلے کچیلے ہاتھون سے پھر کڑوے بری بو کے اوسکے پینے سے موٹھہ
بساتی اور گندہ دہنی اور پسینے مین بدبو آنا اور عقل اور ہوش کا جاتا رہنا دل کا تاریک ہونا ہذیان اور گالیان بکنا
لڑائی اور حرکات مجنونانہ کرنا بیحیائی سے ننگا ہوجانا پائجامہ مین پیشاب کر دینا گوز چھوڑ دینا قی کرنا کوتاہ ہونا عمر کا پیدا
ہوتا ہے پھر سر اور پیٹ کا دکھنا اور سارے بدن کا ٹوٹنا علاوہ اونکے ہے اور باوجود اون برائیون کے حرام اور گناہ
کبیرہ کا مرتکب ہونا اور قہر وبی رضامندی مولا مین پڑنا ہے سو بیشک وہ ام الخبائث ہے اور مبدا ہر شر کا ہے حال
مین اور مآل مین پس ایسے بعضے کلمہ گو اوسکو خوشگوار و شیرین جانکر نوش جان کرتے ہین انھین کے حال خسران مآل کو

حافظ شیراز بطریق تاسف کے بیان کرتے ہین ع ان تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند ۞ اشہی لنا واحلی من قبلۃ العذارا ۞ اور بعضون نے کہا کہ مراد فطرت سے خلقت ہے سو دودہ کہ بنا خلقت کی اوسپر ہے اور بڑہنا گوشت اور ہڈی کا اوس سے ہے اور پہلے وہ چیز کہ پیٹ مین لڑکے کے آتی ہے اور کہولتی ہے آنتون کو اوسکے وہ دودہ ہے اور مرغوب اور محبوب بہی تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور شراب اگرچہ اوسوقت مین مباح تہی اسلیئے کہ معراج شریف مکے مین واقع ہوا اور تحریم خمر مدینے مین واقع ہوئی مگر آخر امر اوسکا حرمت کا تہا یا پرہیز کیا آپنے اوس سے بسبب تورع کے اور تعریف کی ساتھ اس امر کے کہ وہ آخر حرام ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اگر کہین کہ وہ جنت کی شراب تہی پہر کیون اوس سے پرہیز کیا کہا جاویگا کہ بسبب مشابہت کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم شراب اختیار کرتے تو گمراہ ہوجاتی امت تمہاری اور مرتکب ہوتی پینے مین شراب دنیاوی کے کہ وہ مادہ خباثت اور فساد کا ہے اور حدیث مین ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دو قدح آئے ہین ایک شیر دوسرا شہد کا اور ایک روایت مین شیر کا دوسرا خمر کا اور اوسکو خفاجی نے اصح کہا ہے اور ظرف شہد کا اسلیئے اختیار نکیا کہ وہ دنیا کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا اور اوس مین اشارہ تہا طرف حیات دنیا کے اور اوسکی لذت اور حلاوت کے کہ الدنیا خضرۃ وحلوۃ حدیث معتبر ہے اور پانی کنایہ ہے ساتھ غرق کے لہذا کہا گیا لو اخترتہ بغرقت امتک اور شاید مراد امت کے غرق ہونے سے مستغرق ہونا اونکا ہے جمع کرنے مال مین کہ پہنچاوے سوء حال اور خسران مآل کو اور خمر اشارت تہی طرف جمع شہوات کے کذا فی وفا قاری اور ایک روایت مین تین پیالی آئی ہین پانی اور دودہ اور شراب کی یہ روایت بخاری مین ہے اور بہی مروی ہین تین پیالے دودہ اور شراب اور شہد کی اور مروی ہین چار بہی تین یہ اور چوتھا پانی کا اور شاید یہی اظہر ہے اس لیئے کہ دکہائی گئین آپکو چار نہرین جنت کی علی قاری پہر صورت مختار دودہ ہی ہوا اسلیئے کہ وہ پہلے سے آپکو مالوف تہا اور مالوف ہونا اوسکا بہی اسی سبب سے تہا کہ وہ علامت علم اور اسلام کی تہی مواہب اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس حالت مین کہ پیالے میرے پاس لائے گئے آواز سنی مینے کہ کوئی کہتا ہے ای محمد اگر پانی اختیار کروگے تمہاری امت پانی مین غرق ہوگی اور اگر دودہ اختیار کروگے تو امت تمہاری سیدہے رستے پر رہے گی اور اگر شراب اختیار کروگے تو امت تمہاری گمراہ ہوگی پہر دودہ کا پیالا اختیار کیا مینے اور اوسکو پیا اور لانا پیالونکا دوبار ہوا ایکبار یہان اور ایکبار بیت المقدس سے باہر آکے عروج کے وقت چنانچہ احادیث صحیحہ مین جدا جدا وارد ہوا اور اختلاف عدد ظروف کا اور مظروف بہی اسی دو مرتبہ واقع ہونے پر محمول ہے غرضکہ اختلاف عدد [illegible] ظروف مین اور اوسکے تعین مین کہ اون ظروف مین تہی محمول ہے اوپر اختصار رواۃ کے اور حال اوسکا یہ ہے کہ سب ظروف چار تہے ایک مین آب صاف دوسرے مین شیر تیسری مین شہد چوتہی مین شراب موافق عدد اون نہرون کے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری تہین کذا فی مدارج النبوۃ وروضۃ الاحباب ومظاہر حق وکتاب سیرۃ النبی ومعالم التنزیل ومواہب وغیرہ بعد ازین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے حجاب نور

تک وہان جبرئیل علیہ السلام آپکی رفاقت سے رک رہے اور عرض کی لو دنوت انملۃ لاحرقت یعنی اگر نزدیک ہون
مین اس مقام سے آگے پوردے برابر البتہ جل جاؤن مین اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ جب مین سدرہ سے گذرا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا نبی اللہ اب آپ آگے ہون مینے کہا تم ہی آگے
ہو کہا یا محمد تقدم فانک اکرم عند اللہ منی یعنی ای محمد صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم تم آگے ہو بے شک تم مکرم زیادہ ہو
نزدیک اللہ تعہ کے مجسے پھر مین آگے چلا اور جبرئیل علیہ السلام میرے پیچھے یہان تک کہ نزدیک ایک زربفت کے
پردے کے پہنچا مین وہ پردہ متصل تھا عرش رحمان سے شفا جبرئیل علیہ السلام نے اوس پردے کو ہلایا اودہر سے
آواز آئی کہ کون ہے کہا مین جبرئیل ہون اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ تعہ علیہ وسلم ہین پھر ایک فرشتے نے اندر سے
کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر پردے کے اندر سے خطاب ہوا صدق عبدی انا اکبر انا اکبر یعنی سچ کہا بندے میرے
نے مین بہت بڑا ہون مین بہت بڑا ہون اس سے کہ ہو مجھے حاجت طرف عبادت کے اور تکرار اس کلمہ کی واسطے تاکید اہتمام اس معنی
کی کی گئی ہے مجدد رحم پھر ایک فرشتے نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ کوئی معبود نہین سوا
اللہ تعالی کے یعنے باوصف کبریائی اور استغنائی کے عبادت سے نہین مستحق ہے واسطے عبادت کے کوئی مگر وہی سبحانہ
تعالی مجدد رحم پھر اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا اللہ یعنی سچ کہا بندے میرے نے مین
ہون معبود نہین کوئی معبود مگر مین ہی پھر فرشتے نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ
بشیک محمد صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ تعہ کے ہین اور پہنچانے والے اوسکی طرف سے طریق عبادت کا پس نہین
ہے کوئی عبادت لائق اوسکی جناب مقدس کے مگر وہ کہ ماخوذ ہو بسبب تبلیغ اور رسالت اوس خیر البریہ علیہ وعلی آلہ
الصلوات والتحیۃ کے مجدد رحم پھر اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمدا یعنی سچ کہا بندے میرے
نے مینے بھیجا ہے محمد کو پھر کہا فرشتے نے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح یعنی آؤ نماز کو آؤ فلاح کو یہ دو کلمہ ہین کہ بلایا
جاتا ہے مصلی اونکے ساتھ طرف اداے صلوۃ کے کہ مودی ہے طرف فلاح کے سو بزرگی شان نماز کی بزرگی ان کلمات
کی سے کہ واسطے اعلام نماز کے موضوع ہین دریافت کی جاتی ہے سالے کہ نکوست از بہارش پیداست ؛ اللہم اجعلنی[1]
من المصلین المفلحین پھر آواز آئی صدق عبدی ودعا الی عبادی یعنی سچ کہا بندے میرے نے اور بلایا طرف میرے
بندون میرے کو پھر فرشتے نے پردے سے ہاتھ نکال کر مجھکو اوٹھا لیا اور جبرئیل ع کھڑے رہ گئے آپنے فرمایا کہ اے جبرئیل ع
ایسے مقام پر مجسے تخلف کرتے ہو کہا جبرئیل علیہ السلام نے یا محمد وما منا الا لہ مقام معلوم یعنی اے محمد
صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم ہم مین سے ہر ایک کے لیے ایک جگہہ مقرر ہے کہ وہان سے وہ آگے نہین جا سکتا اگر یہان سے
مین آگے بڑھون تو جل جاؤن آج کی رات بسبب عزت وحرمت تمہاری کے مین اس مقام پر پہنچا ہون اور نہین تو
میرا مقام مقرر سدرہ کے نزدیک ہے انتہی اور بزار کی روایت مین ہے کہ یکایک فرشتہ اوس پردہ سے نکلا آپنے جبرئیل

[1] لے یا رب ضیا مجھکو نمازیون فلاح پانے والون مین سے کر لیو ۱۲

عليه السلام سے پوچھا یہ کون فرشتہ ہے عرض کیا قسم ہے اوسکی کہ جسنے اوٹھایا آپکو ساتھ حق کے مین بہت قریب تر مرتبہ
کا ہون خلقت آسمانی سے مینے اس فرشتے کو اس گھڑی سے پہلے جب سے کہ پیدا ہوا ہون نہین دیکھا ہے پھر کہا فرشتے
نے اللہ اکبر اللہ اکبر پھر پردہ کے اندر سے جواب مین فرشتے کے کہا گیا صدق عبدی انا اکبر انا اکبر پھر کہا شفا مین کہ
پھر ذکر کیا راوی نے مثل اوس قول کے اور جواب کہ بیچ باقی کلمات اذان کے مذکور ہوئے مگر یہ کہ ذکر نکیا اوسنے جواب
حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کا پیچھے حجاب سے اور کہا کہ پکڑا اوس فرشتہ مؤذن نے ہاتھہ محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا اور آگے کیا پھر آپنے امامت کرائی اہل سموات کی ملائکہ اور انبیا سے اونمین آدم علیہ السلام اور نوح تھے
شفا محشی زائد من شرح القاری مصحح کہتا ہے کہ شاید بزار کی روایت مین اختصار ہے حی علی الصلوٰۃ او
حی علی الفلاح کے جواب سے اور کہتا ہے کہ اس جگہہ سے مشروع ہوئی اذان اور مشروع ہوا جواب اذان کے کلمات کا
اور اس مین بحث ہے وہ خلیفہ ثانی کے حالات مین انشاء اللہ تعالیٰ آوے گی اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ جسوقت جبرئیل
علیہ السلام رفاقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رہ گئے آپنے اون سے پوچھا کہ کیا کوئی تمھاری حاجت ہے طرف
رب العزت کے کہا میرے لیے سوال کیجئے اللہ تعالیٰ سے کہ بچھاؤن مین بازو اپنے پل صراط پر تمھاری امت کے لیے تاکہ وہ
اوسپر سے گذرے اور ایک روایت مین آیا کہ آپ نے فرمایا کہ جب مین سدرۃ المنتہی سے گذر کر وہان پہنچا کہ جبرئیل علیہ السلام
سے مین آگے چلا اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلے یہان تک کہ پہنچا مین ایک سونے کے حجاب پاس تو ہلایا جبرئیل علیہ السلام نے
اوس حجاب کو اوسمین سے جواب آیا کہ کون ہے اونھون نے کہا مین جبرئیل ہون اور میرے ساتھہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہین فرشتے نے کہا اللہ اکبر پھر نکالا اوسنے اپنا ہاتھہ پردے کے نیچے سے اور اوٹھا لیا مجھکو او
ایک لمحہ نگذرا کہ مجھکو اپنے روبرو بٹھا لیا باوجودیکہ دل اور مٹایا اوس حجاب کا پانسو برس کی راہ کا تھا پھر ایک پل مین
مجھکو اوسنے موتی کے پردے پر پہنچایا اور اوس پردے کو ہلایا فرشتے نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ کون ہے کہا
میرے ساتھہ کے فرشتے نے کہ مین ہون فلانا محافظ حجاب ذہب کا اور میرے ساتھہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے
رسول ہین پھر اوسنے کہا اللہ اکبر اور پردے کے نیچے سے ہاتھہ اپنا نکال کر مجھکو اوپر اوٹھا لیا اسیطور سے گذرتا تھا
مین ایک پردے سے دوسرے تک یہانتک کہ گذرا مین ستر پردون سے اور منقول ہے کہ فرمایا آپ نے کہ بعد رخصت
ہونے جبرئیل علیہ السلام کے مین اکیلا ستر پردے نور و ظلمت کے طی کرتا ہوا چلا یہان تک کہ ستر پردون سے گذرا کہ
مٹائی ہر پردے کی پانسو برس کی راہ تھی اور دوری بھی ہر پردے کے درمیان اسیقدر تھی اوسوقت براق چلنے
سے رہگیا پھر رفرف سبز ظاہر ہوا کہ روشنی اور چمک اوسکی غالب تھی آفتاب پر پھر سوار کیا مجھکو اوس رفرف پر سو گیا
مین اوسپر سوار عرش معلی کے نیچے تک رفرف بچھونے کو کہتے ہین اور اصل مین اوس بچھونے کو کہتے ہین کہ باریک ہو
دیبا اور حریر سے مجمع البحار اور نہایہ وغیرہ مین ہے کہ حدیث معراج مین بھی بساط مراد ہے اور کیفیت اوسکی یہ ہے کہ

تذکرہ قرطبی مین نقل کیا گیا کہ مروی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہی کو پہونچے آپ پاس رفرف
آیا اوسنے جبرئیل علیہ السلام سے آپکو لے لیا پھر لے کر عرش معلی کی طرف اوڑا آپ نے فرمایا وہ مجھے اوڑائے پست و بلند
حرکت کیے لیے جاتا تھا یہانتک کہ اوسنے ٹھہرایا مجھے آگے میرے رب کے جب لوٹنے کا وقت آیا تو پھر اوسنے مجھے اوٹھایا
اور اوسی چال سے اوڑا لایا گویا یہ تخت روان تھا اور جبرئیل علیہ السلام تک پہنچایا جبرئیل ع رو رہے تھے اور تحمید کے
ساتھہ اونچا آواز کر رہے تھے اور رفرف ایک خادم ہے خدام سے آگے جناب ذوالجلال والاکرام کے اوسکے واسطے
امور خاصہ ہین محل قرب مین جسطرح براق ایک دابہ ہے کہ جسپر سوار ہوتے تھے انبیا علیہم السلام وہ مخصوص ہے واسطے
سواری انبیا کے زمین مین یعنی زمین پر سے سوار کرکے سیر کو لے جانے کے واسطے اپنی حد تک اور پھر یہ رفرف کہ جسکو
اللہ تعالی مسخر کر دیگا اور کام مین لگا دیگا واسطے اہل بہشت کے کہ جسکے درخت میوہ سے جھکے ہونگے وہ متکا یعنی تکیہ گاہ
اونکا اور فرش اونکا ہوگا پھر اوٹھائے لیے پھرے گا اپنے صاحب کو کنارون اور اطرافون پر اون نہرون کی جہان وہ جائیگا
خیمون تک اوسکی ازواج نیک کے اور واضح ہو کہ اس روایت مین اختصار ہے ذکر حجاب اور محافظان حجاب سے اور
اکتفا کیا ہے جبرئیل علیہ السلام کے ذکر پر ف بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا لقد رای من آیات ربہ الکبری
الرفرف الخضر الذی ملأ الافق یعنی سبحانہ نشانیون بڑی مین سے رفرف سبز ہے جسنے بھر دیا کنارہ بالائی آسمان
ہفتم کا یعنی اپنے بڑے جسم سے جمل وغیرہ اور مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ بچھایا گیا میرے لیے
رفرف سبز کہ غالب تھا نور اوسکا نور آفتاب پر سو روشن ہوا ساتھہ اوسکے نور بینائی میری کا اور بٹھایا گیا مین اوسپر
اور اوٹھایا گیا مین پس پہنچا مین عرش تک اور دیکھا مینے ایک امر عظیم کو کہ زبان اوسکا وصف بیان نہین کر سکتی
پھر نزدیک ہوا طرف میرے ایک قطرہ عرش سے اور گرا میری زبان پر سو چکھا مینے ایسا مزہ کہ نہ چکھا کسی چکھنے والے نے
ایسا مزہ کہ شیرین تر ہو اوس سے اور ملی مجھکو بسبب اوسکے خبر اولین وآخرین کی اور روشن کیا میرے دل کو اور
چھپا لیا نور عرش نے بینائی میری کو سو دیکھا مینے سب چیزون کو ساتھہ دل کے اور دیکھا مینے اپنے پیچھے سے جیسا کہ دیکھتا
ہون اپنے آگے سے اور یہی حال تھا آپکا دنیا مین نماز کی حالت مین جیسا کہ فرمایا اتموا صفوفکم فانی اراکم من وراء
ظہری کما فی المشکوۃ پھر ہزار بار جناب احدیت سے خطاب ہوا ادن منی یعنی نزدیک ہو مجھسے اور ہر بار مین حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ترقی درجہ اول سے طرف ثانی کے حاصل ہوتی تھی یہانتک کہ قدم مبارک اپنا مرتبہ دنی پر رکھا
معارج کی روایت مین آیا ہے کہ فرمایا ہر خطاب کے ساتھہ مین ایک قدم بڑھاتا تھا اور ساتھہ ہر قدم کے اتنی مسافت
طی کرتا تھا کہ زمین سے اوس جگہہ تک تھی حتی کہ مرتبہ دنی کو پہنچا اور وہان سے اوپر منظر فتدلی کے جلوہ گر ہوئے
پھر بیچ خلوت خانہ خاص قاب قوسین او ادنی کے داخل ہوئے اور اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی کے سنے
کلام سرمدی بے نقل بشنید * خداوند جہان را بی جہت دید * بدید آنچہ از حد دیدن برون بود * مپرس از ما ز کیفیت کہ چون بود

اور فرمایا کہ گذرا مین ستر حجاب سے کہ مشابہ نتھا وہ ایک دوسرے سے اور منقطع ہوگیا مجھسے دیکہنا ہر فرشتے کا اور انس پکڑنا میرا پھر وحشت ہوئی مجھکو سو پکارا ایک پکارنے والے نے ساتھ آواز ابو بکر صدیق رض کے کہ قف ان ربك یصلی یعنی ٹھہر جا تحقیق پروردگار تیرا نماز پڑھتا ہے سو متفکر ہوا مین اس مین کہ کیا اس مقام پر سبقت لے گیا ابی بکر مجھسے ناگاہ ندا آئی جناب باری عز اسمہ سے ادن یا خیر البریۃ ادن یا احمد ادن یا محمد لیدن الحبیب یعنے نزدیک آ ای بہترین عالم کے نزدیک آ ای احمد نزدیک آ ای محمد البتہ حبیب نزدیک ہوتا ہے حبیب سے اسیطرح موسی ع متحیر ہوئے تھے چنانچہ بغوی نے جناب مقدس نبویؐ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے عرض کیا یصلی ربنا پس بڑا دشوار معلوم ہوا یہ کلام موسیٰ ع کو پھر حکم بھیجا اللہ تعالیٰ نے اونکی طرف کہ فرماوے فان شئ انی اصلی یعنی مین صلوۃ ادا کرتا ہون اور تحقیق صلوۃ میری رحمت میری ہے اور تحقیق وہ سما گئی ہے ہر شئی کو کما فی المظہری پھر نزدیک کر لیا مجھے میرے رب نے یہان تک مین نزدیک ہوگیا جیسا کہ فرمایا اوس تبارک و تعالیٰ نے ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ترجمہ پھر نزدیک ہوا مین پھر بہت نزدیک ہوا مین سو تھا فرق بمقدار دو گوشون کمان کے یا اوس سے بھی کم فرمایا آپنے کہ پھر سوال کیا مجھسے رب میرے نے کہ طاقت نہوئی مجھکو جواب دینے کی پھر رکھا بار بیتعالیٰ نے اپنا ہاتھ اطلاق ہاتھ کا متشابہات سے ہے درمیان دونون مونڈھون میرے کے کہ بے کیفیت اور بے حد کے تھا سو پائی مینے سردی اوسکی پھر وارث کیا مجھکو علم اولین و آخرین کا اور سکہائے مجھکو علوم شتی یعنی کئی قسم کی علوم ایک اون مین سے وہ علم ہے کہ حکم کیا مجھکو اوسکے چھپانے کا اسواسطے کہ طاقت نہین رکھتا ہے اوسکے اوٹھانے کی کوئی سوا میرے وہ علم نبوت ہے اوس قسم مین سے کہ نجانے ہے اوسے مگر نبی اور نہین ہے نبی آپکے بعد لہذا آپنے بیچ حکم چھپانے اوسکے کے یہ وجہ بیان کی کہ اذ علم انہ لا یقدر علی حملہ احد غیری پس بیفائدہ ہے اوسکا بیان کرنا کیونکہ کوئی اوسکے سیکہنے کے قابل نہین ہے کما فی الحدیقۃ الندیۃ اور ایک اور علم ہے کہ اختیار دیا اوس مین مجھکو کہ جسکو اوسکا اہل پاؤن اوسکو سکہاؤن اور جسکو اوسکے لائق نپاؤن نہ بتاؤن یہ علم ولایت ہے صوفیہ کے نزدیک علم نبوت عبارت ہے سیر فی الذات سے اور علم ولایت سیر فی الصفات سے چنانچہ مظہری مین حضرت مجدد رح سے نقل کیا ہے اور علم ولایت علم ہے باطنی شریعت اور حقیقت کا اور اسرار اونکے ہین کہ حاصل نہین ہوتی مگر ساتھ تقوی اور صفائی معاملہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اسکی طرف اشارہ ہے اس آیت مین وعلمناہ من لدنا علما حدیقہ اور اون صحابہ مین سے ابو ہریرہ ہین کہ جنکو آپنے اوس علم ولایت کا اہل پایا تو اونھین بتایا جیسا کہ بخاری مین آیا کہ کہا ابو ہریرہ رض نے حفظ کیے مینے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو ظرف یعنے علم کے سو اون مین سے ایک کو تم مین پھیلایا ولیکن اگر دوسرے کو بھی پھیلاؤن تو البتہ کٹ جاوے یہ گلا یعنی وہ دوسری قسم علم لدنی کی ہے کہ حاصل ہوئی ہے مشکوۃ صدر نبوی سے اگر اوسکو اہل و نا اہل کے سامنے برملا زبان سے بیان کرون تو میرا حلقوم قطع کیا جاوے

اسلیے کہ اون معارف اور علوم کا سیکھنا سکھانا زبان قال سے محال ہے وہ تو سیکھی سکھائی جاتی ہین ساتھ انعکاس کے اور ساتھ لسان حال کے مگر زبان قال سے بھی ساتھ وارد کرنے استعارات اور امثال اور رمز اور کنایات کے بالاجمال سمجھی جاتی ہین خلاصہ مظہری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم حق منحصر نہین ہے اوس علم مین کہ امر کیا ہے اللہ تعالی نے جسکی تبلیغ کا طرف خاص و عام کے یعنی علم شرائع اور حکام مین حدیقہ اور فرمایا آپنے کہ سکھایا مجھکو قرآن سو تھے جبرئیل علیہ السلام کہ یاد دلاتے تھے مجھے ساتھ اوسکے اور فرمایا آپنے کہ تحقیق مین جلدی کرتا تھا ساتھ جبرئیل کے پڑھنے مین آیت نازلہ کے جو لیکر آئے تھے جبرئیل سو تنبیہ کی مجھکو میرے رب نے اور یہ آیت نازل کی ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقل رب زدنی علما ترجمہ اور نہ جلدی کر ساتھ پڑھنے قرآن کے پہلے اس سے کہ ادا کی جاوے طرف تیرے وحی اوسکی اور تو کہہ کہ ای رب میرے زیادہ دے مجھکو علم یعنی ساتھ احکام شرع کے یا ساتھ قرآن کے اور معانی اوسکے کے یا زیادہ کر حافظہ میرا کہ فراموش نکرون مین جو کچھہ کہ وحی کرتا ہے تو طرف میرے یا دے تو مجھکو علم بعد علم کے تعلیم فرمائی اللہ تعالی نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیفیت تلقی قرآن کی یعنی جلدی نکر اوسکے پڑھنے مین کیونکہ جو وحی کیجاوے گی اوسکو بالضرور پالے گا تو ان علینا جمعہ وقرآنہ بلکہ بجاے استعجال کے اپنے نفس مقدس مین زیادتی علم کا سوال کر کہ وہ موصل ہے تیرے مطلوب کی طرف نہ یہ کہ جلدی کرنا اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ جب پڑھا کرتے تھے قل رب زدنی علما کو تو یہ دعا کیا کرتے تھے اللھم رب زدنی علما ویقینا اور کہا ہے مجاہد اور قتادہ رح نے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ نہ پڑھ کر سنا اوسکو اپنے صحابہ کو جبتک بیان نکر دیے جاوین معنی اوسکے سو اس تقدیر پر یہ نہی ہے تبلیغ اوسکی سے جو مجمل ہے قبل آجانے بیان اوسکے کے پھر فرمایا آپنے کہ ایک اور علم سکھایا مجھکو کہ امر کیا مجھکو ساتھ پہنچانے اوسکے کے طرف خاص و عام کے امت سے اور ایک روایت مین ہے کہ جب مین حجاب طی کر کے آگے گیا اور وحشت مجھپر غالب ہوئی سنا مینے کہ پکارا ایک پکارنے والے نے ساتھ لہجہ آواز ابو بکر کے کہ قف فان ربک یصلی سو تعجب ہوا مجھکو آواز ابی بکر سے کہ سبقت کی ابو بکر نے مجھسے طرف اس مقام کے اور تعجب ہوا مجھکو اس سے کہ تحقیق رب میرا غنی ہے اس سے کہ نماز پڑھے کسی کے لیے فرمایا اللہ تعالی نے مین غنی ہون اس سے کہ نماز پڑھون کسی کے لیے سواے اس کے نہین کہ کہتا ہون مین پاک ہون مین سبقت لے گئی رحمت میری غضب میرے پر پڑھ ای محمد هو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمٰت الی النور وکان بالمؤمنین رحیما ترجمہ وہ اللہ تعالی وہی ہے کہ رحمت بھیجتا ہے تمپر اور فرشتے اوسکے تو کہ نکالے تمکو تاریکیون سے طرف روشنی کے اور ہے اللہ تعالی ساتھ مسلمانون کے رحم کرنے والا سو جان ای محمد کہ صلوۃ میری رحمت ہے تیری اور تیری امت کے لیے سوال کس سبب وس افصح العرب صلی علیہ الرب نے یصلی سے رحمت کے معنی نہ سمجھے نماز کے سمجھے کہ جو منافی ہین جناب الہی کے جواب لفظ سے وہ معنی لیے جاتے ہین کہ وہ اوس معنی کے لیے موضوع ہو حقیقۃً یا مجازًا اور لفظ صلوۃ کا کہ لغۃً بمعنی تحریک الصلوین کے تھا پھر

شرعاً معنی نماز کے ہوا اور پھر بمعنی رحمت کے جیسا کہ صاحب کشاف وغیرہ نے کہا تو اوسوقت تک صلوۃ رحمت کے معنی
مین تھا تو کیونکر وہ سرور اوس سے یہ معنی بیگانہ سمجھہ جاتے بلکہ اس شبہہ مین رب العزت نے یہ معنی حضرت کو سکھائے
اور تعجب اوس نبی الرحمت کا دفع کیا اسی جگہہ سے ہے کہ کہا سخاوی نے قول بدیع مین اور ابن حجر مکی نے کہ فرض ہوئے
درود شب اسرا مین چنانچہ طوالع الانوار مین کہا اور ابوذر ہروی اور صاحب درمختار نے کہا کہ وہ ماہ شعبان مین ہجرت کے
سال دوسرے مین فرض ہوئی بہر صورت اوسوقت تک صلوۃ شرع مین رحمت کے معنی مین منقول نہوئی تھی پھیر
ارشاد اور خطاب آیا کہ ولیکن امر صاحب تیرے کا یعنی ابوبکر صدیق کا ای محمد جان تو کہ بھائی تیرا موسیٰ تحقیق تھا
انس اوسکو ساتھہ عصا اپنے کے سو جب ارادہ کیا ہمنے کہ کلام کرین اوس سے سو کہا ہمنے وما تلک بیمینک یا موسے
قال ھی عصای ترجمہ اور کیا ہے یہ تیرے داہنے ہاتھہ مین ای موسی کہا یہ عصا میرا ہے اور مشغول ہوا وہ ساتھہ
ذکر عصا کے ہماری عظمت کے رعب سے اور اسیطرح تو ای محمد یعنے جبکہ تھا انس تجھکو ساتھہ یار تیرے ابوبکر کے سو
تحقیق تو اور وہ پیدا ہوا ایک مٹی سے اور وہ دوست تیرا ہے دنیا اور آخرت مین پھر پیدا کیا ہمنے ایک فرشتہ ابی بکر
کی صورت پر کہ پکارا تجھکو اوسنے ساتھہ آواز اوسکی کے تا کہ جاتی رہے وحشت تیری کہ لاحق ہوئی تھی ہیبت عظمی ہماری
سے وہ ہیبت کہ قطع کرتے تجھکو فہم سے اوس چیز کے کہ جو ارادہ کی گئی تھی تجھہ سے یعنی اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی
کے اور ہیبت کہتے ہین اثر مشاہدہ جلال خدای ذوالجلال کو بیچ قلب کے پھر فرمایا باریتعالی نے اور کہان ہے حاجت جبرئیل
کی یعنی اوسنے کیا عرض کیا تھا آپنے عرض کیا کہ تو آپ خوب جانتا ہے اوسکی حاجت کو ارشاد ہوا کہ ای محمد تحقیق قبول
کیا ہمنے جو کچھہ عرض کیا جبرئیل نے مگر اوسکے حق مین کہ دوست رکھے تجھکو اور اصحاب تیرے کو اور جاننا چاہیے کہ جو کچھہ
بیان ذکر پردون کا ہوا یہ صرف مخلوق کے حق مین ہے خالق کے حق مین نہین وہ سبحانہ تعا اس سے پاک اور منزہ ہے
کہ محجوب ہو اور اوسی کو کوئی چیز چھپالے لہذا درہ سے مارا علی رض نے اوس شخص کو کہ کہا اوسنے لاوالذی احتجب بسبعۃ
اطباق اور فرمایا ویحک یا لکع ان اللہ لا یحتجب بشیء اسلیے کہ پردہ محیط یعنے گھیرنے والا ہوتا ہے مقدار محسوس
کو اور وہ تعا شانہ اوس سے پاک ہے اور محجوب خلق ہے اللہ تعا سے بسبب معانی اسماء اور صفات اور افعال کے اور
باقی مخلوق کے کیا نورانی کیا ظلمانی اور ہر ایک کو ایک مقام مقرر ہے اور حصہ ہے ادراک اور معرفت مقسوم سے
اور ملائکہ مقربین کہ گرد عرش عظیم کے ہین اور کروبین کہ مقربین درگاہ ہین محجوب ہین ساتھہ نور عظمت اور جبروت
اور کبریا اور قدس اور قیومیت اور صفات کے کہ حجاب ذات کے ہین اور فرشتے طبقات مختلفہ ہین کہ ہر ایک کو اون
مین سے ایک مقام مقرر اور ایک درجہ معین ہے کیا خوب کہا ابن عطاء اللہ رح نے کیف یتصور ان یحجبہ شیء و
ھو الذی اظھر کل شیء کیف یتصور ان یحجبہ شیء وھو ظاھر من کل شیء کیف یتصور ان یحجبہ
شیء وھو الظاھر قبل وجود کل شیء وھو الواحد الذی لیس معہ شیء فالحق لیس بمحجوب وانما المحجوب

ف یہ بیان واسطے دفع شبہہ کے ہے کہ پیدا ہوا ذکر حجاب سے اسواسطے کہ حجاب کے معنی منع اور ستر کے ہین اسی سے ہے حاجب العین اور حاجب الامیر لیس حجاب محیط ہوتا ہے

انت عن النظر الیه اذلو حجبه شیئ لستره ما حجبه ولو کان له ساتر لکان لوجوده حاصر وکل حاصر
بشیئ فهو له قاهر وهو القاهر فوق عباده خفاجی قاری حاصل کلام کا یہ کہ تمام مخلوق محجوب ہین خالق
سے ایک قوم محجوب ہین ساتھہ دیکھنے نعمتون کے منعم سے اور ساتھہ دیکھنے احوال کے محول سے اور ساتھہ دیکھنے اسباب
کے مسبب سے اور ایک لوگ محجوب ہین بسبب علم کے عالم سے اور بسبب فہم کے فہم سے اور بسبب عقل کے عقل سے اور ایک قوم محجوب ہین بسبب شہوت
مباحہ کے اور ایک قوم محجوب ہین بسبب شہوت محرمہ کے اور معاصی اور سیّات کے اور ایک قوم محجوب ہین ساتھہ بندہ اموال و اولاد اور زینت زندگانی دنیا کے
اللھم لا تحجب قلوبنا عنك فی الدنیا والاخرة ذکر ھذا الکلام بعض العارفین کذا فی المواهب وروضة
الاحباب والمدارج اور مروی ہے کہ اوس اثنا مین حق تعالی نے ہزار بار خطاب فرمایا کہ یا محمد ادن منی یعنی اے محمد
نزدیک ہو مجھہ سے اور ہر بار آپکو ترقی حاصل ہوتی تھی پھر رفتہ رفتہ وہانتک پہنچے کہ کسی نے مخلوقات سے نجانا کہ قدم
آپکا کہان ہے اور قدم نے نجانا کہ نقش کہان ہے اور دل نے نجانا کہ جان کہان ہے اور جان نے نجانا کہ سر کہان ہے
اس مقام کو استغراق کہتے ہین اور یہ نہایت مراتب مشاہدات کا ہے اور غایت علوم مکاشفات کا اسحالت سنیہ
مین صاحب مقام کا اپنے نفس کی رویت سے فانی ہوتا ہے بسبب مشاہدہ رب العزت کے اسطرح خواجہ محمد پارسا رح نے
فصل الخطاب مین حجة الاسلام رح سے نقل کیا اور بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ ثم دنی اشارہ ہے ساتھہ نفس مزکی
اونکے کے اور فتدلی اشارہ ہے ساتھہ مقام دل مطہر اونکے کے اور قاب قوسین اشارہ ہے ساتھہ روح مطیب اونکے
کے اور او ادنی اشارہ ہے ساتھہ مقام سر منور اونکے کے نفس اونکا مقام خدمت مین اور دل اونکا مقام محبت مین
اور روح اونکی مقام قربت مین اور سر اونکا مشاہدہ مین تھا اور حیات نفس اونکے کی خدمت مین اور صفائی دل اونکے
کی محبت مین اور بقا روح اونکے کی قربت مین اور غذا سر اونکے کی مشاہدہ مین تھی اگر نفس اونکا نظر ساتھہ ہستی اپنی
کے کرتا بخدمت رہتا اور اگر دل کو اونکی نظر نفس اپنے پر ہوتی تو بے محبت رہتا اور اگر روح کو نظر دل پر واقع ہوتی
بے قربت رہتی اور اگر سر اونکا نظر روح پر ڈالتا بے مشاہدہ رہتا اور واضح ہو کہ معنی آیت شریفہ ثم دنی فتدلی
فکان قاب قوسین او ادنی کے یہ ہین ثم دنی ای محمد صلی الله علیه وسلم الی ربه یعنی نزدیک ہوئی محمد صلی الله
علیه وسلم طرف رب اپنے کے ای قرب بالمنزلة والمرتبة لا بالمکان فانه تعالی منزه عن المکان یعنی قریب ہوئے ساتھہ
منزلت اور مرتبہ کے نہ ساتھہ مکان کے اسلیے کہ وہ سبحانہ تعالی پاک ہے مکان سے وانما هو قرب بالمنزلة والدرجة
والکرامة والرافة یعنی سواے اسکے نہین کہ وہ عبارت ہے ساتھہ قرب منزلت اور قرب درجت اور بزرگی اور مہربانی
کے چنانچہ کہتے ہین کہ فلانا بہت نزدیکی اور قرب رکھتا ہے فلانے سے سو اوس سے مراد قرب منزلت اور علو مرتبت اوسکی
ہوتی ہے ف یا ادنی کنایہ قرب آنحضرت علیه السلام کا ہے صفات ذوالجلال والاکرام سے اور تدلی اشارہ ہے تعلق
آپکے سے ساتھہ رب الارباب کے باعتبار قرب ذاتی کے پھر ہوئے اس قرب ذاتی مین مقدار قرب دو قوس و جوب و

وامکان کے دائرہ وجود ہستی مین باوجود ملحوظ ہونے خط فاصل کے درمیان وجوب وامکان کے بیچ وہم کے اوراد نی
بلکہ اوس سے بھی نزدیک زیادہ ہوئے ساتھہ ساقط کردینے خط متوہم کے ولیکن بسبب اوسکے آپ ابد ہوگئے بلکہ عبد
منسوب ہے طرف ہویت تعز و تقدس کے فاوحی الی عبدہ ما اوحی پھر وحی کی اوس عبد مقرب کیطرف جو کچھہ وحی
کی اوس قسم سے کہ دریافت نکر سکے ہے عقل بدون نقل کے ولیکن اوس سے اباء اور انکار بھی نکر سکے ہے ما کذب الفواد
ما رای نہ جھوٹھہ دیکھا دل نے جو محل عقل کا ہے جو دیکھا ساتھہ بصیرت کے تفسیر رحمانی مراد قوسین سے قوس وجوب
اور قوس امکان ہے پس صوفی کامل کی نظر مین بیچ مرتبہ قرب اوسکے کی قاب قوسین سے باقی رہے ہین دونون
مرتبہ وجوب وامکان کے اور مرتبہ ادنی مین قوسین کے چھپ جائے ہے بصیرت اوسکے سے قوس امکان
مطلقا نہین دیکھتا ہے نفس اپنا اور نہ اثر اوسکا مظہری فتدلی ای سجد اللہ تعالیٰ یعنی سو نزدیک ہوکے یعنے
سجدہ کیا اللہ تعالیٰ کو اسلیے کہ وہ مرتبہ بواسطہ خدمت کے پایا تھا سو بیچ خدمت کے زیادتی کی اور سجدہ مین عبد
قرب کا ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہے اقرب ما یکون العبد من ربہ ان یکون ساجدا یعنی وہ مقام
کہ ہو بندہ پروردگار اپنے سے قریب زیادہ یہ ہے کہ ہو سجدہ کرنے والا اور قرآن شریف ساتھہ اوسکے ناطق ہوا
ہے واسجد واقترب اور فکان قاب قوسین او ادنی اشارہ ہے تاکید قرب اور تقریر محبت پر اور واسطے
قریب الفہم ہونے کے اسکو بیچ صورت تمثیل کے بیان کیا کذا فی روضۃ الاحباب و المواہب العلیہ و معارج النبوت
مین ہے کہ ثم دنی اشارہ ہے ساتھہ مقام نفس آنحضرتؐ کے اور فتدلی اشارہ ہے ساتھہ مقام قلب آنحضرتؐ کے
اور قاب قوسین اشارہ ہے ساتھہ روح آنحضرتؐ کے اور او ادنی اشارہ ہے ساتھہ مقام سر آنحضرتؐ کے س

نفس بخدمت دل بمحبت روح بقریب سر بحضور   چارون مقام مین چارون اوٹھائے تھے عجب کچھہ ذوق وسرور

بعضون نے کہا قوسین اشارہ حاجبین سے ہے اور او ادنی عبارت قرب سیاہی چشم سے ہے ساتھہ چشم کے یعنی قرب
حضرت کا جناب الٰہی مین ایسا ہوا جیسے قرب دو ابرو کا آپس مین بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک کہ عبارت قرب سفیدی
آنکھہ کی سے ہے ساتھہ سیاہی آنکھہ کے یعنی قرب منزلت آپکا حضرت باری عز شانہ مین اسدرجہ کو پھونچا کہ حد اور
بیان سے خارج ہے شیخ ابو الحسن نوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا معنی قاب قوسین او ادنی کے کہا آپنے اوسکے جواب مین
لم یسع فیہ جبرئیل فمن نوری یعنی جبرئیل کہ فرشتے ہین وہی اوسکے معنی سے واقف نہین ہین تو نوری کون
ہے یعنی وہ کیونکر سمجھہ سکتا ہے حقیقت اسکے معنی کے فہم اور ادراک سے باہر ہے اسلیے کہ دنی بعد بعد کے ہوتا ہے
وہان بعد کہان یعنی بعد مکانی اور تدلی مکان مین ہوتا ہے مکان کا وہان کیا امکان اور کان عبارت ہے زمان
سے اور زمانہ وہان گم ہے اور قاب اشارہ ہے ساتھہ مقدار کے مقدار وہان کہان ہے اور قوسین کنایہ ہے مثال
سے مثال وہان معدوم ہے اور او کلمہ شک کا ہے اور شک اور شبہہ وہان محروم ہے اور ادنی مبالغہ ہے دنی مین و

کائنات کے اوس سبحانہ کی تجلیات مین اور اون کو بندۂ کامل واصل دریافت کرتا ہے ومن لم یذق لم یدر ۱۲ مظہری و جمل ۱۲

اور کون دنی ہے اور کون مدنو علوم سب علما کے تفسیر اس آیت کی سے عاجز ہین اور معارف سب عرفا کی تقریر معنی
اوسکے سے قاصر واللہ تعالیٰ اعلم اور مروی ہے انس اور ابن عباس رض سے کہ کہا اونھون نے دنی الجبار رب العزت
فتدلی حتی کان منہ علیہ السلام قاب قوسین او ادنی روایت کیا اوسکو بغوی نے اور شیخ محمد حیات سندی
نے اپنے رسالہ مین کہا کہ یہ حدیث شریف ہے اور بر تقدیر صحت کے فاعل ان فعلون کا ضمیر ہے کہ راجع ہے اللہ تعالیٰ کی
طرف اور اوس سے وہ دنو و تدلی اور قاب قوسین مراد ہے کہ جو سزاوار اور لائق ہے ساتھ تنزیہ اوس صاحب کے
اور مشہور ہے ارباب قلوب کو مانند قمر کے بیچ لیلۃ البدر کے اور قرآن کی شان سے ہے منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب
واخر متشابہات پس نسبت دنو اور تدلی کے ساتھ ان معنی کے طرف خدا کے مستبعد نہین ہے مظہری واضح ہو کہ یہ دنو اور
تدلی کہ بیان پر مذکور ہوا اور تعبیر کیا گیا ساتھ قاب قوسین کے اور احادیث معراج مین مذکور ہے یہ غیر ہے اوس دنو اور
تدلی کے جو کہ مذکور ہے سورہ والنجم مین اسلیے کہ وہ ساتھ دیکھنے جبرئیل علیہ السلام کے اور قربت اونکی کے منسوب ہے اوپر
قول مختار کے اور سیاق آیت سے بھی ایسا ہی ظاہر ہے اور اسیطرح تفسیر کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث صحیح
مین فرمایا عائشہ رض نے کہ سوال کیا مینے رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر مین تو فرمایا وہ جبرئیل ع ہین نہین دیکھا مین نے
صورت خلقی پر اوسکو مگر دو بار اور یون ہی مروی ہے انس رض اور ابن عباس وغیرہما سے اور من حیث العربیت کے بھی
اس تفسیر مین کسیطرح کا اعتبار نہین ہے مظہری ومواہب اور بعضون نے اوسکو اوپر رویت اور قرب پروردگار تعالیٰ وتقدس کے
حمل کیا ہے چنانچہ تفسیرون مین ذکر کیا گیا ہے کما فی المدارج اور منجملہ علو مرتبت اور رفعت شان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے وہ ہے کہ متحلی رہے آپ اوس مقام قربت مین ساتھ حلیہ ادب کے اور مخلع ہونے ساتھ خلعت ادب کے باوجود
ظاہر ہونے ایسی کرامات اور آیات کے نہ ملتفت ہوئے طرف کسی ایک کے اور نہ رغبت اور میل کیا جانب ایک کے کما قال
سبحانہ وتعالیٰ ما زاغ البصر وما طغی ترجمہ میل نکیا نگاہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یعنی چپ و راست
نہ دیکھا یعنی نہ پھیری بینائی اور طرف اور نہ چوکے وہ اشرف الانبیا نظر کرنے مین بلکہ ثابت رکھا اوسکو ثابت رکھنا
صحیح مظہری اور نہ تجاوز کیا نگاہ نے اوس حد سے کہ مقرر تھی اونکے دیکھنے کو جیسے کہ بندگان خاص حضور مین ہوا اور تماشا
کے کرتے ہین یعنے ہٹ نگئے محبوب سے طرف غیر محبوب کے ❁ اٰلا من العشق وحالاتہ ❁ احرق قلبی بحرارتہ ❁
ما نظر العین الی غیرکم ❁ اقسم باللہ وآیاتہ ❁ یا عدول نکیا رویت عجائب ملکوت سے کہ جسکی رویت کے ساتھ
مامور تھی جیسا کہ بعضون نے کہا مظہری اور یہ ایک کمال ہے کمالات سے کہ سوای اکمل البشر حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو حاصل نہین اور عادت سے خلق کے ہے کہ جب کوئی کسی مکان عالی شان مین اقامت رکھتا ہے
تو اوس سے اعلی مقام کا چاہنے والا ہوتا ہے جیسے کہ حضرت موسی علیہ السلام کہ جب مقام مناجات اور ہم کلام
ہونے مین پہنچے طالب دیدار ہوئے اور یہ ایک نوع در ہوشی اور انبساط سے ہے کہ مقام قربت مین رعایت ادب سے

دور ڈالتی ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بمقام قرب مین مقیم کیے گئے پورا کیا اوسکے حق کو
اور التفات نکیا بصر اور بصیرت نے اونکے کسی کی طرف سوای اوس چیز کے کہ ٹھہرائی گئی اوس مقام مین اور طلب
نکیا آپ نے سوا اوسمقام کے اور اسیواسطے کامیاب ہوئے ساتھہ تمام مرادون اور مراتب کے کہ اقصی اور اعلی
اون سے دیدار اوس تعالی تقدس کا ہے اور قائم رہنا بیچ ایسے مقام کے کہ اعلی مقامات اہل صحو یعنی ہوشیاری
کے اور ارباب تمکین سے ہے اور یہ مقام اعلی ہے سب مقامون سے مقام وہ کہ قائم ہو جس مین مرد خدا کا منازل سے
اور منازل مختلف ہین اول بجا لانا اوامر کا اور چھوڑ دینا نواہی کا اور دوسرے معرفت عیوب نفس کی اور تیسرے
تنقیہ اوسکا عیوب مذمومہ سے اور عیوب بہت ہین اور سب سے بڑا عیب خوش آنا مرد کو جو کچہہ کہ کرے ہے طاعات
سے یعنے حجب اور منازل بہت ہین کہ اونکا شمار کرنا بیان موجب درازی کلام کا ہے اور شرط سالک کی ہے کہ نہ چڑھے
ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جب تک کہ پورا حاصل کرلے حق مقام پہلے کو پھر اگر چھوڑ دیا یہ مقام پہلے حق
تمامی اوسکے کے تو ہوگا وہ مانند اوس بیمار کے کہ پیوے مسہل اوسکا پہلے پکنے خلط کے ساتھہ منضج کے سو وہ مسہل
اوسکی بیماری کو فائدہ نہین دیتا ہے بلکہ بیماری بڑھاتا ہے رسالہ سہروردیہ اور فرمایا باری تعالی نے ما کذب
الفواد ما رای ترجمہ جھوٹ نکہا دل نے جو دیکھا اوسنے یعنی بصر اور بصیرت دونون موافقت کرنے والے اور سچا
کرنے والے ایک دوسرے کے ہوئے جو کچہہ کہ بصیرت یعنی دانائی نے دریافت کیا بصر یعنی بینائی نے ادراک اوسکا کیا
اور جو کچہہ آنکہہ سے دیکھا دل نے اوسکی تصدیق کی اور سب حق اور صحیح تھا سو پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بسبب اون کلمات کے اس درجہ کہ سبقت لے گئے ساتھہ اونکے سب اولین و آخرین پر اور ہوئے مغبوط انبیا اور مقربین
کے اور مستقیم ہوئے صراط مستقیم پر دنیا اور آخرت مین یعنی دن آخرت کے پلصراط پر اقامت فرماوینگے اور اپنے اتباع اور
اہل سنت کے لیے سلامتی کا سوال کرینگے یہان تک کہ وہ اوسپر سے گذر کے جنت مین داخل ہونگے مواہب چنانچہ
قسم یاد فرمائی اللہ تعالی نے ساتھہ اوسکے فرقان حمید مین اور فرمایا یس والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی
صراط مستقیم ترجمہ قسم ہے اوس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤن مین سے سیدھی راہ پر وذلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ترجمہ اور یہ فضل اللہ کا ہے دیتا ہے اوسکو جسکو چاہے اور
اللہ ہے صاحب فضل بڑے کا ہر چیز دینی یا دنیوی کہ اللہ کیطرف سے اوسکے بندونکو پہنچے ہے وہ از راہ تفضل کے
ہے اوسکی طرف سے یعنی منت اور فضل اوسکا ہے نہ از راہ استحقاق کے بندون سے خازن اور پہنچے آپ اوس مقام
پر کہ بیان اوسکا فاوحی الی عبدہ ما اوحی آیا ہے اور مبہم اسکو اسلیے بیان کیا کہ یہ شامل ہے سب علوم اور معارف
اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات کو اور یہی دلالت رکھتی ہے اوپر کثرت اور
عظمت اوسکے کے اور اشارہ ہے اسپر کہ سوائے علم علام الغیوب اور رسول محبوب کے کوئی اوسکو گھیر نہین سکتا مگر جسکو

قدر کہ آپ نے بیان کیا یا محاذات روح پر فتوح آپکی سے اوپر بواطن بعضی کمل اولیا کی چمکا کہ جو ساتھہ شرف
اتباع سنت سنیہ اوس خیر البریہ علیہ الوف التحیہ کے مستسعد اور مشرف ہین کذا فی المدارج اور مظہری مین کہا
کہ ظاہر ہے کہ ما اوحی عام ہے اور نہین ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے واضح ہو کہ بعضی علما بیان کرتے ہین اسرار
ما اوحی کی احتیاط کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اقرب بصواب یہی ہے کہ تعیین اوسکی نکرین اسلیے کہ اگر اوسکے بیان کرنے
مین حکمت ہوتی تو ہم نہ فرمایا ہوتا اور ایک گروہ نے کہ سعید ابن جبر اون مین سے ہین کہا کہ جو کچھہ خبر یا اثر مین ہمکو
پہنچا ہے اوسکو بیان کرین یا از روی استنباط و استدلال کے کہین تو اوسکے ذکر مین کچھہ مضائقہ نہین ہے اسلیے
اوسمین سے کچھہ بیان ہوتا ہے ازان جملہ جو حدیث صحیح مین آیا ہے وہ تین چیزین ہین ایک فرضیت نماز پنج وقتی کہ پانچ
وقت کی نماز وہان فرض ہوئی اور یہ دلیل ہے اوسکے کمال فضیلت پر اوپر جمیع اعمال صالحہ کے اسلیے کہ لیلۃ المعراج
مین بلا واسطے جبرئیل ع کے فرض ہوئی فرمایا قفال نے اپنے فتوی مین کہ نماز کا چھوڑنا سب مسلمانون کو ضرر پہنچاتا ہے
اسلیے کہ نمازی کہتا ہے اللھم اغفرلی وللمؤمنین والمومنات یا اللہ بخشدے مجھکو اور سب مسلمان مردون کو اور
مسلمان عورتون کو اور ضرور یہی کہے گا التحیات مین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سلام اللہ کا ہمپر اور
سارے نیک بندون پر خدا کے سو ہوئے گا بے نمازی تقصیر کرنے والا بیچ خدمت خدا کے اور بیچ حق رسول اللہ تعالی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور بیچ حق تمام مسلمانون کے کیا انبیا کیا اولیا کیا مان باپ کیا اوستاد کیا پیر اسلیے نماز چھوڑنی بڑی
معصیت ٹھہری مواہب دوسری خواتیم سورہ بقر یعنے آخر کے تین آیتین سورہ بقر کے چنانچہ بعد اسکے اشارہ اوسکی
واقع ہوگا تیسرے مغفرت گناہون امت مرحومہ محمدیہ کے سواے شرک کے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما
دون ذلک من یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ترجمہ اللہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہراوے اور اوس سے
نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور جسنے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھولکر کہ یہ آیت کریمہ اسپر دال ہے اس آیت مین
شرک فرمایا حکم مین شریک کرنے کو یعنے سواے دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اوسپر چلے پس جو دین ہے سواے
اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے مین شرک نکرتے ہون موضح القرآن اور از آن جملہ وہ ہے کہ فرمایا آپنے رایت ربی
فی احسن صورۃ یعنی دیکھا مینے پروردگار اپنے کو بیچ بہترین صورت اور صفت کے فرمایا اللہ تعالی نے کس چیز مین
گفتگو کرتے ہین فرشتے مقرب عرض کیا مینے کہ یا اللہ تعالی تو دانا تر ہے کہ وہ کون سے عمل کرتے ہین پھر آپ پر تجلی خاص فرمائی
کہ جسکو آپنے یون تعبیر کے کہ پھر رکھا اللہ تعالی نے اپنا ہاتھہ درمیان دونون مونڈھون میرے کے رکھنا کف کا کنایہ ہے
خاص کرنے اللہ تعالی کے سے آپکو ساتھہ مزید فضل و ایصال فیض کے والا حقیقت مین نہ کف ہے اور نہ اوسکا رکھنا ہے فرمایا
آپنے پھر پائی مینے ٹھنڈک اوسکی درمیان سینے اپنے کے یعنی دل مین اور یہ کنایہ ہے وصول سے اوس فیض کے اپنے
قلب تک اور جانی مینے وہ چیز کہ تھی آسمانون اور زمین مین پھر فرمایا اللہ تعالی نے یعنے بعد دینے علم کے کہ جانتا ہے تو اے محمد

کس بات مین گفتگو کرتے ہین ملائکہ مقربین عرض کیا مینے کہ ہان جانتا ہون گفتگو کرتے ہین کفارات مین یعنی اون
اعمال مین کہ اونسے گناہ جھڑتے ہین اور گفتگو کرتے ہین درجات مین یعنی اون عبادات مین کہ موجب رفع درجات کے
ہین کہ جن سے مرتبے بندے کے بڑھتے ہین خطاب آیا کہ کفارات کیا ہین عرض کیا مینے زیادہ بیٹھا رہنا مسجد مین بعد
ادای نماز کے یعنی واسطے ذکر اور دعا کے یا واسطے انتظار نماز دوسرے کے اور جھڑتے ہین گناہ پیادہ پا چلنے سے
واسطے جماعتون نماز کے اور اسباغ وضوسے اوقات ناخوش مین یعنی اچھی طرح سے وضو کرنا حالت بیماری یا سردی
مین اور جسنے کیا یہ وہ زندہ رہے گا ساتھ بھلائی کے اور مریگا ساتھ بھلائی کے اور ہوگا پاک گناہون اپنے سے مانند
اوسکے کہ وہ اوسی دن پیدا ہوا اپنی مان کے پیٹ سے اور پھر فرمایا اللہ تعالی نے ای محمد جب نماز پڑھ چکے تب کہہ تو اللھم
انی اسألك الطيبات و ترك المنكرات و فعل الخيرات و حب المساكين وان تغفر لی خطیئتی و ترحمنی
واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضنی غیر مفتون ترجمہ یا اللہ مین سوال کرتا ہون تجھسے پاکیزہ چیزونکا اور
برے کامون کے چھوڑنے کا اور اچھے کامون کے کرنے کا اور محبت مسکینون کی اور یہ کہ بخشے تو میری خطا اور رحم
کر مجھپر اور جب ارادہ کرے تو ساتھ بندون اپنے کے فتنے کا تو قبض کر تو مجھکو درحالیکہ فتنے مین نہ پڑا ہوا ہون مین پھر
خطاب آیا کہ درجات کیا ہین عرض کیا مینے کہ ظاہر کرنا سلام کا یعنی ہر مسلمان سے سلام علیک کرنا آشنا ہو یا غیر آشنا
اور کھلانا کھانے کا اور نماز پڑھنی رات کو جب لوگ سوتے ہون کذا فی روضۃ الاحباب واضح ہو کہ لفظ فی احسن صورۃ
کا جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ حال ہو رائی سے یعنی دیکھنے والے سے اور وہ آنحضرت ہین ای
رأيته وانا فی احسن صورۃ و صفۃ یعنی دیکھا مینے اپنے پروردگار کو درحالیکہ مین اچھی صورت اور صفت مین تھا
اور یا حال ہو رویت سے یعنی دیکھنے سے ای حال کون رؤیتی فی احسن صورت یعنی دیکھا مینے اپنے رب کو
اوس حال مین کہ تھی رویت میری بیچ نیک تر صورت کے یعنے ساتھ غایت لطف اور انعام کے کہ مجھپر فرمایا تھا
اوس پروردگار نے قاری کہا خطابی نے کہ کلمہ صورت کا کلام عرب مین کبھی وارد ہوتا ہے وہ اوپر معنی ظاہر اپنے
کے اور کبھی اوپر حقیقت شی کے اور کبھی اوپر معنی صفت اوسکے کے چنانچہ کہتے ہین صورۃ الامر کذا و کذا ای صفتہ
اور کہا یہی مراد ہے اس جگہہ مین اور اس تقدیر پر کچھ اشکال نہین اور فرمایا صاحب جامع الاصول نے المراد انہ
اتاہ فی احسن صفتہ اسیطرح شرح شفا مین ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ الباری نے ذکر کیا اور یہہ بھی احتمال ہے
کہ وہ مرئی سے حال ہو اور وہ حضرت باری ہے اور اسی تقدیر پر اگر رویت خواب مین ہوئی تو بھی کچھ اشکال
نہین اسلیے کہ بہت ایسا ہوتا ہے کہ خواب مین دیکھنے والا شی غیر متشکل یعنی بے شکل کو شکل مین دیکھتا ہے اور شکل والے
کو غیر شکل کے بالعکس اوسکے جب کہ ایک روایت ترمذی مین تصریح واقع ہوئی ہے خواب مین دیکھنے کے اور اگر رویت
حالت بیداری مین ہوئی ہو جیسے کہ بیان سے مفہوم ہوتا ہے تو ساتھ ایک امر کے دو امرون سے قائل ہونا چاہیے یا تاویل

کرنا صورت کا ساتھ صفت کے جیسے کہ کہتے ہین صورت الامر کذا ای صفتہ سو اس تقدیر پر کہہ سکتے ہین کہ تجلی کے ساتھ
صفت جمال اور لطف وکرم کے یاد دیکھا مینے اپنے رب کو اوس حال مین کہ لطف وکرم اوسکا زیادہ تھا جمیر اور وقتون سے
یا کہا جائے کہ لفظ صورت کا اس حدیث مین حکم وجہ اور مانند اوسکے کا رکھتا ہے چنانچہ آیت کریمہ مین ہے ویبقی وجہ ربك
ذوالجلال والاکرام سو ایمان ساتھ حقیقت اوسکی کے لاتے ہین ہم اور تعرض ساتھ تاویل اوسکے کے نہین کرتے
ہین اور معنی اوسکے حوالہ علم الٰہی کے کرتے ہین کذا فی حاشیہ روضۃ الاحباب وشرح الشفا للقاری اور حضرت عائشہ
رضی اللہ تعہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ تعہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ لولا العتاب ما کان مع امتك
الخطاب ترجمہ اگر نہوتا عتاب نہوتا ساتھ امت تیری کے خطاب یعنی اگر عتاب کا ظہور قیامت مین نہوتا تو خطاب یعنی حساب
تیری امت سے نہوتا اور از انجملہ کہ شب معراج مین حاصل حضرتؐ کو یہ ہے کہ وحی کی جناب باری تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر کہ بہشت حرام ہے اور انبیا پر جبتک کہ تو اوس مین نجاوے اور حرام ہے بہشت اور امتون پر جب تک تیری امت
سے اوس مین داخل نہولیوے اور مروی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعہ عنہا نے سوال کیا حضرت صلی اللہ تعہ
علیہ وسلم سے کہ شب معراج مین کیا خطاب فرمایا اللہ تعہ نے آپ سے آپ نے ارشاد کیا کہ فرمایا مجھسے جناب باری تعالی نے
کہ ای محمد مین اپنے بندون کی روزی کا ضامن ہوا ہون اور امت تیری میری رحمانیت پر اعتماد نہین کرتی یعنے
طلب رزق مین بہت کوشش کرتے ہین اور غم اور اندوہ کھاتے ہین اور بیوجہ شرعی اوسکی طلب کرتے ہین اور دوزخ
دشمنون کے لیے مینے طیار کی ہے اور امتی تیرے کوشش کرتے ہین کہ اوس مین جاوین یعنی میری نافرمانی پر دلیری
کرتے ہین اور مین اونسے عمل کل کا نہین طلب کرتا اور یہ رزق کل کا مجھسے طلب کرتے ہین اور رزق اونکا جو مینے مقرر
کیا ہے دوسرونکو نہین دیتا ہون اور یہ طاعت میری غیر کو دیتے ہین یعنی طاعت ریا کے ساتھ کرتے ہین اور میرے غیر
کو شریک اوس مین کرتے ہین اور عزیز وذلیل کرنے والا مین ہون اور یہ میرے غیر سے امید رکھتے ہین اور میرے سوا
اور ون سے حاجت طلب کرتے ہین اور ڈرتے ہین اور مین ہی انعام اونپر کرتا ہون کہ مین منعم حقیقی ہون اور یہ
میرے غیر کا شکر کرتے ہین اور ای محمد تیرے امتی میری اطاعت بجا لاتے ہین اور عصیان میرا کرتے ہین اطاعت اونکی
میری رضا سے ہے اور عصیان اونکا میری قضا سے ہے وہ عمل کہ میری رضا سے اونسے صادر ہوتا ہے اگرچہ ناقص
ہو قبول کر لیتا ہون اسلیے کہ مین کریم ہون اور وہ عمل کہ اونسے میری قضا سے صادر ہوتا ہے اوسکو بخشتا ہون اور
عفو کرتا ہون اسلیے کہ مین رحیم ہون وقیل اوحی اللہ تعہ الیہ کن ایسا من الخلق فلیس بایدیہم شیٔ واجعل
صحبتك معی فان مرجعك الی ولا تجعل قلبك معلقا بالدنیا فما خلقتك لہا یعنی اور کہا گیا ہے کہ وحی
کی اللہ تعہ نے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو تو نا امید خلق سے پس نہین ہے اونکے ہاتھ مین کچھہ یعنے
نفع اور نقصان اور کر تو صحبت اپنی ساتھ میرے سو تحقیق جگہہ تیری پھر آنے کی طرف میرے ہے اور نہ لگا تو دل اپنے کو

ساتھ دنیا کے پس نہین پیدا کیا مینے تجھکو اوسکے لیے کذا فی روضۃ الاحباب وغیرہ اور مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تمام مدارج ومقامات شب معراج مین طی کرکے مقام قاب قوسین او ادنی پر مشرف ہوئے تب خطاب مستطاب
حضرت رب الارباب سے ہوا کہ ای مطلع کواکب رسالت وای معدن جواہر عز وجلالت اتنے مراحل اور منازل اور
مقامات طی کیے تو نے اور عجائبات عالم سفلی اور علوی کے دیکھے تو نے تحفہ بارگاہ کبریا اور ہدیہ درگاہ عز وعلا کا کیا
لایا سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے زبان نیاز کی کھولی اور عرض کی کہ الہی مین کارخانہ حدوث سے آتا ہون اوس مین
کوئی چیز لائق تحفہ اس درگاہ کے نہ تھی خطاب عزت پہنچا کہ ای سالک مسالک بلاغت وای ناہج مناہج فصاحت
جو کہ قدم پایہ منبر افلاک پر رکھا تو نے خطبہ ثنا ہمارے کا زبان پر جاری کر حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض
کی الہی اگرچہ مینے درمیان فصحاء عالم اور بلغاء بنی آدم کے دعوی انا افصح کا کیا ہے لیکن اس مقام مین بجز مہر خاموشی
زبان پر رکھنے کے سامان نہین ہے کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یعنی نہین شمار کر سکتا ہون
مین تعریف کو اوپر تیرے تو ویسا ہے جیسا کہ تو نے تعریف کی اوپر اپنے جو خواجہ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ادب
نگاہ رکھا لطف بیکران باری تعالی نے اونکو تھپوڑا کہتے ہین کہ آواز جبرئیل علیہ السلام کی آپکے کان مین آئی کہ
ای محمد ثنا کہو اپنے پروردگار کے یا جبرئیل علیہ السلام کے وقت جدا ہونے کے وصیت کی تھی ثنا کہنے کی اور صحیح تر وہ ہے
کہ الہام الہی خاطر مطہر سید البشر پر ہوا کہ یہ کلمات عالیشان زبان معانی بیان پر جاری ہوئے کہ التحیات للہ والصلوات
والطیبات یعنی سب عبادتین زبانی اور سب عبادتین بدنی اور سب عبادتین مالی واسطے اللہ کے ہین پھر بدلے اس
ثنا کے خلعت اس نوازش کا پایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام ہو تجھپر ای نبی اللہ کے اور
رحمت اللہ کی اور برکت اوسکی ساقی بزم نبوت نے تجرع اس شربت الکرام سے کیفیت یاب ہوکر چاہا کہ مفلسان امت کہ
خمار زدگان خرابات دنیا کے ہین فیض اس مجلس سے بے بہرہ رہین ایک جرعہ خاکساران امت پر بھی بانٹا کہ فرمایا السلام
علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنی سلام ہو ہمپر اور اوپر بندون اللہ کے جو نیک ہین پس ملائکہ نے ساتھ دیکھنے
رحمت احدی اور مشاہدہ کرنے شفقت محمدی کے زبان ثناخوانی کی کھولی اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد
ان محمدا عبدہ ورسولہ ترجمہ گواہی دیتا ہون یہ کہ نہین کوئی معبود لائق عبادت کے مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون
یہ کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بندے اوسکے ہین اور رسول اوسکے پھر حق سبحانہ تعالی نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تعریف فرمائی کہ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ ترجمہ مانا پیغمبر نے اوسکو جو نازل کیا گیا طرف اوسکے رب
اوسکے سے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری مین مناجات کی کہ الہی شرف سے اس خلعت ستائش کے امت
مرحومہ کو محروم نفرما آفریدگار جہان نے واسطے تسلی دل مہتر وبہتر عالم کے امت کی تعریف کی اور اونکے ایمان او
ایقان سے خبر دی اور فرمایا کہ والمومنون کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ ترجمہ اور مسلمانون نے سب مانا

اللہ کو اور ساتھ اوسکے فرشتون کو اور اوسکی کتابون کو اور رسولون کو اور دوسری روایت ہے کہ حق سبحانہ وتعالی نے
پوچھا کہ ای محمد تیری امت قبول کرنے مین احکام کے کیسی ہے آپ نے عرض کی کہ الہی سنتے اونکو نہایت اطاعت
اور اجابت مین پایا وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ترجمہ اور بولے سنا اور قبول کیا
تیری بخشش چاہتے ہین ای رب ہمارے اور طرف تیرے ہی لوٹنا ہے پھر خطاب ہوا کہ ہم بھی اونکو اجر زیادہ دینگے اوس
اور پھر آسانی کو کام فرماوینگے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ترجمہ اللہ تکلیف
نہین دیتا ہے کسی شخص کو مگر بقدر اوسکی گنجائش کے واسطے اوسکے ہے جو اوسنے کمایا اور اوسپر بوجھہ اوسکا جو اوس نے
کسب کیا پھر آواز روح الامین کی سنی کہ سل تعطہ یعنی مانگ دیا جاویگا تو جو مانگے گا یا بالہام اور القای الہی کے حضرت
رسالت پناہی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دعا شروع کی ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا
اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولینا
فانصرنا علی القوم الکفرین ترجمہ ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو جیسا کہ پکڑا تو نے بسبب نسیان اور خطا کے اگلون کو کہتے
ہین کہ تھے بنی اسرائیل جب بھول جاتی کوئی چیز ماموراب مین سے یا چوک جاتے تو شتابی کرتی اونکی طرف عقوبت
پس حرام ہو جاتی اونپر وہ شی کہ حلال تھی اونکے لیے کھانے یا پینے کی چیزون سے بقدر حیثیت اوس گناہ کے پس امر کیا اللہ
نے مومنین کو کہ درخواست کرین رفع مواخذہ اپنے کے ساتھ اوسکے پس تحقیق اوٹھا دی اللہ نے یہ بات اس امت سے جیسا کہ حدیث شریف مین
وارد ہوا ہے پس مقصود سوال رفع مواخذہ سے اقرار اور اعتراف ہے ساتھ اس نعمت کے یعنی اظہار کرنا ساتھ اوسکے موافق واما بنعمۃ
ربک فحدث کے خازن وجلالین ترجمہ اگر ہم بھولین یا چوکین ای رب ہمارے نرکھہ ہمپر بوجھہ بھاری جیسا کہ رکھا تھا ہمسے اگلون پر ای
رب ہمارے اور نہ اوٹھوا ہمسے جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہمسے اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہی ہمارا صاحب
ہے سو مدد کر تو ہماری قوم کافر پر ہذا مقتبس من جواہر التفسیر اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خطاب آیا
کہ یا محمد امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ ترجمہ ای محمد ایمان لایا رسول ساتھ اوسکے جو اوتارا گیا طرف اوسکے
رب اوسکے سے کہا مینے ہان ای پروردگار میرے سے فرمان آیا کہ دوسرا یعنی اور دوسرا کون ایمان لایا کہا مینے والمؤمنون
کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک
المصیر یعنی اور مومن سب ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور کتابون اوسکے کے اور پیغمبرون
اوسکے کے اور یہ کہتے ہین کہ نہین فرق کرتے ہین ہم درمیان ایک کے رسولون اوسکے سے اور کہتے ہین کہ سنا ہمنے اور
اطاعت کی ہمنے آمرزش چاہتے ہین ہم تیری ای رب ہمارے طرف تیرے ہے پھر جانا خطاب آیا کہ قد غفرت لک
ولامتک یعنی بیشک بخشا مینے تجھکو اور تیری امت کو اور تو کہہ مانگ دیوین ہم کہا مینے ربنا لا تواخذنا ان
نسینا او اخطانا ترجمہ ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بھول گئے یا چوک گئے ہم فرمان آیا کہ نسیان اور خطا

امت تیری سے اوٹھالی ہمنے اور علاوہ اوسکے جو کچھہ ساتھہ اکراہ یعنی ساتھہ زبردستی کے اون سے صادر ہوا اوس سے
درگذر کی ہمنے اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان اللہ تجاوز لی عن امتی الخطاء والنسیان
وما استکرھوا علیہ ترجمہ تحقیق اللہ تعالی نے درگذر کی بسبب میرے امت میری سے خطا اور نسیان اونکے سے اور اوس
سے جسپر اکراہ کیے گئے حضرت فرماتے ہین کہ بعد اسکے کہا ہمنے ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا
یعنی ای پروردگار ہمارے نہ لاد ہمپر بھاری بوجھا یعنی تکلیفین اور مشقتین سخت کہ امم سابقہ پر یعنی یہود پر لادین تونے
اور وہ پچاس نمازین پڑھنا اور چوتھائی مال زکوۃ دینا اور بدن اور کپڑے ناپاک کا کترنا اور مسجد ہی مین نماز پڑھنا اور توبہ
شرک سے نفس کا مار ڈالنا اور غنیمت کا حرام ہونا اور خون کے بدلے خون ہی کرنا اور جو کوئی اون مین گناہ کرتا تو وہ گناہ
اوسکے دروازہ پر لکھا ہوتا علی ہذا القیاس اور تکالیف شاقہ شرعیہ اور نیز تھین معالم مظہری جمل شرح مثنوی مولانا عبد العلی
فرمان آیا کہ ایسا ہی کیا ہمنے جیسا کہ چاہا تونے یعنے بوجھا بھاری اگلی امتونکا سا تیری امت پر نہ لادونگا مین ما جعل علیکم
فی الدین من حرج یعنی نہین رکھا اللہ نے تمپر بیچ دین کے کوئی کام مشکل پھر کہا ہمنے ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ
ای پروردگار ہمارے وہ بوجھہ ہمپر نرکہہ جسکی ہمکو طاقت نہین ہے جیسے کہ فرضیت قیام لیل کی اور بلا وعقوبت مثل مسخ
اور خسف اور غرق کے فتوحات یہ خطاب آیا کہ ایسا ہی کیا ہمنے ساتھہ تیرے اور تیری امت کے اور رکچہہ مانگ تو وہ بھی
دیوین ہم تجھکو کہا ہمنے واعف عنا واغفر لنا وارحمنا یعنی مٹاوے ذنوب ہمارے اور چھپالے عیوب ہمارے اور ساتھہ
مواخذہ کے فضیحت نکر ہمکو اور رحم اور فضل رکھہ ہمپر بیضاوی اور اور بعضے علما نے کہا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے تین چیزین جناب باری سے طلب کین ایک عفو دوسری مغفرت تیسری رحمت اور یہ طلب کرنا اسلیے
تھا کہ اگلی تین امتون کو اللہ تعالی نے ساتھہ تین عذاب کے ہلاک کیا تھا ایک کو ساتھہ خسف کے یعنی دھسانی کے زمین مین مثل
قارون اور اوسکے ساتھیون کے اور قوم دوسری کو ساتھہ مسخ کے یعنی صورت بدل دینے کے جیسا کہ قوم داؤد علیہ السلام
کے کہ اون مین سے بندر ہوگئے اور قوم تیسری کو ساتھہ قذف کے یعنی لوٹ دینے اور پتھر برسانے کے جیسے کہ قوم لوط
علیہ السلام کے سو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان تینون باتون سے نہایت خوفناک تھے کہ مبادا کہین میری امت ساتھہ
ایک عذاب کے ان تینون سے معذب ہو لہذا اوس مقام قرب اور کرامت مین عرض کی اور تینون سے امن طلب کی اور فرمایا
واعف عنا ای من الخسف واغفر لنا ای من المسخ وارحمنا ای من القذف یعنی ہمسے درگذر فرما دھسا دینے سے اور
بخشش کر ہماری صورت بدل دینے سے اور رحمت فرما ہمپر پتھر برسانے سے خطاب باری ہوا کہ قد فعلت یعنی تحقیق کیا
ہمنے ای قبول کیا ہمنے پھر فرماتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اوسکے فرض ہوئین ہر ایک رات دن مین پچاس نمازین
کذا فی روضۃ الاحباب اور مواہب اللدنیہ مین ہے کہ کہا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ وحی کی اللہ تعالی نے طرف
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الم اجدک یتیما فآویتک کیا نہین پایا ہمنے تجھکو یتیم پھر جگہہ دی ہمنے تجھکو الم اجدک ضالا

فہدیٰك کیا نہین پایا تجھکو بھٹکتا ہوا پھر راہ دی ہمنے تجھکو الم یجدك عائلا فاغنیٰك کیا نہین پایا ہمنے تجھکو
مفلس پھر غنی کیا ہمنے تجھکو اور معنی دوسرے بطور اہل اشارت کے یہ ہین کیا نہین پایا ہمنے تجھکو در یتیم کہ ساری ممکنات
مین دوسرا تجھسا نہین ہے پس جگہہ دی ہمنے اپنے قرب مین کہ اوس قرب سے دوسرے لوگ اوس سے بعید ہین چنانچہ
لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل دلالت رکھی ہے الم یجدك ضالا فہدیٰك نہ پایا ہمنے
تجھے گم کرنے والا طرق جمیع ادیان باطلہ کے پس راہ اپنے قرب کی از روی یگانگی کے تجھے دکھائی ہمنے الم یجدك عائلا
فاغنیٰك کیا نہ پایا ہمنے باطن تیرا مفلس حسب غیر سے پس ساتھہ جمیع مراتب دوستی اور بخشش اپنی کے تونگر کیا ہمنے
تجھکو الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظہرك ورفعنا لك ذکرك کیا نہین
کھولا ہمنے تیرے لیے سینہ تیرا اور اوتار لیا ہمنے تجھسے بوجھہ تیرا ایسا بوجھہ کہ توڑتا تھا پیٹھہ تیری اور اونچا کیا ہمنے
ذکر تیرا اور بیہقی مین بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کے آیا کہ بیشک فرمایا اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ مانگ سو کہا آپنے کہ بیشک بنایا تونے ابراہیم کو اپنا خلیل پھر دیا تونے اونکو ملک بڑا احتمال ہے کہ اوس سے
وہ ملک مراد ہو کہ دیا گیا آل ابراہیم کو مثل یوسف اور داؤد اور سلیمان وغیرہم کے ملوک بنی اسرائیل سے جیسا کہ فرمایا
فقد آتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ وآتیناہم ملکا عظیما یا قہر و غلبہ اونکا ہے اپنے عہد کے بڑے بڑے بادشاہون
پر جیسے کہ نمرود پر اور اوس بادشاہ پر کہ جسنے لوط علیہ السلام کو قید کیا تھا پھر ابراہیم علیہ السلام نے جہاد کر کے چھڑایا
کسواسطے کہ قاہر اور غالب اعظم ہوتا ہے مقہور سے یا ملک نبوت ہے اور اوس سے ملک نفس و زہد مراد لینا غیر مناسب ہے اسیطرح
ابن کثیر نے تقریر کی اور ملا علی قاری نے یون تحریر کی کہ دیا ہمنے آل ابراہیم کو مع ابراہیم کے ملک بڑا اور تفصیل ملک
ابراہیم کی روضۃ الصفا مین اور فتح العزیز مین ہے اور باتین کین تونے موسیٰ سے خوب اور دیا تونے داؤد کو ملک بڑا
اور نرم کر دیا تونے مانند موم کے اونکے لیے لوہا اور تابع کیا تونے اونکے پہاڑون کو اور عنایت کی سلیمان کو سلطنت
بڑی اور فرمانبردار کر دئے اونکے آدمی اور جن اور شیاطین اور اونکے تابع کیا تونے ہوا کو اور عطا کی تونے اونکو بادشاہی
کہ نہین سزاوار ہے کسی ایک کو بعد اونکے اور سکھائی تونے عیسی علیہ السلام کو توریت اور انجیل توریت سکھائی بطریق
طبیعت کے اور انجیل بطریق اصالت کے چنانچہ علی قاری نے فرمایا اور نسیم الریاض مین کہا کہ حفظ کر لیا اونھون نے
توریت کو اور عمل کیا اوسکے موافق اسلیے کہ انجیل مین احکام نہین ہین اوس مین فقط حکمتین اور توحید کی تحقیقین ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ اوسمین بہ نسبت توریت کے تھوڑے احکام ہین اور کیا تونے اونکو کہ چنگا کرتے تھے اندھے مادرزاد
کو اور سفید داغ والے کو اور زندہ کرتے تھے مردونکو تیرے حکم سے اور محفوظ رکھا تونے اونکو اور اونکی مان مریم کو شیطان
مردود سے سو نہتی شیطان کو اون دونون پر کوئی راہ جیسے کہ اوس تعالی شانہ کے قول مین ہے وانی اعیذہا بك و
ذریتہا من الشیطان الرجیم فتقبلہا ربہا پھر فرمایا اللہ تعالی نے حضرت سے واسطے تسلی کے مرتبہ غبطہ سے ساتھہ عطف[1] کے

[1] عطف بطار معاملہ نرمی و نازکی و اظہار محبت لازم شدن بہ چیزی ۱۲ منتخب

اعلیٰ رتبہ سے بیشک بنایا مینے تجکو حبیب سو وہ لکہا ہے توریت مین محمد حبیب الرحمن ہین یہ مقابلہ مین خلت کے فرمایا اور
محبت خاص تر اور بزرگتر ہے خلت سے اور ذکر نفرمایا بیچ مقابلہ اونکے کے اور مدارج و مراتب انبیا کے کہ مذکور ہین
پیچہے خلت کے اسلیے کہ وہ معلوم ہین کیونکہ آپ راضی ہوئے ملک سے اور قبول نفرمایا آپنے بادشاہت کو جبکہ آپ کے
واسطے پیش کی گئی بلکہ اختیار کیا عبدیت کو نسیم الریاض اور محبت ماخوذ ہے حبۃ القلب سے اور فعیل احتمال رکہتی ہے
بمعنی فاعلیت اور مفعولیت کے سو واسطے آپکے جمع ہوئے دو مرتبہ محبیت اور محبوبیت کے ہمدانی نے سبعیات مین نقل
کیا کہ تحقیق حدیث مین ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا قصد کیا مینے لیلۃ المعراج مین اپنی نعلین اوتارنے کا پس سنی مینے ندا
اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے یا محمد لا تخلع نعلیك تتشرف السماء بهما ای محمد نہ اوتار اپنی نعلین مشرف کر آسمان کو
ساتھہ اونکے عرض کیا مینے ای رب میرے تونے فرمایا موسیٰ کو فاخلع نعلیك انك بالواد المقدس طوی سو ارشاد
ہوا ای ابوالقاسم قریب ہو جیسے نہین ہے تو نزدیک میرے مانند موسیٰ کے کیونکہ وہ کلیم میرا ہے اور تو حبیب میرا ہے
اور وجہ تخصیص اضافت حبیب کی طرف رحمن کے واسطے ہونے اونکے کے ہے رحمۃ العالمین نزدیک ارحم الراحمین کے زیادہ
ملا علی قاری اور بہیجا مینے تجکو واسطے تمام آدمیون کے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور کہولا مینے تیرا سینہ اور
اوتار لیا مینے تیرا بوجہ اور بلند کیا مینے ذکر تیرا سو نہین ذکر کیا جاتا ہون مین مگر کہ ذکر کیا جاتا ہے تو ساتھہ میرے مگر خطبہ
مقام مین اونمین سے جواب عطسہ کا ہے اور ذبح جانور کا اور کیا مینے امت تیری کو بہترین امت نکالے گی واسطے آدمیون
کے کہ امر کرین اونکو ساتھہ معروف کے اور منع کرین اون کو برائی سے جبکہ آیت کنتم خیر امۃ الخ سے واضح ہے اور کیا مینے
امت تیری کو امت میانہ یعنی افراط اور تفریط سے اور کیا مینے امت تیری کو کہ وہی اول ہین یعنی دخول جنت مین اور
وہی آخر ہین دنیا مین یعنی خاتم ہین اور امتون کے اور کیا مینے امت تیری کو کہ جائز نہین ہے واسطے اونکے خطبہ
پڑہنا حتی کہ شہادت دیوین کہ تو بندہ خاص میرا ہے اور رسول میرا ہے خطبہ ایک کلام ہے کہ ارشاد کیا جاتا ہے علی
رؤس الاشہاد واسطے اعلام کے ساتھہ امر اونکے کے جیسے کہ عادت عرب کی تھی کہ جب جمع ہوتے کسی مجلس مین کہڑا ہوتا ایک
اون مین سے اور خطبہ پڑہتا جسوقت کہ وہ تفاخر کرتے یا مصالح کرتے یا وعظ کا ارادہ کرتے اور شرع مین بہی خطبہ مشروع
رہا کہ جب واقع ہوتا کوئی امر کہڑے ہوتے پیغمبر علیہ السلام اور ان مین خطیب ہوکر اور خطبہ ماخوذ ہے خطب سے اور خطب کے
معنی امر عظیم کے ہین اور کافی ہوا وہ مشروع ہونے مین بیچ جمعہ اور عیدین اور نکاح اور استسقا کے واسطے وعظ لوگون کے
اور مانند اونکے اور نہین اعتبار ہے خطبہ کا مگر اوسوقت کہ کہین دونون کلمے شہادت کے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جس خطبہ مین
تشہد نہین ہے وہ ناقص البرکت اور مقطوع الفائدہ ہے نسیم الریاض وغیرہ اور کیئے مینے تیری امت مین سے بہت لوگ کہ دل
اونکے مین کتابین اونکی کہ قرآن اور حدیث یاد بریاد رکہتے ہین اور بکمال تقوی حاصل کرکے علم لدنی دیئے جاتے ہین جسمین
اجتہاد کرتے ہین چنانچہ ایسون کے حق مین ہے استفت قلبك ولو افتاك المفتون اور کیا مینے تجکو اول نبیون کا

از روی پیدائش کے اور پچھلا اونکا از روی بعثت اور ارسال کے اور اول اونکا کہ فیصلہ اور حکم کیا جاویگا واسطے
اونکے اور دی مینے تجھکو سبع المثانی یعنی سورہ فاتحہ کہ نہین دی مینے وہ کسی نبی کو پہلے تیرے اور دیا مینے تجھکو خاتمہ
سورہ بقر کا یعنی پچھلی تین آیتین آمن الرسول سے آخر سورۃ تک عرش کے نیچے کے خزانہ سے کہ نہین دیا مینے اونکو کسی
نبی کو پہلے تجھسے ابن عمر نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے اوتارین اللہ تعالی نے جمیع دو آیتین خزانون جنت سے کہ خاتمہ کیا سورۃ
بقر کا ساتھ اونکے لکھا رحمان نے اپنے ہاتھ سے دو ہزار برس قبل پیدائش مخلوق کے جو کوئی اونھین پڑھے بعد عشا کے
دو بار کفایت کرین اوسکو شر شیطان سے اور نہووے اوسکا غلبہ اوسپر تشبیہ دی او چیز کو کہ لوح محفوظ مین ہے ساتھ
خزانے کے کہ نہین مطلع ہوا ہے اوسپر کوئی اور خزانیم سورۂ بقر کو مع ثواب پڑھنے اوسکے کے ساتھ مال عظیم کے نکالا گیا
اوس خزانہ سے نسیم الریاض اور دیا مینے تجھکو کوثر اور عطا کیے مینے تجھکو آٹھ حصے ایک اسلام دوسرے ہجرت تیسرے جہاد
چوتھی نماز پانچوین صدقہ چھٹے روزے رمضان کے ساتوین امر بالمعروف آٹھوین نہی عن المنکر اور کیا مینے تجھکو فاتح اور
خاتم یعنے فاتح آفرینش کا اور خاتم رسولون کا کہ مفتوح باب آفرینش پہلے آپ ہی کے نور مبارک سے ہوا اور تمامی سب
رسولون کی آپ ہی کے وجود اشرف سے ہوئی اور اسناد مین اس روایت کے جعفر راوی ہے کہ وہ ضعیف ہے اور کہا
ابو ذرعہ نے کہ وہ تہمت کیا گیا ہے یعنی ساتھ کذب کے اور کہا ابن کثیر نے کہ ظاہر یہ ہے کہ تھا وہ سیئ الحفظ یعنی حافظہ اوسکا
اچھا نہ تھا اور ذکر کیا فخر الدین رازی نے اپنے والد سے کہ کہا اونھون نے کہ سنا مینے ابو القاسم سلیمان انصاری سے کہ کہتے تھے وہ
کہ جب پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ اور مراتب رفیعہ کو یعنی شب معراج مین وحی کی اللہ تعالی نے طرف آپکے
کہ ای محمد ساتھ کس چیز کے مشرف کیا مینے تجھکو عرض کی آپ نے کہ ای رب میرے مشرف کیا تو نے ساتھ منسوب کرنے
کے مجھکو ساتھ عبودیت اپنی کے سو نازل کیا اللہ تعالی نے سبحان الذی اسری بعبدہ کو سو موسوم کیا آنحضرت کو
اللہ تعالی نے ساتھ اسم عبد کے واسطے مستحق ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسم اعظم کے اور متصف ہونے آپکے
ساتھ تمام صفتون اوسکی کے سو نہین صلاحیت رکھتا ہے یہ اسم یعنی عبدیت کا حقیقۃً مگر واسطے اوس علیہ السلام
کے اور واسطے قطبون کے بعد آپکے تبعاً نہ حقیقۃً اور اگرچہ اطلاق کیا جاوے غیر پر اونکے مجازاً اور بعضی اہل اشارات
نے کہا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے کہ ای محمد دیا مینے تجھکو ایک نور کہ دیکھے تو ساتھ اوسکے جمال میرا یعنی حسن ذاتی اور انوار
ربی نسیم ریاض اور دی مینے تجھکو شنوائی کہ سنے تو ساتھ اوسکے کلام میرا جو نہین ہے جنس حرف اور ہجا اور نغمہ اور
اصوات کیسی اور ای محمد تحقیق مینے پہنچوا دیئے تجھکو ساتھ زبان حال کے معنی عز و جل کے میری طرف آ ای محمد بھیجا
مینے تجھکو طرف آدمیون کے شاہد یعنی گواہی دینے والا دن قیامت کے چنانچہ بخاری اور نسائی اور ترمذی مین ابی سعید
خدری سے مروی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ لائے جاوینگے نوح علیہ السلام دن قیامت کے پھر کہا جاویگا اونسے کیا تبلیغ کی تو نے سو وہ عرض
کرینگے ہان ای رب میرے پھر پوچھا جاویگا اونکی امت سے سو وہ عرض کرینگے نہین آیا ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پھر کہا جاویگا نوح سے

کون شاہد ہین تیرے وہ عرض کرینگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت پھر بلائی جاویگی آپکی امت پھر وہ شاہدی دین گے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو تبلیغ رسالت کی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ پھر بلائے جاوینگے آنحضرت صلعم اور پوچھے جاوینگے حال اپنی امت کا سو تزکیہ کرینگے آپ اوسکا اور شاہدی دیوینگے اون کے سچے ہونے پر اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور شاہد مطابق ہونے والا ساتھ حقیقت اوس چیز کے کہ گواہی دیوے ساتھ اوسکے سو دیکھا تا ہون مین تجھے جنت اپنی کہ گواہی دیوے یا مشاہدہ کرے تو اوس چیز کا کہ تیار کی ہے مینے اوسمین اپنے دوستون کے لیے اور دکھاتا ہون مین تجھکو اپنے دوزخ تو کہ گواہی دے تو اوسکی یا مشاہدہ کرے تو اوسکا کہ تیار کیا ہے مینے اوسمین اپنے دشمنون کے لیے پھر ظاہر کیا مینے تیرے لیے جلال اپنا اور دکھلایا مینے تیرے لیے جمال اپنے سے تو کہ جانے تو کہ بالتحقیق مین پاک ہون بسبب کمال عظمت اپنی کے مانند سے اور مثل سے اور وزیر سے اور مشیر سے پھر دیکھا آپنے اوس تعالی شانہ کو بسبب اوسی نور کے کہ دیا تھا اللہ تعالی نے اونکو سو دیکھا اوس تعالی شانہ کو بغیر ادراک یعنی دریافت کرنیکے اور بغیر احاطہ یعنی گھیرنے کے اوس حال مین کہ فرد یعنی اکیلا تھا اور اوس حال مین کہ صمد یعنی پاک اور بے نیاز تھا نہ کسی چیز مین اور نہ کسی چیز سے اور نہ قائم ساتھ کسی چیز کے اور نہ اوپر کسی چیز کے اور نہ محتاج طرف کسی چیز کے نہین ہے مانند اوسکے کوئی چیز سو کلام کیا آپنے اوس تعالی شانہ سے بالمشافہ یعنی روبرو ہوکر بے حجاب پھر کہا گیا آپکے لیے کہ اے محمد ضرور ہے واسطے اس خلوۃ کے وہ راز کہ نکھولا جاوے اور وہ رمز کہ نہ ظاہر کی جاوے پھر وحی کی طرف آپکے جو کچھہ کہ وحی کی سو تھا وہ ایک راز رازون اوسکے سے کہ نہ ہرگز مطلع ہوا اوسپر کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی پیغمبر مرسل اور تحقیق وارد ہوا ہے بعض اخبار مین کہ ذکر کیا اونکو علامہ ابن مرزوق نے بردۃ المدیح کی شرح مین کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہونچے مقام قاب قوسین او ادنی مین عرض کیا اللهم انك عذبت الامم بعضهم بالحجارة وبعضهم بالخسف وبعضهم بالمسخ فما انت فاعل یا متی یعنی اے اللہ تحقیق عذاب کیا تونے امتون کو کسی امت کو ساتھ پتھرون کے اور کسی کو اون مین سے ساتھ دھسانے زمین کے اور کسی کو ساتھ بگاڑ دینے صورتون کے سو کیا کرنے والا ہے تو ساتھ امت میری کے قال انزل علیهم الرحمة وابدل سیئاتهم حسنات ومن دعانی منهم لبیته ومن سالنی اعطیته ومن توکل علی کفیته وفی الدنیا استر علی العصات وفی الاخرة اشفعك فیهم ولولا ان الحبیب یحب معاتبة حبیبه لما حاسبت امتك ترجمہ فرمایا اللہ تعالی نے اوتارونگا مین اوپر رحمت اور بدل دونگا مین بدیان اونکے ساتھ نیکیون کے اسکے معنی کئی طرح پر ہین ایک یہ کہ بدل دیتا ہے اللہ تعالی برے اعمال اونکے جو حالت شرک مین اون سے ہوئی تھی ساتھ اچھے اعمال کے حالت اسلام مین سو بدل دیتا ہے ساتھ شرک کے ایمان اور توحید کو اور ساتھ قتل مومنین کے قتل مشرکین کو جہاد مین اور ساتھ زنا کے عفت کو دوسرے یہ کہ بدل دیویگا اللہ تعالی برائیان اونکی کہ حالت اسلام مین دنیا مین کی تھین نیکیون سے دن قیامت کے

نسخہ دیگر عطف یہ نہیں مطلوب ہے...

ازراہ فضل کے تیسرے یہ کہ مٹا دیتا ہے بسبب ندامت کے تمام برائیان اور ثابت رکھتا ہے بجای ہر برائی کے نیکی
چوتھے یہ کہ بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا مین استعداد و ملکہ معصیت کا جو نفس مین ہے ساتھ استعداد اور ملکہ طاعت کے
معالم و مظہری رحمہما اللہ پکاریگا جسکو کوئی اون مین سے حاضر ہونگا مین اوسکے پاس اور جو کوئی مانگے گا مجھسے دونگا مین اوسکو
اور جو کوئی بھروسا کریگا مجھپر کفایت کرونگا مین اوسکو اور دنیا مین پردہ پوشی کرونگا گنہگارون کی اور آخرت مین شفاعت
قبول کرونگا مین تیری اونکے حق مین اور اگر ہوتا یہ کہ حبیب دوست رکھی ہے عتاب دوست اپنے کا تو البتہ نہ حساب
لیتا مین تیری امت کا اور جب ارادہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان سے لوٹنے کا تب عرض کی کہ ای رب ہر ایک سفر
سے آنے والے کے لیے کچھ تحفہ ہوتا ہے سو کیا ہے تحفہ میری امت کا فرمایا مین اونکے لیے ہون جب تک زندہ رہین مین اونکے
لیے ہون جب مرجاوین اور مین جین اونکے لیے ہون قبر مین اور مین اونکے لیے ہون قیامت مین انتہی اور حدیث معراج
مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعد عرض ظروف کے مجھپر پچاس نمازین فرض ہوئین ہر روز پھر مین وہان سے
پلٹ آیا سو حضرت موسی علیہ السلام کے پاس ہو کر نکلا تو موسی علیہ السلام نے کہا کیا حکم ہوا تمکو کہا مینے مجھکو ہر روز پچاس
نماز کا حکم ہوا موسی علیہ السلام نے کہا مقرر تمھاری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز نہو سکے گی اور البتہ خدا کی قسم مین
آزما چکا ہون لوگون کو تم سے پہلے اور مین علاج کر چکا ہون قوم بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے سو پلٹ جاؤ اپنے رب کے پاس
سو اوس سے آسانی مانگو اپنی امت کے واسطے سو مین بموجب کہنے اونکے کے پھر گیا جناب باری تعالی مین سو خدا نے میرے
اوپر سے دس وقت کی نماز اوتار ڈالی سو مین موسی علیہ السلام کے پاس پھر آیا موسی علیہ السلام نے پھر اوسی طرح مجھ سے
کہا پھر مین پلٹ گیا پھر میرے واسطے خدای تعالی نے دس وقت کی نماز کو اوتارا پھر مین موسی علیہ السلام کے پاس گیا پھر موسی
علیہ السلام نے اوسی طرح کہا پھر مین پلٹ گیا سو مجھکو ہر روز دس نماز کا حکم ہوا پھر مین موسی علیہ السلام کے پاس
گیا پھر موسیٰ نے اوسیطرح کہا پھر مین پلٹ گیا تو مجھکو ہر روز پانچ نمازونکا حکم ہوا سو مین موسی علیہ السلام کے پاس
پھر آیا تو موسیٰ نے کہا کیا تمکو حکم ہوا تو مینے کہا ہر روز پانچ نمازون کا حکم ہوا موسی علیہ السلام نے کہا مقرر تمھاری امت
سے ہر روز پانچ نمازین بھی نہو سکین گی اور البتہ تمسے پہلے مین لوگون کو آزما چکا ہون اور بنی اسرائیل کے علاج کر چکا
ہون نہایت تدبیرون سے باوجودیکہ وہ قوی تھے جسم مین اور طویل تھے عمر مین اون سے صبر نہو سکا تکالیف شاقہ پر تو
ان سے کیونکر ہو سکے نسیم سو پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور اپنی امت کے لیے آسانی مانگو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا موسیٰ سے کہ سوال کرتا گیا مین اپنے مین سے یہان تک کہ مین شرما گیا یعنی اب نہین عرض کر سکتا ہون ولیکن اب تو
راضی ہوتا ہون و مانے لیتا ہون پھر جب مین موسی علیہ السلام سے آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ مینے جاری
کیا اور مضبوط کیا اپنے فرض نماز کو اور بوجھ اوتار ڈالا اپنے بندون سے صحیح مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وقت کی نماز پر راضی ہوئے تو حکم ہوا کہ ایک نماز کا ثواب دس نماز کے برابر ملے گا تو پانچ کی پچاس

ہوگئین تو امت پر تخفیف بھی ہوئی اور تقدیر الہی کے بہی خلاف ہوا کذا فی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اور
خطابی نے کہا کہ بار بار رجوع حضرت موسی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی کے پاس بھیجا
اور آپنی تخفیف چاہی تو معلوم کر لیا تھا اونہون نے کہ پہلا حکم واجب قطعی نہین ورنہ الا کاہے کو یہ تکرار کرتے سو صادر
ہونا بار بار عرض کا دلیل ہے اسپر کہ پہلا حکم غیر واجب تھا قطعا اسلیے کہ جو چیز واجب ہوتی ہے قطعا تو نہین قبول
کرتی تخفیف کو ذکرہ الطیبی اور ملا علی قاری نے فرمایا کہ جو چیز واجب نہین ہوتی اوس مین تخفیف چاہنے کی کیا حاجت
ہے تو صحیح یہ ہے جو بعضون نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے پچاس نمازین فرض کی تھین پھر رحم کیا اپنے بندون پر اور
نسخ کیا اونکو ساتھ پانچ کے جیسے اور بعض احکام منسوخ ہوئے ہین کذا فی مظاہر الحق اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ کہا
ابی حمزہ نے کہ حکمت بیچ تخصیص فرض ہونے نماز کے شب معراج مین وہ تھی کہ جب تشریف لے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم عالم ملکوت پر تو فرشتون کو عبادت کرتے دیکھا بعض کو قیام مین اور بعض کو رکوع مین اور بعض کو سجود مین سو جمع
کی اللہ تعالی نے عبادت اون سب فرشتون کی ایک رکعت مین اونکے اور اونکی امت کے لیے تو کہ پڑھے اوسکو بندہ ساتھ
شرائط اوسکے کے اور جمع خاطر اور اخلاص کے اور حکمت بیچ وضع ان نمازون کے بیچ ان پانچ وقتون کے یہ ہے کہ دروازے
آسمانون کے کھولے جاتے ہین ان وقتون مین اور بعضی کہتے ہین کہ یہ وقت فراغت کے ہین اشتغال امور دنیاوی
سے غالبا پس مشروع فرمائے اونمین اعمال اخروی واسطے شکرانہ نعمتون مترادفہ کے اور وضع نماز کی دو اور تین اور چار
رکعتون پر واسطے موافقت اجنحہ ملائکہ کے ہے کہ استغفار کرتے ہین مومنین کے واسطے اور بعضے کہتے ہین دو رکعتین
اسواسطے ٹھہرائین کہ بندہ روح اور جسد ہے اور تین اسلیے کہ وہ نفس اور روح اور قلب ہے اور چار اسلیے کہ اوسکے لیے
چار طبیعتین ہین حرارت برودت رطوبت یبوست اسطرح ذکر کیا ہے اسکو بیچ سراج کے اور منجملہ نعمای الہیہ سے
نعمت خلقت کی ہے کہ فضل اور بزرگی دے جوہر انسانی کو ساتھ تصویر کرنے کے بیچ احسن تقویم کے اور اون مین سے
سلامتی اعضا کی ہے آفات سے اسلیے کہ سبب اوسکے قدرت رکھی ہے اقامت مصالح پر پس ادا کرے شکر اوسکا ان
وقتون مین ساتھ استعمال کرنے اونکے کے خدمت مین منعم حقیقی کے اور یہ عبادت جامع ہے استعمال اعضای ظاہری
اور باطنی کو ساتھ قیام اور رکوع اور سجود کے اور حفظ عین کو نظر اغیار سے اور شغل قلب کو ساتھ نیت کے اور شعور
پانے خوف و رجا کو اور حضار دین کو ساتھ تعلیم کے اور تحقیق کہ موسی علیہ السلام سے اس امت کے حق مین بیچ امر نماز کے
وہ مہربانی اور عنایت واقع ہوئی کہ نہ واقع ہوئی غیر اس امت کے لیے اور اشارہ اس امر پر حدیث مین ابی ہریرہ رض کے
جو طبرانی اور بزار نے روایت کی ہے واقع ہوا ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ تھے حضرت موسی اشد
اونکے مجھپر جبکہ گیا مین یعنی یہان سے جاتے وقت حضرت موسی اشد تھے از روی غبطہ کے بہ نسبت اور انبیا علیہ السلام
کے میری امت کا حال خیر آل خیال کرکے اور خیر اونکی تھی ساتھ میرے جبکہ لوٹا مین یعنی وہان سے آتے وقت بہت مہربان

تھے بنسبت اور انبیا علیہم السلام کے میری امت کے حال پر اور کہا سہیلی نے کہ باعنایت ہونا موسی علیہ السلام کا
ساتھ امت محمدیہ کے اور الحاح اونکی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر مین نہ شفاعت کرین اپنی امت کے لیے
اور تخفیف چاہین اونکے لیے نماز مین اللہ تعالی کے اس قول کے سبب تھا وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی
موسی الامر وما کنت من الشاهدین یعنی نتھا تو ای محمد طرف جبل غربی کے جبکہ حکم کیا ہمنے موسی کو ایک امر کا اور
نہ تھا تو حاضرون مین سے اور دیکھین موسی علیہ السلام نے صفتین امت محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توریت کی تختیون
مین اور وہ سات تھین اون مین سے چھہ مرفوع ہوگئین اور باقی رہی ایک جو مرفوع ہوگئین اون مین اخبار بالغیب
تھین جو باقی رہی اوسمین مواعظ اور احکام تھے ولیکن جسم تختیون کے مرفوع نہوئے تھے فقط حروف ہی اوڑ گئے تھے پھر
وہ جو مرفوع ہوئی تھین لوٹ کر آئین دو تختیون مین ابن عباس اور ابن زبیر کہتے ہین کہ جب ڈال دین موسی علیہ السلام
نے لوحین تو ٹوٹ گئین پھر چالیس دن موسی علیہ السلام نے روزے رکھے پھر لوٹ کر آئین دو لوح کے درمیان مین اون مین
تھین وہی چیزین جو پہلیون مین تھین اور امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ قولہ تع اخذ الالواح دلالت کرتے ہے
اسپر کہ الواح نہ ٹوٹین اور نہ مرفوع ہوا توریت مین سے کچھہ فتوحات الہیہ پھر عرض کیا جناب باری مین کہ پاتا ہون ان تختیون
مین ایک امت کہ صفت اونکی اس اس طرح کی ہے اور کہا اللهم اجعلهم امتی یعنی ای اللہ تو کر اونکو امت میری فرمایا
اللہ تع نے کہ یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے الخ اور وہ حدیث مشہور ہے انشاء اللہ تعالی اب آتی ہے سو
تھی شفقت موسی علیہ السلام کی امت محمدیہ پر اور مہربانی اونکی اوسپر اوس قسم سے کہ شفقت کرے کوئی کسی قوم پر کہ وہ
اوسی قوم مین سے ہو بقولہ اللهم اجعلنی منهم بسبب کہنے موسی علیہ السلام کے ای اللہ کر تو مجھکو انمین سے انتہی
واللہ اعلم اور وہ حدیث مشہور یہ ہے اخرج ابو نعیم عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله
علیه واله وسلم ان موسی لما نزلت علیه التوریة وقرأها فوجد فیها ذکر هذه الامة فقال یا رب انی
اجد فی الالواح امة هم الاخرون السابقون فاجعلها امتی قال تلك امة احمد قال یا رب انی اجد فی
الالواح امة اناجیلهم فی صدورهم یقرؤنها ظاهرا فاجعلها امتی قال تلك امة احمد قال یا رب
اجد فی الالواح امة یاکلون الفئ فاجعلها امتی قال تلك امة احمد قال یا رب اجد فی الالواح امة یجعلون
الصدقة فی بطونهم یؤجرون علیها فاجعلها امتی قال تلك امة احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امة
اذا هم احدهم بحسنة فلم یعملها کتب له حسنة واحدة وان عملها کتبت له عشر حسنات فاجعلها
امتی قال تلك امة احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امة اذا هم احدهم بسیئة فلم یعملها لم تكتب
وان عملها کتبت سیئة واحدة فاجعلها امتی قال تلك امة احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امة
یؤتون علم الاول وعلم الاخر فیقتلون المسیح الدجال فاجعلها امتی قال تلك امة احمد قال یا رب

فاجعلنی من امتہ احمد فاعطی عند ذلک خصلتین فقال یاموسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اعطیتک وکن من الشاکرین قال قد رضیت یارب ترجمہ یعنی نقل کیا اسکو ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق موسی علیہ السلام جب اوتری اونپر توریت اور پڑھا اونھون نے اوسکو سو پایا اونھون نے اوس مین ذکر اس امت کا پھر عرض کی اونھون نے کہ ای رب میرے تحقیق پاتا ہون مین تختیون مین یعنی توریت کے تختیون مین ایک امت کو کہ وہ پچھلی ہین ظہور مین اور پہلی ہین دخول جنت مین سو تو کر اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی اونھون نے کہ ای رب میرے کہ تحقیق پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کتابین انکی ہین اونکے سینون مین یعنی یاد ہین پڑھتے ہین اوسکو یاد پر سو کر تو اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعالی نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی اونھون نے ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کھاتے ہین وہ مال غنیمت کو یعنی وہ اونپر معاف ہے سو کر تو اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کھاتے ہین وہ صدقہ اور ثواب پاتے ہین وہ اوسپر سو کر تو اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کہ جب کوئی قصد کرے اون مین سے ایک نیکی کرنے کا اور نہ کیا اوسنے اوسکو تو لکھی جاتی ہے اوسکے لیے ایک نیکی اور جو کیا اوسنے اوسکو تو لکھی جاتی ہین اوسکے لیے دس نیکیان سو کر تو اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ جب کسی نے اون مین سے قصد کیا گناہ کرنے کا اور نکیا اوسنے اوسکو تو نہین لکھا جاتا ہے اوسکے لیے گناہ اور جو کیا اوسنے اوسکو تو لکھا جاتا ہے وہی ایک گناہ تو کر تو اوس کو امت میری فرمایا یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ دیا گیا ہے اون کو علم اگلون اور پچھلون کا سو قتل کرین گے وہ مسیح دجال کو سو کر تو اوس کو امت میری فرمایا یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے سو کر تو مجھکو امت احمد صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی مین سے سو عنایت کی گئین اوسوقت حضرت موسی علیہ السلام کو دو خصلتین فرمایا اللہ تعم نے ای موسی تحقیق مین نے چن لیا تجھکو آدمیون پر ساتھ رسالت اور ساتھ کلام اپنے کے سو لے تو وہ چیز کہ عطا کی مینے تجھکو اور ہو تو شکر کرنے والون مین سے عرض کی کہ تحقیق راضی ہوا مین ای رب میرے انتہی اور روایت کیا ابن طغربل نے نطق المفہوم مین مرفوعًا ابن عباس رضی اللہ تعم عنہما سے کہ عرض کیا موسی علیہ السلام نے اللہ تعم سے کہ کیا اور کوئی امت بزرگتر ہے نزدیک تیرے میری امت سے کہ سایہ کیا تو نے اونپر بادل کا اور اوتارا تو نے اونپر من اور سلوی فرمایا اللہ سبحانہ تعم نے ای موسی کیا نجانا تو نے کہ تحقیق فضیلت امت محمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی سب امتون پر ہے جیسا کہ فضیلت میری ہے سب خلق پر عرض کی موسی علیہ السلام نے کہ ای رب میرے دکھلا تو مجھے اوس امت کو فرمایا ہرگز نہین دیکھے گا تو اونکو

اور کون دنی ہے اور کون مدنو علوم سب علما کے تفسیر اس آیت کی سے عاجز ہین اور معارف سب عرفا کی تقریر مین
اوسکے سے قاصر واللہ تعالیٰ اعلم اور مروی ہے انس اور ابن عباس رض سے کہ کہا اونھون نے دنی الجبار رب العزت
فتدلی حتی کان منہ علیہ السلام قاب قوسین او ادنی روایت کیا اوسکو بغوی نے اور شیخ محمد حیات سندی
نے اپنے رسالہ مین کہا کہ یہ حدیث شریف ہے اور بر تقدیر صحت کے فاعل ان فعلون کا ضمیر ہے کہ راجع ہے اللہ تعالیٰ کی
طرف اور اوس سے وہ دنو و تدلی اور قاب قوسین مراد ہے کہ جو سزاوار اور لائق ہے ساتھ تنزیہ اوس صاحب کے
اور مشہور ہے ارباب قلوب کو مانند قمر کے بیچ لیلۃ البدر کے اور قرآن کی شان سے ہے منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب
واخر متشابہات پس نسبت دنو اور تدلی کے ساتھ ان معنی کے طرف خدا کے مستبعد نہین ہے مظہری واضح ہو کہ یہ دنو اور
تدلی کہ بیان پر مذکور ہوا اور تعبیر کیا گیا ساتھ قاب قوسین کے اور احادیث معراج مین مذکور ہے یہ غیر ہے اوس دنو اور
تدلی کے جو کہ مذکور ہے سورہ والنجم مین اسلیے کہ وہ ساتھ دیکھنے جبرئیل علیہ السلام کے اور قربت اونکی کے منسوب ہے اوپر
قول مختار کے اور سیاق آیت سے بھی ایسا ہی ظاہر ہے اور اسیطرح تفسیر کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث صحیح
مین فرمایا عائشہ رض نے کہ سوال کیا مینے رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر مین تو فرمایا وہ جبرئیل ع ہین نہین دیکھا مین نے
صورت خلقی پر اوسکو مگر دو بار اور یون ہی مروی ہے انس رض اور ابن عباس رض غیر ہما سے اور من حیث العربیت کے بھی
اس تفسیر مین کسیطرح کا اعتبار نہین ہے مظہری و مواہب اور بعضون نے اوسکو اوپر رویت اور قرب پروردگار تعالیٰ و تقدس کے
حمل کیا ہے چنانچہ تفسیرون مین ذکر کیا گیا ہے کما فی المدارج اور منجملہ علو مرتبت اور رفعت شان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے وہ ہے کہ متحلی رہے آپ اوس مقام قربت مین ساتھ حلیہ ادب کے اور متخلع ہوئے ساتھ خلعت ادب کے باوجود
ظاہر ہونے ایسی کرامات اور آیات کے نہ ملتفت ہوئے طرف کسی ایک کے اور نہ رغبت اور میل کیا جانب ایک کے کما قال
سبحانہ وتعالیٰ ما زاغ البصر وما طغی ترجمہ میل نکیا نگاہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یعنی حبیب راست
نہ دیکھا یعنی نہ پھیری بینائی اور طرف اور نہ چوکے وہ اشرف الانبیا نظر کرنے مین بلکہ ثابت رکھا اوسکو ثابت رکھنا
صحیح مظہری اور نہ تجاوز کیا نگاہ نے اوس حد سے کہ مقرر تھی اونکے دیکھنے کو جیسے کہ بندگان خاص حضور مین بادشاہ کے ہوا
کے کرتے ہین یعنی ہٹ گئے محبوب سے طرف غیر محبوب کے ـہ آہ من الحنق وحالاتہ ؛ احرق قلبی بحرارتہ ؛
ما نظر العین الی غیر کم ؛ اقسم باللہ و آیاتہ ؛ یا عدول نکیا رویت عجائب ملکوت سے کہ جسکی رویت کے ساتھ
مامور تھی جیسا کہ بعضون نے کہا مظہری اور یہ ایک کمال ہے کمالات سے کہ سوای اکمل البشر حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو حاصل نہین اور عادت سے خلق کے ہے کہ جب کوئی کسی مکان عالی شان مین اقامت کرتا ہے
تو اوس سے اعلی مقام کا چاہنے والا ہوتا ہے جیسے کہ حضرت موسی علیہ السلام کہ جب مقام مناجات اور ہم کلام
ہونے مین پہنچے طالب دیدار ہوئے اور یہ ایک نوع مدہوشی اور انبساط سے ہے کہ مقام قربت مین رعایت سے

دور ڈالتی ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقام قرب مین مقیم کیے گئے پورا کیا اوسکے حق کو
اور التفات نکیا بصر اور بصیرت نے اونکے کسی کی طرف سوای اوس چیز کے کہ ٹھہرائی گئی اوس مقام مین اور طلب
نکیا آپ نے سوا اوس مقام کے اور اسیواسطے کامیاب ہوئے ساتھ تمام مرادون اور مراتب کے کہ اقصی اور اعلی
اون سے دیدار اوس تعالی تقدس کا ہے اور قائم رہنا بیچ ایسے مقام کے کہ اعلی مقامات اہل صحو یعنی ہوشیاری
کے اور ارباب تمکین سے ہے اور یہ مقام اعلی ہے سب مقامون سے مقام وہ کہ قائم ہو جس مین مرد خدا کا منازل سے
اور منازل مختلف ہین اول بجا لانا اوامر کا اور چھوڑ دینا نواہی کا اور دوسر معرفت عیوب نفس کی اور تیسرے
تنقیہ اوسکا عیوب مذمومہ سے اور عیوب بہت ہین اور سب سے بڑا عیب خوش آنا مرد کو جو کچھ کہ کرے سمجھنا تھا
سے یعنے حجب اور منازل بہت ہین کہ اونکا شمار کرنا بیان موجب درازی کلام کا ہے اور شرط سالک کی یہ کہ نہ چڑھے
ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جب تک کہ پورا حاصل کرلے حق مقام پہلے کو پھر اگر چھوڑ دیا یہ مقام پہلے حق
تمامی اوسکے کے تو ہوگا وہ مانند اوس بیمار کے کہ پیوے مسہل اوسکا پہلے پکنے خلط کے ساتھ منضج کے سو وہ مسہل
اوسکی بیماری کو فائدہ نہین دیتا ہے بلکہ بیماری بڑھاتا ہے رسالہ سہروردیہ اور فرمایا باری تعالی نے ما کذب
الفؤاد ما رای ترجمہ جھوٹ نکہا دل نے جو دیکھا اوسنے یعنی بصر اور بصیرت دونون موافقت کرنے والے اور سچا
کرنے والے ایک دوسرے کے ہوئے جو کچھ کہ بصیرت یعنی دانائی نے دریافت کیا بصر یعنی بینائی نے ادراک اوسکا کیا
اور جو کچھ آنکھ سے دیکھا دل نے اوسکی تصدیق کی اور سب حق اور صحیح تھا سو پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بسبب اون کلمات کے اس درجہ کہ سبقت لے گئے ساتھ اونکے سب اولین و آخرین پر اور ہوئے مضبوط انبیا اور مرسلین
کے اور مستقیم ہوئے صراط مستقیم پر دنیا اور آخرت مین یعنی دن آخرت کے پلصراط پر اقامت فرماوینگے اور اپنے اتباع اور
اہل سنت کے لیے سلامتی کا سوال کرینگے یہان تک کہ وہ اوس پر سے گزر کے جنت مین داخل ہونگے مواہب چنانچہ
قسم یاد فرمائی اللہ تعالی نے ساتھ اوسکے فرقان حمید مین اور فرمایا یس والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی
صراط مستقیم ترجمہ قسم ہے اوس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤن مین سے سیدھی راہ پر وذلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ترجمہ اور یہ فضل اللہ کا ہے دیتا ہے اوسکو جسکو چاہے اور
اللہ ہے صاحب فضل بڑے کا ہر چیز دینی یا دنیوی کہ اللہ کیطرف سے اوسکے بندون کو پہنچتی ہے وہ از راہ تفضل کے
ہے اوسکی طرف سے یعنی منت اور فضل اوسکا ہے نہ از راہ استحقاق کے بندون سے خازن اور پہنچے آپ اوس مقام
پر کہ بیان اوسکا فاوحی الی عبدہ ما اوحی آیا ہے اور مبہم اسکو اسلیے بیان کیا کہ یہ شامل ہے سب علوم اور معارف
اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات کو اور بہی دلالت رکھتی ہے اوپر کثرت اور
عظمت اوسکے کے اور اشارہ ہے اسپر کہ سوائے علم علام الغیوب اور رسول محبوب کے کوئی اوسکو گہیر نہین سکتا مگر جس

قولہ جوامع السلوک یعنی اس مضمون شیخ ... ایک ہزار مقام ... بین اون دونون ... کی طرف اشارہ کیا ادنی اوسط اعلی سو سو ہزار منازل ہو گئین ۱۲ عبداللہ شاہ

ما زاغ البصر وما طغی

قدر کہ آپ نے بیان کیا یا محاذات روح پر فتوح آپکی سے اوپر بواطن بعضی کمل اولیا کی چمکا کہ جو ساتھ شرف
اتباع سنت سنیہ اوس خیر البریہ علیہ الوف التحیہ کے مستعد اور مشرف ہین کذا فی المدارج اور مظہری ہین کہا
کہ ظاہر یہ ہے کہ ما اوحی عام ہے اور نہین ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے واضح ہو کہ بعضی علما بیان کرتے ہین اسرار
ما اوحی کی احتیاط کرتے ہین اور رکہتے ہین کہ اقرب بصواب یہی ہے کہ تعیین اوسکی نکرین اسلیے کہ اگر اوسکے بیان کرتے
مین حکمت ہوتی تو مبہم نہ فرمایا ہوتا اور ایک گروہ نے کہ سعید ابن جبیر اون مین سے ہین کہا کہ جو کچھ خبر یا اثر مین ہمکو
پہنچا ہے اوسکو بیان کرین یا از روی استنباط و استدلال کے کہین تو اوسکے ذکر مین کچھ مضائقہ نہین ہے اسلیے
اوسمین سے کچھ بیان ہوتا ہے ازان جملہ جو حدیث صحیح مین آیا ہے وہ تین چیزین ہین ایک فرضیت نماز پنج وقتی کہ پانچ
وقت کی نماز وہان فرض ہوئی اور یہ دلیل ہے اوسکے کمال فضیلت پر اوپر جمیع اعمال صالحہ کے اسلیے کہ لیلۃ المعراج
مین بلا واسطے جبرئیل ؑ کے فرض ہوئی فرمایا قفال نے اپنے فتوی مین کہ نماز کا چھوڑنا سب مسلمانون کو ضرر پہنچاتا ہے
اسلیے کہ نمازی کہتا ہے اللھم اغفرلی وللمؤمنین والمؤمنات یا اللہ بخشدے مجھکو اور سب مسلمان مردون کو اور
مسلمان عورتون کو اور ضرور یہی کہے گا التحیات مین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سلام اللہ کا ہم اور
سارے نیک بندون پر خدا کے سو ہوئے گا بے نمازی تقصیر کرنے والا بیچ خدمت خدا کے اور بیچ حق رسول اللہ تعالی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور بیچ حق تمام مسلمانون کے کیا انبیا کیا اولیا کیا ماں باپ کیا اوستاد کیا پیر اسلیے نماز چھوڑنی بڑی
معصیت ٹھہری ہوا سب دوسری خواتیم سورہ بقر یعنے آخر کے تین آیتین سورہ بقر کے چنانچہ بعد اسکے اشارہ اوسکی
واقع ہوگا تیسرے مغفرت گناہون امت مرحومہ محمدیہ کے سوائے شرک کے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما
دون ذلک من یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا تحقیق اللہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہراوے اور اوس سے
نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور جسنے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھول لکہ یہ آیت کریمہ اسپر دال ہے اس آیت مین
شرک فرمایا حکم مین شریک کرنے کو یعنے سوائی دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اوسپر چلے پس جو دین ہو سوائے
اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے مین شرک نکرتے ہون موضح القرآن اور ازآن جملہ وہ ہے کہ فرمایا آپنے رایت ربی
فی احسن صورۃ یعنی دیکہا مینے پروردگار اپنے کو بیچ بہترین صورت اور صفت کے فرمایا یا اللہ تعالی نے کس چیز مین
گفتگو کرتے ہین فرشتے مقرب عرض کیا مینے کہ یا اللہ تعالی تو دانا تر ہے کہ وہ کون سے عمل کرتے ہین پھر آپ پر تجلی خاص فرمائی
کہ جسکو آپ نے یون تعبیر کے کہ پھر رکھا اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ درمیان دونون مونڈھون میرے کے رکھنا کف کا کنایہ ہے
خاص کرنے اللہ تعالی کے سے آپکو ساتھ مزید فضل وایصال فیض کے والا حقیقت مین نہ کف ہے اور نہ اوسکا رکھنا ہے فرمایا
آپنے پھر پائی مینے ٹھنڈک اوسکی درمیان سینے اپنے کے یعنی دل مین اور یہ کنایہ ہے وصول سے اوس فیض کے اپنے
قلب تک اور جانی مینے وہ چیز کہ تھی آسمانون اور زمین مین پھر فرمایا یا اللہ تعالی نے یعنے بعد دینے علم کے کہ جانتا ہے تو اے محمد

کس بات مین گفتگو کرتے ہین ملائکہ مقربین عرض کیا مینے کہ ہان جانتا ہون گفتگو کرتے ہین کفارات مین یعنی اون
اعمال مین کہ اونسے گناہ جھڑتے ہین اور گفتگو کرتے ہین درجات مین یعنی اون عبادات مین کہ موجب رفع درجات کے
ہین کہ جن سے مرتبے بندے کے بڑھتے ہین خطاب آیا کہ کفارات کیا ہین عرض کیا مینے زیادہ بیٹھا رہنا مسجد مین بعد
ادای نماز کے یعنی واسطے ذکر اور دعا کے یا واسطے انتظار نماز دوسرے کے اور جھڑتے ہین گناہ پیادہ پا چلنے سے
واسطے جماعتون نماز کے اور اسباغ وضو سے اوقات ناخوش مین یعنی اچھی طرح سے وضو کرنا حالت بیماری یا سردی
مین اور جسنے کیا یہ وہ زندہ رہے گا ساتھہ بھلائی کے اور مریگا ساتھہ بھلائی کے اور ہوگا پاک گناہون اپنے سے مانند
اوسکے کہ وہ اوسی دن پیدا ہوا اپنی مان کے پیٹ سے اور پھر فرمایا اللہ تعالی نے اے محمد جب نماز پڑھ چکے تب کہہ تو اللهم
انی اسألك الطيبات وترك المنكرات وفعل الخيرات وحب المساكين وان تغفر لی خطیئتی وترحمنی
واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضني غير مفتون ترجمہ یا اللہ مین سوال کرتا ہون تجھسے پاکیزہ چیزونکا اور
برے کامون کے چھوڑنے کا اور اچھے کامون کے کرنے کا اور محبت مسکینون کی اور یہ کہ بخشدے تو میری خطا اور رحم
کر مجھپر اور جب ارادہ کرے تو ساتھہ بندون اپنے کے فتنے کا تو قبض کر تو مجھکو درحالیکہ فتنے مین نہ پڑا ہوا ہون مین پھر
خطاب آیا کہ درجات کیا ہین عرض کیا مینے کہ ظاہر کرنا سلام کا یعنی ہر مسلمان سے سلام علیک کرنا آشنا ہو یا غیر آشنا
اور کھلانا کھانی کا اور نماز پڑھنی رات کو جب لوگ سوتے ہون کذا فی روضة الاحباب واضح ہو کہ لفظ فی احسن صورة
کا جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ حال ہو رائی سے یعنی دیکھنے والے سے اور وہ آنحضرت صلعم ہین ای
رأيته وانا فی احسن صورة وصفة یعنی دیکھا مینے اپنے پروردگار کو درحالیکہ مین اچھی صورت اور صفت مین تھا
اور یا حال ہو روئیت سے یعنی دیکھنے سے ای حال کون رؤیتی فی احسن صورة یعنی دیکھا مینے اپنے رب کو
اوس حال مین کہ تھی روئیت میری بیچ نیک تر صورت کے یعنی ساتھہ غایت لطف اور انعام کے کہ مجھپر فرمایا تھا
اوس پروردگار نے قاری کہا خطابی نے کہ کلمہ صورت کا کلام عرب مین کبھی وارد ہوتا ہے وہ اوپر معنی ظاہر شے
کے اور کبھی اوپر حقیقت شی کے اور کبھی اوپر معنی صفت اوسکے کے چنانچہ کہتے ہین صورة الامر کذا وکذا ای صفته
اور کہا یہی مراد ہے اس جگہہ مین اور اس تقدیر پر کچھہ اشکال نہین اور فرمایا صاحب جامع الاصول نے المراد انه
اتاه فی احسن صفته اسیطرح شرح شفا مین ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ الباری نے ذکر کیا اور یہ بھی احتمال ہے
کہ وہ مرئی سے حال ہو اور وہ حضرت باری ہے اور اسی تقدیر پر اگر روئیت خواب مین ہوئی تو بھی کچھہ اشکال
نہین اسلیے کہ بہت ایسا ہوتا ہے کہ خواب مین دیکھنے والا شی غیر متشکل یعنی بے شکل کو شکل مین دیکھتا ہے اور شکل والے
کو غیر شکل کے بالعکس اوسکے جب کہ ایک روایت ترمذی مین تصریح واقع ہوئی ہے خواب مین دیکھنے کے اور اگر روئیت
حالت بیداری مین ہوئی ہو جیسے کہ بیان سے مفہوم ہوتا ہے تو ساتھہ ایک امر کے دو امرون سے قائل ہونا چاہیے یا تاویل

ہین اوپر کے کنارہ کی جگہہ مین پہنچ جاتا ہے تو اس قسم کی سرعت کی سیر اہل عقل کے نزدیک نادر و بعید نہین ہے اور یہی
علم کلام مین محقق ہوا ہے کہ تمام اجسام اعراض کے قبول کرنے مین برابر ہین اور وہ قادر مطلق قدرت رکھتا ہے ہر چیز
پر ممکنات مین سے کہ پیدا کردی اوسکے بدن مین اسطرح کی حرکت سریع اور تیز پس کیا استحالہ لازم آتا ہے اور کونسا محال نظر
آتا ہے اسبات مین کہ اوس تعالی شانہ نے کہ جسکی شان مین ان اللہ علی کل شیئ قدیر ہے اور سر آفتاب فلک رسالت اور خورشید
سپہر نبوت کے بدن مین یا اوس شخص کے بدن مین کہ جو آپکو اوٹھانے والا تھا مثل اس حرکت کے پیدا کردی ہان البتہ تعجب
معجزات کی قسم سے ہے ہذا الخص بیضاوی وغیرہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اوس رات کی صبح کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مین غمگین بیٹھے تھے اسلیے کہ جانتے تھے کہ قریش اونکی تکذیب کرینگے اس مین ابو جہل آیا اور
آپکے آگے بیٹھا اور بطریق استہزا کے آپ سے اوسنے کہا کہ آج کی رات کچھ اور نئی بات معلوم کی آپ نے فرمایا کہ ہان آج کی
رات سفر کیا مینے پوچھا کہان کا سفر کیا فرمایا بیت المقدس گیا اور وہان سے مین آسمان پر گیا اوسنے کہا کہ رات کو تم وہان
گئے اور صبحکو یہان مکے مین آگئے آپ نے فرمایا ہان پھر اوسنے کہا ای محمد یہ بات جو مجھسے کہی قوم سے بھی کہے گا آپ نے فرمایا
ہان پھر اوسنے پکارا کہ ای گروہ بنی کعب بن لوی کے آؤ پھر بہت آدمی وہان جمع ہوگئے ابو جہل نے آپ سے کہا کہ جو کچھ
مجھسے کہا تھا ان سب کے روبرو بھی بیان کرو آپ نے فرمایا کہ آج کی رات مجھکو بیت المقدس مین لے گئے اور وہان سے آسمانون
پر لے گئے سب قوم تعجب اور انکار کرنے لگے بعض ہاتھون کو آپس مین مارتے تھے اور بعضے سر پر ہاتھ رکھے تھے اور یہ امر اون کی
عقول قاصرہ مین محال معلوم ہوتا تھا اور مناسب اسکے نقل یہ ہے ایک شخص نے اولیا اللہ مین سے خبر دی کہ دن قیامت کا
کسی پر پچاس ہزار برس کا ہوگا اور کسی پر ایک گھڑی کا ایک مرید کو شیخ کے اس کلام کی مراد سمجھنے مین تردد ہوا شیخ نے
فرمایا کہ آج جمعہ کا دن ہے تو جا اور کپڑے دریا سے دھولا مرید موافق ارشاد کے دریا پر گیا اور کپڑے دھوبی کو دیکر آپ
دریا مین نہانے لگا جبھی کہ غوطہ مار کر سر نکالا آپکو ایک ایسے شہر مین حاضر دیکھا کہ کبھی اوسکے نام و نشان سے بھی آگاہ
نتھا پھر برسون وہان رہا ایک عورت سے نکاح کر لیا اور اوس سے کئی لڑکے پیدا ہوئے ایک دن اوس شہر کے دریا کا
قصد کیا واسطے طہارت اور غسل کے اوسکے اندر آیا اور غوطہ لگا کر سر نکالا ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہی پہلا دریا اور وہی
دھوبی ہے اور وہی وقت اور وہی دن جمعہ کا ہے کپڑے لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ نے پھر وہی کلام فرمایا
کہ قیامت کا دن کسی پر پچاس برس کا ہے اور کسی پر ایک ساعت کا اوس مرید نے عرض کیا کہ حق ہے اور درست ہے
پھر اپنا ماجرا سب بیان کیا اسیطرح نقل کیا اسکو میرے اوستاد حضرت مولانا محمد حیدر علی رح نے اپنے رسالہ مین کہ جو
تطبیق اعمار انبیا مین تصنیف کیا ہے اور کچھ لوگ مسلمان جو ضعیف الایمان تھے وہ اس ماجرے کو سنکر مرتد ہو گئے اور
ابو جہل ساتھ ایک جماعت اپنی کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گیا اور کہا ای ابو بکر اپنے دوست
کے پاس نہین جاتا تو کہ سنے تو کہ وہ کیا کہتا ہے آپ نے پوچھا کہ وہ کیا کہتے ہین اوسنے کہا کہ وہ کل بیان تھا آج

کہتا ہے کہ رات کو مجھے بیت المقدس کو لے گئے اور وہان سے آسمانون پر حضرت صدیق رضی اللہ تعہ عنہ نے فرمایا کیا
کہتے ہین وہ یہ بات اوسنے کہا ہان اونھون نے کہا سچ فرماتے ہین سبنے کہا کہ تو اوسکی اس بات مین تصدیق کرتا ہے کہ
بعض اوقات شب مین بیت المقدس کو جاوے اور قبل صبح کے لوٹ آوے آپنے کہا ہان مین اونکی تصدیق کرتا ہون
جو کچھہ وہ فرماتے ہین جبرئیل علیہ السلام ایک لحظہ مین ساتوین آسمان کے اوپر سے زمین پر آتے ہین اور پیغام باری تعہ
کا پھونچاتے ہین اور پھر اپنی جگہہ پر چلے جاتے ہین اگر انھین آج کی رات کو مکہ سے بیت المقدس کو لے گئے ہون
اور پھر لائے ہون کیا عجب ہے منقول ہے کہ اوسی روز سے آپکا لقب صدیق ہوا کذا فی روضۃ الاحباب اور ایک
روایت مین ہے کہ آئے حضرت ابو بکر صدیق رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کی کہ کیا آپ آج کی
رات تشریف لے گئے تھے بیت المقدس کو آپ نے فرمایا ہان عرض کی کہ یا نبی اللہ بیان کیجیے اوصاف اوسکے میرے لیے
کہ تحقیق مینے بھی دیکھا ہے اوسکو کہا حسن نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اوٹھائے گئے واسطے میرے
اوسکے پردے یہانتک کہ دیکھا مینے طرف اوسکے پھر بیان کیا آپ نے وصف اوسکا اور تصدیق کی حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعہ عنہ نے اوسکی الی آخرہ اور کہنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعہ عنہ کا کہ بیان فرمائیے وصف اوسکا تھا
شک سے اسلیے کہ تصدیق کی تھی اونھون نے آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کے اول وہلہ مین یعنی اول دفعہ ولیکن
ارادہ کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعہ عنہ نے اظہار کرنے صدق آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے قوم اونکے
کے پس تحقیق وہ تھی اعتماد رکھتے اوپر ابی بکر رضی اللہ تعہ عنہ کے پھر جب مطابق ہوا خبر دینا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ
وآلہ وسلم کا ساتھہ اوس چیز کے کہ جانتے تھے اوسکو ابو بکر رضی اللہ تعہ عنہ اور تصدیق کی اونھون نے اوسکی پس
ہو گئی حجت ظاہر اوپر اور سبب اوٹھا دینے پردہ کا یہ تھا کہ آپ شب اسرا مین کمال درجہ کو ثبات رکھتے تھے بسبب اشتغال
رکھنے کے ساتھہ ملائکہ اور انبیا اور مشاہدے عجائب ملکوت زمین اور آسمان کے اسلیے بعضی اشیا محسوسہ زمین کے
خوب طرح محفوظ اور ضبط نرہین تھین اسلیے اللہ تبارک وتعہ نے پردے اوٹھا دیے اور جس چیز کا اونھون نے پوچھا
آپ نے بتا دیا انتہی ملا علی قاری اور مروی ہے کہ قریش مین ایک جماعت تھی کہ دیکھا تھا اونھون نے بیت اقصی کو سو
آئے وہ پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور عرض کی کہ تم وصف مسجد اقصی کا بیان کر سکتے ہو تو بیان کرو آپنے
فرمایا ہان پھر کھڑے ہوئے اور وصف اوسکا بیان فرمانے لگے یہان تک کہ قریب تھا کہ فراموش کرین اوس مین سے
کچھہ اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعہ کے حکم سے بیت اقصی کو لا کر حضرت عقیل کے گھر کے پاس آپکی آنکھون مین ظاہر
کیا اور یہ ابلغ ہے معجزات مین اور نہین ہے کچھہ اسمین محال اسلیے کہ حاضر کیا گیا تھا تخت بلقیس کا ایک پلک مارنے
مین اور قصہ اوسکا یہ ہے کہ کہا آصف بن برخیا نے سلیمان علیہ السلام سے کہ دیکھو آسمان کیطرف سو دیکھا اونھون نے
پھر پھیری نظر تو تخت کو اوسکے اپنے پاس رکھا ہوا پایا پس اتنی دیر مین کہ سلیمان علیہ السلام آسمان کیطرف نظر کرین اور پھیرین

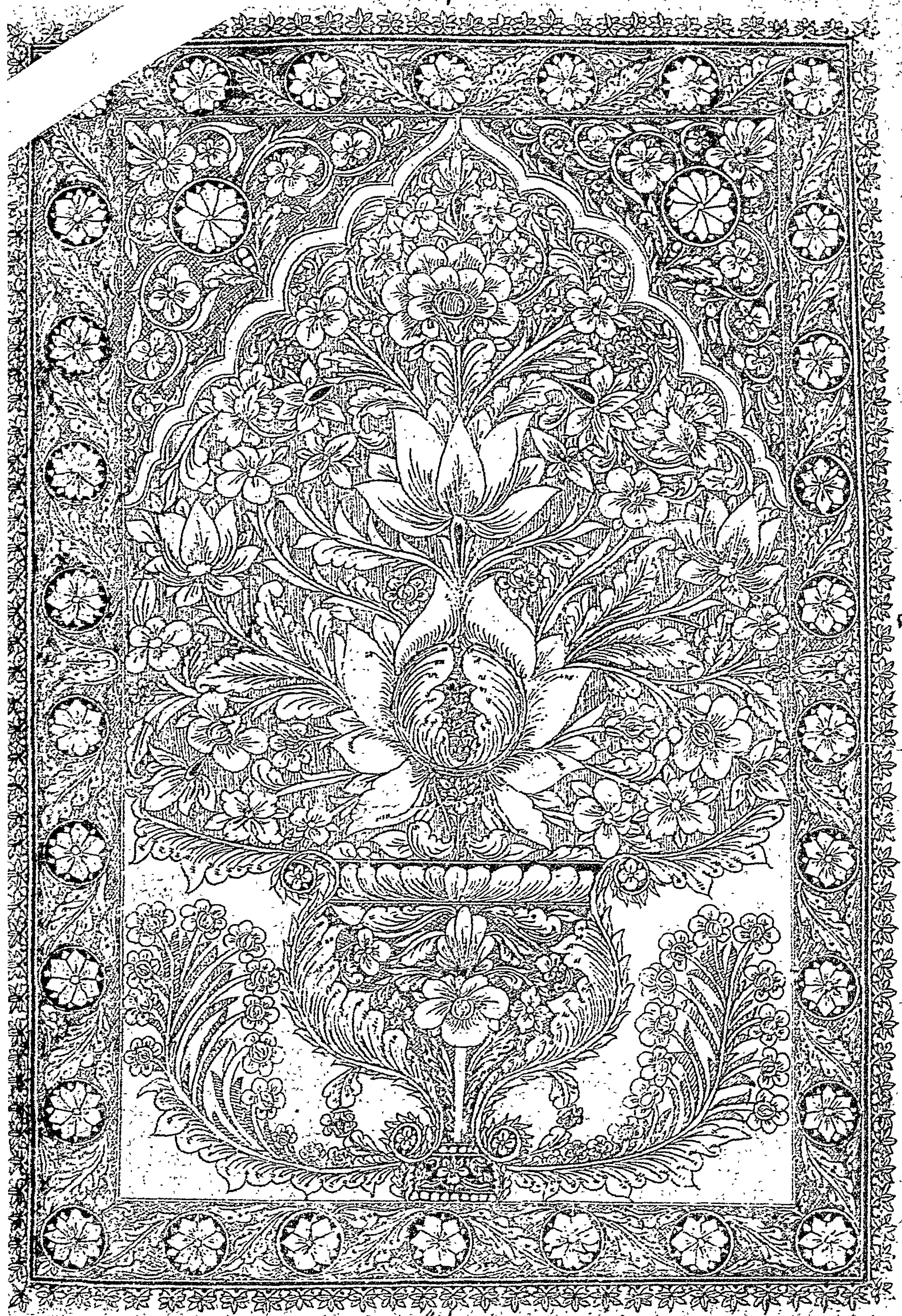
آصف علیہ الرحمۃ نے دعا کی ساتھ اسم اعظم کے تو اللہ تعالی کے حکم سے وہ تخت نیچے سے زمین کے چلا اور سلیمان علیہ السلام
کی کرسی کے تلے سے ظاہر ہوا کہتے ہین کہ حکم سے اللہ تعالی کے اوسے فرشتے اوٹھا لائے اور آصف بن برخیا ایک شخص صدیق
تھے اولیاء اللہ مین سے اونکے ہاتھ سے بہت خوارق عادات اور کرامات ظاہر ہوئی تھین وہ وزیر تھے یا کاتب سلیمان
علیہ السلام کے اور عالم عامل اسم اعظم کے بعضے کہتے ہین اونھون نے یہ دعا کی یا ذوالجلال والاکرام اور کہا بعض نے
یا حی یا قیوم اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے یہی مروی ہے اور زہری فرماتے ہین کہ یون دعا کی یا الہنا والہ کل
شیئ الہا واحدا لا الہ الا انت ائتنی بعرشہا کما فی الفتوحات الالہیہ اور یہی تاویل کیا گیا ہے یہ قول آپ کا
جیئ بالمسجد ساتھ جیئ بمثالہ کے ہے لائی گئی مسجد یعنی صورت مثالی اوسکی جیسے کہ متمثل کی گئی بہشت اور دوزخ نماز مین
اور عالم مثال اوپر ہے عالم شہادت کے نیچے ہے عالم ارواح کے اور عالم شہادت سایہ ہے عالم مثال کا اور عالم مثال
سایہ ہے عالم ارواح کا اور جو کچھ اس عالم مین ہے وہ سب عالم مثال مین موجود ہے اور سب اشیاء موجودہ مرکبہ اوس
مین لطیفہ غیر قابل واسطے تجزی اور تبعیض اور خرق اور التیام کے ہین اور وہ حاوی ہے واسطے نفوس سماویہ اور بشریہ
سب کے اور اسلیے اوسکو عالم نفوس بھی کہتے ہین اور خواب مین جو کچھ دکھلائی دیتا ہے اوسکو صور عالم مثال کہتے ہین اور
عالم مثال عالم خیال کا بھی نام ہے کذا فی کشاف اصطلاحات الفنون اور پوچھا قریش نے کہ دروازے مسجد اقصی کے کتنے
ہین فرمایا آپ نے کہ مینے اونکو گنا تھا پھر جب مکشوف ہوئے مجھپر تو گنے مینے دروازے اوسکے اور خبر دی اونکو اور سوا
اسکے جو کچھ پوچھا اونھون نے بیان کیا آپ نے جب پوچھ چکے تو کہا کہ ٹھیک ٹھیک بیان کیا پتا مسجد کا محمد مصطفے صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اور نزدیک ابی یعلی کے وہ شخص کہ پوچھا جسنے وصف بیت المقدس کا وہ مطعم بن عدی والد جبیر بن مطعم
کا تھا اور اشارہ کیا ابن ابی حمزہ نے طرف اوسکے کہ تحقیق یہ حکمت الہی تھی بیچ سیر کرانے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مکہ
سے بیت المقدس تک کہ کھلجاوے حق واسطے منکر کے اسلیے کہ اگر جاتے مکہ سے طرف آسمان کی تو نپاتے واسطے منکر اور کسی
کے دشمنون مین سے کوئی راہ طرف بیان کرنے اور واضح کرنے اوسکے کے اسلیے کہ پوچھی اونھون نے تھے جزئیات
بیت المقدس کے کہ دیکھا تھا اونھون نے بیت المقدس کو پہلے سے سو جب آپنے خبر دی اونکو ان چیزون کی تو ثابت ہوا
سچا ہونا اس بات کا کہ بیشک گئے ہین وہ بیت المقدس مین اور باقی بیان اسکا انشاء اللہ تعالی عنقریب بیچ ذکر اختلاف
معراج کے کہ وہ ساتھ روح پر فتوح کے تھا یا ساتھ جسم مقدس کے آگے آوے گا واذا صح البعض لزم تصحیح الباقی
یعنی جب صحیح ہوا بعض تو لازم آیا صحیح ہونا باقی کا سو ہوا یہ سبب واسطے قوت ایمان مسلمانون کے اور سبب زیادتی
شقاوت کا واسطے کافرون کے ہذا ملخص ما فی المواہب اللدنیہ وروضۃ الاحباب اور جسکو اس قصہ معراج کی تفصیل یاد
دیکھنی منظور ہو سو وہ معارج النبوۃ اور معراج نامہ مین دیکھ لے اور جاننا چاہیے کہ اسرا یعنی جانا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے مسجد
اقصی تک اور ثابت ہے کتاب اللہ سے اور منکر اسکا کافر ہے اور مسجد اقصی سے آسمان پر پہنچنا کہ نام اوسکا معراج ہے یعنی چڑھنا آپکا مسجد اقصی سے

طرف ملا اعلی کے اور یہی سر اسعراج پر اور معراج اسرا پر اطلاق کیا جاتا ہے چنانچہ نسیم الریاض سے اوپر ذکر ہو چکا انتہی
اور یہ ثابت ہے احادیث مشہورہ سے حدیث مشہور وہ ہے کہ ہووین راوی اوسکے زیادہ دو سے ہر طبقہ مین طبقات
رواۃ سے اور نہ پہونچے حد تواتر کو کما فی النخبۃ اور کبھی بولی جاوے ہے اوپر اوس حدیث کے کہ مشتہر ہو زبان پر انتہی
منکر اوسکا مبتدع اور فاسق اور مخذول ہے اور ثابت ہونا اور جزئیات عجائب اور غرائب احوال کا ساتھ اخبار آحاد
کے ہے منکر اوسکا جاہل اور محروم ہے اور صحیح یہ ہے کہ وجود اسری و معراج کا بیداری مین جسم کے ساتھ تھا اور حمل
کرنا بدن کو اسپر کہ وہ بطریق انسلاخ کے تھا کہ جسکی طرف گئے ہین بعض صوفیہ سو یہ اخراج کرنا حدیث کا ہے ظاہر اوسکے
سے طرف ایسے معنی کے کہ لائق نہین ہے اعتماد کرنا اوسپر اور ہمنے یہ اسواسطے ذکر کر دیا تا کہ تو متنبہ ہو جاوے اور دھوکا
نکہا جاوے بعض متصوفہ جہلا اور حکما کے کلام سے انتہی نسیم الریاض اور اسی پر متفق ہین جمہور علما صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین اور بعد اونکے محدثین اور مفسرین اور فقہا و متکلمین اون مین سے ابن عباس اور جابر اور انس اور حذیفہ اور عمر
اور ابی ہریرہ اور مالک بن صعصعہ اور ابی حبہ بدری اور ابن مسعود اور ضحاک اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن المسیب
اور ابن زید اور ابن شہاب اور حسن البصری اور ابراہیم نخعی اور مسروق اور ابن جریج اور امام احمد اور طبری اور جماعت
عظیم مومنین سے اور یہی ہے قول اکثر متاخرین کا کما فی الشفا اور وارد ہین اوس مین آیتین اون مین سے ایک یہ آیت
ہے ما زاغ البصر وما طغی اسلیے کہ ظاہر ہے کہ نہین ہے واسطے روح کے بصر بلکہ بصیرت ہے اور یہی ممدوح نہین ہے عدم
زیغ بصر تاہم کے اذلا حقیقۃ لہا لذا فلا یبعد عدم الطغیان من کمالہ اسلیے کہ کچہ حقیقت نہین ہے واسطے حال اوسکے
کے سو شمار نہین کیا جاتا ہے تجاوز نکرنا بینائی نائم کا منجملہ کمال اوسکے سے ملا علی قاری اور اونمین سے ایک یہ آیت ہے
سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی اور بیان اسکا کتاب مین ہے اور ناطق
ہین اوسپر احادیث صحیحہ اور اخبار صریحہ اون مین سے وہ ہے کہ بیہقی اور ابن مردویہ نے نقل کیا کہ ابو بکر رض نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم طلب اور جستجو کی مینے آپکی شب اسرا مین آپکے مکان مین سو نہ پایا
آپکو مینے پس جواب دیا آپ نے کہ جبرئیل علیہ السلام اوٹھا لے گئے تھے مجھے مسجد اقصی کی طرف اور ابن مردویہ نے عمر رض سے
نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ پڑھی مینے نماز شب اسرا مین بیچ مقدم مسجد اقصی کے پھر آیا مین صخرہ
مین تو ناگاہ ایک فرشتہ تین ظرف ساتھ لیے کھڑا ہے الحدیث کما فی الشفا و شرحہ اور قیاسات معتبرہ اور ادلہ عقلیہ بھی اوسپر موجود ہین اور تقریر
اوسکی یہ ہے کہ جب ثابت ہوا اسرا خیر الانبیا کا حرم سے حرم تک بطریق معجزہ کے بدلالت آیت کے پس جائز ہے اسرا آپکا
طرف آسمان کے ساتھ قیاس کے کہ مقرون ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے اسلیے کہ کچہ فرق نہین درمیان اون دونون کے
بیچ تعلق ارادہ اور قدرت الہیہ کے انتہی ملا علی قاری اور عدول نہین کیا جاتا ہے ظاہر دلالت اور ارادہ حقیقت
سے طرف تاویل کے مگر وقت استحالہ عقلیہ اور شرعیہ کے اور کوئی استحالہ عقلی اور شرعی نہین ہے بیچ اسرا اور معراج کے

ساتھہ جسم کے مع روح کے حالت بیداری مین اسلیے کہ جو ہوتا یہ معاملہ خواب مین ساتھہ روح کے جیسے کہ بعضے اوس کے
قائل ہین تو یون فرماتا حق تعالی سبحن الذی اسری بروح عبدہ اور نفرماتا بعبدہ اور بھی اسرا کے معنی ہین رات کو
سیر کرنا اور وہ نہین ہوتی ہے حقیقت مین مگر بیچ حالت بیداری کے اور اعتبار حقیقت کا اولی ہے مجاز سے جبتک نہ
پھیرے اوس سے کوئی قرینہ صارفہ انتہی علی قاری اور بھی اگر ہوتا خواب مین تو ہوتا بیچ اوسکے معجزہ اور امر خارق عادت
اگرچہ خواب انبیا کا حق ہے اور اونکی خبرین خواب کی سچی ہین اور البتہ بعید نجانتے اوسکو کفار اور نہ وہ تکذیب کرتے
آپکی اوسکے اخبار مین اور نہ مرتد ہوجاتے مسلمان ضعیف الایمان اور نہ وہ فتنے اور بلا مین پڑتے بسبب اخبار اسرا کے
کسواسطے کہ مثل اس حال سے کہ واقع ہو خوابون مین کوئی انکار نہین کرتا ہے اور اوسکو مستبعد اور محال نہین سمجھتا ہے
اسلیے کہ بعضا شخص دیکھتا ہے خواب مین کہ وہ سیر کرتا ہے مشرق مین ایکبار اور مغرب مین دوسری بار حالانکہ اوسنے اپنے
مکان سے جنبش بھی نہین کی ہوتی ہے اور بدل گیا ہوتا ہے اوسکا پہلا حال سو انکار کفار کا اور شمار کرنا اوسکو محالات
مین سے اور مرتد ہوجانا بعضی ضعفا ایمان دار کا مبنی ہے اسی پر کہ آپ نے خبر دی اونکو کہ جیسے جسم کے ساتھہ معراج ہوئی
حالت بیداری مین اور فرمانا آپکا ثم استیقظت یعنی جب فرشتہ خدا کا میرے پاس آیا تو اوسوقت مین سوتا تھا
پھر جاگا اور کسی حدیث مین یون وارد نہین ہوا ہے کہ تھا مین نائم تمام واقعہ معراج مین اور بازو پکڑ کر نکال لانا جبرئیل
علیہ السلام کا اور چھت کا پھٹنا اور شق کرنا سینے کا پھر دھونا آب زمزم سے اور سوار ہونا براق پر پھر امام ہو کر انبیا کے
ساتھہ بیت المقدس مین نماز پڑھنا بیچ روایت انس کے اسیطرح آسمان پر امام ہو کر نماز پڑھنا اونکے ساتھہ بیچ روایت
غیر انس کے اور دروازے کھلوانا آسمانون کے اور سوال جواب فرشتون کے جبرئیل علیہ السلام سے اور کھول دینا اونکا
مرحبا کہکر اور ملاقات کرنا انبیا کا اور مرحبا کہنا اور قصہ فرضیت نماز کا اور کئی بار مراجعت کرنا آپکا موسی علیہ السلام
کے پاس سے پروردگار کیطرف اور پکڑنا جبرئیل کا دست مبارک آپکا پھر عروج کرنا مقام مستوی تک اور وہان سننا
آواز اقلام کا اور حجاب کے تلے سے ہاتھہ پکڑنا فرشتے کا پھر رفرف پر سوار ہونا اور جنت مین داخل ہونا اور اپنے
رب سے قریب ہونا سو یہ سب تصریحات روایات صحیحات مین ظاہر ہین اثبات مین کہ قصہ معراج کا بیداری مین
ہے جسم کے ساتھہ پس محمول ہوئین گے اپنے ظاہری معنی پر اور جائز نہین ہے اوس سے عدول طرف تاویل کے اور ایک حجت اوس
طائفہ کی کہ قائل ہین ساتھہ روح کے یہ آیت ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس کیونکہ اس کو
بعضی مفسرین نے اوپر قصہ معراج کے حمل کیا ہے اور بھی بہت لوگون نے انکار کیا اور بعضی ضعیف الایمان اور ضعیف
العقل مرتد بھی ہوگئے تو معنی فتنہ کے پائے گئے اور یہ حجت نہین ہوسکتی اسواسطے کہ اس آیت کے واسطے کئی تفسیر
منقول ہین بعضی کہتے ہین کہ مراد رؤیا سے اوس مین رؤیا عام حدیبیہ کی ہے جیسے کہ فرمایا لقد صدق اللہ رسوله
الرؤیا بالحق الخ اور بعضی کہتے ہین یہ آیت قصہ بدر مین نازل ہوئی جیسے کہ فرمایا اذ یریکهم اللہ فی منامك قلیلا

اور یہی مراد رویا سے رویت بصری ہے اور وہ اس معنی مین بھی مستعمل ہے چنانچہ متنبی کہتا ہے ورویاک احلی فی
العیون من الغمض اور دیکھنا تیرا شیرین تر ہے آنکھون مین چشم بند کرنے سے اور بعضون نے کہا کہ تسمیہ ساتھ رویا کے
بسبب واقع ہونے اوسکے کے بیچ شب کے اور جو اوس طائفہ نے ساتھ اس قول عائشہ رض کے حجت پکڑی ہے کہ فرمایا
ما فقد جسد محمد تو نہین مفقود ہوا جسد شریف پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا سو یہ فرمانا اونکا از روی معاینہ
اور مشاہدہ اونکے کے نہین ہے کیونکہ وہ اوس زمانہ مین حضرت کے پاس نتھین یعنی ازواج مطہرات مین داخل ہوئی
تھین اور نہ اوس عمر کی تھین کہ ضبط وحفظ کرسکین بلکہ شاید وہ پیدا بھی نہوئی ہون ابھی تک بنا بر اختلاف کے کہ واقع ہوا ہے
بیچ وقت اسرا کے پس تحقیق اسرا تھا اول اسلام مین ڈیڑھ برس بعد بعثت سے بنا بر قول زہری وغیرہ کے اگرچہ اصح یہ ہے
کہ وہ پانچ برس بعد واقع ہوا بعثت سے بہر تقدیر عائشہ رض نے اس خبر کو اپنی غیر سے نقل کیا ہے تو اونکی خبر اوپر خبر اون
لوگون کے کہ بطریق مشاہدہ کے ذکر کرتے ہین راجح نہین ہے انتہی کذا فی مدارج وشروح شفا اور بعضے کہتے ہین کہ اسرا مسجد
حرام سے مسجد اقصی تک ساتھ جسم کے بیداری مین تھا اور معراج وہان سے آسمان کی طرف ساتھ روح کے خواب مین
تھی اور حجت پکڑی ہے اس طائفہ نے ساتھ آیت سبحن الذی اسری کے کہ اوس مین غایت اسری کی مسجد اقصی فرمائی
تو وہ مقتضی ہے کہ تجاوز نکیا وہان سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ساتھ بدن شریف کے طرف آسمان کے اور
اگر اسری ساتھ جسد اطہر کے مسجد اقصی سے بڑھکر ہوتا تو اوسکا ذکر ضرور فرماتا حق تبارک وتعالی پس ذکر اوس کا
ابلغ ہوتا بیچ مدح حضرت رسالت پناہی علیہ السلام کے اور بیچ تعجب اور تعظیم قدرت الہی جل جلالہ کے جواب اوسکا یہ ہے
کہ یہ حجت نہین ہوسکتی اسواسطے کہ وہ غایت ہے واسطے سیر نبی الخیر کے بیچ زمین کے تو وہ منافی نہین ہے صعود اور
نبی محمود کے سے علو کیطرف جو ثابت ہے احادیث صحیحہ سے اور یہی تخصیص ذکر مسجد اقصی کے آیۃ کریمہ مین بجہت
واقع ہونے خلاف وانکار قریش کے ہے اوسمین اور پوچھنا اونھون کا علامات اور صفات اوسکے کو اوس سرور
کائنات سے بطریق امتحان کے تھا کیونکہ اونھون نے اوسکو دیکھا تھا اور پہچانتے تھے اوسکی نشانیان اور تحقیق
وہ جانتے تھے کہ اس نبی اشرف نے اوس طرف کبھی سفر نہین کیا ہے تو جواب موافق معاینہ اونکے کے ہوگا تو قائم ہوگی
حجت اونپر اور اسیطرح واقع ہوا اللہ انہ پوچھا اونھون نے اون چیزون کو کہ دیکھین آسمانون مین اور بعضی قائل
ہین توقف کے باینطور کہ کہتے ہین کہ سیر کرائے گئے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور نہ کہا جاوے کہ وہ بیداری مین
ہوا اور نہ خواب مین اور یہ قول غریب ہے انتہی اور شاید حکمت اوسمین یہ بھی ہو کہ اس قصے مین ایمان ثابت ہووے
ساتھ مجموعہ کتاب وسنت کے اور ایک جماعت اسیر ہین کہ معراج کئی مرتبہ ہوئی اور توفیق دی ہے ابو شامہ وغیرہ
نے درمیان روایات کے ساتھ تعدد اوسکے کے انتہی شرح شفا ایکبار جاگتے مین اور کئی بار خواب مین ساتھ روح کے
بعضے اون مین سے مکہ مین اور بعضی مدینہ مین باوجود اسکے کہ وہ اتفاق رکھتے ہین اس پر کہ خواب انبیا علیہم السلام

کا وحی ہے کہ شبہہ کو اوس مین کچہہ دخل نہین ہے اور حالت نوم مین جاگتے ہین دل اون کے اور سچی ہوتی ہین آنکہین اونکی جیسے کہ سچی ہوتی ہین وقت مراقبہ اور حضور کے تاکہ شاغل نہو جاوے کوئی شی محسوسات سے اور شارح ترمذی ابوبکر بن عربی نے فرمایا کہ وقوع اسکا خواب مین واسطے توطیہ اور آسان ہونے کے تھا جیسے کہ ابتدای نبوت مین خوابین سچی دیکہتے تاکہ آسان ہو جاوے آپ پر برداشت ثقل وحی کی کہ وہ ایک امر عظیم ہے کہ عاجز ہین تحمل اوس کے سے قوتی بشری اسطرح حال معراج کا ہے کہ پہلے خواب مین واقع ہوئی تاکہ قوت و استعداد اوسکی وصول کی حالت بیداری مین حاصل ہو جاوے بلکہ بعض قائلین اس قول کے کہتے ہین کہ وقوع اوسکا خواب مین قبل بعثت سے تھا اور بعض عارفین نے کہا کہ اسرار اور معراج بہت بار ہوا ہے بعضون نے چوبیس تک گنا ہے ایک اون مین سے جاگتے مین ساتھہ جسم کے اور ساتھہ دیکہنے چشم سر کے اور باقی ساتھہ روح کے حالت خواب مین ہذا ملخص فی المدارج اور یہی بعضے قائل ہین ساتھہ تعداد اسرار کے بیچ بیداری کے بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ چار بار ہوا ہے انتہی نسیم الریاض اور اختلاف ہے اسمین کہ اللہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیکہا یا نہین بعض نے اسکا انکار کیا ہے اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا اور بعضے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے مسروق نے کہا ہے کہ مینے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچہا کہ کیا دیکہا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو اونہون نے فرمایا رونگٹے کہڑے ہوئے میرے بدن پر اس تیرے سخن سے پہر فرمایا وہ تین چیز ہین کہ جو کوئی وہ تجہسے کہے سچ نجاننا اول وہ کہ جو کوئی کہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کو دیکہا پہر اوسکے بعد یہ آیت پڑہی لا تدرکہ الابصار الایۃ انتہی اور بعض نے اقرار کیا ہے اون مین سے ہین انس بن مالک اور حسن اور عکرمہ چنانچہ خازن نے نقل کیا ہے اور خطیب نے کہا حاصل مسئلہ کا یہ ہے کہ صحیح ثبوت رویت کا ہے اور وہ وہ ہے کہ چلے ہین حبر ابن عباس خیر الامت اور وہ شخص مرجع ہین مسائل مشکلات مین اور تحقیق رجوع لائے اونکی طرف ابن عمر اور خبر دی اونہون نے کہ خیر البشر نے دیکہا اللہ تعالیٰ کو ساتھہ چشم سر کے اور وہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ مذکور ہوئی اوس مین قدح نہین کر سکتے کسواسطے کہ اونہون نے پیغمبر علیہ السلام سے سنکر خبر نہین دی ہے بلکہ اعتماد کیا ہے اپنے استنباط پر اس آیت مذکور سے اور جواب اسکا ظاہر ہے اسواسطے کہ ادراک کے معنی ہین احاطہ کے اور وہ تبارک و تعالیٰ احاطہ مین کسی کے نہین آسکتا ہے اور جب وارد ہوئی نص بیچ نفی احاطہ کے سوا اوس سے لازم نہین آتی ہے نفی رویت کی بغیر احاطہ کے انتہی پہر کسی نے آنکہہ سے دیکہنے کا اقرار کیا اور کسی نے دل سے اور بعض نے توقف کیا ہے مگر اکثر علمای متاخرین نے بعد تفحص احادیث اور تعمق دلائل اخبار کے اس معنی پر قرار دیا ہے کہ مراد دیکہنے سے ساتھہ دل کے خالی حاصل ہونا علم کا ساتھہ اللہ تعالیٰ کے اسلیے کہ یہ علم آنحضرت کو ہمیشہ حاصل اور متحقق تھا بلکہ اللہ نے قوت دیکہنے کی مانند بینائی آنکہہ کے دل مین آنحضرت کے پیدا کی تاکہ آنکہہ ساتھہ معاونت دل کے اور دل ساتھہ معاونت آنکہہ کے اس دولت مشاہدہ رویت اوس تعالیٰ شانہ کے سے مشرف ہوئے ہذا مختصر فی ارشاد المسلمین شرح العقائد النسفی صحیح مسلم مین ابن عباس سے نقل کیا ما کذب الفؤاد ما رای افتمارونہ علی ما یری ولقد راہ نزلۃ اخری کہا ابن عباس نے کہ دیکہا سید الناس نے رب الناس کو ساتھہ فواد اپنے کے دو بار کمافی الفتوحات الالٰہیہ فقط



در مطبع مفید عام آگره مطبوع شد

اولاد علی لوح نویس